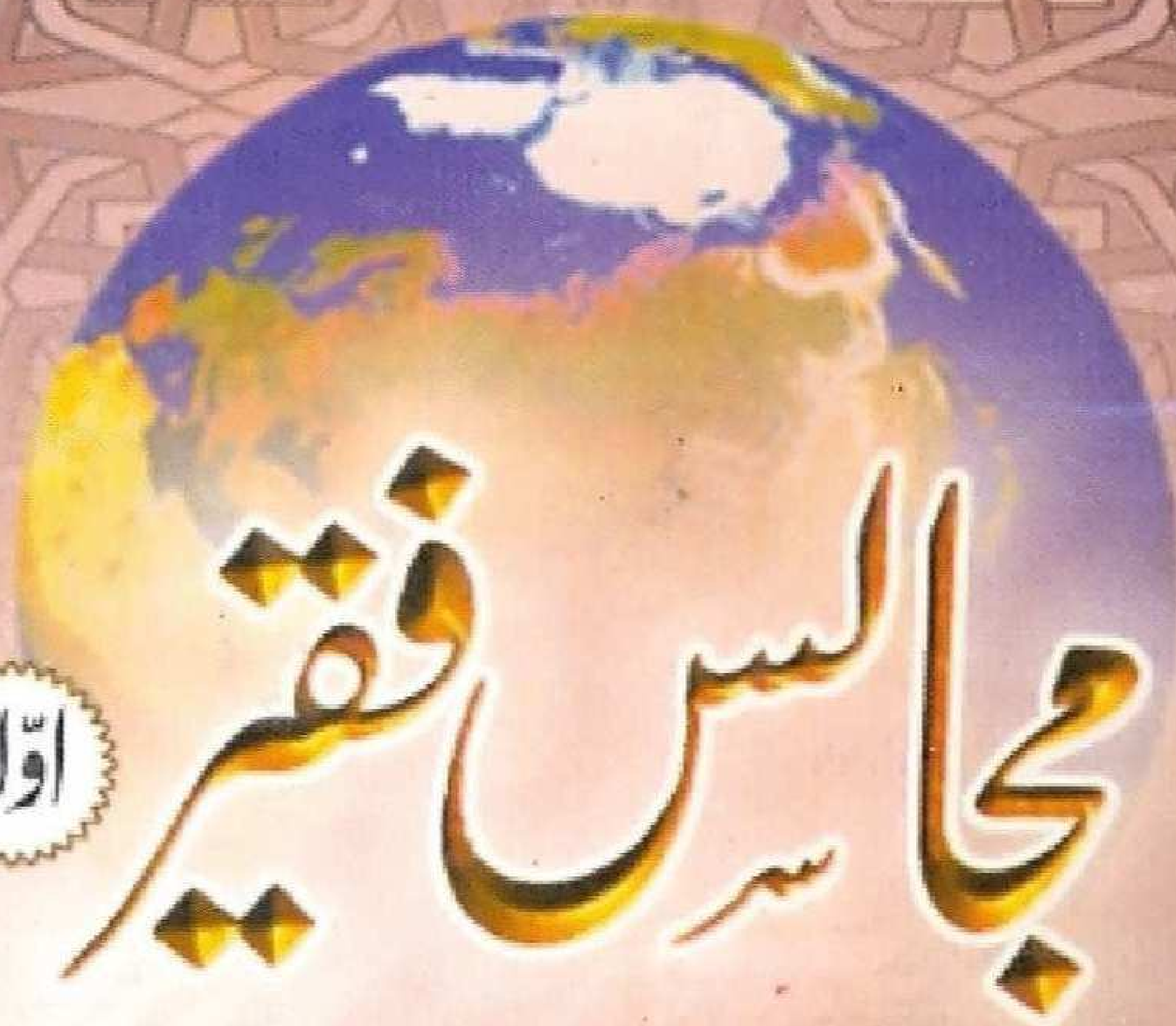


مجالس فقیر

اوّل

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

تفصیلات

نام کتاب : مجالس فقیر

جلد : اول

ازافادات : حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

مرتب : حضرت مولانا پروفیسر محمد اسلم نقشبندی

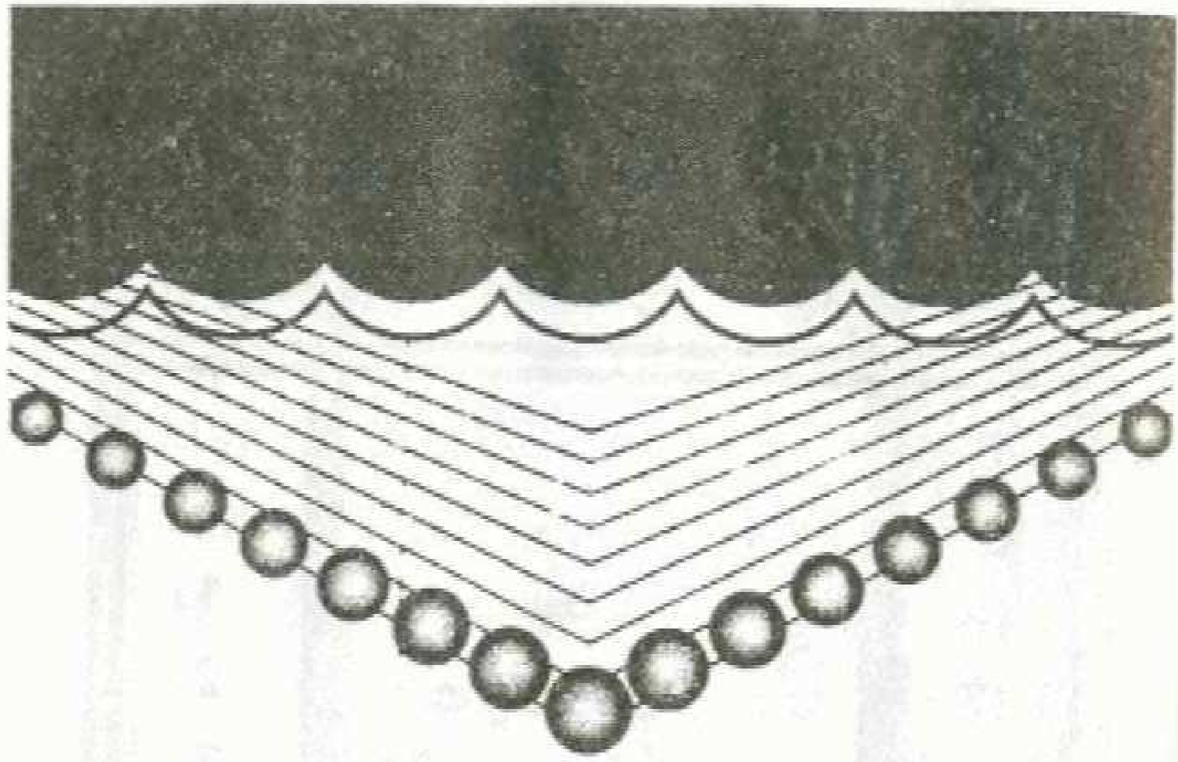
تعداد صفحات : ۴۸۸

طباعت : یاسر ندیم آفسیٹ پریس دیوبند

باہتمام : واصف حسین مالک دارالکتاب

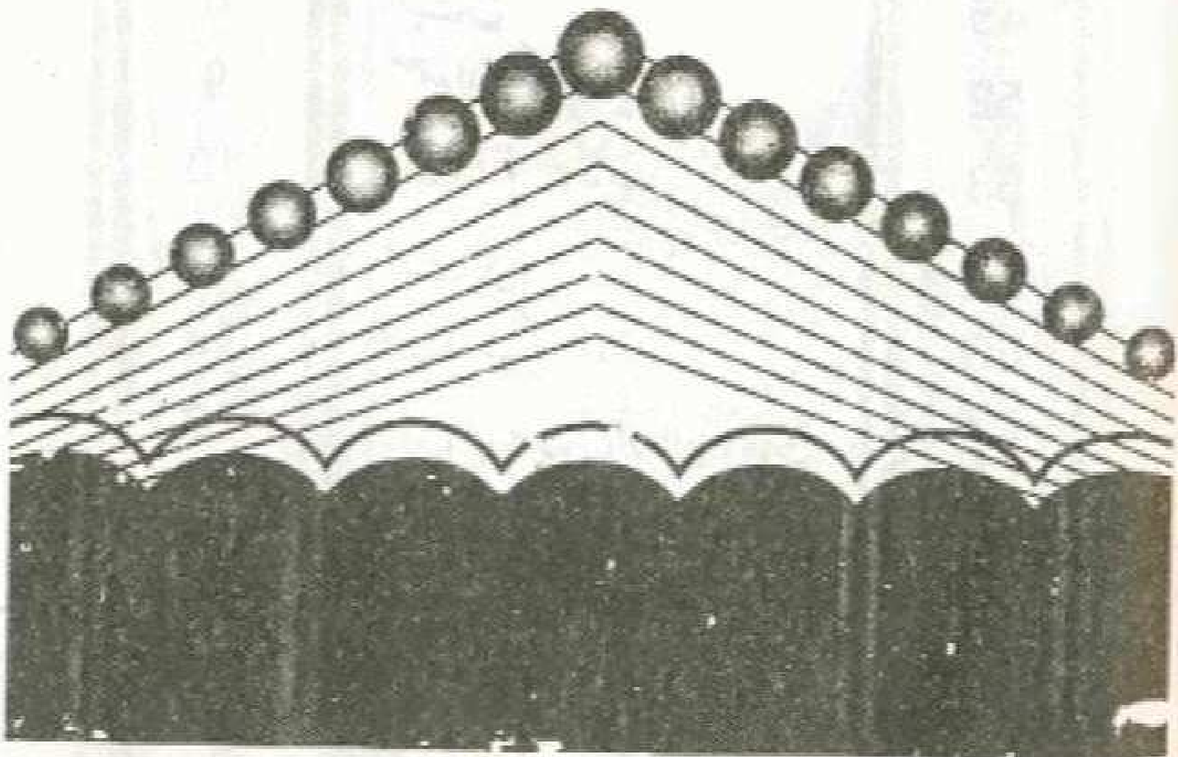
ناشر : دارالکتاب دیوبند

قیمت :



یک زمانہ صحبتے با اولیا

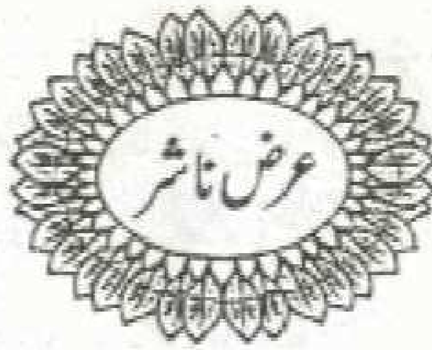
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا



فہرست

فہرست

فہرست



عرض ناشر

ایک حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"میرا بندہ نوافل سے میرے اتنا قریب ہو جاتا ہے کہ میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔ میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ میں اس کی زبان بن جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے۔ میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ کام کرتا ہے۔ میں اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے"

اس حدیث مبارکہ کے مطابق جو مقربین بارگاہ الٰہی ہوتے ہیں ان کا بولنا بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ وہ جب وعظ و نصیحت فرماتے ہیں تو عرفان الٰہی کا نشہ ان کے کلام کو "معارف" بنا دیتا ہے۔ وہ لوگوں کے حسب حال گفتگو فرماتے ہیں۔ یہ بھی ان کی زبان کی کرامت ہوتی ہے کہ ان کی سادہ باتیں بھی سننے والوں کے دلوں کو موم کرتی چلی جاتی ہیں۔ وہی باتیں جنہیں عام اصلاحی کتابوں میں بھی پڑھ اور سن لیتے ہیں لیکن اتنا متاثر نہیں کرتیں، جب ان کی زبان فیض ترجمان سے نکلتی ہیں تو دل کی دنیا میں انقلاب بپا کر دیتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے حضرت مولانا پروفیسر محمد اسلم نقشبندی صاحب مدظلہ کو کہ انہوں نے ہمارے شیخ، ولی کامل حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی

دامت برکاتہم العالی کی زبان شیریں کلام سے مختلف مجالس میں نکلے ہوئے الفاظ کو صفحہ قرطاس پر منتقل کرنے کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ یوں حضرت دامت برکاتہم کے علم و حکمت سے بھرپور ملفوظات مبارکہ کا ایسا نادر ذخیرہ میسر آرہا ہے کہ جس کو پڑھتے ہی بندہ اپنے آپ کو گویا حضرت کی محفل میں پاتا ہے۔ اور قاری ان کے فیضان نسبت کے زیر اثر اپنے ان گم گشتہ ارادوں کو از سر نو تازہ کرنا شروع کر دیتا ہے جن کو اس نے کسی وقت ان کی محفل میں بیٹھ کر، ان کی باتیں سن کر توبہ اور عمل کی نیت سے باندھا تھا۔

بنا کر حلقۂ یاراں ان کی محفل میں
ہم اپنے درد دل کی دوا لیتے ہیں

حضرت کی باتیں سبحان اللہ، ایسے موقع پر ہوتی ہیں، ایسے انداز میں ہوتی ہیں اور اتنے خلوص دل سے ہوتی ہیں۔ کہ سننے والے کو تڑپا کر رکھ دیتی ہیں اور ہر سامع بے اختیار اپنے طرز زندگی اور اخلاق کو شریعت و سنت کے ترازو میں تولنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

چونکہ یہ ملفوظات متوسلین و سالکین کے ساتھ ساتھ عوام الناس کے لئے بھی یکساں مفید ہیں۔ اس لئے ادارے نے پروفیسر صاحب کی اس کاوش کو استفادہ عام کے لئے شائع کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ جل شانہ اشاعت کے اس کام کو قبول فرما کر آخرت میں ہماری نجات کا ذریعہ بنائے۔

(آمین ثم آمین)

ڈاکٹر شاہد محمود نقشبندی

خادم مکتبۃ الفقیر



یہ بندۂ ناچیز پر تقصیر 1991ء میں حضرت جی دامت برکاتہم سے بیعت ہوا اور اسی دن سے حضرت جی کے ملفوظات قلم بند کرنے شروع کر دیئے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ مجھے حضرت جی کی باتیں بہت متاثر کرتی تھیں۔ اس عاجز نے سوچا کہ یہ باتیں تو ہوا میں بکھرتی جائیں گی ان کو اپنے فائدے کے لئے محفوظ رکھنا چاہئے۔ بقول حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے کہ علم کو لکھ کر قید کرلو۔ الحمدللہ اس وقت سے اب تک حضرت شیخ کی مجالس کو لکھتا رہا ہوں اور آئندہ کے لئے بھی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ لکھنے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔

ہمارے اسلامی ادب کی یہ روایات چلی آرہی ہیں کہ ہمیشہ مریدین اپنے بزرگوں کے ملفوظات کو جمع کرتے رہے ہیں۔ بزرگان دین کے ملفوظات میں بڑی تاثیر ہوتی ہے کیونکہ بزرگوں کی باتیں دل سے نکلی ہوئی ہوتی ہیں۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ والوں کے الفاظ میں اتنی تاثیر کیوں ہوتی ہے؟ اس کی بڑی وجہ یہی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں سرشار ہوتے ہیں اور پھر

ایسے خلوص اور اصلاح کی نیت سے نکلے ہوئے کلمات میں اللہ تعالیٰ بلا کی تاثیر پیدا کر دیتے ہیں۔ اللہ والوں کی باتیں اس لئے بھی پر تاثیر ہوتی ہیں کہ وہ درد وسوز سے بات کرتے ہیں۔

؎ سخن میں سوز الٰہی کہاں سے آتا ہے
یہ چیز وہ ہے کہ پتھر کو بھی گداز کرے

الحمد للہ ہم نے 24 صفحات پر مشتمل ایک قسط ملفوظات کی چھپوائی تھی جسے لوگوں نے بہت پسند کیا حتیٰ کہ اس کے ختم ہونے پر بھی لوگوں نے بار بار تقاضا کیا۔ یہی ملفوظات ہم نے امریکی پیر بھائیوں کے لئے امریکہ بھیجے تھے جو کہ وہاں بہت پسند کیے گئے۔ ہماری ایک قریبی بچی عالمہ ہے اس نے کہا کہ ملفوظات بہت اہم ہیں اور میں ان کو کوئی پچیس دفعہ پڑھ چکی ہوں۔ کسی کی رائے تھی کہ ان کے پڑھنے سے سیری نہیں ہوتی، کسی نے کہا کہ بہت دلچسپ ہیں اور بھی بہت سے دوستوں کی آراء ہیں، صفحات کی کمی کی وجہ سے وہ نہیں لکھی جا رہیں۔ قارئین کرام سے گزارش ہے اگر باعمل زندگی گزارنا چاہتے ہیں تو ملفوظات کا بار بار مطالعہ کیجئے۔ اس عاجز کا ذاتی تجربہ ہے کہ اس سے عمل کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، انسان کی اصلاح ہوتی ہے، دین کے علم میں اضافہ ہوتا ہے، اللہ والوں سے محبت پیدا ہوتی ہے، حضور ﷺ سے عشق پیدا ہوتا ہے اور آخرکار اللہ تعالیٰ کی محبت قلب وقالب میں سرایت کر جاتی ہے۔

حضرت جی دامت برکاتہم حیات حبیب کے دیباچہ میں لکھتے ہیں کہ آج کے پرفتن اور پرآشوب دور میں ہر فرد کسی نہ کسی درجہ میں باطنی امراض میں گرفتار ہے۔ بنابریں دینی ذوق شوق میں نقصان کے باعث اہل اللہ کے

حالات زندگی پڑھنے کے لئے عدیم الفرصتی کا بہانہ بھی عام ہے۔ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادیؒ سے پوچھا گیا کہ فتنے اور ظلمت کے دور میں ایمان کی حفاظت کے لئے کونسا نسخہ اکسیر ہے؟ حضرتؒ نے فرمایا، اولیاء اللہ کے احوال واقوال پڑھتے رہنا۔ یہ اللہ کے لشکروں میں سے لشکر ہیں۔ ہر دور اور ہر زمانے میں پڑھنے والوں کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔ **وما یعلم جنود ربک الا ھو** (اور نہیں جانتا تیرے رب کے لشکروں کو مگر تیرا رب) لوگوں نے حضرت ابو علی دقاقؒ سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص اولیاء اللہ کے حالات سننے کے بعد ان پر عمل پیرا نہ ہو تو کیا صرف حالات سن لینے سے اس کو کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا اس میں بھی دو فائدے ہیں۔ اول فائدہ تو یہ ہے کہ کسی بندے میں اگر حقیقی طلب ہوگی تو اس کی طلب و ہمت میں مزید اضافہ ہو جائے گا اور دوسرا فائدہ یہ ہے کہ مغرور بندے کے غرور میں کمی پیدا ہوگی اور اگر وہ بد باطن نہیں ہے تو بذات خود اولیا کرام کے حالات کا مطالعہ کرے گا۔

حضرت امام ابو یوسفؒ سے سوال کیا گیا کہ جس وقت دنیا میں اولیائے کرام کا وجود نہیں ہوگا اس وقت ہمیں کیا کرنا چاہئے جس کے ذریعے سے ہم لغویات وفضولیات سے دور رہ سکیں؟ آپ نے جواب دیا کہ اولیائے کرام کے حالات کا ایک جزو روزانہ پڑھ لیا کرنا۔ ان فوائد کے پیش نظر یہ ملفوظات ''مجالس فقیر'' کے نام سے جمع کئے گئے ہیں تاکہ قارئین کے لئے شمع ہدایت ثابت ہو سکیں۔ اللہ تعالیٰ سے عاجزانہ دعا ہے کہ ان ملفوظات کو آخرت میں ہماری بخشش کا ذریعہ بنائے اور ہمارے حضرت جی دامت برکاتہم کو اعلیٰ سے اعلیٰ مدارج عطا فرمائے۔ آمین

آخر پر التماس ہے کہ تمام قارئین کرام جو حضرت جی سے باتیں سنتے رہے ہیں وہ ان کے پاس امانت ہیں۔ انہیں لکھ کر اس عاجز کے پاس بھیج دیں انشاء اللہ کسی مناسب موقع پر شائع کر دی جائیں گی۔ تمام معاونین کا جنہوں نے جس طرح بھی اس کتاب کی تیاری میں حصہ لیا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے پاس سے خاص فضل و کرم عطا فرمائے۔ قارئین کرام اگر کہیں فروگزاشت دیکھیں تو مطلع فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

یہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ اس نے راقم الحروف جیسے کمزور انسان کو حضرت جی دامت برکاتہم کے ملفوظات جمع کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اب اللہ تعالیٰ ہی سے عاجزانہ التجا ہے کہ وہ راقم الحروف کو صحیح طریقے سے شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس عاجز کی زندگی تو سراسر شرمندگی ہے ہاں وہ لمحات جو راقم الحروف نے اپنے شیخ کی صحبت میں گزارے ہیں وہ حقیقی زندگی ہے۔

عاجز و ناچیز پروفیسر محمد اسلم نقشبندی مجددی
محبوب سٹریٹ، ڈھوک مستقیم روڈ
پیرودھائی موڑ، پشاور روڈ، راولپنڈی

مجلس 1

بچوں کی تربیت

(نوٹ) حضرت جی دامت برکاتہم کی مجلس میں زندگی کے بے شمار شعبوں سے متعلق ہدایات سنیں جو آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ آج کی مجلس میں ایک بڑے گمبھیر مسئلے پر روشنی ڈالی، مختصر الفاظ میں بچوں کی تربیت سے متعلق گراں قدر ارشادات فرمائے۔ یہ بڑی عجیب وغریب مجلس تھی گویا انوارات کی بارش ہو رہی تھی۔ الحمد للہ رب العالمین۔

اہم نکتہ:

حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا کہ، بچوں کی تربیت کے سلسلے میں یہ نکتہ ہمیشہ مدنظر رکھیں کہ فوراً کسی معمولی غلطی کرنے پر بچوں پر ہاتھ نہ اٹھائیں بلکہ آنکھ کا رعب رکھنا چاہئے۔ دس سال کے بعد بچے کو مار نہیں دینی چاہئے بلکہ رعب رہنا چاہئے۔ اگر مار دیا تو رعب ہی ختم ہو جائے گا اور اندر سے وہ آپ کا دشمن بن جائے گا اور آپ سے نفرت کرنے لگ جائے گا۔ آپ بوڑھے ہو جاؤ گے وہ جوان ہو جائے گا۔ پھر کیا کرو گے؟ اولاد کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرو جیسے خود توقع رکھتے ہو۔ ایسا ہی برتاؤ استاد کو

شاگردوں کے ساتھ کرنا چاہئے جیسا خود برداشت کرنے کا حوصلہ ہو۔

سبق آموز واقعہ:

حضرت جی دامت برکاتہم نے ایک لڑکے کا سبق آموز واقعہ سناتے ہوئے ارشاد فرمایا، برطانیہ سے ایک لڑکا اسلام آباد میں کسی مدرسے میں قرآن مجید پڑھنے لگ گیا۔ کسی قاری صاحب نے اسے ڈنڈے لگائے وہ باغی ہوگیا اور مسجد کے باہر انگریزی میں یہ لکھ کر چلا گیا

I hate Qari (میں قاری سے نفرت کرتا ہوں)

I hate Paskistan (میں پاکستان سے نفرت کرتا ہوں)

I hate Islam (میں اسلام سے نفرت کرتا ہوں)

بہت سے قاری Untrained (نا تجربہ کار) ہوتے ہیں انہیں بچوں کو Motivate (مائل) کرنا نہیں آتا۔ جو انسان ڈنڈا اٹھاتا ہے وہ یہ ظاہر کررہا ہوتا ہے کہ میں زبان سے نہیں سمجھا سکتا، میں نے شکست کھائی ہے۔ فوراً مارنے کے بجائے روزانہ 15 منٹ سمجھانے پر لگادیں تو بچے شوق سے سبق یاد کرلیں گے۔ غلطی کرنے پر فوراً ڈنڈا نہیں مارنا چاہئے بلکہ بعض غلطیوں سے تو صرف نظر کرنی چاہئے۔ اگر بہت سخت غلطی کی ہے تو پھر تھوڑی سی سرزنش کردی جائے تا کہ وہ بچہ آئندہ سے محتاط رہے۔ کیا اصلاح کا طریقہ یہی ہے کہ ڈنڈے لگاتے جائیں؟ یہ اصلاح کا صحیح طریقہ نہیں ہے؟ اس سے بچہ استاد سے نفرت کرنے لگتا ہے۔ بعض قاری حضرات تو بچوں کو ایسے مارتے ہیں جیسے کوئی انتقام لے رہے ہوں۔ فقیر ایسے نا سمجھ قاری حضرات کو مشورہ دیا کرتا ہے کہ ڈنڈے مارنے سے کیا بنتا ہے ان کو اپنے پاس پستول رکھنا چاہئے کہ جس بچے

سے غلطی ہو جائے فوراً گولی مار دیا کریں۔

عجیب واقعہ:

حضرت جی دامت برکاتہم نے یورپ کا ایک عجیب واقعہ سناتے ہوئے فرمایا کہ یورپ میں بچوں کو بالکل سزا نہیں دیتے۔ حتیٰ کہ اگر باپ بھی تھپڑ مارے اور بیٹا پولیس کو فون کر دے تو بچے کو نہایت آرام کے ساتھ ایمبولینس میں لٹا کر لے جاتے ہیں اور پولیس اس کے باپ کو ہتھکڑی لگا کر لے جاتی ہے۔ فرمایا کہ، ادھر ایشیا میں ضرورت سے زیادہ سختی ہے اور یورپ میں ضرورت سے زیادہ نرمی ہے حالانکہ اعتدال میں رہنا چاہئے اور بچوں پر آنکھ کا رعب ہونا چاہئے۔ حدیث پاک میں آیا ہے تمام کاموں میں بہترین کام اوسط درجے کے کام ہیں۔

ایک عورت کا شکریہ سکھانے کا واقعہ:

حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا کہ آج گھروں میں ایک دوسرے کا شکریہ ادا کرنے کی تعلیم ہی نہیں ہے۔ بھائی بھائی کے لئے، باپ اولاد کے لئے خواہ جتنی مرضی قربانی دے دیں لیکن ایک دوسرے کا شکریہ ادا نہیں کریں گے کیونکہ بچپن سے شکریہ کی تعلیم ہی نہیں دی جاتی۔ پھر اس ضمن میں ایک واقعہ سنایا کہ ایک دفعہ ہوائی جہاز میں جا رہے تھے، کوئی یورپین عورت تھی وہ اپنے بچے کو چمچ کے ذریعے چاول کھلا رہی تھی۔ وہ ہر چمچ کھلانے کے بعد بچے سے کہتی کہ Say thankyou وہ بچہ اپنی زبان سے شکریہ کے الفاظ ادا کرتا تب وہ اسے دوسرا چمچ دیتی۔ اس طرح تعلیم و تربیت سے تو شکریہ اس کی گھٹی میں پڑ جائے گا۔ کیا وہ بچہ بڑا ہو کر شکریہ ادا نہیں کرے گا؟ حالانکہ شکریہ کی

تعلیم تو ہمیں شروع سے ہی دی گئی ہے قرآن اور حدیث اس پر گواہ ہیں ، قرآن کی ابتداء شکریہ کے الفاظ سے ہو رہی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اور جنت کی انتہا پر بھی شکریہ کے الفاظ ہیں۔ جنتی جب اللہ تعالی کی اتنی زیادہ نعمتیں دیکھیں گے تو بے اختیار یہ کہیں گے وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ اللہ تو پھر اللہ ہے ہمیں تو انسانوں کے شکریہ کی بھی ترغیب دی گئی ہے۔ حدیث پاک میں ہے مَنْ لَمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرُ اللّٰہَ (جو انسانوں کا شکرادا نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکرادا نہیں کرتا)

بچے ہمیشہ والدین کی نقل کرتے ہیں:

ارشاد فرمایا، بچوں کی تربیت کے ضمن میں یہ بات مدنظر رکھنی چاہیے کہ بچے ہمیشہ والدین کی نقل کرتے ہیں، اپنے سے بڑے بچوں کی Copy کرتے ہیں اور والدین سے سب سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں اور بچپن میں ان کی پیروی کرتے ہیں

Children always copy their parents

واقعہ:

منگلا ڈیم میں ایک انجینئر صاحب رہتے تھے۔ جب فون آتا تو وہ فون پر جواب دیتے ہوئے کہتے Chief Engineer Mangla speaking ایک دن یہ انجینئر صاحب اپنے کسی کام میں مصروف تھے ان کے چھوٹے بچے نے فون اٹھایا اور توتلی زبان میں والد کی نقل کرتے ہوئے کہنے لگا

Chief Engineer Mangla speaking

مجلس 2

عزت کیسے ملتی ہے

بمقام راولپنڈی یونس مسجد 27\4\92 کو مندرجہ ذیل ملفوظات ارشاد فرمائے۔

دو طرح کی عزت:

ارشاد فرمایا، عزت دو طرح سے ملتی ہے ایک تقویٰ سے دوسری دولت سے۔ دولت سے ملنے والی عزت دولت کی ہی طرح ناپائیدار ہوتی ہے۔

جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

جس کے پاس مال زیادہ ہو تو ہم اسے بخت والا کہتے ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے مثلاً قارون کے خزانوں کی کنجیاں ایک طاقتور جتھہ اٹھایا کرتا تھا لیکن موت کے وقت کیا حال ہوا؟ کیا قارون عزت والا تھا؟ نہیں۔

ناپائیدار عزت:

ارشاد فرمایا، ایک عزت کرسی، مال، پیسے وغیرہ سے ملتی ہے۔ جس طرح یہ دونوں ناپائیدار ہیں اسی طرح ان سے ملنے والی عزت بھی ناپائیدار ہے۔

ایک عزت تقویٰ اور نیکی سے ملتی ہے۔ نیکی اور تقویٰ کا نور چہرے سے ظاہر ہوتا ہے۔ بھلے انسان تنہائیوں میں عبادت کرلے تو عبادت چہرے پر حلاوت بنا کر سجا دی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے محبت:

ارشاد فرمایا، جو اللہ تعالیٰ سے جتنی زیادہ محبت کرے گا مخلوق بھی اتنی ہی زیادہ اس سے محبت کرے گی۔ جس طرح دو اور دو چار ہیں میں اس سے بھی زیادہ یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ جو جتنی زیادہ اللہ سے محبت کرے گا مخلوق بھی اتنی ہی زیادہ اس سے محبت کرے گی کیونکہ

نہ تاج و تخت میں نہ لشکر و سپاہ میں ہے
جو بات مرد قلندر کی بارگاہ میں ہے

تین باتیں:

بزرگوں نے تین باتیں ارشاد فرمائی ہیں۔

① جو آدمی جتنا زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے لوگ اتنے ہی زیادہ اس سے ڈرتے ہیں۔ ڈرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ انسان ہوا بن جاتا ہے بلکہ اس کا رعب ہوتا ہے۔

② ارشاد فرمایا، جو آدمی اللہ تعالیٰ سے جتنی زیادہ محبت کرے گا لوگ اس سے اتنی ہی زیادہ محبت کریں گے۔ یہ محبت عجیب چیز ہے وقت کا بادشاہ ہارون الرشید محل میں بیٹھا ہے، امام ابو یوسفؒ تشریف لا رہے ہیں۔ ہر طالب علم چاہتا ہے کہ امام صاحب کے جوتے اٹھائے۔ دو طلبا کا ایک ہی وقت میں ہاتھ پڑا، انہوں نے رومال میں جوتے ڈال دیئے اور ایک نے رومال کو

ایک طرف سے اور دوسرے نے دوسری طرف سے پکڑ لیا۔ یوں انہوں نے استاد کے جوتے اٹھالئے۔ ہارون الرشید نے ٹھنڈی سانس بھری اور کہا، بھلا بادشاہ کے جوتے اٹھانے پر بھی کوئی جھگڑتا ہے۔ پس جو جس قدر اللہ سے محبت کرے گا مخلوق اتنی ہی اس سے محبت کرے گی۔

(3) جو جتنی زیادہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے گا اللہ کی مخلوق اتنی ہی زیادہ اس کی خدمت کرے گی اور موت کے بعد بھی لوگ اس کا ذکر خیر کرتے رہیں گے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ ایک صحابی ہیں وفات پا گئے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے جنازہ پڑھایا، حضور ﷺ پنجوں کے بل چلتے ہیں۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے پوچھا، حضور ﷺ! آپ کو کبھی ایسے چلتے نہیں دیکھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا، ہاں، ان کے جنازے کے لئے اتنے فرشتے آئے کہ تل دھرنے کو جگہ نہیں ملتی تھی۔

عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

اہل اللہ کی حکومت:

ارشاد فرمایا، اہل اللہ کی موت پر وہ جگہیں روتی ہیں جہاں بیٹھ کر وہ عبادت کرتا تھا۔ حدیث کے یہ الفاظ پڑھ کے لطف آجاتا ہے۔ یہ میرا بندہ دنیا سے تھکا ماندہ آیا ہے اسے کہو کہ قبر میں دلہن کی نیند سو جائے۔ یہ عزت تقویٰ کی وجہ سے ملتی ہے۔ بادشاہ جسموں پر حکومت کرتے ہیں اور اہل اللہ کی دلوں پر حکومت ہوتی ہے۔

کیا بات ہے کہ صاحب دل کی نگاہ میں
جچتی نہیں ہے سلطنت روم و شام و رے

زمین کا جغرافیہ:

ارشاد فرمایا، ایک عزت نیکی اور تقویٰ کی وجہ سے ملتی ہے۔ تقویٰ والوں کے ہاتھ اٹھتے ہیں تو زمین کا جغرافیہ بدل جایا کرتا ہے۔

کوئی اندازہ کرسکتا ہے اس کے زور بازو کا
نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہے تقدیریں

مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ

(جو اللہ کا ہو جاتا ہے پس اللہ اس کا ہو جاتا ہے)

بچوں کا کھیل:

ارشاد فرمایا، جب یہ ظاہری آنکھ بند ہوتی ہے تو پھر اندر کی آنکھ کھل جاتی ہے۔ پھر انسان کہے گا ایک چانس دے دو۔ یہ کوئی بچوں کا کھیل ہے کہ دوبارہ موقعہ ملے گا۔ یاد رکھیں! جس کے پاس جتنا زیادہ مال ہے وہ اتنا ہی زیادہ پریشان ہے۔ آپ کیا سمجھتے ہیں یہ امیر لوگ آرام سے سوتے ہیں۔ نہیں آرام واطمینان فقط انہیں ہوتا ہے جن کی لو اللہ تعالیٰ سے لگی ہوتی ہے۔

نہ دنیا سے نہ دولت سے نہ گھر آباد کرنے سے
تسلی دل کو ہوتی ہے خدا کو یاد کرنے سے

چین وسکون:

حضرت ابراہیم ادھمؒ نے فرمایا کہ ہمارے دلوں میں جو چین وسکون ہوتا ہے اگر بادشاہوں کو پتہ چل جائے تو وہ ہم پر فوجیں لے کر چڑھائی کر دیں۔ جو سر سے پاؤں تک اللہ کے حکموں کے پابند ہیں وہ چین وسکون میں ہوتے

ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں تو سروں سے پگڑیاں اچھل جایا کرتی ہیں، آدمی بیٹھے بٹھائے گھر میں ذلیل ہو جایا کرتے ہیں۔

یہ خزاں کی فصل کیا ہے فقط ان کی چشم پوشی
وہ اگر نگاہ کر دیں تو ابھی بہار آئے

دائمی عزت:

ارشاد فرمایا، ایک عزت پرہیزگار بننے سے ملتی ہے۔ جیسے پرہیزگاری دائمی ہے اس طرح اس سے ملنے والی عزت بھی دائمی ہے۔ بلکہ متقی تو اللہ کے محبوب ہوتے ہیں۔

إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ

(بے شک اللہ تعالیٰ متقین سے محبت کرتا ہے)

خدا کے نام پر بک جا، خدا کے نام پر مٹ جا
یہی ایسی تجارت ہے کہ جس کو بے خطر پایا

إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ

(بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کے جان و مال جنت کے بدلے میں خرید لئے ہیں)

جب تک بکے نہ تھے کوئی پوچھتا نہ تھا
تم نے خرید کر ہمیں انمول کر دیا

مجلس 3

خوشگوار ازدواجی زندگی

بر مکان فقیر محمد اسلم نقشبندی مجددی بوقت تہجد پردے کے ساتھ راقم الحروف اور اہلیہ صاحبہ سے خصوصی ملفوظات ارشاد فرمائے۔ جس سے ہماری ازدواجی زندگی میں خوشگوار تبدیلی آئی۔

تھوڑا آرام:

ارشاد فرمایا، انسان اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کا مہمان ہے۔ مومن کی زندگی متحرک ہوتی ہے۔ کام کام اور بس کام، تھوڑا آرام ہو

چلنے والے نکل گئے ہیں
جو ذرا ٹھہرے کچل گئے ہیں

دنیا، قبر، آخرت:

ارشاد فرمایا، دنیا دار الفنا، آخرت دار البقاء ہے، دنیا در الغرور اور آخرت درالسرور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو کام کرنے کے لئے، قبر کو آرام کرنے کے لئے اور آخرت کو عیش کرنے کے لئے بنایا ہے۔ ارشاد فرمایا، ہماری دنیا کمیت کے لحاظ سے مختصر ہے تو کیفیت کے لحاظ سے اتنی ہی اہمیت رکھتی

ہے۔ جیسے کوئی نوکر اپنے مالک کو منانے کے لئے بھاگ بھاگ کر کام کرتا ہے اسی طرح مومن مولائے حقیقی کو راضی کرتا ہے۔ یہ زندگی کی گھڑیاں غنیمت ہیں اس میں مل بیٹھ کر نیکیاں کر لیں۔

؎ غنیمت جان لو مل بیٹھنے کو
جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے

مختصر زندگی:

ارشاد فرمایا، یہ مختصر زندگی عنقریب ختم ہونے والی ہے۔ آدمی عزم صمیم سے قدم اٹھائے حتیٰ کہ منزل پر پہنچ جائے۔ ہمارے سلف صالحین وقت کی اتنی حفاظت کرتے تھے کہ ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کرتے تھے۔ ان کا مقصد زندگی اللہ کی رضا بن چکا تھا۔ جس نے خشک روٹی کھائی اس کی بھی رات گزر گئی، جس نے تر روٹی کھائی اس کی بھی رات گزر گئی۔

؎ جو خشک روٹی ملے آزاد رہ کر
وہ خوف و ذلت کے حلوے سے بہتر

اللہ کی رضا:

ارشاد فرمایا، حالات بدلتے رہتے ہیں مومن کامل کی پہچان ہے کہ اللہ کی رضا کے لئے کام کرتا ہے مومن کی زندگی ہر پہلو سے کامل ہوتی ہے۔

ازدواجی زندگی کا مقصد:

ارشاد فرمایا، ازدواجی زندگی کا مقصد یہ ہے کہ میاں بیوی دونوں نے ایک دوسرے کے ذریعے سے گناہوں سے بچنا ہوتا ہے۔ میاں بیوی کے

درمیان پیار و محبت کا رشتہ ہونا چاہئے اس سے گھر بستے ہیں۔

A house is built by hands but a home is built by hearts

مکان ہاتھوں سے تعمیر ہوتا ہے لیکن گھر دل سے تعمیر ہوتا ہے۔ اینٹیں جب ملتی ہیں تو مکان بن جاتا ہے دل جب ملتے ہیں تو گھر بن جاتا ہے۔

دل کا ملنا:

ارشاد فرمایا، میاں بیوی کا دل ملا ہو تو درخت تلے بیٹھے ہوں، غار میں ہوں، پہاڑ کی کھوہ میں ہوں، مزے سے ہیں۔ لیکن اگر دل نہ ملے ہوں تو محلات بھی اجڑے اجڑے لگتے ہیں۔ ارشاد فرمایا، کسی کا قول ہے حضرت حوا کو آدم کی پسلی سے پیدا کیا گیا، سر سے پیدا نہیں کیا کہ سر پر نہ بٹھائے، پاؤں سے پیدا نہیں کیا کہ پاؤں کے نیچے نہ رکھے بلکہ پسلی سے پیدا کیا کہ دل کے قریب رکھے تاکہ آپس میں محبت ہو۔

اللہ تعالیٰ کی رضا:

ارشاد فرمایا، اسلام نے جو نکاح کا تصور دیا ہے اس کے ذریعے دونوں نے گناہوں سے بچنا ہے۔ لوگ دنیا کے رسم و رواج میں اتنے مگن ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی پرواہ نہیں کرتے۔ ایسے حالات میں بیوی اپنے مفادات کو مدنظر رکھتی ہے، خاوند اپنے مفادات کو دیکھتے ہیں۔ جسم ایک دوسرے کے قریب لیکن دل دور ہوتے ہیں۔ لوگوں کی نظروں میں میاں بیوی ہیں لیکن ایک دوسرے کی شکل دیکھنے کو تیار نہیں۔

خوش نصیب خاوند:

ارشاد فرمایا، یہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہوتی ہے کہ کسی بیوی کو اللہ سے ڈرنے والا خاوند مل جائے۔ اسی طرح وہ خاوند خوش نصیب ہے کہ بیوی نیکی میں تعاون کرنے والی ہو۔

آخری پہر کے فیصلے:

ارشاد فرمایا، تہجد کی پابندی کریں، رات کے آخری پہر میں جو فیصلے ہوتے ہیں تو وہ سارے دن کی محنت سے بھی نہیں ہوتے۔ رات کے آخری پہر میں دعائیں بڑی جلدی فاصلہ طے کرتی ہیں۔ امام رازیؒ فرماتے تھے اے اللہ! رات اچھی نہیں لگتی مگر تیرے سے راز و نیاز کے ساتھ اور دن اچھا نہیں لگتا مگر تیری یاد کے ساتھ،،

اللہ تعالیٰ کا گھر:

ارشاد فرمایا، لوگ آج چاہتے ہیں کہ ہر گھر میں کمرے کا رنگ علیحدہ ہو، گھر کی ایک ایک چیز کی matching کرتے ہیں۔ گھر کے سجانے کا اتنا اہتمام اور اللہ کے گھر دل کے سجانے کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ وہاں سے شرک و بدعت کی بدبو آ رہی ہوتی ہے۔

دل کا پاک کرنا:

ارشاد فرمایا، جب اللہ تعالیٰ دل میں آ جاتے ہیں بلکہ دل میں سما جاتے ہیں تو حالت ہی بدل جاتی ہے۔ انسان کو چاہئے کہ اپنے دل کو پاک رکھے۔ اے عظمتوں والے خالق مالک! میرے دل میں سما جا، میری آنکھوں میں آ جا۔

؎ تو دل میں تو آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا
میں جان گیا بس تیری پہچان یہی ہے

زندگی کا سرور:

ارشاد فرمایا، زندگی کا حقیقی سرور تبھی حاصل ہوتا ہے کہ انسان کا دل غیر سے کٹ جائے اور اللہ تعالیٰ سے جڑ جائے صِبغَةَ اللّٰہِ وَ مَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰہِ صِبغَةً (اللہ کا رنگ اور اللہ کے رنگ سے بہتر کس کا رنگ)

بھاگ بھاگ کر کام کرنا چاہیے:

ارشاد فرمایا، حیات مستعار ہمیں آخرت کی تیاری کرنے کے لئے دی گئی ہے۔ وقت تھوڑا ہے کام زیادہ ہے اس لئے بھاگ بھاگ کر کام کرنا چاہیے۔

یہ گھڑی محشر کی ہے تو عرصۂ محشر میں ہے
پیش کر غافل عمل کوئی اگر دفتر میں ہے

اللہ تعالیٰ کی مدد کھینچنے کا مقناطیس:

ارشاد فرمایا، جب انسان کی زندگی ہر پہلو سے سنت کے مطابق ہو تو وہ کامیاب ہے۔ ہر ہر سنت اللہ تعالیٰ کی مدد کھینچنے کا مقناطیس ہے مثلاً ایک ارب روپیہ ایک میز پر اکٹھا کرنا چاہیں تو نہیں ہوگا لیکن اسی ایک ارب روپے کا چیک چھوٹا ہے لیکن حقیقت میں بہت بڑا ہے۔ اسی طرح نبی ﷺ کی سنت بظاہر کتنی چھوٹی نظر آتی ہے لیکن وہ حقیقت میں بہت بڑی ہوتی ہے۔ یقین کریں ایک ایک سنت ایک ایک ارب روپے سے بھی قیمتی ہے۔

شیطان سے بچاؤ کا طریقہ:

ارشاد فرمایا، انسان لباس، گفتار، کردار، اٹھنے، بیٹھنے ہر ہر معاملے میں سنت کی پابندی کرے۔ نبی ﷺ جب گھر میں داخل ہوتے، دعا پڑھتے۔ اگر

دعا پڑھ لے تو شیطان پیچھے رہ جاتا ہے اگر دعا نہ پڑھے تو ساتھ آتا ہے اور پھر دلوں میں نفرت ڈالتا ہے۔ یہ نہیں سوچتے کہ ایک سنت کو پورا نہ کرنے سے شیطان مردود کو گھر میں داخلے کی اجازت مل گئی۔ اسی طرح مرد عورت کپڑے اتارنے سے پہلے دعا پڑھ لیں تو جنات شیاطین اس کے قریب نہیں آتے۔ اگر ہم نہیں پڑھتے تو پھر کیوں کہتے ہیں کہ جنات، آسیب کا اثر ہو گیا ہے؟ عموماً عورتیں روتی پھرتی ہیں یہ نہیں سوچتی کہ ہم اگر سنت پر عمل کر لیتی ہیں تو ایک حصار کے اندر آ جاتیں ہیں۔

کھانے کی مسنون دعا:

ارشاد فرمایا، حدیث پاک میں آیا ہے کہ کھانا کھانے سے پہلے اگر مسنون دعا پڑھ لیں تو شیطان کھانے میں شامل نہیں ہو سکتا۔ یہ دو تین مثالیں اس لئے دی ہیں تا کہ سنتوں کو مدنظر رکھیں۔

میاں بیوی کا ملنا:

ارشاد فرمایا، اگر میاں بیوی ملتے وقت سنت کے آداب کا خیال نہ رکھیں تو بھی شیطان کا اثر ہو جاتا ہے۔ اگر سنت کا اہتمام نہ کیا جائے تو اپنے ہاتھوں سے اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنے والی بات ہو جاتی ہے۔

سنت کی برکات:

ارشاد فرمایا، اگر سنت پر عمل نہ ہو تو میاں بیوی میں غلط فہمیاں اور پریشانیاں بڑھتی چلی جاتی ہیں۔ اگر ایک ایک سنت پر عمل ہو تو دیکھیں کتنی پیار و محبت ہو گی۔

ناخن پالش:

ارشاد فرمایا، آج عورتوں کو فرائض و واجبات تک کا علم نہیں ہے اور پوچھنا بھی اپنی شان کے خلاف سمجھتی ہیں (مثلاً) ناخن پالش لگائی جس کی وجہ سے طہارت حاصل نہیں ہوتی۔ اسی طرح کھانا پکایا، اسی طرح کھلایا، ناپاک ہی نماز پڑھ لی، ناپاک ہی قرآن پڑھا اس دوران بھی اس پر لعنت ہو رہی ہوتی ہے اگر کسی کے ناخن پالش لگی ہو۔ ناپاک ہی چلتی پھرتی ہیں۔ اس ایک چھوٹی غلطی کی وجہ سے بڑی بڑی غلطیوں اور گناہوں کی مرتکب ہو گئیں۔

ذریعہ خلوص:

ارشاد فرمایا، عورتوں میں آج دین کا علم حاصل کرنے کا شوق نہیں۔ کہتی ہیں آگے دیکھا جائے گا۔ لیکن نیک بیویاں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر علم حاصل کرتی ہیں۔ دین کا علم تو خاوند سے بھی حاصل کر سکتی ہیں لیکن خلوص پیر و مرشد سے بیعت کے ذریعے سیکھا جاتا ہے۔

شیخ کی محبت:

ارشاد فرمایا، آج اول تو صحیح رہبر ملنا مشکل ہے اور اگر مل بھی جائے تو فائدہ اٹھانا مشکل ہے۔ اول تو عورتیں بیعت ہی نہیں کرتیں، اگر کر بھی لیں تو رابطہ کی کمی کی وجہ سے اکتساب فیض نہیں ہوتا۔ یہ دینی تعلق اس قدر کمزور کہ اگر کسی کو سمجھائیں کہ شیخ کی محبت فیض کے لئے ضروری ہے، فیض اس محبت سے ہی آتا ہے تو بات ہی ان کی سمجھ میں نہیں آتی۔ اول تو سوال ہی نہیں پوچھتیں حالانکہ ان کے دل میں بھی سوال اور شکوک وشبہات ہوتے ہیں۔ مردوں کو تو

مواقع ملتے ہیں لیکن انہیں بہت کم مواقع ملتے ہیں۔ عورتوں کو چاہئے کہ اپنے محرم مردوں کی وساطت سے شیخ کے ساتھ رابطہ رکھیں۔

رابطہ شیخ:

ارشاد فرمایا، اگر ذکر و مراقبہ کربھی لیا جائے تو رابطہ شیخ میں کمزوری کی وجہ سے فیض میں کمی رہتی ہے، محبت میں کمی کی وجہ سے فیض میں کمی رہتی ہے۔ ایک حضور ﷺ سے محبت ہے لیکن انداز جدا ہے۔ حضور ﷺ پر جان قربان کرنے کو تیار ہیں، ماں باپ سے محبت کا انداز جدا ہے، بھائی، بہن سے محبت کا انداز جدا ہے، خاوند کی بھی محبت ہے مگر انداز بالکل مختلف ہوتا ہے۔ اسی طرح جب شیخ کی محبت وغیرہ کا ذکر ہو تو وہی باپ والی پاکیزہ محبت و شفقت سمجھی جائے گی۔

سب کے اجر کی حقدار:

ارشاد فرمایا پہلے تو عورتوں کو مواقع میسر نہیں اگر مواقع میسر بھی ہوں تو فیض اٹھانے کے طریقے نہیں جانتیں۔ جیسے خاوند کے لئے دل صاف کرنا ضروری ہے اسی طرح بیوی کے لئے بھی دل کو صاف کرنا ضروری ہے۔ مرد حضرات کو کتنے مواقع ہیں عورتیں اس سے محروم ہیں۔ سلف صالحین میں اس کی مثالیں ملتی ہیں کہ عورتوں کے لئے علیحدہ باپردہ محفل کا وقت ہوتا تھا۔ ایسی محفلیں منعقد ہونی چاہئیں، ہو سکتا ہے کہ کوئی بھٹکی ہوئی عورت توبہ کر لے، نماز کی سستی کو دور کر لے۔ جو خاتون اس کام کی محرکہ بنے گی تو یقیناً وہ سب کے اجر کی حقدار بنے گی۔ بعض شہروں میں عورتیں اتنے شوق سے پروگرام رکھواتی

ہیں، اتنا اہتمام کرتی ہیں کہ حیرانی ہوتی ہے، دیکھیں کتنی بڑی نیکیاں کماتی ہیں۔

تیار کرنا:

ارشاد فرمایا، آخرت میں ایک شخص ہوگا دیکھے گا کہ کتنے ہی ہزار حجوں، نمازوں کا ثواب میرے نامہ اعمال میں لکھا ہوا ہے۔ وہ کہے گا میں نے تو اتنے حج نہیں کیے یہاں کئی ہزار حج، نمازیں پڑھنے کا ثواب ہے۔ کہا جائے گا، تو نے تو ایک ہی حج کیا تھا لیکن تو دوسروں کو تیار کیا کرتا تھا۔ اس لئے جتنے لوگوں نے حج کیا تیرے نامہ اعمال میں لکھ دیا گیا۔ اسی طرح ہزاروں نمازیں ہیں کہ تو دوسروں کو نماز کے لئے تیار کرتا تھا اور تیرے نامہ اعمال میں ان نمازوں کا بھی ثواب لکھ دیا گیا۔

دین کا کام:

ارشاد فرمایا، بعض جگہ ایسی خواتین بھی ہیں کہ جنہیں جیسے ہی وقت ملتا ہے۔ عورتوں سے دین کی بات کرتی ہیں گویا کہ دین ان کا اوڑھنا بچھونا بن چکا ہوتا ہے۔ پروگرام کراتی ہیں۔ ہم نے تو پانی دینا ہوتا ہے اور فصل کاٹنی ہوتی ہے۔

اٹھ باندھ کمر کیا ڈرتا ہے
پھر دیکھ خدا کیا کرتا ہے

اشاعت دین:

ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ کی مدد سے امید ہے کہ اگر ہم اشاعت دین کے لئے کوشش کریں تو وہ فضل فرمائے۔ اس سے آخرت تو بنتی ہی ہے کم از کم

فائدہ یہ ہے کہ میاں بیوی کے درمیان محبت ہو جاتی ہے۔ یہ نقشہ ہے جو اجتماعی اور انفرادی زندگی کے لئے پیش کیا گیا ہے۔

دین کی محبت:

ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی خدمت کے لئے قبول کرے، دین کی خدمت والے کے سر پر سعادت کے تاج رکھے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی نیکی کی توفیق بخشے تاکہ کل ہم قیامت کے دن سرخرو ہوں۔

ذکر فکر والا ماحول بنائیے:

فقیر نے آخر پر عرض کیا کہ میری اہلیہ صاحبہ ایم اے اسلامیات کر رہی ہیں۔ حضرت والا نے فرمایا اچھی بات ہے ہمیں اس سے زیادہ دلچسپی نہیں ہے بلکہ ہمیں اس سے غرض ہے کہ ذکر و فکر والا ماحول بنائے۔



مجلس 4

ایمان اور شیطان

ایمان کی اہمیت:

حضرت جی دامت برکاتہم کے سائے کو اللہ تعالیٰ تا دیر ہمارے اوپر سلامت رکھے اور ہمیشہ آپ کا ذکر بھلائی کے ساتھ ہوتا رہے۔ آج ایمان کی اہمیت اور فضیلت کے متعلق ارشاد فرمایا ''مزہ تو جب ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بن دیکھے مانے ورنہ دیکھ کر تو سبھی مان جائیں گے۔ جن تعلیمات کو حضور ﷺ لائے انہیں بن دیکھے ماننے یہی ایمان ہے۔ جو دیکھنا چاہے وہ تو مشاہدہ کرنا چاہتا ہے، مشاہدہ کر کے اور دیکھ کر مانے ہوئے کو اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرمائیں گے۔ مثلاً کئی چیزیں اس کائنات میں ہیں جنہیں ہم بغیر دیکھے ہوئے مانتے ہیں مثلاً کشش ثقل جو زمین میں ہے جس سے زمین چیزوں کو اپنی طرف کھینچتی ہے اسے بن دیکھے مانتے ہیں، اللہ تعالیٰ جو اس کشش ثقل کا خالق ہے اسے بن دیکھے کیوں نہیں یقین کر لیتے۔

سب سے قیمتی متاع:

ارشاد فرمایا، ایمان ہماری سب سے قیمتی متاع ہے، شیطان آخری وقت تک اس کو چھیننے کی کوشش کرتا ہے۔ موت کے وقت شیطان ایڑی چوٹی کا

زور لگاتا ہے، کبھی ماں باپ، کبھی دوستوں کی شکل میں آ کر کہتا ہے کہ ایمان کو چھوڑ دو، بغیر دیکھے ہوئے رب کو کیسے مانتے ہو؟ اس وقت اس ملعون کو جواب دیں کہ میں بہت سی چیزوں کو بغیر دیکھے ہوئے مانتا ہوں تو اس ساری کائنات کے خالق کو بغیر دیکھے ہوئے کیوں نہ مانوں۔ دو آدمی اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھگڑ رہے تھے۔ ایک کہہ رہا تھا کہ، اللہ کو دیکھوں گا تو مانوں گا۔ دوسرے نے کہا کہ، تو پاگل ہے۔ پہلے مجھے اپنی عقل نکال کر دکھا پھر تجھے مانوں گا۔ غور سے سنو اللہ تعالیٰ کو صرف دل سے محسوس کیا جا سکتا ہے ظاہری آنکھوں سے دیکھا نہیں جا سکتا۔

انکشاف راز ہستی عقل کی حد میں نہیں
فلسفی یاں کیا کرے اور سارا عالم کیا کرے

خاتمہ بالخیر:

ارشاد فرمایا، کہ جس کے نامہ اعمال کی فائلیں کھول دی گئیں وہ نہیں بچ سکے گا۔ بس ایمان بچا کر لے گئے تو کامیاب ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے سب کے ایمان کی حفاظت فرمائے اور خاتمہ بالخیر فرمائے۔ موت کے وقت کوئی متقی پرہیزگار بزرگ قریب ہو تو خاتمہ بالخیر کی قوی توقع ہے۔ اللہ تعالیٰ سے خاتمہ بالخیر کی دعائیں مانگتے رہنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہی شیطان مردود کی مکاریوں سے بچائے۔ خاتمہ بالخیر تمام اولیا کی سب سے بڑی آرزو ہوتی ہے۔

سنت کی اہمیت:

حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا، کتنے لوگ قیامت کے دن

ہوں گے کہ نبی ﷺ کی شکل وصورت بنانے کی وجہ سے معاف کر دیئے جائیں گے مثلاً داڑھی اور ظاہری سنت کی وجہ سے بھی اللہ تعالیٰ رحم کا معاملہ فرمائے گا کہ اس نے شکل وصورت میرے محبوب کی بنائی ہے اس لئے اس پر رحم کیا جائے گا اور معاف فرما دیا جائے گا۔ الحمد للہ

تیرے محبوب کی یا رب شباہت لے کر آیا ہوں
حقیقت اس کو تو کر دے میں صورت لے کر آیا ہوں

اللہ والوں کی مقناطیسیت:

ارشاد فرمایا کہ، اللہ تعالیٰ نے اللہ والوں میں مقناطیسیت رکھ دی ہے، اللہ تعالیٰ نے اللہ والوں میں رعب رکھ دیا ہے۔ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ کسی شہر میں گئے تو ایک بھی جاننے والا نہ تھا دو چار گھنٹے وہاں گزارے اور ایک مجمع ہے کہ رخصت کرنے کے لئے آیا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ ہی ہیں جو لوگوں کے دلوں کو مائل کرتے ہیں۔ اللہ والوں کے اچھے کریکٹر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت ڈال دیتے ہیں۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا (بے شک جو لوگ ایمان لاتے ہیں اور اچھے عمل کرتے ہیں رحمان لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت ڈال دیں گے)۔

اللہ والوں کے پاس اللہ کی محبت کی مقناطیسیت ہوتی ہے اس لئے لوگ ان کی طرف کھنچے چلے آتے ہیں۔

نہ تخت و تاج میں نہ لشکر و سپاہ میں ہے
جو بات مرد قلندر کی بارگاہ میں ہے

مجلس 5

آداب شیخ

حالات اچھے ہوں یا برے شیخ کو ضرور بتائے:

ارشاد فرمایا، آداب شیخ میں سے یہ ادب بھی ہے کہ مرید اپنی پوری کی پوری کیفیت اپنے پیر کے سامنے کھول دے۔ حالات اچھے ہوں یا برے سب کے سب پیر کے سامنے کھول دے۔ شیخ اچھے حالات میں کمی بیشی کی اصلاح کر دیں گے اور برے حالات کی بہتری کی دعا کرتے رہیں گے۔ بعض مرید شرماتے ہوئے یا ڈرتے ہوئے برے حالات پیر کے سامنے نہیں کھولتے ہیں حالانکہ چاہئے تو یہ کہ اچھے حالات بتائیں یا نہ بتائیں برے حالات ضرور بتائیں تاکہ پیر صاحب اس کے لئے دعا کریں اور نصیحت کی ضرورت ہو تو نصیحت کر دیں گے اور جہاں اصلاح کی ضرورت ہوئی اصلاح بھی کریں گے۔

خدمت شیخ کی برکات:

ارشاد فرمایا، جو مرید پیر کی خدمت کرتے ہیں تو پیر اس کو بہانہ بنا کر دعا کرتے ہیں۔ اس لئے پیر کی خدمت میں سراسر فائدہ ہی فائدہ ہے۔ حضور ﷺ کے زمانے میں تین عبداللہ نامی صحابہؓ بہت خدمت کرتے تھے ایک عبداللہ بن

عباسؓ، دوسرے عبداللہ بن مسعودؓ اور تیسرے عبداللہ بن عمرؓ۔ نبی اکرم ﷺ ان تینوں کے لئے تہجد میں نام لے کر دعا مانگتے یہ تینوں اپنے زمانے میں امام بنے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ امام المفسرین، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ امام الفقہاء اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ امام المحدثین بنے۔ یہ سب خدمت کی برکات تھیں۔

اچھے برے حالات تفصیلاً بتائے:

ارشاد فرمایا، مرید اپنے خراب حالات پہلے بتائے اور تفصیلاً بتائے۔ اس طرح خط لکھتے ہوئے خراب حالات پہلے لکھے اور تفصیل سے لکھے۔ اگر مرید اپنی بات کو مکمل کہے گا تو شیخ اس کے لئے دعا کرے گا۔ آخر شیخ کی دعائیں کچھ اثر رکھتی ہیں یا نہیں؟

اگر پولیس والے مجرم کا چہرہ دیکھ کر اندازہ لگا لیتے ہیں اور چور پکڑ لیتے ہیں تو کیا پیر اندازہ نہیں لگا سکتا۔ پیر مرید کی باتوں اور چہرے سے اندازہ لگا سکتا ہے کیونکہ حدیث پاک میں آیا ہے کہ اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ (مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے) لیکن ادب یہی ہے کہ مرید اپنے حالات خود بتائے۔ تفصیلاً حالات سامنے ہوں گے تو پیر اصلاح کرے گا، طلب ہوگی تو توجہ بھی ہوگی۔

مَنْ طَلَبَ فَقَدْ وَجَدَ (جس نے طلب کیا اس نے پالیا)

آداب کی رعایت اشد ضروری ہے:

ارشاد فرمایا کہ، پیر کو ملتے ہوئے یا ٹیلیفون کرتے ہوئے یہ نہ کہے کہ آپ نے مجھے پہچانا یا نہیں۔ یہ ادب کے خلاف ہے۔ اس طرح پیر کی

Memory کو چیک نہ کرے بلکہ اپنا مناسب تعارف کروائے۔ کئی سالکین کو ادب کی کوئی بات بتائیں تو Mind کر جاتے ہیں۔ اصلاح اور تاکید کے لئے ذرا غصہ سے بتائیں تو منہ بنا لیتے ہیں۔ ایسا کرنا سراسر ادب کے خلاف ہے جو مرید آداب کی رعایت کئے بغیر اپنی اصلاح کروانا چاہے اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو کسی کے پاس گیا اور جسم پر شیر بنوانا چاہا۔ اس نے سوئی لگائی تو کہا کہ کیا بنانے لگیں ہیں؟ کہا کہ دُم بنانے لگا ہوں۔ اس شخص نے کہا دُم رہنے دیں۔ پھر سوئی لگائی تو پوچھا کہ اب کیا بنانے لگیں ہیں؟ کہا کہ کان بنانے لگا ہوں۔ اس نے کہا کہ کان بھی رہنے دیں۔ پھر سوئی لگائی تو پوچھا کہ اب کیا بنانے لگے ہو؟ بہت زیادہ درد ہو رہا ہے۔ بنانے والے نے کہا، شیر کا سر بنانے لگا ہوں۔ اس شخص نے کہا کہ یہ بھی رہنے دیں۔ بنانے والے نے کہا کیا ایسا بھی کوئی شیر دیکھا ہے جس کے نہ کان، نہ دُم اور نہ سر ہو؟ آداب کی مثال بھی اسی طرح ہے جو مریدین آداب کو اہمیت نہیں دیتے وہ بھی ایسی ہی اصلاح کروانا چاہتے ہیں۔ کتاب تصوف وسلوک میں آداب شیخ کا باب بار بار پڑھنا چاہئے حتیٰ کہ آداب کرنا آ جائیں۔ اس طرح مرید کی اصلاح کیسے ہوگی کہ ذرا سی ڈانٹ ڈپٹ اور سختی بھی برداشت نہ کر سکے۔ یہ راستہ تو محنت و مجاہدے کا راستہ ہے، یہ راستہ تو خدمت کا راستہ ہے۔

روحانی باپ کے حقوق:

ارشاد فرمایا، حدیث کا مفہوم ہے کہ تیرا باپ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے چاہے تو اسے کھول دے، چاہے تو اسے بند کر دے۔ مفہوم حدیث ہے، جس نے اپنے باپ کے چہرے پر محبت سے نظر ڈالی اسے

حج اور عمرے کا ثواب ملے گا۔ صحابہؓ نے پوچھا، ہر دفعہ کے نظر ڈالنے پر یہ اجر ملے گا؟ فرمایا ہر دفعہ بھی مل سکتا ہے، اللہ کے لئے یہ کوئی مشکل نہیں ہے۔ جس طرح باپ کے حقوق ہیں اسی طرح روحانی باپ کے بھی حقوق ہیں۔ باپ اوپر سے نیچے لانے کا ذریعہ ہے تو روحانی باپ نیچے سے اوپر لے جانے کا ذریعہ ہے، باپ جسمانی پرورش کرتا ہے جب کہ شیخ روح کی پرورش کرتا ہے۔

مرید کی ڈانٹ ڈپٹ میں حکمت:

ارشاد فرمایا، اگر شیخ کسی مرید کو ڈانٹے تو شیطان اس کے دل میں وسوسے ڈالے گا کہ بس اب پیر صاحب ناراض ہو گئے۔ شیطان مرید کو خواہ مخواہ بدگمانی کروائے گا، بدگمانی تو محرومی کی جڑ ہے۔ حالانکہ ڈانٹنے کا مطلب ناراضگی نہیں ہوتی۔ پیر کبھی خلوص چیک کرنے کے لئے بھی ڈانٹ کر کوئی بات کہتا ہے، کبھی شیخ سوچتا ہے کہ میں ایسی بات کہہ دوں گا جو تلخی والی ہو گی اور مرید شرح صدر کے ساتھ برداشت کر جائے گا تو چمک جائے گا۔ پیر اس کے لئے خلوت میں اور تہجد میں دعائیں بھی کرے گا۔ حضرت جی نے فرمایا، ہماری تو یہ حالت تھی کہ جس دن ہمارے شیخ ہمیں نہیں ڈانٹتے تھے ہمیں اپنے خلوص پر شبہ ہونے لگ جاتا تھا۔ یہ یاد رکھیں کہ پیر صاحب مرید کو کوئی ذلیل سمجھ کر نہیں ڈانٹتا بلکہ یوں سمجھتا ہے جیسے کسی حسینہ کے چہرے پر کالک لگ گئی ہو ابھی دھونے سے دور ہو جائے گی۔ مرید کو پیر اس طرح سمجھ کر ڈانٹتا ہے اور اصلاح کرتا ہے اور اس کے کریکٹر کو نکھار دیتا ہے۔ اچھا کریکٹر ہی انسانی زندگی کا طرۂ امتیاز ہے۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

مجلس 6

دین کا کام

ادارے اہم یا شخصیات:

اسلام آباد سے لاہور روانگی کے وقت راقم الحروف بھی حاضر خدمت تھا۔ حضرت جی نے بہت ہی گراں قدر ملفوظات ارشاد فرمائے۔ اس دن علمائے کرام کا ایک وفد ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔ اس موقع پر فرمایا، فیض اداروں کا نہیں شخصیات کا پھیلتا ہے۔ بعض لوگوں نے ساری زندگی جھونپڑی میں گزاری کوئی ادارہ نہیں تھا فیض صدیوں سے پھیل رہا ہے۔ حضرت شیخ علی ہجویریؒ، حضرت مجدد الف ثانیؒ، یہ اللہ والے چلتے پھرتے ادارے ہوتے ہیں۔ ارشاد فرمایا، بعض اداروں میں گئے جن کی عمارات بڑی عالیشان تھیں لیکن اندر کوئی نہیں تھا، چلانے والے ہاتھ نہیں تھے۔ ادارے عمارات کا نام نہیں ہیں، چلانے والے مخلص لوگوں کا نام ہیں۔

دین کا کام اور اخلاص:

حضرت جی نے علما کرام سے مخاطب ہو کر فرمایا، ہمیں تو اسی دین کے کام کرنے کی وجہ سے روزینہ ملتا ہے۔ جتنا کام کریں گے اتنا زیادہ ملے گا۔ لیکن کام وہ ہے جو اپنے کو مٹا کر کریں، شہرت، نام ونمود کی طمع نہ ہو۔ مخلص بن کر کام کرنے کی کوشش کریں۔ مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ (جس نے اللہ کی خاطر عاجزی، انکساری اختیار کی اللہ اس کو بلند فرما دیتے ہیں)

آسان نسبت:

ارشاد فرمایا لوگ چاہتے تو ہیں کہ صاحب نسبت ہو جائیں لیکن اس کے لئے جو کچھ کرنا پڑتا ہے وہ کما حقہ نہیں کرتے ۔ فرمایا حصول نسبت کا آسان طریقہ یہ ہے کہ ان تین باتوں کا خاص خیال رکھا جائے ۔ اپنی بھوک سے کم کھانا، گناہ سے بچنا، کسی بھی مخلوق کو تکلیف نہ دینا ۔ حضرت تھانویؒ نے بھی لکھا ہے کہ یہ تین باتیں حصول نسبت کو آسان کرتی ہیں ۔

حضرت جی نے نسبت کے بارے میں مزید ارشاد فرمایا، جیسے نجاست والے برتن میں کوئی دودھ نہیں ڈالتا اس طرح معصیت والے دل میں آسانی سے رحمت نہیں آتی ۔ دل سے غلط تصورات کے بت توڑ دو تب رحمت کی نسبت متوجہ ہوگی، یہ پتھر کے بتوں کی طرح خطرناک ہیں ۔ آپ نے طلب پیدا کرنی ہے، عاجزی وانکساری پیدا کرنی ہے تب اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت متوجہ ہوگی ۔

سوچنے کا انداز:

ایک سوچنے کا انداز ہے کہ میں یہ کام کروں گا اور ایک یہ انداز ہے کہ یا اللہ! مجھ سے یہ کام لے لے ۔ پھر اللہ تعالیٰ کام لے لیتا ہے اور توفیق دیتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ نیکی کی نئی نئی توفیق دیتے ہیں اور حفاظت بھی فرماتے ہیں ۔ یہ چیز مانگنے سے ملتی ہے ۔

ارشاد فرمایا، اولیاء اللہ کی نگاہ میں برکت ہو جاتی ہے وقت میں برکت ہو جاتی ہے بلکہ ہر چیز میں برکت ہو جاتی ہے کیونکہ وہ اتباع قرآن وسنت کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے محبوب بن جاتے ہیں ۔ حضرت شاہ عبدالقادرؒ نے اردو زبان میں قرآن کا ترجمہ کیا ۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے 18 سال مسجد میں اعتکاف کیا اور ترجمہ کیا ۔ 18 سال کے بعد جب ترجمہ مکمل ہوا تو باہر نکلے اور ایک کتے پر نظر پڑ گئی ۔ وہ کتا جہاں جاتا باقی کتے اس کے پیچھے پیچھے چلتے اور جب بیٹھ جاتا دوسرے کتے دائرہ بنا کر اس کے گرد بیٹھ جاتے تھے ۔



آخرت کی تیاری

اسلام آباد میں جناب چوہدری بشیر صاحب کے ہاں حضرت جی نے چند گراں قدر ملفوظات ارشاد فرمائے جو سالکین کے استفادہ کے لئے پیش خدمت ہیں۔

آخرت کے امتحان کی تیاری:

حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا کہ یہاں کے غم دل کو لگانے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہاں کے غم بھی عارضی ہیں، یہاں کی خوشیاں بھی عارضی ہیں۔ جیسے کوئی عقلمند انسان پل پر گھر نہیں بناتا اسی طرح مومن دنیا سے دل نہیں لگاتا۔ یہاں کوئی انسان مستقل نہیں رہے گا ہم یہاں امتحان کی حالت میں ہیں اس لئے ہمیں یہاں امتحان والوں کی طرح ہی رہنا چاہئے تا کہ آخرت کی صحیح تیاری ہو سکے۔

حساب کتاب:

ارشاد فرمایا کہ، قیامت والے دن انسان پر چار گواہ بنا دیئے جائیں گے۔ گناہ کی نیت سے جتنے قدم زمین پر چلا زمین کے وہ ٹکڑے اس کے خلاف

گواہی دیں گے۔ قرآن عظیم الشان میں انسان کے حساب کتاب کے متعلق فرمایا سنفرغ لکم ایھا الثقلان (اے جنوں اور انسانو! ہم تمہارے لئے عنقریب فارغ ہو جائیں گے)۔ جب نامہ اعمال سامنے آئے گا پھر پتہ چلے گا کہ کیا کرتے رہے اور کیا کرنا چاہئے تھا اقراء کتابک کفی بنفسک الیوم علیک حسیبا پڑھ اپنا نامہ اعمال آج تو خود اپنا حساب لینے کے لئے کافی ہے۔

آخرت کی تیاری:

آج وقت ہے نیکی کرنے کا اور آخرت کی تیاری کرنے کا لیکن ہم آج کل، آج کل کرتے کرتے وقت گزار دیتے ہیں۔ عقلمند وہ ہے جو آج دنیا میں زیادہ سے زیادہ نیکی کرے۔ دنیا میں آج ہم اپنے گناہوں کو بخشوا لیں ورنہ کل قیامت کے دن سزا ملنے کے بعد معافی ہو گی۔ اس دن ظالم گناہگار افسوس کریں گے بلکہ افسوس کی وجہ سے اپنے ہاتھوں کو کاٹیں گے یوم یعض الظالم علی یدیہ (جس دن ظالم اپنے ہاتھوں کو کاٹیں گے)۔

وضو کی برکات:

اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی طرف دھیان رکھیں۔ اس کے لئے باوضو رہنے سے بہت مدد ملتی ہے۔ بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ جنہوں نے زندگی کا زیادہ وقت باوضو گزار دیا۔ وضو سے روزی میں برکت پیدا ہوتی ہے، باوضو رہنے سے پاکیزگی نصیب ہوتی ہے، زندگی میں پاکیزہ اثرات پیدا ہوتے ہیں، باوضو رہنے سے عزت بھی ملتی ہے، باوضو رہنا بڑی نعمت ہے بلکہ یہ تو نیکیوں کی کنجی ہے۔

اچھی باتیں:

حضرت جی دامت برکاتہم نے راقم الحروف کو کچھ باتیں تلقین فرمائیں اور نصیحت کی کہ جب کالج جائیں تو وقوف قلبی رکھیں اور واپسی پر استغفار کریں، دوپہر کو سوئیں تو قیلولہ کی نیت کرلیا کریں تو سنت کا ثواب بھی مل جائے گا اور تہجد میں اٹھنے کے لئے مدد ملے گی، اشراق کی بھی پابندی کریں۔

(حدیث شریف میں ہے "اے بندے! شروع دن میں دو نفل پڑھ لیا کر میں سارا دن تیرے کاموں میں تیری مدد کروں گا")

اچھا معمول:

اس عاجز کی اہلیہ صاحبہ نے عرض کیا کہ رات کو سورۃ الملک پڑھتی ہوں۔ تو فرمایا کہ بہت ہی اچھا معمول ہے۔ اہلیہ صاحبہ نے پھر عرض کیا کہ، کہیں آتی جاتی ہوں تو پھر کوئی کتاب پڑھ لیتی ہوں مگر گھر میں نہیں پڑھتی۔ حضرت جی نے فرمایا، کیا گھر میں کتابوں کا کھولنا مکروہ ہے؟

حضرت خواجہ سراج الدینؒ کے فیض کی برکات:

حضرت خواجہ سراج الدینؒ کے متعلق فرمایا کہ بڑے متبحر عالم تھے۔ 36 سال کی عمر میں وفات پائی لیکن بڑے بڑے خلفا چھوڑ گئے۔ مثلاً حضرت حسین علی واں بھچراں، حضرت خواجہ فضل علی قریشیؒ، حضرت خواجہ غلام حسنؒ۔ اللہ تعالیٰ جس سے کام لینا چاہے اس کے لئے ایسے رجال پیدا فرما دیتے ہیں جو اس کے کام کو آگے بڑھاتے ہیں۔

زبردست عقل:

ایک دفعہ حضرت جی دامت برکاتہم نے دستر خواں پر بڑے ہلکے پھلکے

انداز سے کچھ باتیں ارشاد فرمائیں کہ انسان کیا کیا نعمتیں کھاتا ہے۔ جو چیزیں ہم یہاں کھاتے ہیں یہی چیزیں دوسرے ملکوں میں بھی ہیں مگر بعض جگہ Taste مختلف ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو کیا عقل دی ہے، واہ میرے مولا! ایک دفعہ فرانس میں ایک دعوت میں پوری گائے انہوں نے روسٹ کر کے رکھ دی کہ جس کو جو چیز اس کی پسند ہے وہ کھاؤ۔ ایک دوست نے حضرت جی کو امرود کاٹ کر دینا چاہا اور اس کا بیج نکالتے گئے۔ فرمایا، امرود کا بیج ہی تو قبض کشا ہوتا ہے۔

اچھا مرو اور اچھا مرنے دو:

مجلس کے آخر میں فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں کہ اچھا جیو اور اچھا جینے دو۔ ہم کہتے ہیں کہ اچھا مرو اور اچھا مرنے دو۔

جو دیکھی ہسٹری اس بات کا کامل یقین آیا
جسے مرنا نہیں آیا اسے جینا نہیں آیا



مجلس 8

محبت شیخ

خانیوال کے اجتماع کے موقع پر اسلام آباد کی جماعت کو بعد عصر ملاقات کا موقع ملا۔ چیمہ صاحب نے عرض کی حضرت جی ہم اسلام آباد میں محبت شیخ کے بارے میں باتیں کر رہے تھے۔ کیا محبت شیخ سے روحانیت میں ترقی ہوتی ہے؟

محبت شیخ کیوں ضروری ہے؟

حضرت جی دامت برکاتہم نے فرمایا، جس شیخ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے محبت جیسی نعمت حاصل ہو اس سے محبت کرنا ضروری ہے۔ مثلاً اگر ایک درخت پر اللہ تعالیٰ تجلی ڈالے تو اس میں اور اس کے اردگرد برکت ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰؑ کے لئے درخت پر تجلی ڈالی گئی اس طرح شیخ بھی تجلیات الٰہیہ کا مورد ہوتا ہے بھلا اس میں کتنی برکت ہوگی اور اس سے کتنی محبت ہونی چاہئے؟ فرمایا، فنافی الشیخ ہونے کے لئے اپنے شیخ کو دیکھیں کیسے اٹھتا ہے، کیسے بیٹھتا ہے، کیسے بولتا ہے، حتی کہ ہر معاملے میں شیخ کو دیکھیں کہ وہ کام کیسے کرتا ہے اس سے فنافی الشیخ کا مرتبہ آسانی سے نصیب ہوگا۔ کیونکہ شیخ سنت پر عمل کرتا ہے اس لئے بندے کو اس کی برکت سے فنافی الرسول اور فنافی اللہ

تک پہنچنا نصیب ہوتا ہے۔

محبت شیخ:

ارشاد فرمایا، شیخ کے ہر کام ہر بات کو نوٹ کرنا چاہئے۔ شیخ کامل کے منہ سے جو لفظ نکلے اللہ تعالیٰ اس کا بھرم رکھ لیتے ہیں۔ گمان یہ رکھنا چاہئے جو الفاظ شیخ کے منہ سے نکلیں گے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس کو پورا کردیں گے۔ محبت شیخ بھی عجیب نعمت ہے

محبت محبت تو کہتے ہیں لیکن
محبت نہیں جس میں شدت نہیں ہے

طالب صادق:

ارشاد فرمایا، انسان طالب صادق بن کر رہے۔ ابوجہل نے بھی حضور ﷺ کو دیکھا مگر تنقیدی نظر سے دیکھا۔ جب کہ صحابہؓ نے محبت اور طلب سے دیکھا۔ اعلیٰ قسم کی محبت سے بات بنتی ہے جو راستہ ساری عمر میں طے نہیں ہوتا وہ شیخ کی توجہ سے جلدی طے ہو جاتا ہے۔ جتنی طلب ہوگی، جتنا ادب ہوگا اتنا ہی فیض ملتا جائے گا۔ جب کامل طلب ہو تو بعض مشائخ پر القا کیا گیا کہ نسبت منتقل کرو ورنہ تمہاری نسبت سلب کرلیں گے۔ اس وقت اپنے بس میں بات ہی نہیں رہتی۔ اس وقت شیخ کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ نسبت منتقل کرے۔

شیخ کی توجہ:

ارشاد فرمایا، شیخ کی توجہ تو یکساں ہوتی ہے کوئی کیسا پھول بنا کوئی کیسا پھول بنا۔ خوشبو مختلف ہے، رنگ بھی مختلف ہے۔ طلب میں کمی کی وجہ سے فرق

پڑ جاتا ہے۔

عشق کی چوٹ تو پڑتی ہے سب پر یکساں
ظرف کے فرق سے آواز بدل جاتی ہے

محبت اور رابطہ کی مضبوطی سے طلب بڑھتی ہے اس لئے شیخ سے زیادہ سے زیادہ رابطہ رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ یہ بات تجربہ میں آئی ہے کہ جس کا رابطہ زیادہ مضبوط ہوگا وہ جلدی واصل باللہ ہو جائے گا۔

طلب حق:

ارشاد فرمایا، جس بندے میں ادب نہیں اس کا راستہ بند ہوتا ہے۔ اس لئے مشائخ اس پر کیا کر سکتے ہیں۔ محبت، ادب اور طلب لے کر بیٹھیں پھر دیکھیں فیض کیسے آتا ہے۔ مَنْ طَلَبَ فَقَدْ وَجَدَ (جس نے طلب کیا سو اس نے پالیا) طلب پختہ ہو اور جلد باز نہ بنے تو انشاء اللہ کامیاب ہوگا۔

واقعہ طلب:

ارشاد فرمایا، حضرت امیر خسروؒ کو اپنے شیخ حضرت نظام الدین اولیاء سے بڑی محبت تھی۔ پہلی مرتبہ جب اپنے شیخ سے ملنے گئے تو باہر سے حضرت شیخ کو گھر میں دو شعر لکھ کر بھیجے۔

تو آں شاہی کہ بر ایوان قصرت
کبوتر گر نشیند باز گردد
غریبے مستمندے بر در آمد
بیاید اندروں یا باز گردد

(آپ وہ بادشاہ ہیں کہ اگر آپ کے محل پر کبوتر آ بیٹھے تو وہ بھی باز بن جائے، ایک غریب محتاج آپ کے در پر آیا ہے وہ اندر آ جائے یا واپس لوٹ جائے)۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ نے کاغذ پر جواباً دو شعر لکھ کر بھیجے۔

بیاید آندرون مرد حقیقت
کہ با ما یک نفس ہمراز گردو
اگر ابلہ بود این مرد و نادان
آزاں راہے کے آمد باز گردو

(مرد حقیقت کو چاہئے کہ اندر آ جائے تا کہ تھوڑی دیر کے لئے میرا ہمراز بن جائے اگر یہ آدمی بیوقوف اور نادان ہے تو جس راستے سے آیا ہے اسی راستے سے واپس لوٹ جائے)

اس کے بعد امیر خسروؒ ساری زندگی کے لئے اپنے شیخ کے غلام بن گئے۔

واقعہ محبت:

ارشاد فرمایا ایک دفعہ حضرتؒ نے امیر خسروؒ کو کسی کام سے بھیجا۔ وہاں سے بڑے مال و دولت کے ساتھ آ رہے تھے کسی سرائے میں واپسی پر ایک آدمی سے ملاقات ہوگئی۔ باتوں ہی باتوں سے پتہ چلا کہ وہ آدمی حضرت نظام الدینؒ کی خانقاہ سے آیا ہے اور ہدیہ میں حضرت نظام الدینؒ اولیا کے جوتے ہیں۔ حضرت امیر خسروؒ نے وہ سارا مال و دولت دے کر وہ جوتے لے لئے اور سر پر رکھ کر شیخ کی خدمت میں پہنچے۔ حضرت کو رحم آیا اور سینے سے لگایا اور کام کر دیا اور روحانی منازل طے کروا دیں۔ طلب صادق ہو تو آج بھی

کام بن جاتا ہے۔

طلب صادق نہ ہو تو پھر کیا شکوہ ساقی

اقسام نسبت:

محبت شیخ کے ضمن میں فرمایا نسبت چار طرح کی ہوتی ہے جس سے طلبگار فیض یاب ہوتے ہیں۔

(1) نسبت انعکاسی:

نسبت انعکاسی یہ ہے کہ مرید شیخ کی خدمت وصحبت میں آداب کا خیال رکھتے ہوئے رہے تو شیخ کی کیفیات کا عکس مرید پر پڑتا ہے۔ اس کی مثال تنور کی طرح ہے کہ پاس بیٹھیں گے تو گرمی محسوس ہوگی اور اگر دور ہٹ جائیں گے تو کم ہو جائے گی۔ اگر بہت عرصہ شیخ کی صحبت میں رہے گا تو شیخ کی کیفیات وواردات کا عکس مرید پر ثبت ہوتا چلا جائے گا جیسے تصویر کیمیکل میں رکھی جاتی ہے تو پک جاتی ہے۔ یہ نسبت انعکاسی کہلاتی ہے۔

(2) نسبت القائی:

مرید دل کی کثرت ذکر سے صفائی کر کے آئے مثلاً جیسے کوئی آدمی اپنے چراغ کے تیل بتی وغیرہ کو درست کر کے لائے تو شیخ آگ لگا دے۔ اب شیخ کی صحبت سے جانے کے بعد بھی روشنی ساتھ ہوتی ہے۔ لیکن اس کو بھی خطرات ہوتے ہیں اس لئے مسلسل ذکر کرنا ضروری ہے۔ اس نسبت کو قائم رکھنے کے لئے دو باتوں کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔ (1) ذکر واذکار کی پابندی کرتا رہے (2) تقویٰ کا اہتمام کرتا رہے۔

3 نسبت اصلاحی:

مرید کو ڈانٹ ڈپٹ کے ذریعے اصلاح کرنے کے بعد جو نسبت ملتی ہے وہ نسبت اصلاحی کہلاتی ہے۔ شیخ جوں جوں اصلاح کرتا رہتا ہے یہ نسبت پکی ہوتی رہتی ہے۔ مثلاً حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ کے پوتے اپنے دادا کے ایک خلیفہ کے پاس گئے۔ حضرتؒ نے پیر کے پوتے ہونے کی نسبت کی وجہ سے بڑی آؤ بھگت کی۔ کچھ دنوں بعد انہوں نے کہا مجھے تو دادی جان نے وہ نعمت لینے کے لئے بھیجا ہے جو کہ آپ کو میرے دادا سے ملی تھی۔ حضرتؒ نے فرمایا اچھا اگر یہ بات ہے تو پھر اصطبل میں جا اور گھوڑوں کی خدمت انجام دے۔ تقریباً دو تین سال یہ خدمت انجام دی، مجاہدات کئے۔ ایک دن حضرتؒ انہیں شکار کھیلنے کے لئے لے گئے، کتے انہیں پکڑا دیئے اور فرمایا کہ چھوڑنے نہیں ہیں۔ انہوں نے کمر سے کتوں کے رسے باندھ لئے۔ کتوں نے جب شکار دیکھا تو زور مارا اور انہیں گھسیٹنے لگے، اسی دوران حضرت گنگوہیؒ کے پوتے پر تجلیات خاصہ پڑیں، بڑا مزہ آیا۔ ادھر سے حضرت گنگوہیؒ کے خلیفہ کو حضرت گنگوہیؒ کی روحانی زیارت نصیب ہوئی اور فرمایا کہ ہم نے تو اتنی محنت آپ سے نہیں کروائی تھی۔ بس حضرتؒ نے نوجوان کو سینے سے لگایا اور نعمت منتقل کر دی۔ ان بزرگوں نے اپنے مشائخ کی اتنی خدمت کی اور اتنے مجاہدات کئے تب کام ہوا۔ اس طرح ڈانٹ ڈپٹ اور امتحانات کے بعد جو نسبت ملے وہ نسبت اصلاحی کہلاتی ہے۔

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ نے ایک دن حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کو روٹی پر تھوڑا سا سالن رکھ کر دیا اور کہا کہ دسترخوان کے کونے میں بیٹھ کر کھالو لیکن دل تو چاہتا تھا تجھے جوتوں میں بٹھا دیتا اور چہرے کی طرف

بھی دیکھا کہ کوئی تغیر تو نہیں آیا۔ حضرت گنگوہیؒ نے عرض کی، حضرت! حقیقت یہ ہے کہ میں جوتوں کی جگہ بٹھانے کے قابل ہوں۔ فرمایا، الحمدللہ ذکر کے اثرات ہونے شروع ہو گئے ہیں اور کچھ دنوں کے بعد خلافت سے نواز ا اور روانہ کر دیا۔ اس طرح ڈانٹ ڈپٹ اور اصلاح کے بعد جو نسبت ملے اسے نسبت اصلاحی کہتے ہیں۔

4 نسبت اتحادی:

مرید شیخ کی اتنی خدمت کرے کہ شیخ بالکل خوش ہو جائے اور رہو بھی رحمت کا لمحہ تو منٹوں میں شیخ جیسی کیفیات حاصل ہو جاتی ہیں اور یہ نسبت اتحادی کہلاتی ہے۔

ایک دفعہ حضرت خواجہ باقی باللہؒ کی خانقاہ میں سخت بارش کے موسم میں مہمان تشریف لائے۔ ایک نانبائی روٹی وغیرہ کے ساتھ حضرت خواجہؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت خوش ہوئے اور فرمایا تم کیا مانگتا ہے؟ عرض کی کہ، اپنے جیسا بنالیں۔ فرمایا، کوئی اور چیز مانگو۔ عرض کی، بناتا ہے تو اپنے جیسا بنالیں ورنہ اور کچھ نہیں چاہئے۔ بس حضرتؒ نے توجہ ڈالی اور نسبت اتحادی منتقل کر دی۔ دونوں کو دیکھا گیا کوئی فرق نہیں تھا مگر نانبائی اتنی زیادہ تجلیات کو برداشت نہ کر سکا اور کچھ دنوں بعد وفات پا گیا۔ یہ معاملہ شاذ و نادر ہی ہوتا ہے

شیخ سے فیضیاب ہونے کا آسان طریقہ:

مجلس کے آخر پر ارشاد فرمایا دل سے سچی توبہ کر کے شیخ کے پاس آتے ہی نہیں۔ مثلاً برتن میں گندگی ہو تو کوئی اس میں دودھ نہیں ڈالے گا تو بھلا گند سے دل میں شیخ اپنا فیض کیسے ڈالے گا۔ خواہ لاکھ منتیں کریں۔ پہلے سچی توبہ کرو پھر دیکھو فیض کیسے امنڈ کر آتا ہے۔

مجلس 9

معمولات کی تاکید

یہ فقیر حضرت جی دامت برکاتہم کی صحبت بابرکات میں کراچی حاضر ہوا تو جماعت کو معمولات کی پابندی کی تاکید فرمائی خصوصاً اس مجلس میں درود شریف کی پابندی کے متعلق انمول باتیں ارشاد فرمائیں جو کہ افادہ عام کی خاطر پیش خدمت ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں خلوص کے ساتھ عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

ایک سوال کا جواب دو:

▪ ارشاد فرمایا، اگر کل روز قیامت حضور ﷺ نے ہم سے پوچھ لیا کہ کیا چوبیس گھنٹے میں تمہیں سات منٹ بھی مجھ پر درود پڑھنے کے لئے نہیں ملے، تو سوچو کیا جواب دو گے؟ لوگوں کی معمولات کی پابندی اور استقامت کا ذکر کرتے ہوئے ایک انکم ٹیکس آفیسر کا حال سنایا جو کہ حضرت والا کے ہاتھ پر سلسلہ نقشبندیہ میں داخل ہوا تھا۔ فرمایا کہ اس کی پونے چار سال میں تہجد کی نماز بھی قضا نہیں ہوئی۔ اگر آج یہ لوگ اتنی پابندی کر سکتے ہیں تو ہم کیوں نہیں کر سکتے؟

کردار کے غازی:

ارشاد فرمایا قال اتنا ہونا چاہئے جتنی بدن میں زبان ہے اور عمل اتنا ہو

جتنا بقیہ جسم ہے۔ گویا بات چیت کم ہو اور اعمال زیادہ ہوں۔ ہم کردار کے غازی بنیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کو کردار کے غازی پسند ہیں۔ انگریزی کا مقولہ ہے

If wealth is lost nothing is lost.

If health is lost something is lost.

If character is lost every thing is lost.

اگر دولت ضائع ہوگئی تو کچھ ضائع نہیں ہوا، اگر صحت ضائع ہوگئی تو کچھ نقصان ہوا اور اگر کردار ضائع ہوگیا تو ہر چیز ضائع ہوگئی۔

عجیب بہانہ:

ارشاد فرمایا، کراچی میں اکثر احباب سے معمولات کے متعلق پوچھا ہے لیکن بہانہ ہے کہ فرصت نہیں ملتی۔ پھر ایک بادشاہ کا واقعہ سنایا کہ وہ ہر روز پانچ ہزار دفعہ بارگاہ رسالت میں درود شریف کا ہدیہ بھیجتا تھا۔ ایک رات کسی وجہ سے ناغہ ہوگیا تو ایک بزرگ کے خواب میں حضور ﷺ نے اس کا تذکرہ کیا اور فرمایا کہ آج اس کا تحفہ نہیں پہنچا۔ جب بادشاہ اتنی مصروفیت کے باوجود پانچ ہزار دفعہ درود شریف کا تحفہ بھیج سکتا ہے تو کیا ہم دو سو دفعہ بھی حضور ﷺ کو درود شریف کا تحفہ نہیں بھیج سکتے؟

ہماری عجیب حالت:

ہماری حالت یہ ہے کہ ایک اجنبی آدمی کے پاس راستہ میں دس منٹ کھڑے ہو کر باتیں کرتے رہتے ہیں لیکن نبی ﷺ پر درود بھیجنے کے لئے ٹائم نہیں ہے۔ مگر اس پر افسوس ہے کہ ہمیں غم بھی نہیں کہ ہم کتنا بڑا ظلم کر رہے

ہیں۔ عہد کرو کہ معمولات کی پابندی کھانے پینے پر مقدم رکھیں گے خصوصاً درود شریف کا ناغہ نہیں ہوگا۔ سوچیں اگر ہمیں دس منٹ موت سے پہلے دیئے جائیں تو درود شریف پڑھیں گے یا کھانا کھائیں گے؟ یہ باتیں اس لئے کی ہیں کہ ہمیں درود شریف کی اہمیت کا پتہ چل جائے۔ اس بات کے کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم درود شریف اور معمولات کو اپنے کھانے پینے سے اہم ضرورت سمجھنے لگ جائیں۔ ارشاد فرمایا کہ ایسے آدمیوں کو جانتا ہوں جو قضا معمولات کو چھٹی کے دن پورا کر لیتے تھے۔ پھر اپنے معمولات کی پابندی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ امتحانات میں مصروفیت کی وجہ سے مراقبے قضا ہو گئے تو امتحان کے بعد 54 گھنٹے کے مراقبے مکمل کیے۔

معمولات اور جرم:

ارشاد فرمایا کہ دنیا جہاں کے کاموں کے لئے فرصت ہے لیکن معمولات کے لئے فرصت نہیں ہے۔ وجہ یہ ہے کہ ہم معمولات چھوڑنے کو جرم نہیں سمجھتے۔ مصروفیت کی وجہ سے نہیں کر سکے اس بہانہ کو کافی سمجھ لیتے ہیں اور مطمئن ہو جاتے ہیں حالانکہ یہ بہانہ کافی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بندے کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (میں نے جنوں اور انسانوں کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے) تصور کریں کیا ہم اللہ تعالیٰ کو یہ حیلے بہانے بنا کر مطمئن کر سکیں گے۔

ندامت و شرمندگی:

استغفار شرمندگی کے ساتھ پڑھیں، ندامت سے گرے ہوئے آنسو

موتیوں کے ہار بنا دیئے جائیں گے۔ جنہیں عبادت نہ ہونے کا غم ہو یہ بھی بڑی نعمت ہے۔ بندے کی ندامت و شرمندگی اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔

موتی سمجھ کر شان کریمی نے چن لئے
قطرے جو تھے مرے عرق انفعال کے

اللہ تعالیٰ کی رضا کی علامت:

جو عقل پر چلے وہ فرزانہ ہے اور جو عشق پر چلے وہ دیوانہ ہے جمیں ذکر محبوب کے بغیر چین نہ آئے یہ دیوانگی ہے۔ ہر چیز کی ایک علامت ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کی رضا کی بھی علامت ہے وہ یہ ہے کہ بندے کو عبادت کا شوق عطا کر دیا جاتا ہے۔

شوق مری لے میں ہے شوق میری نے میں ہے
نغمہ اللہ ہو میرے رگ و پے میں ہے

اللہ کے نام سے محبت:

اگر چھوٹا بچہ گر رہا ہو تو باپ اسے سنبھال لیتا ہے۔ اس طرح بغیر تشبیہ یہ عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے ارادہ کرنے والے کو اللہ سنبھال لیتا ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کے پاس بکریوں کا ریوڑ تھا۔ ایک فرشتہ آیا اور اس نے اللہ تعالیٰ کا نام بڑے مزے سے حضرت ابراہیمؑ کے سامنے لیا۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا، پھر اللہ کا نام لو۔ اس نے کہا کہ اس کی قیمت لگتی ہے۔ پوچھا کیا قیمت ہے؟ کہا، آدھا ریوڑ ہے۔ آدھا ریوڑ دے دیا اور دوبارہ اللہ تعالیٰ کا نام لیا تو بقیہ آدھا ریوڑ بھی دے دیا۔ پھر عرض کی کہ

پھر اللہ کا نام لیں۔ فرشتہ جو انسانی شکل میں تھا اس نے کہا اب کیا دو گے؟! اب آپ کے پاس کیا ہے؟ فرمایا، کہ تمہیں اس ریوڑ کے چرانے کے لئے چرواہے کی ضرورت ہوگی مجھے رکھ لینا۔ آپ میرے لئے اللہ کا نام لیتے رہیں میں آپ کی بکریاں چراتا رہوں گا۔

خدا کے نام پہ بک جا خدا کے نام پہ مٹ جا
یہ اک ایسی تجارت ہے کہ جس کو بے خطر پایا

اللہ کی محبت کیسے حاصل ہوگی:

اگر محبت الٰہی کی تڑپ ہو، عشق ہو تو پھر معمولات بوجھ محسوس نہیں ہوتے بلکہ مزہ آتا ہے۔ یہ چیزیں شیخ کی صحبت میں ادب اور طلب کے ساتھ بیٹھنے سے حاصل ہوتی ہیں۔ شیخ تو ہر مرید پر توجہات ڈالتا ہی رہتا ہے مگر مرید کی طلب اور محبت کی کمی بیشی سے فرق پڑ جاتا ہے۔

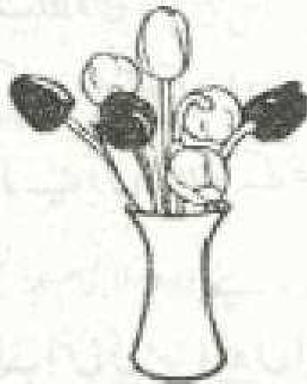
مالی دا کم پانی دینا تے بھر بھر مشکاں پاوے
مالک دا کم پھل پھل لانا لاوے یا نہ لاوے

اچھا گمان رکھنا چاہیے:

آخرت میں ایک آدمی کو لایا جائے گا اسے اس کے گناہ گنائے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تو نے حسن ظن رکھا اس لئے تجھے معاف کر دیا گیا۔ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ (میں بندے کے گمان کے مطابق فیصلہ کرتا ہوں)۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت و معرفت بن مانگے نہیں ملتی بلکہ طلب پہ ملتی ہے۔ بادشاہی بن مانگے مل جاتی ہے لیکن معرفت بن مانگے نہیں ملتی۔

مدت مدید تک ہر وقت سوتے جاگتے پہلا اور آخری خیال اللہ کی محبت کا ہو تب کہیں جا کر بات بنتی ہے۔ انسان اللہ تعالیٰ سے دعائیں اور آرزوئیں کرتا رہے۔

عطا اسلاف کا جذب دروں کر
شریک زمرۂ لایحزنون کر
خرد کی گتھیاں سلجھا چکا میں
مرے مولا مجھے صاحب جنوں کر



مجلس 10

انتہائی اہم ملفوظات

1. جب تو اپنی قدر اللہ کے نزدیک معلوم کرنا چاہے تو یہ دیکھ کہ اس نے تجھے کس کام میں لگا رکھا ہے۔
2. جو شخص اعمال صالحہ کے بغیر قبر میں چلا گیا ایسے ہی ہے جیسے اس نے سفینہ کے بغیر سمندر میں چھلانگ لگا دی۔
3. آج کل کی لڑکیاں گھر کی جھاڑ پھونک اور صفائی میں روزانہ گھنٹہ لگا دیتی ہیں کاش استغفار کے ذریعے دل (اللہ کے گھر) کی صفائی میں چند منٹ لگا لیا کرتیں۔
4. جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف اس کی مہربانیوں اور احسانات سے متوجہ نہ ہو تو وہ آزمائشوں کی زنجیروں میں اس کی طرف کھینچا جاتا ہے۔
5. تصوف وسلوک میں دو باتیں بہت اہم ہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ مرید کے دل میں طلب وشوق اس قدر ہو کہ وہ اپنے آپ کو پیر کے سپرد کر دے۔ مرید کے دل میں شیخ کی محبت وعقیدت جتنی زیادہ ہوگی اتنا قرب الی اللہ کا راستہ جلدی طے ہوگا۔ دوسری بات یہ کہ شیخ کی طرف سے توجہات وعنایات کی بارش ہو جب یہ دونوں اکٹھی ہو جائیں تو وصول الی اللہ کا راستہ کھل جاتا ہے۔

6 اگر کوئی مالک ایک باغ لگائے تو اسے ہر ہر پھول بوٹے کی کتنی قدر ہوتی ہے۔ اس کا جی چاہتا ہے کہ یہ گلشن سدا آباد رہے۔ اسی طرح فقیر نے جن لوگوں کو اللہ اللہ سکھایا ہے وہ بھی پھول بوٹے ہیں

جگر کا خون دے دے کر یہ بوٹے میں نے پالے ہیں

7 خوش قسمتی محنت کی اولاد ہے۔ محنت ہمارے ہاتھ میں ہے اور نصیب اللہ کے ہاتھ میں۔ ہمیں اسی سے کام لینا چاہئے جو ہمارے اختیار میں ہے۔

8 بے کار انسان مردے سے بھی بدتر ہے کیوں کہ مردہ کم جگہ گھیرتا ہے۔

9 یہ عجیب بات ہے کہ انسان کو اس وقت اپنی زندگی کی قدر و قیمت کا احساس ہوتا ہے جس وقت یہ آدھی سے زیادہ گزر چکی ہوتی ہے۔

10 یاد رکھنا کہ شیطان نے ایک سجدے کا انکار کیا تھا تو راندۂ درگاہ بن گیا جب کہ بے نمازی ہر دن میں بہتر (72) سجدوں کا انکار کرتا ہے۔

11 جس طرح چراغ جلے بغیر روشنی نہیں دیتا علم بھی عمل کئے بغیر فائدہ نہیں دیتا۔

12 کوئی بھی عالم دین اس وقت تک حامل دین نہیں بن سکتا جب تک عامل دین نہ بنے۔

13 اتباع سنت کو ہر معاملہ میں اپنے اوپر لازم جانیں۔ جیسے کوئی بیوی میک اپ کر کے خاوند کی نظر میں جاذب بننے کی کوشش کرتی ہے ایسے ہی سالک اتباع سنت کے ذریعہ محبوب حقیقی کی بارگاہ میں قبولیت کا طالب ہوتا ہے۔

14 جسے خورد و نوش کا چسکا ہے وہ حیوان ہے، جسے پڑے رہنے کی عادت ہے وہ بے جان ہے اور جسے محنت کی عادت ہے وہ صحیح انسان ہے۔

15 مرید کی ساری ترقی کا دارومدار شیخ کے ساتھ محبت، خلوص اور رابطہ پر ہوتا ہے یہ چیز مشاہدہ میں آئی ہے کہ جس کا شیخ کے ساتھ زیادہ کامل رابطہ ہوتا ہے وہ آگے نکل جاتا ہے اور تھوڑا ذکر کرنے سے بھی واصل باللہ ہو جاتا ہے۔

مجلس 11

محبت الٰہی

محبت الٰہی کی کیفیات:

ارشاد فرمایا کہ روحانیت کی نسبت حرام ہے اس شخص پر جس کے ذمہ حقوق العباد ہوں۔ حضرت شیخ شبلیؒ نے گورنری چھوڑ کر اس راہ عشق میں قدم رکھا تھا اس لئے ان پر واردات بھی عجیب ہوتی تھیں لیکن انہوں نے سچی توبہ کی تھی۔ جس کے حقوق ضائع کئے تھے سب کے پاس جا جا کر معاف کروائے۔ انہوں نے ایسی توبہ کی تھی جسے توبۃ النصوح کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کبھی کے مجاہدے اور قربانی کو ضائع تو نہیں کرتے۔ حضرت شبلیؒ کی قربانیوں کی وجہ سے ان پر محبت الٰہی کا بہت غلبہ ہوتا تھا۔ ایک دفعہ ایک نوجوان نے عرض کیا کہ حضرت! مجھے اللہ سے واصل کر دیں۔ حضرت شبلیؒ نے اللہ تعالیٰ کا نام ''اللہ'' کچھ اس انداز اور کچھ اس سوز سے لیا کہ وہ نوجوان فوت ہو گیا۔ قاضی کی عدالت میں مقدمہ ہوا۔ واقعہ بتایا گیا تو قاضی صاحب کو بھی ان کی زبان سے اللہ کا نام سن کر مزہ آ گیا۔ چنانچہ مقدمہ خارج کر دیا گیا۔

عید کے دن حضرت شبلیؒ چوراہے پر بیٹھے تھے اور بڑے غمزدہ تھے لوگوں نے پوچھا کیا ہوا؟ فرمایا، کہ لوگوں کے دلوں سے اللہ کا دھیان نکل چکا ہے اس کا غم ہے۔

غموں سے کام لے اکبر
غم بڑا مدرک حقائق ہے

قربانیاں ضروری ہیں:

ایک دفعہ ایک بزرگ بیٹھے ہوئے تھے انہیں مرغ مسلم ملتے تھے اور قسم قسم کی نعمتیں ملتیں تھیں۔ ایک گھاس کاٹنے والے بھی وہاں آ بیٹھے تو اسے دال ساگ ملتا تھا۔ یہ گھاس والے حیران ہوئے کہ مجھے دال ساگ کیوں ملتا ہے؟ الہام ہوا، شہزادہ تھا قربانیاں دے کر آیا ہے اس لئے اسے اس کی قربانیوں کے بقدر ملتا ہے۔ اس راستے میں قربانیاں کرنی پڑتی ہیں تب کہیں بات بنتی ہے بلکہ بعض اوقات تو جان کی بازی بھی لگانی پڑتی ہے۔

اللہ کی رحمت:

ارشاد فرمایا ایک دفعہ حضرت شبلیؒ پر الہام ہوا، کیا تو چاہتا ہے کہ تیرے عیب لوگوں پر ظاہر کر دوں تو تمہیں کوئی منہ لگانے والا نہ ہو۔ حضرت شبلیؒ نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا، کہ یا اللہ! تو چاہتا ہے کہ میں تیری رحمت کو کھول کر بیان کر دوں تو تجھے کوئی سجدہ کرنے والا نہ ہو۔ الہام ہوا، نہ تو بیان کرنا نہ میں بیان کروں گا۔ یہ اللہ تعالیٰ سے محبت اور راز و نیاز کی باتیں ہوتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اتنی وسیع ہے کہ اللہ نے خود فرمایا ہے کَتَبَ عَلٰی نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ (اللہ نے اپنے اوپر رحمت کو ضروری کر رکھا ہے) اب بھی اگر کوئی اللہ تعالیٰ کی طرف قدم نہ بڑھائے تو یہ اس کی بدبختی ہے یہ اس کا اپنا قصور ہے۔ قیامت کے دن ایک ایسا بھی وقت آ جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا اتنا ورود ہوگا کہ شیطان کو بھی امید لگ جائے گی کہ شاید مجھے بھی بخش دیا جائے۔

اشعار محبت:

بعض لوگوں نے اللہ کی محبت میں عجیب وغریب اشعار کہے ہیں جو انسان کی اللہ تعالیٰ سے محبت کو بڑھاتے ہیں کیونکہ بعض اشعار بھی حکمت میں سے ہوتے ہیں۔ اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِكْمَةً (بے شک بعض اشعار حکمت میں سے ہوتے ہیں)

محبت محبت تو کہتے ہیں لیکن
محبت نہیں جس میں شدت نہیں ہے
جو مضطرب ہے اس کو ادھر التفات ہے
آخر خدا کے نام میں کوئی تو بات ہے
پختہ ہوتی ہے اگر مصلحت اندیش ہو عقل
عشق ہو مصلحت اندیش تو ہے خام ابھی
بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی
آدمی کے ریشے ریشے میں سما جاتا ہے عشق
شاخ گل میں جس طرح باد سحر گاہی کا نم
احوال محبت میں کچھ فرق نہیں ایسا
سوز و تب تاب اول سوز تب تاب آخر
نہ محتاج سلطاں نہ مرعوب سلطاں
محبت ہے آزادی و بے نیازی
ہر تمنا دل سے رخصت ہوگئی
اب تو آجا اب تو خلوت ہوگئی
یہ بھی کیا کم ہے کہ ہم تیری تمنا میں جئیں
لطف منزل نہ سہی خواہش منزل ہی سہی

مجلس 12

اپنے آپ کو مٹانا

اسلام آباد میں حضرت جی دامت برکاتہم نے 14\11\96 کو مندرجہ ذیل ملفوظات بعد فجر بیرون ملک روانگی سے پہلے ارشاد فرمائے۔ اس دورہ میں نیویارک جانا تھا اور اس کے بعد روس کی آزاد ریاستوں میں تبلیغی دورہ کرنا تھا۔

تصوف کیا ہے؟

ارشاد فرمایا کہ ایک دفعہ علامہ سید سلیمان ندوی" نے حضرت تھانوی" سے پوچھا کہ تصوف کیا ہے؟ حضرت تھانوی" نے فرمایا کہ اپنے آپ کو مٹا دینے کا نام تصوف ہے۔

اللہ کا کمال اور مہربانی:

ارشاد فرمایا یہ "میں" مٹانا بہت ضروری ہے جب تک کسی میں بھی "میں" کا دعویٰ ہے وہ نااہل ہے۔ اگر کسی میں کوئی خوبی نظر آئے تو یہ ہمارا اپنا کمال نہیں ہے بلکہ اللہ کی مہربانی ہے کہ ہم جیسوں میں اس نے خیر کا مادہ رکھ دیا ہے۔ ہماری نالائقیوں کے باوجود اس نے لوگوں کے دلوں میں ہمیں بے

عزت نہیں کیا ورنہ اگر اللہ تعالیٰ بے عزت کرنے پر آئے تو انسان گھر بیٹھے بٹھائے بے عزت ہو جاتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ دل کے خیالات پر ہی پکڑ فرمانی شروع کر دیتے تو کتنے لوگ پکڑے جاتے اور بے عزت ہو جاتے۔ اللہ تعالیٰ کی کتنی مہربانی ہے کہ اس نے دل کے خیالات پر پکڑ نہیں فرمائی۔ اگر دل کے خیالات مجسم ہو جاتے تو ہم میں سے کتنے پارسا بدمعاش نظر آتے۔

انسان کا بننا:

جب نفس امارہ نفس مطمئنہ بن جاتا ہے تو پھر انسان کو اپنے اندر کوئی خیر نظر نہیں آتی۔

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے
کہ دانہ خاک میں مل کر گل و گلزار ہوتا ہے

اسی مٹنے کا نام تصوف ہے مگر یہ مٹنا بڑا مشکل ہے۔ انسان اپنی ''میں'' کو مٹاتا ہے تو پھر اصل انسان بنتا ہے۔ جو بنتا ہے یا کسی کو بناتا ہے وہ پتہ پاتا ہے۔

میں کے نکالنے کا طریقہ:

ارشاد فرمایا، ہمارے بزرگ ''میں'' کی بجائے فقیر کا لفظ استعمال کرتے تھے ایسا لفظ استعمال کرنے سے بھی احتیاط کرتے تھے جس سے بڑائی کا احساس ہو۔ یہ ''میں'' عبادت کے ساتھ ساتھ بھی بڑھتی رہتی ہے اس ''میں'' کو شیخ کی توجہ ہی نکال سکتی ہے۔ حتیٰ کہ تقویٰ پرہیزگاری اور عبادات کے ساتھ ساتھ ''میں'' بھی بڑھتی جاتی ہے اس ''میں'' کے نکالنے کے لئے ذکر کا دوام اور

صحبت شیخ ضروری ہے۔

قال را بگزار مرد حال شو

پیش مردے کاملے پامال شو

ڈانٹ ڈپٹ کا فیض:

ارشاد فرمایا، معمولات کا اپنا فیض ہے اور شیخ کی ڈانٹ ڈپٹ کا اپنا فیض ہوتا ہے۔ جب شیخ ڈانٹ ڈپٹ کرتا ہے تو اس کی مثال ڈاکٹر کی طرح ہوتی ہے۔ ڈاکٹر نشتر چلاتا ہے اور ناسور میں سے فاسد مادہ نکالتا ہے اسی طرح شیخ اپنے ڈانٹ ڈپٹ کے نشتر کے ذریعے "میں" کو مٹاتا ہے اور مرید کی اصلاح کرتا ہے۔ عجیب بات ہے کہ اولاد کسی کی ہوتی ہے اور اصلاح کے لئے شیخ تہجد میں دعائیں کرتا ہے۔

خدائی اور رسالت کا دعویٰ:

ارشاد فرمایا، ایک دفعہ ایک شیخ نے ایک مرید کو خلافت دی اور تلقین کی کہ خدائی کا دعویٰ نہ کرنا اور رسالت کا دعویٰ نہ کرنا، یاد رکھنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے جیسا معاملہ نہ کرنا۔ مرید نے عرض کیا، حضرت جی! میں نالائق سہی لیکن ایسا تو نہیں کرسکتا۔ شیخ نے فرمایا، بہت اچھا۔ شیخ نے اس کے لئے دستر خوان لگوایا اور اس پر بہت سی نعمتیں رکھیں۔ پھر کسی کو بھیجا کہ اس سے جا کر مانگو۔ اس نے روٹی کا ایک ٹکڑا اللہ کے نام پر دے دیا۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ تو نے تو اللہ کے نام پر اپنے جیسا معاملہ بھی نہ کیا کہ خود قسم قسم کی نعمتیں کھا رہا ہے اور اللہ کے نام پر ایک ٹکڑا دیتا ہے۔ تو نے تو اللہ کے نام کے ساتھ اپنے جیسا

معاملہ بھی نہ کیا بلکہ اس سے بھی گھٹیا معاملہ کیا اور خدائی کا دعویٰ یہی ہے کہ لوگوں کو یہ کہنے لگ جاؤ کہ دیکھو جو میں مشورہ دوں گا جو میں کہوں گا وہی ہوگا۔

نبوت کا دعویٰ یہ ہے کہ لوگوں میں بیٹھ کر یہ دعویٰ کرنے لگو کہ میری مان کر چلو گے تو تمہارا فائدہ ہوگا حالانکہ یہ شان نبی ﷺ کی ہے کہ آپ ﷺ کا کہنا مانا جائے تو کام خراب نہیں ہوتا نبی ﷺ کا کہنا ماننا ضروری ہے۔ مختصر یہ کہ جب انسان اپنے اندر سے اخلاق رذیلہ، تکبر ،بغض، حسد، عجب، بدگمانی وغیرہ کو نہیں نکالتا اس وقت تک ''میں'' اور انا کا ٹوٹنا مشکل ہے۔ یہ خامیاں کثرت ذکر اور صحبت شیخ اور ڈانٹ ڈپٹ سے نکلتی ہے۔



مجلس 13

روح کی بیماریاں اور ان کا علاج

روح کی ضروریات اور جسم کی ضروریات کیا ہیں؟

حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا، ایک انسان کا جسم ہوتا ہے اور ایک روح ہوتی ہے۔ روح اصلی انسان ہے جسم نقلی انسان ہے۔ جسم کثیف ہے اس کی ضروریات بھی کثیف چیزوں سے پوری ہوتی ہیں۔ روح لطیف ہے اس کی ضروریات بھی لطیف چیزوں سے پوری ہوتی ہیں مثلاً ذکر، اذکار وغیرہ لطیف ہوتے ہیں۔ جسم مٹی سے بنا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کی ضروریات بھی مٹی میں رکھ دیں۔ مثلاً روٹی، پانی، پھل، میوے، کپڑوں کی فصل زمین سے نکالی، انسان کے لئے معدنیات زمین سے نکال دیں۔

انسان کی روح اوپر سے آئی ہوئی چیز ہے اس کی غذا بھی اوپر سے آئے ہوئے انوارات وتجلیات سے پوری ہوتی ہے۔ جس طرح جسم زمین سے بنا ہے اس کی غذا بھی زمین میں رکھ دی۔

روح اور اس کا علاج:

لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ وَ دَوَاءُ الذُّنُوبِ الاستغفار (ہر بیماری کی دوا ہے اور

(روحانی بیماریوں) گناہوں کی دوا استغفار ہے۔ انسان جب توبہ استغفار سے اپنی روح کا علاج کر لیتا ہے تو پھر ذکر سے غذا دی جاتی ہے۔ ذکر وہ مقناطیس ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کو کھینچ کر لاتا ہے، ذکر کی غذا سے انسانی روح مضبوط سے مضبوط تر ہو جاتی ہے پھر انسان چھوٹے سے چھوٹے گناہ سے بھی بچنے کی کوشش کرتا ہے۔

شیطان کے لئے سب سے زیادہ خطرناک ہتھیار کیا ہے؟

ارشاد فرمایا، ذکر انسان کے پاس ہتھیار کی مانند ہے۔ جب شیطان کی جماعت حملہ آور ہوتی ہے ذکر کے ذریعے شیطان سے حفاظت ہوتی ہے مثلاً جب کوئی انسان کسی دشمن پر قابو پائے تو پہلے **Hands up** کرواتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ دشمن پر مکمل قابو پانے کا یہی طریقہ ہے کہ اس کے ہتھیار چھینے جائیں۔ اسی طرح جب شیطان کسی پر قابو پانا چاہتا ہے تو جو اس کے پاس سب سے مہلک ہتھیار ہوتا ہے وہ چھینتا ہے۔ اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَأَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰه (شیطان نے ان پر قابو پا لیا اور انہیں اللہ کا ذکر بھلا دیا) یاد رکھیں! ذکر سے غفلت کی وجہ سے انسان ڈھوروں ڈنگروں کے مرتبے تک پہنچ جاتا ہے۔ اُولٰئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ (وہ جانوروں کی مانند ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ بدتر ہیں)

روح کی بیماریاں اور ان کا علاج:

ارشاد فرمایا کہ روح کی بیماریوں کی یہ علامات ہیں۔

① اس بندے سے نیک اعمال نہیں ہوتے۔

② لوگوں میں اہل علم مشہور ہو گا مگر تہجد میں اٹھا نہیں جائے گا۔

کس قدر گراں تجھ پہ صبح کی بیداری ہے
ہم سے کب پیار ہے ہاں نیند تمہیں پیاری ہے

3 روح کی بیاری کی یہ بھی علامت ہے کہ مراقبہ میں بیٹھنا بہت مشکل لگے گا۔

4 روح کی بیاری کی یہ بھی علامت ہے کہ انسان فضول و بے فائدہ کاموں میں لگا رہے گا جو کہ آخرت میں کام آنے والے نہیں ہوں گے۔

5 روح کی بیاری کی یہ بھی علامت ہے کہ انسان گناہوں کے کرنے میں بے دھڑک ہو جائے گا اور پھر اسے گناہوں پر افسوس بھی نہ ہوگا کوئی بہانہ یا Logic پیش کر کے اپنے دل کو اندر ہی اندر غلط انداز سے مطمئن کر لے گا۔

6 روح کی صحت کا سبب ذکر، تلاوت، اور اپنے آپ کو سب سے کمتر سمجھنا ہے۔ صرف اس کا اظہار ہی کافی نہیں بلکہ اس کا ہر وقت استحضار اشد ضروری ہے نیز کثرت صحبت اولیا تمام روحانی بیماریوں کا تریاق ہے۔ صحبت اولیا اللہ کی برکت سے بندے کی ''میں،، مٹتی ہے بے شمار برکات حاصل ہوتی ہیں، بندے کو بڑی جلدی سکون والی زندگی میسر ہو جاتی ہے۔

روح کے تقاضے کیا ہیں؟

ارشاد فرمایا، آج جسم کے تقاضوں کے پیچھے دن رات پھرتے ہیں حتیٰ کہ گھر کے جتنے افراد ہیں سب کے سب نوکریاں کرتے ہیں، اپنی پریشانیوں کو ختم کرنے کے لئے لنگوٹ باندھ باندھ کر میدان میں اترتے ہیں لیکن ایک پریشانی ختم ہوتی ہے تو دوسری آجاتی ہے۔ روح کے تقاضے پورے کرنے کے لئے کوئی عمل کرنا ضروری ہے۔ جس طرح جسم کے تقاضے اور ہیں اسی طرح روح کے تقاضے بھی اور ہیں مثلاً کوئی یہ کہے کہ مجھے خوشی کی محفل میں غصہ نہیں

آتا۔ بھائی یہ تو غصے کی جگہ ہی نہیں ہے تو پھر غصہ کیسے آئے؟ غصے کا کوئی موقع تو آئے پھر تیرے غصے کا امتحان ہوگا۔ پس ثابت ہوا کہ ہر چیز کے تقاضے جدا جدا ہیں۔

مرنے کے بعد روح کے تقاضے ہمارے سامنے آئیں گے اس وقت آپ کچھ نہیں کرسکیں گے۔

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

آج وقت ہے کہ روح کے تقاضوں کو پورا کرلیں، نیکی کرلیں، سنتوں پر عمل کرلیں جو سنتوں پر عمل کرتا ہے تو کچھ تو دنیا میں سکون ملا اور باقی آخرت میں مزے ہوں گے۔ ان العیش عیش لآخرۃ (بے شک حقیقی عیش تو آخرت کی عیش ہے)۔

نیکیوں کی منڈی کہاں ہے؟

ایک شاعر تھا وہ غزلیں کہتا تھا۔ اپنی بیوی سے کہتا کہ 50 ہزار روپے کی غزل کہی ہے کبھی کہتا آج 10 ہزار کی غزل کہی ہے۔ ایک دن بیوی کو سبزی کی ضرورت پڑی خاوند گھر میں نہیں تھا وہ 10 ہزار کی غزل اٹھا کر لے گئی۔ سبزی خریدی اور سبزی والے سے کہا کہ یہ دس ہزار کی غزل ہے باقی پیسے مجھے دے دیں۔ اس نے اٹھا کر غزل گلی میں دے ماری۔ یہ بڑی غمزدہ ہوئی۔ اسی شاعر نے ایک دفعہ بادشاہ کی منقبت لکھی اور بادشاہ کو سنائی تو بادشاہ نے بوری بھر کر دیناروں کی دی۔ بیوی نے کہا، آپ غزل کے ذریعے بوری بھر کر دیناروں کی لے آئے اور مجھے سبزی بھی نہ ملی تھی۔ شاعر نے کہا کہ تو غلط منڈی

میں چلی گئی تھی۔ اسی طرح نیکیوں کی منڈی بھی آخرت ہے جہاں روح کے تقاضوں کی قیمت لگے گی۔ جب روح کے تقاضے آخرت میں سامنے آئیں گے تو انسان مہلت مانگے گا مگر مہلت نہیں ملے گی۔ فرمایا جہنمی اتنا روئیں گے کہ ان کے آنسوؤں پر کشتیاں چل سکیں گی اس تھوڑی سی دنیا میں صبر وتحمل سے گزارا کر لو تو کل آخرت میں عیش ہی عیش ہو گا۔

اے شمع تیری عمر طبعی ہے اک رات
ہنس کر گزار دے یا کہ رو کر گزار رات

انسان کی زندگی کا جو دن آج کا چلا گیا یہ پھر کبھی لوٹ کر نہیں آئے گا۔ جو دن چلا گیا سو وہ چلا گیا۔ پھر وہ دوبارہ واپس نہیں آ سکتا۔ آج کے دن سے فائدہ اٹھا لو اور زیادہ سے زیادہ نیکیاں کر لو۔

روح کی ضروریات کیا ہیں؟

انسان دو چیزوں کا نام ہے جسم اور روح۔ جسم مٹی سے بنا اس کی ضروریات بھی مٹی میں رکھ دیں۔ اگر جسم کی ضرورت خوراک وغذا کو پورا نہ کیا جائے وہ کمزور ہو جاتا ہے۔ اس سے کام کرنا اور وزن اٹھانا مشکل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح روح کی ضروریات کو پورا نہ کیا جائے تو روح کمزور ہو جاتی ہے اور اس سے نیکیاں کرنا مشکل ہو جاتا ہے، نماز پڑھنا مشکل ہو جاتا ہے، اس سے ذکر کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ سوچیں ایک عورت **Dusting** کے لئے دو گھنٹے صرف کر دیتی ہے جس گھر میں اس نے خود رہنا ہے اور جس گھر (دل) میں اللہ کی تجلیات نے آنا ہے اسے **15** منٹ بھی نہیں دیتی کتنے افسوس کی بات ہے اور کتنی بڑی ناانصافی ہے۔

حضرت جی نے فرمایا کہ انجینئرنگ یونیورسٹی میں مختلف قسم کے لوگ آتے ہیں ۔ ایک دفعہ ایک دہریہ کلاس فیلو آیا کہ آپ مولوی لوگ تو بہت بڑے دقیانوس ہوتے ہیں ۔ فقیر نے پوچھا دقیانوس سے آپ کا کیا مطلب ہے؟ کہنے لگا آپ ماضی کو سامنے رکھ کر (سنت رسول ﷺ) زندگی گذارتے ہیں اس لئے دقیانوس ہیں ۔ فقیر نے کہا کہ تم اس سامنے کی دنیا کے تقاضوں و ضروریات کو سامنے رکھتے ہو تو تم Modrep بن گئے ۔ ہم تو آپ سے بھی زیادہ مستقبل (آخرت) کو سامنے رکھتے ہیں اس لئے ہم تو الٹرا ماڈرن ہیں ۔ کہنے لگا اب مجھے بات سمجھ میں آ گئی ۔

آسان نیکیاں:

ارشاد فرمایا ، آج نیکیاں کمانا کتنا آسان ہے ۔ ذکر کر لینا نیکی ہے ، کسی کے متعلق اچھا گمان رکھنا نیکی ہے ، کسی کو راستہ بتا دینا نیکی ہے ، مسلمان کے ساتھ ہر بھلائی کرنا نیکی ہے ، تلاوت کرنا نیکی ہے ، نماز پڑھنا نیکی ہے ، حتیٰ کہ آپ کسی سے مسکرا کر مل لیں یہ بھی نیکی ہے ۔ اگر دو مسلمان ملتے ہیں اور مسکرا کر ملتے ہیں تو وہ ہاتھ بعد میں چھوڑتے ہیں اور ان کے گناہ پت جھڑ کے موسم کی طرح پہلے جھڑ جاتے ہیں ۔ آپس میں اللہ کے لئے محبت رکھنا نیکی ہے ، ہر چھوٹے بڑے گناہ سے بچنے کی کوشش کرنا بھی نیکی ہے ۔

ہر شخص پریشان ہے:

ارشاد فرمایا کہ آج ہر آدمی پریشان ہے ، پریشانی کی نوعیت مختلف ہو سکتی ہے مگر پریشان ضرور ہو گا ۔ لیکن اللہ والوں کے دل پرسکون ہوتے ہیں ۔ امریکہ میں ایک آدمی واقعہ ہے وہ اس عاجز کے ذریعے سلسلے میں داخل ہوا ۔

امیر ترین آدمی تھا کہ امریکہ کا نائب صدر اس کا گھر دیکھنے کے لئے آیا۔ امریکی نائب صدر نے کہا کہ کاش میں بھی ایسا گھر بناؤں ۔ اس آدمی نے کہا میں بے چین ہوں ۔۔ اس عاجز نے کہا، دنیا کی ہر سہولت آپ کے گھر میں موجود ہیں، اب کیا پریشانی ہے؟ اس نے کہا کہ ہماری بیٹی ہے لیکن موٹی اتنی ہوگئی ہے کہ اب ہم اسے دیکھ دیکھ کر روتے ہیں، ہم بہت پریشان ہیں۔

مسلمانوں کا رویہ اسلام کو پھیلنے سے روکتا ہے:

ارشاد فرمایا تقریباً سبھی لوگ پریشان ہیں، مشرق میں اگر معاشی پریشانی زیادہ ہے تو مغرب میں تنہائی کی پریشانی زیادہ ہے۔ سویڈن میں بہت زیادہ امیر ملک ہے لیکن ظاہری خوشحالی کے باوجود لوگ گورنمنٹ کو درخواست دیتے ہیں کہ ہمیں ریٹائرمنٹ کے بعد زہر کا ٹیکہ لگا کر مار دینا، ہم یہ تنہائی برداشت نہیں کر سکتے۔ لوگوں کی ان حرکتوں سے حکومت بہت تنگ ہے۔ سویڈن امیر ترین ملک ہے مگر دنیا میں خودکشی کا ریٹ بھی اسی ملک میں سب سے زیادہ ہے۔ آج یورپ کے لوگوں کے سامنے عملی مسلمان بن کر پیش ہونا ضروری ہے تاکہ مسلمانوں کا عمل اور کردار دیکھ کر ہی مسلمان ہو جائیں۔ آج کے یورپ کو اسلام سے نہیں مسلمان سے نفرت ہے۔

سڈنی میں ایک لڑکی سے ملاقات ہوئی جو کہ اسلام سے کافی متاثر تھی۔ اس کے Coments اسلام کے متعلق یہ تھے۔

Islam is a most beautiful Relgion

حضرت جی نے فرمایا امید ہے کہ سڈنی میں دوبارہ واپس آؤں گا تو آپ مسلمان ہو چکی ہوں گی۔ اس نے کہا نہیں۔ پوچھا کیوں، کیا وجہ ہے؟ اس نے کہا کہ آپ کے پاس قرآن ہے؟ حضرت جی نے دکھایا تو کہنے لگی کہ اس کی

ایک کاپی ایران کو دے دو اور ایک کاپی عراق کو دے دو کہ اسے دوبارہ پڑھیں۔ ان دنوں ایران اور عراق کی جنگ ہو رہی تھی، دونوں مسلمان ملک آپس میں خونریزی کر رہے ہیں۔ سوچیں ہم نام کے مسلمان رہ گئے ہیں، ہمیں کام کے مسلمان بننا چاہئے، کلمہ پڑھنے کے بعد مسلمان پر بہت زیادہ ذمہ داری عائد ہو جاتی ہے۔ وہ اسلام کا نمائندہ بن جاتا ہے۔

یہ شہادت گہہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آساں سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

مسلمان ہونے کے بعد مسلمانی والا کریکٹر پیش کرنا لازمی ہے ورنہ وہ جھوٹا مسلمان کہلائے گا۔ ہمیں سچا اور سُچا مسلمان بننا ہے تب بات بنے گی۔

چوں می گویم مسلمانم بلرزم
کہ دانم مشکلات لا الہ را

جب میں لا الہ پڑھتا ہوں تو کانپ جاتا ہوں اس لئے کہ میں لا الہ کی ذمہ داریوں کو جانتا ہوں۔

ایک بہروپیئے کا واقعہ:

حضرت اورنگزیب عالمگیرؒ کے دربار میں ایک بہروپیا آیا کرتا تھا۔ بادشاہ ہر دفعہ اس کے بہروپ کو پہچان لیتا تھا۔ وہ کہتا انعام دو۔ بادشاہ کہتا ہمیں دھوکہ دے کر دکھاؤ تو تب انعام ملے گا۔ اس بہروپیئے نے سوچا کہ عالمگیر اولیاء اللہ کا قدردان ہے۔ اولیاء اللہ کا بھیس بدل کر ہی اسے دھوکہ دیا جا سکتا ہے۔

بدل کر فقیروں کا ہم بھیس غالب
تماشائے اہل کرم دیکھتے ہیں

وہ اولیاء اللہ کا بھیس بدل کر جنگل میں بیٹھ گیا۔ وہ لوگوں سے کچھ نہ لیتا۔ لوگ اس کے پاس دعائیں کروانے آتے۔ اورنگزیب عموماً اولیاء اللہ کے پاس جاتے رہتے تھے۔ جب ان کی شہرت ہوئی اورنگزیب بھی اسے ملنے پہنچا اور دعا کے لئے درخواست کی۔ دعا کے بعد اورنگزیب نے پیسوں کی تھیلی پیش کی۔ اس نے انکار کر دیا۔ اورنگزیب اپنی تھیلی لے کر واپس آ گیا۔ دوسرے دن وہی بہروپیا اورنگزیبؒ کے دربار میں آ گیا اور کہا کہ میرا انعام دو۔ اورنگزیبؒ نے پوچھا' اپنا کوئی پارٹ بتاؤ۔ اس نے کہا کہ کل جنگل میں کس کے پاس دعا کروانے گئے تھے؟ وہ تو میں ہی اللہ والا بنا ہوا تھا۔ اورنگزیبؒ نے کہا کل میں نے تجھے اشرفیوں کی تھیلی پیش کی تھی' کل کیوں نہیں قبول کی تھی؟ اب خود مانگ رہے ہو۔ اس نے کہا کل میں اولیاء اللہ کے روپ میں تھا' وہاں میں پیسے نہیں لے سکتا تھا۔ اس لئے کہ میں اولیاء اللہ کے نام کو بٹا لگانا نہیں چاہتا تھا۔ مجھے شرم آئی کہ بیٹھا تو اولیاء اللہ کے روپ میں ہوں اور مال و دولت کی حرص مجھے زیب نہیں دیتی۔ ہمیں اس واقعہ سے سبق سیکھنا چاہئے کہ اگر ایک بہروپیا اللہ والوں کے بھیس کی لاج رکھ سکتا ہے تو پھر ہمیں بھی اس مسلمانی کے تقاضوں کی لاج رکھنی چاہئے۔ خصوصاً دل کو ہوس سے پاک رکھیں اور نگاہ کو غیر محرم سے محفوظ رکھیں۔

خرد نے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں

اولیاء اللہ کی نشانی:

ارشاد فرمایا، ایک منفی سوچ ہوتی ہے اور ایک مثبت سوچ ہوتی ہے۔ دوسروں کی غلطیوں کو فوراً معاف کر دینا یہ مثبت سوچ ہے۔ دوسروں کی غلطیوں کو معاف نہ کرنا یہ منفی سوچ ہے۔ کیا ہم نہیں چاہتے کہ ہماری غلطیاں بھی معاف

ہو جائیں تو پھر ہمیں بھی دوسروں کی غلطیوں کو جلدی معاف کر دینا چاہئے۔ جو دوسروں کی غلطیوں کو جلدی معاف کر دے گا تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی خطاؤں کو جلدی معاف کر دے گا۔ جہاں کلمے کے اور بہت سے تقاضے ہیں وہاں ایک تقاضہ یہ بھی ہے کہ ہم دوسروں کو جلدی معاف کر دیا کریں۔ یہ اولیا اللہ کی نشانی ہے۔

حسن ظن کی برکات:

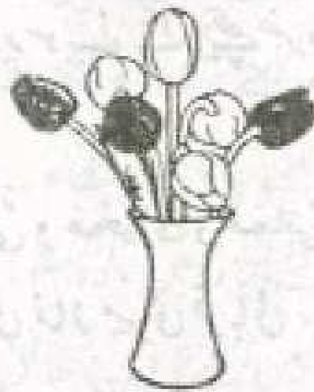
ایک نوجوان کا وقت آخر قریب آ گیا اس نے پاس ایک اللہ والا گیا اور اسے قبر آخرت وغیرہ کی یاد دلائی۔ اس نوجوان نے کہا کہ اگر مجھے میری ماں کے سپرد کر دیا جائے تو وہ مجھے آگ میں پھینکے گی یا بچائے گی؟ بوڑھے نے کہا: بچائے گی۔ اس نوجوان نے کہا مجھے موت سے کیا ڈر ہے میں تو 70 ماؤں سے بھی زیادہ محبت کرنے والے کے سپرد ہو رہا ہوں۔ اس کے اسی حسن ظن پر اس کی بخشش ہوئی۔ ہمیں چاہئے کہ ہم نیکیاں بھی زیادہ سے زیادہ کرتے رہیں اور حسن ظن بھی اللہ تعالیٰ سے رکھیں۔

سچی توبہ کی کرامات:

ایک دفعہ حضرت عمرؓ کو پتہ چلا کہ ایک نوجوان شراب پیتا ہے اور فلاں گاؤں سے شراب لاتا ہے۔ حضرت عمرؓ اس کے راستے میں بیٹھ گئے۔ جب آیا تو حضرت عمرؓ نے پوچھا، یہ تیرے پاس کیا ہے؟ وہ نوجوان اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوا۔ یا الٰہی! مجھے عمرؓ کی نگاہ سے بچا کہ میں سچی توبہ کرتا ہوں۔ اس نوجوان نے یہ کہہ دیا کہ یہ دودھ ہے۔ حضرت عمرؓ نے جب دیکھا تو دودھ تھا۔ یہ ہیں سچے دل سے توبہ تائب ہونے کی برکات۔ ہمیں بھی چاہئے کہ ہم توبہ تائب ہو کر ایک نئی ایمانی، اسلامی اور قرآنی زندگی بسر کرنے کا پکا ارادہ کر

پس۔ ہمیں ہر وقت ہر قسم کے گناہوں سے توبہ کرتے رہنا چاہیے۔

صبح توبہ ہے شام توبہ ہے
میرے لب پہ دوام توبہ ہے
با اثر ہے یا بے اثر تو جان
اپنے کرنے کا کام توبہ ہے



مجلس 14

قربانیوں کی برکات

حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا، اصول یہ ہے کہ جو بندہ اللہ تعالیٰ کے لئے جس قدر قربانی کرے گا وہ اتنا ہی زیادہ اللہ تعالیٰ کو محبوب ہوگا۔ اس لئے کھانے، پینے اور سونے کے پیچھے ضرورت سے زیادہ نہ بھاگے بلکہ قربانی کیجئے۔

قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

(کہہ دیجئے بے شک میری نماز میری قربانی، میرا جینا اور میرا مرنا سب رب العالمین کے لئے ہے)

حدیث شریف کا مفہوم ہے ایک وہ بندہ ہے جس کی بیوی ہے مگر وہ اپنا وقت نکال کر اللہ کو راضی کرنے کے لئے مصلی پر کھڑا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتے ہیں دیکھو میرا بندہ جسمانی لذتوں کی بجائے میری مناجات سے لذت لے رہا ہے۔ یہ جو کچھ مانگے گا عطا کروں گا کیونکہ یہ قربانی کررہا ہے۔

دوسرا وہ بندہ ہے کہ جماعت میں سفر کررہا ہے، کسی جگہ پڑاؤ ڈالا۔ سب لوگ سو گئے سوائے ایک آدمی کے کہ وہ نماز کے لئے کھڑا ہوگیا۔ یہ بندہ اللہ

تعالیٰ کا محبوب ہے، اس کی دعا قبول ہوگئی۔ یہ قربانیاں ہیں جو اعلیٰ مراتب تک پہنچاتی ہیں اور اللہ کا محبوب بناتی ہیں۔

تہجد پڑھنے کا آسان طریقہ:

ارشاد فرمایا تہجد پڑھئے یہ ولایت خاصہ کے لئے بہت ضروری ہے۔

عطار ہو رومی ہو رازی ہو غزالی ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہ سحر گاہی

تہجد پڑھنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ فجر سے تھوڑی دیر پہلے اٹھئے۔ فجر کے لئے تو انسان کو اٹھنا ہی ہے بس 15\20 منٹ پہلے اٹھ جایئے اور تہجد پڑھ لیجئے۔ یہ انتہائی بابرکت لمحات ہوتے ہیں۔ ان 15\20 منٹوں میں اپنے پروردگار کے لئے کوشش کر لیجئے۔ اللہ کو اتنا وقت دینے کے لئے بھی تیار نہیں ہیں۔ 24 گھنٹوں میں کئی گھنٹے بیوی کو وقت دینے کے لئے ہیں، بچوں کو گھنٹوں کے گھنٹے وقت دینے کے لئے تیار ہیں، دوستوں کے ساتھ خوش گپیاں لگانے کے لئے وقت ہے مگر وقت نہیں ہے تو اپنے خالق و مالک کو وقت دینے کے لئے نہیں ہے۔ ہائے افسوس 24 گھنٹوں میں تمام لوگوں سے کم وقت 15\20 منٹ بھی اللہ کو دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

حضرت جی دامت برکاتہم نے زور دے کر فرمایا کہ تہجد کے بغیر کسی کو واصل باللہ ہونا نصیب نہیں ہو سکتا، یہ نماز پڑھنا تو بہت ضروری ہے۔

عمل اور اخلاص:

ارشاد فرمایا کہ عمل خالص اللہ تعالیٰ کے لئے کیا جائے کسی غیر کا خیال دل میں نہ آنے ورنہ عمل کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے۔ عمل کی قبولیت کے لئے بار بار اللہ تعالیٰ سے التجا کرتے رہئے، آہ وزاری کرتے رہئے تاکہ ہمارے اعمال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالی میں شرف قبولیت پاسکیں۔ حضرت بایزیدؒ ایک دفعہ سورۃ طٰہٰ پڑھ رہے تھے، رات خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ نامہ اعمال میں پوری سورۃ ہے دو آیات نہیں ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ پڑھتے ہوئے ایک آدمی پاس سے گزرا تھا، اس کا خیال آ گیا تھا کہ یہ خوش ہوگا بس ان دو آیات کا اجر نہ ملا۔

حضرت حسین علیؒ واں بھچراں والے ساری رات مراقبہ کرتے، جو تھک جاتا وہ اٹھ کر چلا جاتا۔ حتیٰ کہ ان کے مراقبہ کی دعا بھی نہ ہوتی اور اکیلے ہی رہ جاتے تو تہجد کے لئے کھڑے ہو جاتے۔ اگر یہ لوگ اتنے بڑے بڑے اعمال لے کر جائیں گے تو ہمارا کیا بنے گا؟ اس لئے ضروری ہے کہ کچھ محنت کر لیں، اپنے دل میں یاد الٰہی بسا لیں، اپنے رب کو منا لیں۔

کم کھانے کی برکت:

ارشاد فرمایا، بعض اوقات سستی اور غفلت زیادہ کھانے سے ہوتی ہے۔ اس لئے کم کھانے کی عادت ڈالیں، کم کھانے سے کم سونا نصیب ہوگا۔ یہ آزما کے دیکھ لیں کہ کم کھانے والا زیادہ عقلمند ہوتا ہے۔ تجربہ کر کے دیکھ لیں کم کھانے سے کم سونا نصیب ہوگا تو پھر ذکر اذکار کے لئے وقت مل جائے گا۔

آج کل کے مجاہدے:

حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا کہ آج کل کے مجاہدے دو ہیں۔ کم کھانا اور کم باتیں کرنا۔

کم بولنے کا کیا مطلب ہے؟ کم بولنے کا مطلب ہے کہ صرف ضرورت کی بات کریں۔ دنیا کی باتیں کم کریں۔ جو تبلیغ کر رہا ہے وہ دین کی باتیں کر رہا ہے وہ کم باتیں کرنے والا شمار ہوگا، کیونکہ وہ دنیا کی باتیں نہیں کر رہا بلکہ وہ دین کی دعوت دینے کی کوشش کر رہا ہے۔ دنیا کی باتیں کم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کے تذکرے نہ کریں، غفلت نہ کریں، مثلاً دو بندے بیٹھے ہیں ایک پوچھتا ہے کہ آج کی کیا خبر ہے؟ دوسرا جواب دیتا ہے اور دنیا کی باتیں کرتا ہے، صدر نے یہ کہا اور وزیر اعظم نے یہ کہا اور بیٹھے ہیں ملک کی تقدیر کا فیصلہ کرنے۔ اپنی تقدیر ہاتھ میں نہیں ہے اور ماسٹر مائنڈ بن کر بیٹھے ہیں۔ افسوس ہے زندگی کس لئے ملی ہے اور یہ کیا کر رہے ہیں۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لئے پیدا کیا کہ وہ میری عبادت کریں)

زندگی آمد برائے بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی

گندے خیالات:

ارشاد فرمایا، گندے خیالات کم آنے دیں تاکہ روحانیت میں ترقی ہو۔ اس کا علاج ہے کہ کم کھائیں پھر دیکھیں کیا کیا فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ گھنٹوں آپ ہمارے مشائخ نقشبندیہ کی صحبت میں بیٹھے رہیں لیکن دنیا کی باتیں ان کی

صحبت میں نہ ہوں گی بلکہ دین کی باتیں ہوں گی۔

نفس سے کام لینے کا آسان طریقہ:

ایک بزرگ لکھتے ہیں کہ اپنے نفس سے بھلا پھسلا کر نیکی کروالیجئے۔ ایک بزرگ کا واقعہ ہے، تھکے ہوئے تھے رات کو جاگ آئی لیکن اٹھنے کو دل نہیں چاہتا تھا، تہجد کی نماز پڑھنے کو دل نہیں چاہتا تھا۔ اپنے نفس کو کہا کہ چلو دعا مانگ لو، رضائی میں بیٹھ گئے۔ دل میں کہا یہ بے ادبی ہے وضو کر لیں۔ وضو کر لیا تو مصلیٰ پڑا تھا کہا، چلو چار نفل ہی پڑھ لو۔ اس طرح بھلا پھسلا کر نفس سے کام لے لیتا۔

نسبت کے اثرات:

حضرت جی دامت برکاتہم نے فرمایا کہ دنیا کا معاملہ تو یہ ہے کہ کل جدید لذیذ لیکن دین کے معاملے میں وہی اچھا ہے جس کی نسبت قدیم ہو۔ کیونکہ وہ اصل سے بالکل قریب ہوگا۔ دین کے معاملے میں یہ کہا جائے گا کل قدیم لذیذ نسبت جتنی پرانی ہوگی اجرا تنا ہی زیادہ ہوگا۔

بیعت کی برکات:

حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا آج بیعت کر لینا دین کی حفاظت کا ایک ذریعہ ہے۔ یہ مستحب نہیں بلکہ اس کا درجہ بڑھ گیا ہے۔ اس بیعت کی بہت برکات ہیں۔ اس بیعت کی برکات سے بلا مبالغہ سینکڑوں لوگوں کی زندگیاں بدل گئیں، یہ ایک سنت عمل ہے لیکن اس سے فرائض زندہ ہوتے ہیں۔

نئے نئے فتنے:

حضرت جی دامت برکاتہم نے فرمایا آج نئے نئے فتنے اٹھ رہے ہیں۔ ہم

ایک آدمی کو جانتے ہیں، دادا صاحب نسبت تھے مگر وہ غامدی کے پیچھے لگ گیا۔ یہ غامدی صاحب ائمہ کرام پر طعن کرتے ہیں۔ جنہوں نے دین کی اتنی خدمت کی اور ہزاروں مسائل کا حل پیش کیا یہ انہیں بھی نہیں بخشتے۔ کبھی حدیث کا انکار کرتے ہیں، نئی نئی اختراعات کرتے ہیں۔ اس آدمی کو بس اس کے کچھ شستہ مضامین پسند آ گئے۔ ان کے الفاظ کے چکر میں آ گیا۔ اس کے نئے نئے **Ideas** کو قبول کر لیا۔ یہ دین کوئی سائنس کی باتوں سے بحث تو نہیں کرتا بلکہ دین میں ہدایت اور اصلاح کی بات ہوتی ہے۔ سائنس میں بے شک ریسرچ کیجئے مگر دین وہی خالص ہے جو پرانا ہو، دین وہی قابل قبول ہے جو حضور ﷺ کے زمانے کا ہو۔

حضور ﷺ کی بے ادبی اور گستاخی:

حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا، امریکہ میں ایک دفعہ ایک عالم تقریر کر رہا تھا۔ اس کو علم پر بڑا ناز تھا وہ نعوذ باللہ الفاظ کہہ رہا تھا کہ حضور ﷺ بھی اس زمانے میں ہوتے تو جین کی پینٹ پہنتے۔ وہاں حضور ﷺ کا کوئی عاشق بھی بیٹھا تھا۔ اس نے کہا کہ میں حضور ﷺ کے غلاموں کا غلام ہوں میں اس پینٹ کو پسند نہیں کرتا کچھ ہوش سے بات کرو۔ ایسے لوگوں کو اتنی بھی سمجھ نہیں ہوتی کہ انبیائے کرام دنیا میں اتباع کروانے کے لئے آتے ہیں، اتباع کرنے کے لئے نہیں آتے۔

سنت لباس کی توہین:

حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا ہمارے یہاں بھی ایک بڑے سکالر تھے حتیٰ کہ سعودی عرب نے بھی اسے اعزاز دیا تھا حالانکہ ادب کی کمی

تھی۔ انہوں نے سنت لباس پر پھبتی کسی تھی کہ ایسا لباس نہ پہنو کہ انسان چلتا پھرتا آثار قدیمہ نظر آئے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کا لباس اور انداز آثار قدیمہ تھا؟ خواہ کوئی سکالر ہو یا عام انسان ہو اسے شریعت کے بارے میں سوچ سمجھ کر بات کرنی چاہئے۔

خیالات اور تفسیر قرآن:

حضرت جی دامت برکاتہم نے اصلاحی نکتہ نظر سے فرمایا کہ بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ نئے آنے والے کو پھنسانے کے لئے اس کے ذمہ درس قرآن لگا دیتے ہیں۔ پوچھا ایسا کیوں کرتے ہیں؟ کہنے لگے جی انہیں جوڑنے کے لئے ایسا کرتے ہیں۔ قرآن کو تختہ مشق بنایا ہوا ہے۔ حضرت جی نے ہمبرگ کا واقعہ سنایا کہ وہاں درس ہوتا تھا، مجھے بھی لے گئے۔ ایک آدمی آیا، پینٹ کوٹ پہنا ہوا ہے، داڑھی منڈھی ہوئی ہے، اس کا درس قرآن سنا۔ وہ لوگ تفسیر کے نام پر اپنے خیالات کی جنگ کرتے رہے۔ پھر مجھے کہا کہ آپ بھی اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ اس عاجز نے عرض کیا کہ مجھے چپ ہی رہنے دیں۔ لیکن انہوں نے کہا کہ کچھ کہنا ہوگا۔ اس عاجز نے کہا کہ پھر آپ کو سننا پڑے گا۔ تقریباً دو گھنٹے انہیں تفسیر کے متعلق بتایا کہ تفسیر قرآن کیا ہوتی ہے؟ پھر تو کہنے لگے کہ واقعی جو کچھ ہم یہاں کرتے رہے اس پر ہم استغفار کرتے ہیں۔ اب وہی لوگ کسی آیت کو پوچھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ مفسرین اس آیت کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ اب ان کو تفسیر قرآن کے مقام کی سمجھ آئی۔ الحمد للہ

دین کو ترجیح دینے کی برکات:

حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا جب دین دنیا کا تقابل ہو تو

ہمیشہ دین کے کام کو ترجیح دیں۔ مثلاً گھروں میں دیندار نمازی عورتیں بھی گھر کے کام کرتے کرتے نماز قضا کر بیٹھتی ہیں۔ یاد رکھیں جب دین اور دنیا کا تقاضا ہو تو دین کے کام کو ترجیح دیں تو اللہ تعالیٰ دنیا کے کام میں بھی آسانی پیدا فرما دیں گے

ایک شخص عرب زمیندار تھا۔ عین جمعہ کی نماز کے وقت پانی کی باری تھی۔ جمعہ کے لئے جانے لگا تو دیکھا کہ اونٹ گم ہے۔ ادھر جمعہ کا وقت ہے جمعہ بھی پڑھنا ہے۔ دل میں آیا پہلے دین کا کام کرتے ہیں، جمعہ پڑھتے ہیں وہاں دعائیں بھی کریں گے۔ جمعہ پڑھ کر گھر آیا۔ دیکھا تو اونٹ دروازے پر بندھا ہوا ہے۔ بیوی سے پوچھا یہ کیسے آیا؟ بیوی نے کہا کتے بھونک رہے تھے، باہر نکل کر دیکھا تو پانچ چھ کتے اس کے پیچھے لگے ہوئے تھے۔ میں نے پکڑ کر باندھ لیا۔ کتوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اس اونٹ کو گھر پہنچا دیا۔ اس اونٹ پر سوار ہو کر کھیت پر گیا دیکھا پانی کھیت کو لگا ہوا ہے۔ ساتھ والا زمیندار بھی آ گیا ساتھ والے زمیندار نے کہا کہ آج یہ ہوا کہ آپ کے کھیت کو پانی پہلے لگا میرے کھیت کو پانی بعد میں لگا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اگر دین کے کام کو ترجیح دیں گے تو دنیا کا کام بھی آسان ہو جائے گا۔

دین داری اور عبادت کی حسرت رکھنے کی برکات:

حضرت جی دامت برکاتہم نے دینداری اور عبادت پر حسرت رکھنے کی برکات کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ دلچسپ واقعہ سنایا جس سے ایمان تازہ ہو گئے۔ لوگوں میں جوش وخروش اور ولولہ پیدا ہوا۔

ایک شخص نے خواب دیکھا کہ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کے پڑوسی لوہار کو

بھی وہی درجہ مل گیا جو کہ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کا تھا۔ پردہ میں جا کر لوہار کی بیوی سے پوچھا کہ کیا تیرا شوہر ایک عام مسلمان نہ تھا؟ اس نے جواب دیا کہ تھا تو ایک عام مسلمان مگر وہ دو خاص عمل کرتا تھا۔ ایک خاص عمل یہ تھا کہ لوہا کوٹتے ہوئے اگر ہتھوڑا اوپر اٹھا ہوتا تھا اور اذان کی آواز سنتا تھا تو وہیں نیچے پھینک دیتا اور نماز کے لئے اتنی سی بھی دیر گوارا نہ کرتا کہ لوہے کو ایک اٹھی ہوئی چوٹ ہی لگا دیں۔

دوسرا عمل یہ کہ رات کو بچوں کے ساتھ چھت پر سوتے تھے اور آہ بھرتے تھے کہ اگر میں تھکا نہ ہوتا تو میں بھی عبداللہ بن مبارکؒ کی طرح عبادت کرتا۔ یہ حسرت انہیں جنت میں حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کے مقام تک پہنچا گئی۔ یہ حسرت وتمنا بڑی چیز ہے نیکی کی حسرت رکھنا بھی بڑے کام کی چیز ہے۔

؎ یہ بھی کیا کم ہے کہ ہم تیری تمنا میں جئیں
لطف منزل نہ سہی خواہش منزل ہی سہی

مجلس 15

طلب کی برکات

کامل ولی کی زندگی:

حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا کامل ولی کی زندگی بھی ظاہری طور پر عام آدمی کی طرح ہوتی ہے مگر لوگوں میں بیٹھ کر لوگوں سے جدا ہوتے ہیں۔ رِجَالٌ لَّا تُلۡهِيۡهِمۡ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَيۡعٌ عَنۡ ذِكۡرِ اللّٰهِ (ایسے آدمی ہیں کہ جنہیں تجارت اور خرید وفروخت اللہ کی یاد سے غافل نہیں کرسکتی)۔ مثلاً ایک کانا ہے ایک گنا ہے بظاہر ایک جیسے نظر آتے ہیں مگر ایک کا باطن رس سے بھرا ہوا ہوتا ہے ایک کا باطن رس سے خالی ہوتا ہے۔

الفاظ و معانی میں تفاوت نہیں لیکن
ملاں کی اذاں اور مجاہد کی اذاں اور
پرواز ہے دونوں کی اسی ایک فضا میں
کرگس کا جہاں اور ہے شاہین کا جہاں اور

جو لوگ بغیر ذکر کے زندگی گزارتے ہیں گویا وہ کرگس بن کر زندگی گزارتے ہیں اور ذکر کرنے والے شاہین بن کر زندگی گزارتے ہیں۔

گمشدہ چیز کی تلاش کا طریقہ:

حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا کہ سورۃ والضحیٰ پڑھنے سے گمشدہ آدمی بھی مل جاتا ہے خواہ کتنی بڑی چیز گم ہو اس کے بار بار پڑھنے سے مل جاتی ہے۔ کئی دفعہ تجربہ ہو چکا ہے اب اس کا یقین کامل ہے۔

اگر کوئی چیز گم ہو جائے تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھنے سے وہ چیز مل جائے گی ورنہ اس سے بہتر چیز مل جائے گی۔ بار بار پڑھتا رہے جب تک کہ وہ چیز نہ مل جائے۔ یقین کے ساتھ پڑھتا رہے گمشدہ چیز مل جائے گی۔

بے طلبی کی سزا:

حضرت جی دامت برکاتہم نے بڑے افسوس کے ساتھ فرمایا کہ بے طلب آدمی کو عہد نبوی ﷺ میں کچھ نہ ملا تو اب کیا ملے گا؟ بے طلبی اتنی بڑی لعنت ہے کہ عہد نبوی ﷺ کی برکات سے انسان کو محروم کر دیتی ہے۔ ابو جہل اور کفار بے طلب تھے انہیں حضور ﷺ جیسے مقرب الٰہی رسول ﷺ سے کچھ نہ ملا۔ اب زمانہ نبوت سے اتنا بعد ہو چکا ہے تو اب بے طلبوں کو کیا مل سکتا ہے۔ اس لئے انتہائی ضروری ہے کہ اپنے اندر دین کی طلب پیدا کریں۔ جو طلب پیدا کرلے گا اسے کچھ نہ کچھ ہدایت و اصلاح ضرور نصیب ہو جائے گی۔ مَنْ طَلَبَ فَقَدْ وَجَدَ (جس نے طلب کیا اس نے پالیا)

سب سے بڑی مصیبت رابطے کی کمی ہے:

کسی نے عرض کیا کہ آپ تو ملکوں ملکوں جاتے ہیں آپ سے کس طرح رابطہ رکھیں؟ ارشاد فرمایا کہ جنہوں نے رابطہ رکھنا ہوتا ہے وہ کسی نہ کسی طرح ضرور رابطہ رکھ لیتے ہیں۔ انسان جہاں مرضی چلا جائے لیکن خط تو اسے ہر جگہ پہنچتا رہتا

پابندی سے خط لکھتا رہے تو رابطہ مضبوط سے مضبوط تر ہوتا جائے گا۔ ارشاد فرمایا، اصل وجہ یہ ہے کہ دلوں پر ذکر والی محنت نہیں کرتے جس سے دل غافل ہو گئے ہیں اس لئے رابطہ رکھنا مشکل نظر آتا ہے۔ حضرت شیخ الحدیثؒ فرمایا کرتے تھے کہ اگر رابطہ مضبوط ہو تو سالک دور ہونے کے باوجود دل کے قریب ہوتا ہے۔

طالب کی سستی:

حضرت جی دامت برکاتہم نے فرمایا ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں فیض بہت آسانی سے ملتا ہے۔ حضرت خواجہ محمد معصومؒ نے فرمایا ہے اس سلسلہ میں طالب کی سستی کے علاوہ کوئی چیز رکاوٹ نہیں بنتی۔ ہم اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دیں اور کہہ دیں۔ وَ اُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ۔ (میں اپنا کام اللہ کے سپرد کرتا ہوں)

آسان سلوک:

حضرت جی دامت برکاتہم نے بڑی شفقت اور دلسوزی سے فرمایا کہ ہمارے سلسلہ نقشبندیہ میں 90% سلوک توجہات شیخ سے طے ہوتا ہے۔ اس لئے محبت شیخ، ادب شیخ اور اپنے آپ کو شیخ کے سپرد کرنا بنیادی شرائط ہیں۔ اس کے علاوہ دس فیصد انسان کو محنت کرنا پڑتی ہے اور یہ سارے کام رابطہ شیخ سے آسان ہو جاتے ہیں۔ جن لوگوں کو فیض نہیں پہنچتا اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے گناہوں کی وجہ سے اپنے دل کے دروازے بند کئے ہوتے ہیں اس لئے فیض رکتا ہے۔ پکی پکی توبہ کر کے اس گناہوں کے جال کو ختم کریں پھر دیکھیں کس طرح فیض پہنچتا ہے۔ کسی نے دل کے ارد گرد گناہوں کی بارودی سرنگیں بچھائی ہوئی ہوں بھلا پھر دل کے اندر فیض کیسے پہنچے گا؟ ضروری ہے کہ گناہوں پر شرمسار ہوں اور پکی پکی توبہ کرلیں تاکہ دل انوارات و تجلیات کو جذب کرنے والا ہو سکے۔

دل اور گناہوں کے سوراخ:

حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا، آپ لوگ دور دراز سے یہاں پہنچے ہیں اب تہجد میں رو رو کر اللہ تعالیٰ سے مانگئے اللہ تعالیٰ مہربانی فرما دے گا۔ فیض سب کی طرف پہنچتا ہے مگر دل میں گناہوں سے سوراخ کئے ہوئے ہیں جس سے فوراً ہی نکل جاتا ہے مثلاً ایک آدمی چھلنی لے کر دودھ لینے جائے تو دودھ والے کا قصور ہے کہ چھلنی والے کا قصور ہے۔ جب مشائخ کے پاس جائے تو اصلاح کی نیت لے کر جائے تو بہت فائدہ ہوتا ہے۔ حضرت جی نے بہت جوش اور جذبے سے فرمایا کہ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ہم نے کبھی اپنے مشائخ کو تعویذ وغیرہ کے لئے نہیں کہا بلکہ صرف اصلاح کی نیت سے جاتے تھے۔

خطرناک غلطیاں:

حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا کہ اپنے آپ کو شیخ کے سامنے پیش ہی نہیں کرتے، اپنے آپ کو شیخ کے سپرد ہی نہیں کرتے تو پھر پورا فائدہ کیسے ہو سکتا ہے؟ آج تو بعض مرید یہاں تک سوچتے رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ شیخ کو حقیقت کا کیا پتہ، بس شیخ کو تو دو تین آدمی گھیرے ہوئے رہتے ہیں، حق بات پہنچنے ہی نہیں دیتے۔ ایسی ایسی بدگمانی سے کام لیتے ہیں۔ اسی لئے حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ روحانیت میں گناہ اتنا خطرناک نہیں ہوتا جتنا بدگمانی خطرناک ہوتی ہے۔ لیکن شیخ محبت سے، شفقت سے لے کر چل رہے ہوتے ہیں۔ سوچتے ہیں کبھی نہ کبھی سمجھ جائے گا۔ فیض اخذ کرنے میں مرید کی طرف سے دیر ہوتی ہے کبھی بے ادبی کی وجہ سے گر جاتا ہے اور فیض سے محروم ہو جاتا ہے، کبھی بدگمانیوں کی وجہ سے فیض سے محروم رہتا ہے۔ جب شیخ کا تقویٰ، اتباع سنت، محبت الٰہی ایک دفعہ اچھی طرح دیکھ لی تو پھر اپنے آپ کو بدگمانیوں کی آماجگاہ کیوں بننے دیتا ہے۔ ہمیشہ سوچے میری کم علمی کی وجہ سے مجھے شیخ کا عمل سمجھ نہ آیا ضرور کوئی حکمت ہوگی۔

مجلس 16

اچھی نیت

حضرت جی دامت برکاتہم نے 1\3\96 کو ایک خاص مجلس میں دوستوں کو معارف وحقائق سے مستفید فرمایا۔ انتہائی اہم ملفوظات تھے جنہیں بڑی جلدی میں لکھا گیا۔ اللہ تعالیٰ میری کمی بیشی کو معاف فرمائے۔

اچھی نیت اور رب تعالیٰ سے ملاقات:

حضرت جی دامت برکاتہم نے بڑی کڑھن سے ارشاد فرمایا جو تصویریں دل میں جمی ہوئی ہیں پہلے انہیں نکالو خواہ وہ تصویریں بیوی کی ہوں یا کسی دوست کی یا مال و دولت کی محبت کی ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی محبت ان تمام محبتوں پر غالب ہو تب بات بنے گی۔

ولوں من لئی تیری بن گئی

کسی دن تنہائی میں بیٹھ کر دل سے کہیں کہ بس میں نے تمام گناہوں سے توبہ کر لی۔ انسان نفس کی خواہشات کی پوجا میں مشغول ہیں اور نفس انہیں جہنم میں دھکیل رہا ہے۔

رب ملداں تے رب ملداں نیتاں اچھیاں نوں

نیتیں اچھی کرلو تو رب مل جائے گا۔ میری باتوں کا یہی نتیجہ نکلے گا کہ رب ملتا ضرور ہے مگر نیت اچھی والے کو ملتا ہے۔ ہم صرف زبان سے کہتے ہیں کہ ہماری نیت اچھی ہوگئی ہے حقیقتاً نیتوں کو اچھا بنانے کے لئے بہت زیادہ کوشش کرنی پڑتی ہے کیونکہ نفس بہت زیادہ مکاریاں کرتا ہے۔

ابراہیمی نظر پیدا کرنی بہت مشکل ہوتی ہے

ہوس چھپ چھپ کے سینوں میں بنالیتی ہے تصویریں

اللہ کی محبت اور مجنوں:

حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا کہ مجنوں کا اصلی نام قیس عامری تھا۔ قیس کہتے ہیں عقلمند کو مگر لیلیٰ کی محبت میں ایسا مجنوں ہوا کہ لوگوں نے اسے مجنوں کہنا شروع کر دیا۔ ہم سوچیں وہ ایک عورت کی محبت میں مجنوں ہوا اور یہ حالت ہوگئی۔ ہم اللہ کی محبت کا دم بھرتے ہیں مگر ہم اللہ کی محبت میں ایسے کیوں نہیں ہوتے۔ ذرا اس بات کو غور سے سوچیں۔

یہی مجنوں ایک دن جا رہا تھا کہ حضرت حسنؓ ملے۔ حضرت حسنؓ نے فرمایا کہ ہم نے حکومت ان کے سپرد کر دی جن کو زیبا تھی۔ مجنوں کہنے لگا کہ وہ تو لیلیٰ کو زیبا ہے۔ حضرت حسنؓ نے فرمایا اَنْتَ مَجْنُوْن (تو مجنوں ہے) دیوانہ ہے۔

ولی اور گناہ:

حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا، ولی اللہ بننے میں اتنے پہاڑ

نہیں عبور کرنے پڑتے جتنے ہم سمجھتے ہیں اگر ہم اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دیں تو ولی بن جائیں۔ اگر ہم نفس کے کتے کو قابو کر لیں تو ولی اللہ بن جائیں۔ یہ پکا ارادہ کریں کہ اپنے خیالات نہیں چلنا بلکہ اللہ تعالیٰ کے احکام کو معلوم کر کے ان پر چلنا ہے اور ان پر عمل اتباع سنت کے مطابق کرنا ہے۔ کسی بزرگ کا قول ہے جو شخص علم اور ارادے سے گناہ کرنا چھوڑ دے گا اللہ تعالیٰ اسے اپنے صدیقین میں شمار کر لے گا۔ کیوں کہ غلطی سے کیے ہوئے گناہ جلدی معاف ہو جاتے ہیں اور پلاننگ سے کیئے ہوئے گناہ مشکل سے معاف ہوتے ہیں۔ شریعت اسلام میں نیکی کرنے کو بھی اہمیت حاصل ہے مگر گناہوں سے بچنے کو زیادہ اہمیت حاصل ہے اور ہمارے سلسلہ نقشبندیہ میں تو گناہوں سے بچنے کو بہت زیادہ اہمیت دی جاتی ہے کیونکہ تقویٰ تو ولایت کی بنیادی اینٹ ہے۔

فضل کا معاملہ:

حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے بڑے بزرگوں نے کہا کہ ہم تو فضلی ہیں۔ ہم پر اللہ کا فضل ہوتا ہے تو ہم بھی آگے فضل و مہربانی والا معاملہ کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں نقشبندیہ کے سالکین مراد ہیں۔ مثلاً بغیر تشبیہ کے عرض ہے کہ اگر ایک عورت کسی کو چاہتی ہو تو وہ ملنے کے راستے بتا دیتی ہے۔ جس کو ہاتھ پکڑ کر گھر لایا جائے وہ مراد ہے اور جس کو کہا آجانا وہ مرید ہے۔ حضرت موسیٰؑ کے متعلق فرمایا، فَلَمَّا جَآءَ مُوۡسٰى لِمِيۡقَاتِنَا (وہ موسیٰؑ جب ہماری ملاقات کو آئے) اور حضور ﷺ کے متعلق فرمایا سُبۡحٰنَ الَّذِىۡۤ اَسۡرٰى بِعَبۡدِهٖ (پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو لے گئی)

مجلس 17

تکبر کی نحوستیں

29\3\96 کو جھنگ میں ایک مجلس مبارکہ میں تکبر کے موضوع پر ارشادات عالیہ سے سامعین کو مشرف فرمایا۔ تکبر جو کہ ام الامراض۔ ہے اس کے نقصانات اور علاج بتائے گئے۔

ظاہری اور باطنی گناہوں کو چھوڑیں:

حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا کہ قرآن میں ہے وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَ بَاطِنَهٗ (ظاہری اور باطنی گناہ چھوڑ دو)۔ ظاہری گناہ وہ ہیں جن تک انسان کی نظر پہنچ سکے اور باطنی گناہ وہ ہیں جو بندے اور اللہ کے درمیان ہوں صرف انسان خود ہی انہیں جانتا ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ظاہری اور باطنی گناہ چھوڑ دیں۔ پہلے ظاہری گناہوں کا تذکرہ ہے اس لئے پہلے ظاہری گناہوں کو چھوڑ دیا جائے پھر باطنی گناہوں کا تذکرہ ہے اس لئے پھر باطنی گناہوں کو چھوڑ دیا جائے۔ ظاہری گناہ چھوڑنے سے باطنی گناہ کا چھوڑنا آسان ہو جائے گا۔ اس لئے آیت کریمہ میں ظاہری گناہ کو پہلے بیان کیا گیا ہے۔

بعض عورتیں کہتی ہیں کہ پردے سے کیا ہوتا ہے حیا تو دل میں ہوتی ہے۔ کیا بدن کے کپڑے اتار سکتے ہیں؟ کیوں کہ حیا تو دل میں ہوتی ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے؟ ظاہری گناہ کو پہلے چھوڑ دیا جائے کیونکہ ظاہری گناہ کو چھوڑنا آسان ہے اس لئے کہ لوگ دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ انسان کو حضوری نہیں ہوتی اس لئے باطنی گناہ چھوڑنا مشکل ہوجاتا ہے آج امت ان پوشیدہ گناہوں کی وجہ سے زوال پذیر ہے۔ ظاہری گناہوں سے توبہ تائب بھی ہوجاتے ہیں مگر باطنی گناہوں سے توبہ مشکل ہوجاتی ہے۔ آیت میں ظاہری اور باطنی گناہوں کا تذکرہ علیحدہ علیحدہ کردیا تاکہ ظاہری اور باطنی گناہ الگ الگ ہوجائیں۔ بہرحال ہمیں تو ہر قسم کے گناہوں سے توبہ تائب ہونا چاہئے۔

عجب وتکبر کا علاج:

حضرت جی دامت برکاتہم نے فرمایا خود پسندی کبائر میں سے ہے۔ شاید بہت سے لوگ اس کو گناہ ہی نہیں سمجھتے۔ بندے کا اپنے نفس پر عجب پیدا ہوجانا مہلکات میں سے ہے۔ خود پسندی امہات الکبائر میں سے ہے'' انسان اپنی خوبیوں کو اپنی طرف منسوب کرے یہ عجب ہے،، خرابی کو انسان دوسروں کی طرف منسوب کرتا ہے اور خوبیوں کو اپنی طرف منسوب کرتا ہے مثلاً انٹرویو میں کامیاب ہوئے تو کہے گا کہ میں نے یہ کیا وہ کیا اور اگر ناکام ہوگیا تو کہے گا جو اللہ کی مرضی اور کامیابی پر جو اللہ کی مرضی نہیں کہتا۔

بندے کا اونچا بننا اللہ کو پسند نہیں ہے۔ عزت ملنی ہو تو لوگ پاؤں میں پگڑی رکھ دیتے ہیں کیونکہ پاؤں نیچے ہیں اور اگر مار پڑتی ہے تو سر پر جوتے پڑتے ہیں کیونکہ سر اونچا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہماری نظر اپنی خامیوں پر رہے تا

کہ اصلاح نصیب ہو اپنی نظر اپنی خوبیوں پر نہ رکھیں ورنہ عجب اور تکبر پیدا ہوگا اور اگر کوئی خوبی نظر آئے تو اسے اللہ کا فضل قرار دیں۔

اللہ تعالیٰ کی خوشی اور ناراضگی کی علامات:

حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے خوش ہوتے ہیں تو اس کے عیب اس کو نظر آتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کسی سے ناراض ہوتے ہیں تو انسان کو اپنے عیب نظر آتے ہی نہیں۔ جس کو اپنے اندر خامیاں نظر نہ آئیں عجب کا مریض ہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے تھے کہ سالک جب تک اپنے آپ کو خسیس کتے سے بھی کم تر نہ سمجھے وہ واصل باللہ نہیں ہوسکتا۔ یہ بات سمجھنے میں ہمیں کافی دیر لگی۔ مانتے تھے مگر نفس قبول نہیں کرتا تھا۔ لیکن وقت کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور یہ بات کھل گئی یہ پکی بات ہے۔ کتا ساری رات پہرہ دیتا ہے اور انسان ساری رات نرم بستر پر سوتا ہے، شب باشیاں کرتا ہے مثلاً انسان نے رات اگر جاگ کر گزاری ہو تو دن کو گھر میں کرفیو لگا دیتا ہے کہ تمہیں نہیں پتہ کہ میں ساری رات جاگتا رہا ہوں۔ بیوی کسی کو کمرے کے قریب سے نہیں گزرنے دیتی اس لئے کہ میاں رات کی ڈیوٹی کر کے آیا ہے۔ لیکن کتا رات بھر جاگ کر بھی جہاں جگہ ملے سو جاتا ہے۔ کتے کی یہ خوبی ہے کہ جتنے جوتے مارو پھر تھوڑی دیر بعد ویسے کا ویسا ہو جاتا ہے اگر انسان کے حالات بگڑ جائیں پھر دیکھیں کیا کچھ ہوتا ہے اور کیا کچھ کہتا پھرتا ہے۔

انسان اور کتا:

حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا، سارا دن انسان اللہ کی نعمتیں

کھاتا ہے اگر ذرا سی کوئی تکلیف ہو جائے تو شکوے اور شکائتیں شروع کر دیتا ہے۔ جب ان باتوں پر غور کیا تو پھر سمجھ میں آیا کہ کتا اپنے مالک کا زیادہ وفادار ہوتا ہے اس لئے انسان اپنی بے وفائی کی وجہ سے خسیس کتے سے بھی گھٹیا ہے۔

ہلاکت ہی ہلاکت:

حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا، یہ خود پسندی کا گناہ بہت عام ہے۔ جس نے اپنے آپ کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھا اللہ تعالیٰ کی اس پر پسندیدگی کی نظر نہیں پڑتی۔ ایک دفعہ حضرت عائشہؓ شیشہ دیکھ کر خوش ہوئی تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا، عائشہ! تو ہلاک ہوگئی۔ گویا خود پسندی سے بچنے کی تلقین فرمائی۔

تکبر و عجب کا علاج:

حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا، ہم تو اپنی خوبیاں بیان کرتے پھرتے ہیں میں یہ ہوں، میں وہ ہوں۔ یہ باتیں تو گنا ہوں کا پنڈورا باکس ہیں۔ صحابہؓ کو اپنے اندر خامیاں نظر آتی تھیں ہمیں خوبیاں نظر آتی ہیں۔ ایک دن حضرت عمرؓ نے صحابہؓ کو ممبر کے قریب اکٹھا کیا اور ممبر پر چڑھ کر فرمایا کہ تو وہی تو ہے جس کی ماں خشک گوشت کھایا کرتی تھی۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ یہ کیا ہوا؟ آپؓ نے تو کچھ کہا ہی نہیں ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا فتوحات کی کثرت سے میرا دل خوش ہو رہا تھا کہ اے عمرؓ! تیری سلطنت اتنی وسیع ہے۔ میں نے اس عجب کا علاج کیا ہے کہ تو وہ ہے کہ جس کی ماں خشک گوشت کھایا

کرتی تھی۔ اور ہم انہیں بزرگوں کے نام لیوا ہیں مگر ہماری حالت یہ ہے کہ ہم بیان کرتے ہیں اور پھر لوگوں سے پوچھتے پھرتے ہیں کہ کیسا بیان کیا؟ وہ کہتے ہیں واہ واہ کیا بات ہے۔

خوبیاں اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کریں:

حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا، اگر کبھی اپنے میں کوئی خوبی نظر آئے تو اسے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرے اور سوچیں جو خوبیاں ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی مہربانیاں ہیں، رحمتیں ہیں، کمال کمال والے ہی کو زیبا ہے، ہمیشہ خوبیوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کریں تاکہ تکبر اور عجب سے بچ سکیں۔ ہاں برائی کو اپنی طرف منسوب کریں ادب یہی ہے۔ اپنے نفس کو ملامت کرتے رہیں لیکن انسانی نفس برائی کو چھپانا چاہتا ہے مثلاً ایک بچہ بھی اگر غلط کام کرکے آئے گا تو جھوٹ بول کر چھپانے کی کوشش کرے گا وہ بچہ بھی برائی کو ظاہر کرنا نہیں چاہتا کیونکہ ملامت ہوتی ہے۔

عبرت انگیز واقعہ:

حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا اگر اللہ تعالیٰ ہدایت نہ دے تو ہم ہدایت پر نہیں رہ سکتے۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ایک آدمی نے ایک عورت پر غلط نظر ڈالی اور اس کے عشق میں مبتلا ہو گیا اور مرتد ہو گیا اور مرتد ہو کر مندر میں جا بیٹھا۔ اس لئے انسان ہمیشہ کرتا بھی رہے اور اللہ تعالیٰ کی بے نیازی سے ڈرتا بھی رہے۔

میں کے لفظ سے پرہیز:

حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا، اگر کسی سے اپنی تعریف سنے تو

فوراً اسے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرے۔ اگر کسی سے اپنے متعلق اچھے الفاظ سنے تو اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ادا کرے یہ سوچ کر کہ میرے اندر یہ خوبی اللہ نے پیدا کی ہے۔ اسی لئے ہمارے حضرات اتنی احتیاط کرتے تھے کہ ''میں'' کے لفظ کے بجائے وہ فقیر کا لفظ استعمال کرتے تھے وہ اپنے آپ کو مٹاتے تھے۔ اگر کوئی تعریف کرے تو سجدہ ریز ہو کر اللہ کے حضور عرض کرے کہ یا اللہ! تو نے گناہوں کے باوجود چھپایا ہوا ہے یہ تیری صفت ستاری کا صدقہ ہے کہ زندگی گزار رہے ہیں۔

تیری بندہ پروری سے میرے دن گزر رہے ہیں
نہ گلہ ہے دوستوں کا نہ شکایت زمانہ

اللہ والوں کی خدمت کرنے کی حکمتیں:

حضرت جی دامت برکاتہم نے فرمایا، اگر اللہ تعالیٰ ہمارے عیب کھول دیں تو ہم ایک دوسرے سے نفرت شروع کر دیں۔ والد اولاد سے نفرت کرے، خاوند بیوی سے نفرت کرے، دوست دوست سے نفرت کرنے لگ جائے۔ ہم تو اس کی صفت ستاری کے صدقے جی رہے ہیں۔ عجب اور خود پسندی کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ لطف کی بات ہے کہ یہ فیصلہ خود اپنی ذات سے ہوتا ہے اگر اپنی خوبیوں پر فریفتہ رہے تو عجب ہے اگر لوگ تعریفیں کرتے ہیں اور وہ دل میں عجب محسوس نہیں کرتا بلکہ شکر ادا کرتا ہے اور ڈرتا ہے یہ اس کے لئے آزمائش تھی۔ ہم نے اپنے مشائخ سے سیکھا ہے کہ جب کوئی ان کا جوتا اٹھاتا تو وہ کانپتے تھے، ڈرتے تھے۔ منع اس لئے نہیں کرتے تھے کہ خدمت کرنا دوسروں کا حق ہے۔ حضرت خواجہ عبدالمالک صدیقیؒ پہلے بدن نہیں دبوایا

کرتے تھے پھر بیانات میں فرماتے تھے کہ دبانے سے لوگوں کو فائدہ ہوتا ہے تو مجھے نہیں روکنا چاہئے تھا اور آخری عمر میں دبوا لیا کرتے تھے۔

اس دور کا المیہ:

حضرت جی دامت برکاتہم نے فرمایا، کمالات کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھے اور نقائص کو اپنی طرف سے سمجھے۔ اگر کوئی ادب کرے، جوتے اٹھائے تو علیحدہ ہو کر روئے کہ اللہ تعالیٰ نے چھپایا ہوا ہے۔ آج وقت یہ آ گیا ہے کہ کبیرہ گناہ بھی کر جاتے ہیں اور پھر اس کو گناہ بھی نہیں سمجھتے۔ اس دور کا بہت بڑا المیہ ہے کہ لوگ گناہ کو جائز کرنے کے لئے مختلف Logic گھڑ لیتے ہیں اور اپنے ضمیر کو مطمئن کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔ ہمیں اپنے عیب اور نقائص دیکھتے رہنا چاہئے تا کہ ہماری اصلاح ہو سکے۔

نہ تھی اپنی برائیوں کی جو خبر دیکھتے رہے اوروں کے عیب و ہنر
پڑی اپنی برائیوں پر جو نظر تو نگاہ میں کوئی برا نہ رہا

اللہ تعالیٰ کی ستاری:

حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا جیسے کوئی شیر سے ڈرتا ہے اسی طرح اپنی ''میں'' اور تعریف سے ڈرنا چاہئے ورنہ ہلاک ہو جائے گا۔ حضرت خواجہ فضل علی قریشیؒ بہت بڑے شیخ تھے۔ ایک دفعہ فرمانے لگے، میری ایک دفعہ ریح بند ہو گئی اور زمین پر لوٹنے پوٹنے لگا، ایسا لگتا تھا کہ جان ہی نکل جائے گی۔ پھر فرمایا، کہ جو بندہ اپنی گندی ہوا کے خارج کرنے پر قادر نہ ہو کیا وہ اونچا بول سکتا ہے؟ مریدین نے عرض کیا کہ نہیں۔ فرمایا، آج خواب میں

حضور ﷺ نے فرمایا اور بشارت دی کہ من حیث القوم جیسی آپ نے اتباع سنت والی جماعت بنائی ہے ایسی جماعت دنیا میں اس وقت کہیں نہیں ہے۔

ایک بزرگ کہتے تھے کہ بکری میں میں کرتی ہے دیکھیں پہلے اسے ذبح کرتے ہیں پھر بوٹیاں بنتی ہیں، دانتوں سے چبوایا جاتا ہے اور ہڈیاں تڑوائی جاتی ہیں، آنتیں جو بچ جاتی ہیں اسے دھنیا روئی دھننے کے لئے اپنی لکڑی میں بطور تار کے لگالیتا ہے۔ جب دھنی جاتی ہے پھر تو تو کی آواز آتی ہے۔ میں میں کو تو تو میں بدلنے کے لئے اتنا کچھ کرنا پڑا۔ سبق یہی نکلا کہ میں میں اور عجب سے بچا جائے۔



مجلس 18

دین اور مصائب

دوران سفر جھنگ سے لاہور تشریف لے جاتے ہوئے چند ارشادات فرمائے جو پیش خدمت ہیں۔

مقصد زندگی:

حضرت جی دامت برکاتہم کی مجلس مبارکہ میں صحابہؓ کا ذکر مبارک ہوا۔ آپ نے صحابہؓ کی محنت، مجاہدہ کے متعلق ارشاد فرمایا، صحابہؓ میں سے بعض اونٹوں پہ پیدا ہوئے، انتوں پہ ہی جوان ہوئے اور اونٹوں پہ ہی موت آئی۔ دین کی خاطر اتنی محنت کی کہ بعد والے لوگ حیران ہیں۔ صحابہؓ نے اپنی زندگی کا مشن جہاد اور اللہ کی رضا کو بنایا ہوا تھا انہوں نے خدمت دین کرتے کرتے وفات پائی۔

میری زندگی کا مقصد تیرے دین کی سرفرازی
میں اسی لئے مسلماں میں اسی لئے نمازی

دین کا غم:

حضرت جی دامت برکاتہم نے اللہ کے لئے محنت کرنے کے جذبے کی

وضاحت کرتے ہوئے فرمایا، فقیر ہر جگہ یہ محسوس کرتا ہے کہ اپنوں سے نکل کر اپنوں میں آ گیا ہوں ۔ فرمایا، اس دین کی ظاہری شکل کی وجہ سے اتنی محبت ہے اگر اس کی حقیقت نصیب ہو جائے تو پھر کتنی محبت ہو گی ۔ دراصل اللہ تعالی کی خاطر محبت کرنا اور اللہ ہی کی خاطر دشمنی کرنا بہت بڑی نیکیوں میں سے ہے ۔ یہ عاجز جگہ جگہ اللہ تعالی کی محبت کا پیغام لے کر پھر رہا ہے

میرا پیغام محبت ہے جہاں تک پہنچے

حضرت جی دامت برکاتہم نے فرمایا، بعض لوگ سوچتے ہیں کہ سیر کرنے کا خوب موقع ملتا ہے ۔ حضرت جی دامت برکاتہم نے بڑے درد سے فرمایا کہ سیر کی بھی کوئی حد ہوتی ہے، کوئی انسان کتنی سیر کرے گا، یہ دین کا غم ہے جو چین سے بیٹھنے نہیں دیتا ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مثالی زندگی :

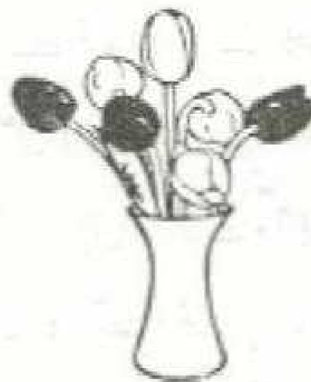
حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور حضرت موسیٰ کی زندگی آپس میں بڑی مشابہت رکھتی ہے ۔ کَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلاً (جیسا کہ ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجا) سفر سقر ہے لیکن وسیلہ ظفر بھی ہے ۔ حضرت موسیٰ کی زندگی میں تو پیدا ہوتے ہی دریا کا سفر شروع ہو گیا ۔ پھر فرعون سے آزادی کے بعد میدان تیہ میں سفر ہی سفر ہے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں دیکھا جائے تو سفر ہجرت ہے، جنگوں کے لئے سفر ہیں، مختلف مشن کے لئے سفر ہیں، دعوت و تبلیغ کے لئے دن رات سفر ہی سفر ہے ۔ ہر مہینہ اگر ایک جنگ کا انتظام کرنا پڑ جائے تو مصیبت بن جاتی ہے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگوں کا حساب لگایا جائے تو تقریباً ہر مہینہ میں جنگ پڑتی ہے ۔

ذرا حضور ﷺ کی زندگی کی سختیوں کا اندازہ لگائیں کہ ہر مہینہ گویا ایک جنگ کا سامان کرنا پڑتا تھا۔ تمام انبیا کو مختلف قسم کی آزمائشیں آئیں لیکن حضور ﷺ کو سب سے زیادہ مصیبتیں پہنچائی گئیں۔

چیلنج:

حضرت جی دامت برکاتہم نے کامل یقین کے ساتھ اور بڑے دلچسپ انداز سے فرمایا کہ میں نے کئی دفعہ بیرون ملک چیلنج کیا کہ اتنے تھوڑے وقت میں حضور ﷺ نے اتنے تھوڑے ذرائع کے ساتھ اتنے بڑے رزلٹ پیدا کیے۔ اگر تم خود نہیں دیکھ سکتے تو آؤ ہم تمہیں دکھاتے ہیں۔ حقیقت تو وہ جسے دشمن بھی مان جائے۔ سویڈن کا واقعہ ہے کہ وہاں لوگوں سے یہ سوال پوچھا گیا کہ تمہاری پسندیدہ شخصیت کونسی ہے؟ تو سویڈن کے غیر مسلم لوگوں نے 65%Voting کے ذریعے یہ فیصلہ دیا کہ ہماری پسندیدہ شخصیت نبی ﷺ ہیں۔

؎ اپنا اپنا تجھے سب کہتے ہیں اللہ اللہ
شیخ و میخوار جدا کافر و دیندار جدا



مجلس 19

کامیاب انسان اور ناکام انسان

کامیاب انسان کون ہے؟

کامیاب انسان اور ناکام انسان کون ہے؟ کائنات کی ہر چیز کا کوئی نہ کوئی مقصد ہے۔ یہ زمین و آسمان وغیرہ کے پیدا کرنے کا مقصد ہے۔ مقولہ ہے فِعْلُ الْحَکِیْمِ لَا یَخْلُوْا عَنِ الْحِکْمَۃِ (دانا کا کوئی کام دانائی سے خالی نہیں ہوتا)

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّکُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ۝

(کیا تمہیں فضول پیدا کیا گیا ہے اور تم نے ہماری طرف لوٹ کر نہیں آنا ہے)

اسی طرح انسان کا بھی مقصد ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور معرفت کا حاصل کرنا ہے۔ جس انسان کی زندگی مقصد پر گزری وہ ہے کامیاب انسان اور جس کی زندگی مقصد پر نہ گزری وہ ہے ناکام انسان۔ یہ میلے ٹھیلے یہیں رہ جائیں گے

سب ٹھاٹھ پڑا رہ جائے گا
جب لاد چلے گا بنجارا

ہر ملک کی ایک کرنسی ہوتی ہے مثلاً روس کی روبل ہے، جاپان کی ین ہے،

پاکستان کی روپیہ ہے۔ انسان جس ملک میں رہتا ہو اور اس ملک کی کرنسی اس کے پاس ہوگی تو بڑے مزے سے رہے گا۔ اسی طرح آخرت کی کرنسی بھی بندے کی نیکیاں ہیں جس کے پاس یہ زیادہ ہوں گی وہ بڑے مزے سے رہے گا۔ اسے موت، قبر، حشر، اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہونے کے وقت ہر جگہ آسانی ہوگی۔ اس لئے ہم کسی نیکی کو چھوٹا سمجھ کر چھوڑیں نہیں اور کسی گناہ کو چھوٹا سمجھ کر کریں نہیں۔ حضرت حافظ ابن قیمؒ فرماتے تھے کہ یہ نہ سمجھو کہ گناہ چھوٹا ہے بلکہ یہ دیکھو کہ نافرمانی کس کی ہو رہی ہے۔

عبرت ناک واقعہ:

ارشاد فرمایا، جب نیک انسان فوت ہوتا ہے تو زمین کے وہ ٹکڑے روتے ہیں کہ جہاں بیٹھ کر وہ عبادت کرتا تھا، آسمان کے وہ دروازے روتے ہیں جہاں سے اس کا رزق اترتا تھا۔ نافرمان بندہ جب اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے تو بعض اوقات عبرت کی خاطر اللہ تعالیٰ کی پکڑ آجاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اسی دنیا میں تگنی کا ناچ نچا دیتا ہے۔

ایک فرسٹ کلاس گزنڈ افسر کا واقعہ ہے، افسروں کو جس طرح افسری کا مان ہوتا ہے اس کو بھی افسری کا بڑا مان تھا۔ کار، کوٹھی وغیرہ سب کچھ موجود تھا۔ آج کل لوگوں نے پیسے کو عزت کا معیار بنایا ہوا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت کا معیار تو تقویٰ ہے۔ اس کے پاس بھی خوب دنیاوی ساز و سامان تھا۔ اس کے گھر کے ساتھ ایک مسجد تھی جس میں سپیکر بھی لگا ہوا تھا۔ مسجد والوں نے صبح کی اذان دے دی کیونکہ کچھ بوڑھے لوگ ہوتے ہیں جو اذان سن کر آتے ہیں ویسے بھی اذان مسلمانوں کا شعار ہے، نماز کے لئے بلانے کا طریقہ ہے۔ اس

افسر نے مؤذن کو منع کیا کہ صبح کی اذان نہ دیا کرو میری نیند خراب ہوتی ہے۔ اس مؤذن نے پھر دوسرے دن اذان کہہ دی۔ وہ افسر آیا، اس نے اس مؤذن کے دو چار تھپڑ رسید کر دیئے کہ میں نے تجھے منع کیا ہے کہ صبح کو اذان نہ دو میری نیند خراب ہوتی ہے۔ بس پھر کیا تھا غیرت الٰہی جوش میں آ گئی، وہ مؤذن بیچارہ تو تھپڑ کھا کر خاموش ہو گیا مگر اس افسر کی پکڑ آ گئی۔ اس پر فالج کا حملہ ہوا اور ٹانگیں بھی بیکار ہو گئیں افسرانہ مزاج تھا بیوی خدمت کرتی یہ پھر بھی جلی کٹی سناتا، بیوی میکے چلی گئی، بھائی کو فون کیا وہ اٹھا کر لے گیا۔ بھائی کے بچے چند دنوں میں تنگ ہو گئے کہ ہم خدمت کرتے ہیں یہ ذرا ذرا سی بات پر گالیاں دیتا ہے۔ بھائی کے بچے اتنے ناراض ہوئے کہ انہوں نے اسے اٹھا کر باہر کہیں روڈ پر رکھ دیا۔ سورج طلوع ہوا، گرمی لگنے لگی، پسینہ آنے لگا، رات بھی روٹی نہ کھائی تھی اب بھوک لگ رہی تھی۔ آنے جانے والوں سے روٹی مانگ رہا ہے۔ فرسٹ کلاس گزیٹڈ افسر ہے مگر اللہ کی پکڑ میں آ گیا اور حالت یہ ہو گئی کہ آنے جانے والوں سے روٹی مانگ رہا ہے۔ کسی نے روٹی لا کر دی، کہا کھلا دو۔ اس نے کہا ٹائم نہیں ہے۔ اب ذرا منظر سوچئے اور عبرت حاصل کیجئے کہ روٹی کو پاؤں کے انگوٹھے اور ساتھ والی انگلی کے ساتھ پکڑ کر کھانی پڑ رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ جب ناراض ہوتا ہے تو تگنی کا ناچ نچا دیتا ہے، یہ کاریں بہاریں یہیں رہ جائیں گی۔ ان پر تکبر نہ کرے اللہ تعالیٰ کی پکڑ اس دنیا میں بھی آ سکتی ہے۔

عاجزی و انکساری کا سہارا لے کر چلو ورنہ ٹھوکر کھا کر گر پڑو گے۔

نہ جا اس کے تحمل پہ کہ بے ڈھب ہے گرفت اس کی
ڈر اس کی دیر گیری سے کہ سخت ہے انتقام اس کا

مجلس 20

زندگی اور انقلاب

اصلاحی انقلاب ضروری ہے:

ارشاد فرمایا، حضرت ابراہیم ادھمؒ ایک بزرگ تھے جو کہ بلخ کے بادشاہ تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ رہیں بھی شاہانہ زندگی میں اپنے آپ کو بدلنا بھی نہ پڑے اور خود بخود پکے سچے مومن بن جائیں۔ رات کو محسوس کیا کہ کوئی چھت پر چل رہا ہے، پوچھا کون ہے؟ اس نے کہا، آپ کا دوست ہوں اپنے اونٹ جو گم ہو گئے تھے ڈھونڈ رہا ہوں۔ کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے اونٹ چھتوں پر مل جائیں؟ فرمایا کہ یہ اس سے بھی زیادہ عجیب ہے کہ آپ اسی حالت میں رہنا چاہتے ہیں اور معرفت بھی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے لئے مجاہدہ اور کوشش ضروری ہے۔ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (جو ہمارے لئے کوشش کرتے ہیں ہم انہیں اپنے راستوں کی ہدایت دے دیتے ہیں)

واقعہ عبرت:

ایک دفعہ حضرت ابراہیم ادھمؒ کے لئے پھولوں کی سیج بنائی گئی۔ نوکرانی

نے سوچا چلو سیج تو بن گئی دیکھیں کیسی بنی ہے؟ وہ لیٹی اور اسے نیند آ گئی۔ بادشاہ ابراہیم ادھمؒ نے دیکھا تو غصے ہوئے اور اسے مارا۔ پہلے تو وہ روئی اور پھر ہنسی۔ پوچھا کیوں روئی تھی اور کیوں ہنسی تھی؟ کہا کہ روئی اس لیے تھی کہ مار پڑی تھی اور ہنسی یہ سوچ کر کہ میں تو تھوڑی دیر سوئی تو اتنی مار پڑی تو جو ہر روز سوتا ہے اسے کتنی مار پڑے گی؟

دنیا سرائے کی مانند ہے:

حضرت ابراہیم ادھمؒ نے صبح کو دربار لگایا، ایک نوجوان آیا اور آگے ہی بڑھتا چلا گیا۔ بادشاہ نے کہا کہ تو کون ہے؟ اس نوجوان نے کہا یہ مجھے سرائے لگ رہی ہے، یہاں رات گزارنا چاہتا ہوں۔ بادشاہ نے کہا کہ یہ سرائے تو نہیں ہے یہ تو بادشاہ کا محل ہے۔ اس نوجوان نے پوچھا، پہلے یہاں کون رہتا تھا؟ بادشاہ نے کہا کہ میرا باپ رہتا تھا۔ اس نے پوچھا، تیرے باپ سے پہلے کون رہتا تھا؟ بادشاہ نے کہا کہ میرا دادا رہتا تھا۔ اس نے پوچھا کہ تیرے بعد کون رہے گا؟ اس نے کہا کہ میرے بیٹے رہیں گے۔ پوچھا کہ بیٹوں کے بعد کون رہے گا؟ کہا، میرے پوتے رہیں گے۔ اس نوجوان نے کہا کہ ایک جا رہا ہے ایک آ رہا ہے خود ہی بتائیے کہ یہ محل ہے یا سرائے ہے؟۔

توبہ کا واقعہ:

حضرت ابراہیم ادھمؒ ایک دفعہ شکار کے لئے گئے، ہرن کے پیچھے گھوڑا دوڑایا۔ ہرن کو اللہ تعالیٰ نے قوت گویائی عطا فرمائی۔ کہا کہ مجھے تو آپ کے شکار کے لئے بھیجا گیا ہے آپ مجھے شکار کرنا چاہتے ہیں۔ بس توبہ تائب ہو گئے۔ آگے ایک گڈریا ملا اس سے کپڑے بدل لئے اور اللہ والوں کی صحبت

کے لئے نیشا پور پہنچے۔ وہاں ایک بزرگ سے بیعت کی اور معرفت، محبت الٰہی کی منزلیں طے کرنی شروع کر دی۔

حج اور محبت الٰہی:

حضرت ابراہیم ادھمؒ کے دل میں آیا کہ حج کے لئے چلوں۔ محبت الٰہی کا ایسا غلبہ تھا ہر ہر قدم پر دو رکعت نفل پڑھتے اور مکہ پہنچ کر فرمایا کہ لوگ تو پاؤں کے بل چل کے آتے ہیں اور میں پیشانی کے بل چل کر آیا ہوں۔

نیک دوست:

ارشاد فرمایا کہ جب حج کو جائے تو کوئی نہ کوئی نیک دوست ساتھ ہو تاکہ وہ رہنمائی کرتا رہے۔ ہمارے مشائخ کا یہ معمول رہا ہے کہ وہ مدینہ پاک میں ایک کلام ختم کرتے تھے گویا وہ حضور ﷺ کو سناتے تھے۔

قابل رشک موت:

حضرت جی دامت برکاتہم نے فرمایا کہ ایک دوست تھے۔ میرے پاس آتے تو نصیحت سنے بغیر نہ جاتے تھے۔ امیر آدمی تھے اللہ تعالیٰ نے حج وعمرہ کے لئے قبول کر لیا تھا۔ خوش قسمتی کا اندازہ لگایئے رمضان المبارک میں اعتکاف میں تھے اور سجدے کی حالت میں ریاض الجنہ میں موت آگئی۔ مجھے اس کی موت پر بڑا رشک آیا۔ فرمایا کہ رہنا ہو تو مکہ میں رہو اور موت آئے تو مدینے میں آئے۔

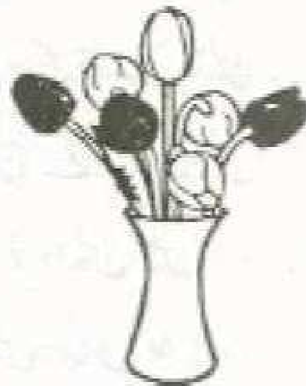
مدینہ شریف سے محبت کا واقعہ:

ارشاد فرمایا کہ حضرت عمرؓ نے دعا مانگی، اے اللہ! تو اپنے راستے میں

شہادت نصیب فرما اور اپنے حبیب ﷺ کے دیار میں جگہ نصیب فرما۔ وصیت فرمائی کہ وفات کے بعد میری چارپائی روضہ رسول ﷺ کے آگے رکھ دینا اور عرض کر دینا کہ غلام اجازت چاہتا ہے، جب وصیت کے مطابق ایسا کا گیا تو حجرے کا دروازہ کھل گیا۔ مدینہ وہ جگہ ہے کہ ہر روز 70 ہزار فرشتے اترتے ہیں اور جو ایک دفعہ اترتا ہے اس کی دوسری دفعہ باری نہیں آتی۔

مدینہ سے محبت کا واقعہ:

ارشاد فرمایا کہ حضرت امام مالکؒ ادب کی وجہ سے قضائے حاجت کے لئے مدینہ سے باہر جاتے اور قضائے حاجت بھی اس طرح کرتے کہ ایک پاؤں حدودِ حرم میں رہے اور گندگی حرم سے باہر گرے۔ ایک لمحہ بھی حرم مدینہ سے باہر رہنا نہیں چاہتے تھے۔ نبی ﷺ کے دیار سے ایسی محبت تھی۔



مجلس 21

آزاد ریاستوں کے حالات

حضرت جی دامت برکاتہم آزاد ریاستوں کا مختصر دورہ فرما کر اسلام آباد تشریف لائے تو اس سفر کے کچھ حالات سنائے جنہیں آپ کی بابرکت مجلس میں بیٹھ کر سپرد قلم کیا گیا۔ عجیب انوارات بھری مجلس تھی۔ اس مجلس کے یہ ملفوظات افادہ عام کے لئے پیش خدمت ہیں۔

تقریباً 127 انسانوں کے مشرف با اسلام ہونے کا واقعہ:

حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا کہ اس دفعہ آزاد ریاستوں کا سفر بڑا تھکا دینے والا تھا۔ مختصر یہ کہ جب سٹالن نے فن لینڈ پر حملہ کیا تو کافی علاقے پر قبضہ کر لیا تھا اور سٹالن نے کہا کہ لینن گراڈ سے فن لینڈ قریب ہے اس لئے اس قبضہ شدہ علاقے کو واپس نہیں کروں گا اور اس کے بدلے وہ ہمارا فلاں غیر آباد علاقہ لے لیں جہاں کٹسا مکشا شہر ہے۔ وہاں کوئی تقریباً 127 انسان ایک کلب میں اکٹھے ہوتے تھے۔ وہاں ایک عورت تھی جس نے عیسائیت کو پڑھا پھر اسے خواب آیا کہ اسلام کو بھی Consider کرو۔ ایک دفعہ اس عورت نے ماسکو میں ہمارے سلسلے کے ایک دوست روایل تاج

الدین صاحب کو جبہ و دستار میں دیکھا۔ اس عورت نے باقاعدہ انہیں لیٹر لکھا اور دعوت دی کہ آپ ہمارے ہاں تشریف لائیں اور اسلام پر لیکچر دیں۔ اس نے لکھا کہ میرے شیخ تشریف لانے والے ہیں وہ بہتر طریقے سے اسلام کو پیش کر سکیں گے۔ ہم حضرت شیخ کے ساتھ تمہارے ہاں لیکچر کے لئے آئیں گے۔ حضرت جی نے فرمایا کہ ہم نے اس کلنامکشا شہر میں ان لوگوں سے ملنے کے لئے اور اسلام کی دعوت پیش کرنے کے لئے 16 گھنٹے ریل کا سفر کیا اور اس کے بعد 10 گھنٹے کار سے سفر کیا۔

وہاں کلب میں بڑا بھرپور لیکچر ہوا، سوالات و جوابات ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں مذہب کے بارے میں غلط فہمی ہے۔ انہیں مذہب کی ضرورت بتائی اور اسلام کو سمجھایا۔ انہیں سمجھایا کہ مذہب کیوں ضروری ہے؟ پھر انہیں بتایا کہ یہودیت اور عیسائیت کے بعد اسلام کی کیا ضرورت تھی؟ الحمدللہ وہ سب کے سب مسلمان ہوئے۔ ان میں سے دو عورتیں تو سرے سے مذہب کے بارے میں سنجیدہ ہی نہ تھیں۔ لیکن جب انہیں اسلام کی سمجھ آگئی تو وہی دو عورتیں جو کسی مذہب کو ماننے کے لئے تیار نہ تھیں وہی سب سے پہلے مسلمان ہوئیں۔ جب وہ سب مسلمان ہو گئے تو انہیں اسلام کی ابتدائی باتیں سمجھائی گئیں۔ پھر وہ سب لوگ اسٹیشن چھوڑنے آئے اور اکثر رو رہے تھے۔ اسلام میں بھی کیا زبردست کشش ہے اور برکت ہے کہ آدھے دن سے بھی کم وہاں رہے مگر ان لوگوں کو اسلام کی وجہ سے اتنی محبت ہو گئی کہ رخصت کے وقت اکثر لوگ زار و قطار رو رہے تھے۔ اس کے بعد 23 گھنٹے کے سفر کے بعد لینن گراڈ پہنچے۔ اس دورے میں پانچ چھ ہزار میل تو سفر کیا ہوگا۔ تاشقند، سمرقند، بخارا

وغیرہ علاقوں کا دورا کیا۔ الحمد للہ رب العالمین۔

حضرت مولانا حاکم جان:

حضرت مولانا حاکم جان جو آزاد ریاستوں میں ہوتے ہیں وہ حضرت جی کے خلیفہ ہیں کافی عرصہ پاکستان میں رہ کر گئے ہیں۔ حضرت جی نے مولانا حاکم جان کے متعلق فرمایا کہ ان کے ساتھ عجیب واقعہ پیش آیا۔ جب یہاں پاکستان میں تھے تو حضرت جی نے ان سے فرمایا کہ فی الحال گھر خط نہ لکھنا۔ لیکن مولانا صاحب نے سمجھا کہ کچھ نہیں ہوگا۔ انہوں نے دو تین خط گھر لکھ دیئے۔ جب واپس اپنے ملک پہنچے تو دوسرے ہی دن پکڑ لئے گئے۔ تین سال قید کی سزا سنائی گئی کہ کیوں پاکستان گئے اور کیوں دین سیکھا؟ کسی محفل میں اسلام کریموف نے تقریر کی اور تین سال سے کم قیدیوں کو معاف کر دیا اور حضرت مولانا چھوٹ گئے۔ ایک بہت بڑی مسجد میں خطیب ہیں چھ ہزار آدمی ان کے پیچھے جمعہ پڑھتے ہیں۔ وہاں شہر میں ایک ہی مسجد میں جمعہ ہوتا ہے جس سے لوگوں میں نا اتفاقی اور اختلاف وغیرہ کم ہوتا ہے۔



مجلس 22

دل کن چیزوں سے متاثر ہوتا ہے

حضرت جی دامت برکاتہم رمضان شریف میں مختصر دورے پر اسلام آباد تشریف لائے۔ 7\1\98 کو بعد تراویح اسامہ بن زید مسجد میں درج ذیل ملفوظات سے سامعین کے دلوں کو منور فرمایا۔ لوگوں نے بہت اچھے اثرات لئے۔ اس عاجز نے موقع غنیمت سمجھتے ہوئے ان کلمات طیبات کو رقم فرمایا سب لوگوں کے استفادہ کے لئے یہ ملفوظات پیش خدمت ہیں۔

قرآن اور قوالی:

حضرت جی دامت برکاتہم بہت لمبا سفر کر کے اسلام آباد پہنچے تھے۔ بہت زیادہ تھکے ہوئے تھے پھر بھی حالت سفر میں تھے کیونکہ دوسرے دن پھر سفر درپیش تھا مگر اسامہ بن زید مسجد میں تراویح کے لئے تشریف لائے۔ بعد تراویح حضرت دامت برکاتہم نے فرمایا، آج جناب قاری صاحب کا قرآن سنا ایسا (Fresh) ہوا ہوں کہ گویا میرا دن ابھی شروع ہوا ہے۔ قاری صاحب نے ایسا خوبصورت اور مخارج کی صحیح ادائیگی کے ساتھ پڑھا ہے کہ طبیعت خوش ہوگئی ہے۔ افسوس کہ آج عبادات کا شوق نہ رہا۔ آج مزاج اتنے بگڑ گئے ہیں کہ قوالی کے اشعار پر سر دھننے لگتے ہیں اور قرآن سن کر ٹس

سے مس نہیں ہوتے۔

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
ہم خوار ہوئے تارک قرآن ہو کر

ارشاد فرمایا، آنکھ کی حفاظت روحانیت میں بڑی ضروری ہے اگر آنکھ بد پرہیزی اور بدنظری کر دے گی تو دل تباہ ہو جائے گا۔ اس لئے بہت ضروری ہے کہ آنکھ کو بدنظری سے بچایا جائے تاکہ دل محفوظ رہے۔

آنکھ سے آنکھ لڑی ہے مجھے ڈر ہے دل کا
کہیں اس جنگ و جدل میں یہ نہ مارا جائے

آنکھ:

اچھے یا برے جو بھی اثرات پڑتے ہیں وہ آنکھ کے ذریعے دل تک جاتے ہیں اس لئے آنکھوں کی حفاظت بہت ضروری ہے۔ حدیث شریف میں ہے جس کی آنکھ اس کے قبضے میں نہیں اس کا دل بھی اس کے قبضے میں نہیں۔

نگاہ پاک ہے تیری تو پاک ہے دل بھی
کہ حق نے کیا ہے دل کو نگاہ کا پیرو

کسی بزرگ نے فرمایا کہ تم مادہ بکری (کے اعضائے مخصوصہ) کے دیکھنے سے بھی پرہیز کرو۔ (اس سے غلط خیالات و وساوس آتے ہیں)

کان:

دل کے لئے دوسرا **Input** کان ہے۔ مثلاً اگر قاری باسطؒ کی کیسٹ سنیں گے تو اچھے اثرات پڑیں گے اسی طرح کسی سنگر کو سنیں گے تو اس کے برے اثرات ہوں گے۔ اِنَّمَا يَسْتَجِيبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ (مانتے تو وہی ہیں

جو سنتے ہیں) پس ثابت ہوا کہ کان کے ذریعے سنی ہوئی باتوں کے اثرات بھی دل پر بہت پڑتے ہیں۔ اس لئے چاہئے کہ اچھی باتیں سنی جائیں تا کہ قلب سلیم نصیب ہو۔ کان، آنکھ، دل کے بارے میں سوال ہوگا۔ اِنَّ السَّمْعَ وَ الْبَصَرَ وَ الْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا (بے شک کان اور آنکھ اور دل ان سب سے (متعلق) پوچھ ہوگی)۔

زبان:

زبان بھی ایک **Input** ہے انسان زبان سے گپیں مار رہا ہوتا ہے تو اس کے اثرات بھی دل پر پڑ رہے ہوتے ہیں۔ حضور ﷺ سے پوچھا گیا کہ لوگ جہنم میں زیادہ کس وجہ سے جائیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا زبان کی وجہ سے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کا قول ہے کہ کسی چیز کو قید کر کے خوش نہیں ہونا چاہئے مگر زبان کو قید کر کے خوش ہونا چاہئے۔ اس لئے ضروری ہے کہ زبان کی حفاظت کی جائے ورنہ دل پر بہت برے اثرات پڑیں گے۔ کسی بزرگ کا قول ہے کہ زیادہ باتیں کرنے سے دل سخت ہو جاتا ہے کیونکہ ہر ہر بات کے دل پر اثرات پڑ رہے ہوتے ہیں۔ اچھی باتیں کریں گے تو دل پر اچھے اثرات ہوں اور فضول باتیں کریں گے تو دل پر خراب اثرات پڑیں گے۔ حدیث کا مفہوم ہے بعض اوقات انسان منہ سے ایسی بات نکالتا ہے کہ اس کا نام دوزخیوں میں لکھ دیا جاتا ہے۔ پس چاہئے کہ انسان سوچ سمجھ کر بات کرے اور اچھی بات کریں ورنہ دل تباہ و برباد ہو جائے گا۔

دماغ:

جو آپ بار بار سوچتے رہیں گے وہی ہونے لگ جائے گا اگر آپ اللہ پر

اچھا گمان رکھیں گے تو اللہ تعالیٰ اس کے مطابق فیصلہ فرمادیں گے۔ حدیث شریف ہے اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ جو Data آپ دل میں Input کریں گے وہی قیامت کے دن نکالا جائے گا۔ قرآن حکیم میں ہے وَحُصِّلَ مَا فِی الصُّدُوْرِ (جو دلوں میں ہے (وہی) نکالا جائے گا)

دل:

تصوف کا مطلب دل کی صفائی کرنا ہوتا ہے۔ جتنی دل کی صفائی ہوتی جائے گی اتنا ہی بندے کے اخلاق اعلیٰ ہوتے جائیں گے اور رذائل نکلتے جائیں گے۔ مثلاً Wind Screen کی صفائی کی بوتل ملتی ہے جس سے سکرین صاف ہو جاتی ہے اسی طرح دل کی صفائی کے لئے بھی ذکر اللہ Cleaner کی طرح ہے۔ اس لئے اولیا اللہ ذکر کی کثرت کراتے ہیں تاکہ دل آئینہ کی طرح صاف وشفاف ہو جائے۔ جب دل صاف وشفاف ہو جاتا ہے تو اس کے اندر درد وسوز پیدا ہو جاتا ہے۔ اس لئے دل کو ذکر کے ذریعے بیدار کرنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہنا چاہئے۔

تڑپنے پھڑکنے کی توفیق دے
دل مرتضیٰ سوز صدیق دے

عام مسلمان اور نیکی:

بعض اوقات عام مسلمان بھی اولیاء اللہ جیسے کام کر لیتے ہیں لیکن بعض اوقات برائیاں بھی کر جاتے ہیں جس کی وجہ سے اولیاء اللہ والی حالت قائم نہیں رہتی۔ اگر عام مسلمان بھی تقویٰ کا لحاظ رکھیں تو دل گلستان کی طرح پر بہار ہو جاتا

ہے اور اگر تقویٰ کا لحاظ نہ رکھیں تو دل بیابان ہو جاتا ہے اور اجڑ جاتا ہے۔

ے دل گلستاں تھا تو ہر شے سے ٹپکتی تھی بہار

ے بیاباں ہوا عالم ہی بیاباں ہوگیا

مثال زندگی:

اگر ساری زندگی آپ فضول گزار بیٹھیں گے تو ساری زندگی سکون نہ ملے گا۔ اس لئے انسان کو چاہئے کہ حضور ﷺ کی زندگی کو اپنا آئیڈیل بنائے اور آپ کے رنگ میں رنگتا چلا جائے۔ پھر انسان کی اپنی زندگی بھی مثالی زندگی بن جائے گی۔ حضور ﷺ بھی ہر وقت ذاکر رہتے تھے اس لئے ہمیں بھی چاہئے کہ ذکر و فکر کو اپنی زندگی کا مقصد بنائیں۔ ذکر، وساوس کے وائرس کو ختم کر دیتا ہے۔

انسان کی ضرورت:

نیک مجالس میں بیٹھنا یہ انسان کی زندگی کی ضرورت ہے۔ جیسے کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا ہماری ضرورت ہے اسی طرح آخرت کے عذابوں سے بچنا یہ بھی ہماری ضرورت ہے۔ مختصر یہ کہ جب نیک مجالس میں بیٹھیں گے تو سننے کو اچھی باتیں ملیں گی، دیکھنے کو نیک لوگ ملیں گے اور بات کرنے کو اچھے لوگ ملیں گے جس کی وجہ سے دماغ اچھی باتیں سوچے گا اور دل خود بخود نیک ہوتا چلا جائے گا یہ نیک بننے کا شارٹ کٹ راستہ ہے

ے صحبت صالح ترا صالح کند

صحبت طالح ترا طالح کند

(نیک کی صحبت تمہیں نیک بنا دے گی اور بد کی صحبت تمہیں بد بنا دے گی)

مجلس 23

حضرت جی کے تجربات زندگی

مخلص کون ہے؟

حضرت جی دامت برکاتہم نے 21\3\98 کو حضرت ڈاکٹر مرسل صاحب کے ہاں روانگی سے پہلے اپنی زندگی کے بعض تجربات کا ذکر فرمایا اور گراں قدر ملفوظات ارشاد فرمائے۔ ارشاد فرمایا کہ کس کا کام مقبول ہے؟ کون مخلص ہے؟ اس بات کو حضرت نظام الدین اولیاؒ کے حوالے سے بیان فرمایا کہ ان کے ملفوظات میں لکھا ہے کہ جو زندگی میں ناموری چاہے گا اور پھر کام کرے گا تو موت کے ساتھ ہی اس کا کام بھی مر جائے گا اور جو اپنے کو مٹائے گا اور پھر کام کرے گا تو وفات کے ساتھ ہی اس کا کام خوب چمکے گا۔ اس لئے زندگی میں منفی سوچ نہ ہو، میں نہ ہو، ناموری کی تمنا نہ ہو، شہرت کی خواہش دل میں ذرا برابر بھی نہ ہو تب انسان کا کام مقبول ہوتا ہے اور تا دیر قائم رہتا ہے۔

ساری زندگی کے تجربات کا نچوڑ:

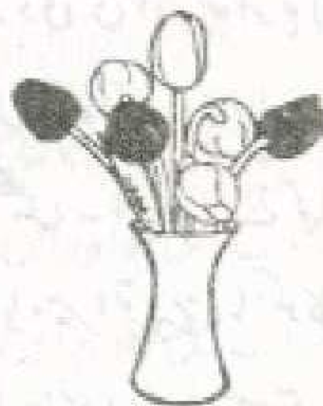
ارشاد فرمایا کہ زندگی کا ایک مقصد بنائیے اور وہ مقصد یہ ہو کہ گناہوں

سے پاک زندگی گزارنی ہے۔ اس بات پر انتہائی زور دے کر فرمایا کہ میری ساری زندگی کا تجربہ ہے کہ جس نے اپنے آپ کو معصیت سے پاک کر لیا وہ مستجاب الدعوات بن جائے گا۔

راز کی بات:

ارشاد فرمایا کہ پوری زندگی کا نچوڑ اور راز کی بات بتاتا ہوں کہ بزرگ اپنے آپ کو گناہوں سے بچاتے تھے اس لئے ان کی دعائیں قبول ہوتی تھیں۔ دنیا کی تھوڑی سی محبت بھی دل میں نہیں ہونی چاہیے۔ دنیا کی محبت سے پاک دل چاہیے تب بات بنے گی۔ حدیث پاک میں ہے حُبُّ الدُّنْیَا رَأْسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ (دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے)

اس لئے کسی عارف نے کہا ہے دولت ہاتھ میں رکھنا جائز، جیب میں رکھنا جائز، لیکن دل میں رکھنا جائز نہیں ہے۔ کسی بزرگ کا قول ہے جس دل میں مال آنے کی خوشی نہ ہو اور نقصان سے غم نہ ہو وہ دل دنیا کی محبت سے پاک سمجھا جائے گا۔



مجلس 24

آبِ زمزم کی برکات

سوموار 27\4\98 بعد مغرب حضرت جی کراچی سے اسلام آباد ائرپورٹ تشریف لائے جماعت کے کافی دوست استقبال کے لئے موجود تھے۔ ائرپورٹ پر دوستوں سے حضرت جی ملے اور دعا کی۔ اس کے بعد یہ قافلہ اسلام آباد میں ڈاکٹر مرسل صاحب کے گھر کی طرف روانہ ہوا۔ راستے میں گاڑی چنڈورہ چنگی کے پاس پہنچی تو حضرت جی نے فرمایا کہ ایک زمانہ تھا کہ شروع شروع میں پروفیسر اسلم صاحب کے ہاں قیام ہوتا تھا۔ انہیں باتوں کے ضمن میں ایک انتہائی دلچسپ واقعہ سنایا کہ پہلی دفعہ 1992ء میں روس کے لئے اسلام آباد سے روانگی ہوئی تو افغانستان کی جنگ کی وجہ سے ائرفیلڈ بند کر دیا گیا۔ فلائٹ منسوخ کر دی گئی اور سواریوں کو ہوٹل پہنچا دیا گیا۔ وہیں حضرت جی کی ملاقات روس کے ایک وزیر اور Ambassador سے ہوئی۔ ماسکو جانے کی باتیں چل نکلیں۔ انہوں نے کہا کہ آپ ہمارے ساتھ ماسکو چلیں۔ حضرت جی نے فرمایا، میرا تو ویزہ ماسکو کا نہیں ہے۔ اگلے دن سفارت خانے میں چھٹی تھی۔ فرمایا، انہوں نے خصوصی طور پر چھٹی کے دن سفارت خانہ کھول کر ویزہ لگا کر دیا۔ سفارت خانے والے سوچتے تھے کہ یہ نہ تو کسی

ملک کا بادشاہ ہے نہ ہی وزیر ہے لیکن اس کا ویزہ اس طرح لگ رہا ہے۔
حضرت جی نے فرمایا، یہ سب حضور ﷺ کی بشارت کی برکات تھیں جو حضور ﷺ
نے خواب میں روس جانے کے لئے دی تھی۔ اس ویزہ پر حضرت جی پوری
آزاد ریاستوں میں گئے اور اللہ تعالیٰ نے خوب خوب دین کا کام لیا۔

آزاد ریاستوں کے سفر کے ان واقعات کو سناتے ہوئے حضرت جی ڈاکٹر
مرسل صاحب کے گھر پہنچے۔ گھر پہنچنے پر بعض دوستوں نے حج کی مبارک باد
دی۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ قبول فرمائے واقعی نیکی کرنے کے بعد بھی
ڈرتے رہنا یہ قبولیت کی نشانی ہے۔ حضرت جی نے حج کے کچھ واقعات سنائے
اور حج سے متعلقہ باتیں بتائیں۔

مشکل کا علاج:

حضرت جی نے ارشاد فرمایا کہ مشکل و تکلیف کو مانگنا نہیں چاہیے مگر تکلیف
آجائے تو اسے خندہ پیشانی سے برداشت کرے اور اس کے دور ہونے کی
دعائیں کرتا رہے۔ مزید فرمایا، ہمارا حج تو بہت سہولت کے ساتھ ہوا۔ اللہ
تعالیٰ نے بڑی مہربانیاں فرمائیں۔ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن

اسم اعظم کیا ہے؟

حضرت جی دامت برکاتہم نے یہ بات انتہائی جوش سے فرمائی کہ میری یہ
بات دل پر لکھ لینا کہ جب کشتی ڈوب رہی ہو اور اس وقت کوئی ظاہری سہارا بھی
نہ ہو اس وقت اضطرار اور اضطراب میں نکلا ہوا ہر لفظ اسم اعظم بن جاتا ہے۔
نص صریح موجود ہے اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ (مجبور کی دعا کون قبول کرتا ہے؟)

زندگی میں بے برکتی کی وجہ کیا ہے؟

آج عجیب عجیب انداز سے فتنے اٹھ رہے ہیں۔ ان فتنوں سے بچ
محفوظ ذریعہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ کہو اللہ اور باقی
بھاڑ میں۔ زندگی میں فتنے اور معصیت ہوگی تو بے برکتی ہوگی۔ یہ ایسی چیز
جسے آپ رد نہیں کر سکتے۔ مَنْ عَمِلَ سُوْءً يُّجْزَ بِهٖ جو بھی برا عمل کرے گا
سزا ملے گی۔ اس آیت کو حضرت عائشہؓ بھی نہ سمجھ سکیں۔ صحابہؓ بھی نہ سمجھ
سکے۔ اس آیت کی رو سے ہر گناہ کی سزا مل کر رہے گی۔ صحابہ کرامؓ بھی یہ
سمجھتے رہے کہ جہنم میں جانا پڑے گا۔ مگر آیات الٰہی کے حقائق کو حضور ﷺ
سمجھاتے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ دنیا کی تکالیف چھوٹے گناہوں کا کفا
ہو جاتی ہیں۔ تب صحابہ کرامؓ کو یہ آیت سمجھ میں آئی۔ یہ چیزیں بھی اچھی صحبت
میں بیٹھ کر سمجھ میں آتی ہیں۔

عمل اور قسم:

ارشاد فرمایا بعض باتیں ایسی ہیں کہ جن پر آنکھیں بند کر کے قسم کھا سک
ہوں۔ ان میں ایک یہ ہے کہ جس نیک چیز یا عمل پر زیادہ سے زیادہ شکرا
کرو گے تو زیادہ سے زیادہ اس نیکی کی توفیق ملے گی۔ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ

اعمال اور قبولیت کا فرق:

حضرت جی نے ارشاد فرمایا، اعمال کا تعلق قابلیت سے نہیں قبولیت سے
ہے۔ کئی دفعہ دیکھا کہ کئی امیروں کو حج کی توفیق نہیں ہوتی مگر کئی غریب کہ جن
کے پاس کھانے کو کچھ نہیں تھا مگر وہ حج کر آئے۔ اس کے لئے وسائل نہیں

دیوانگی کی ضرورت ہے عشق کی ضرورت ہے۔

~ لوٹ آئے جتنے فرزانے گئے
تا بہ منزل صرف دیوانے گئے

پہلے زمانے میں مسلمان حج کے لئے جاتے تھے تو سینکڑوں کافروں کو راستے میں مسلمان کر کے آتے تھے اب حال یہ کہ خود بدل کر نہیں آتے۔ جذبہ نہیں ہے اور اپنے کو بدلنے کی نیت سے نہیں جاتے، اگر ہر سال جتنے حاجی جاتے ہیں یہی بدل کر آ جائیں تو دنیا میں انقلاب آ جائے۔ حج کا صحیح مقصد پیش نظر نہیں ہوتا۔

~ زائرین حرم سے کوئی پوچھے اقبال
کیا حرم کا تحفہ زمزم کے سوا کچھ بھی نہیں

حج میں جذبہ زیادہ دن قائم کیوں نہیں رہتا؟

لوگ سوال پوچھتے ہیں کہ شروع میں حج کے موقع پر جذبہ رہتا ہے مگر دو چار دنوں کے بعد ختم ہو جاتا ہے۔ حضرت جی دامت برکاتہم نے جواب ارشاد فرمایا، بیٹری ہی اتنی تھوڑی چارج ہوتی ہے کہ بس تھوڑی ہی دیر میں ختم ہو جاتی ہے۔ اس راستے میں دیوانگی چاہئے اگر تھوڑا جذبہ ہوگا تو چند دنوں میں ختم ہو جائے گا۔

یہ حسرت رہ گئی پہلے سے حج کرنا نہ سیکھا تھا
کفن بردوش جا پہنچے مگر مرنا نہ سیکھا تھا
فنا فی اللہ کی تہہ میں بقا کا راز مضمر ہے
جسے مرنا نہیں آتا اسے جینا نہیں آتا

جی کے سب دنیا میں مرتے ہیں
آپ نے مر کے جینا سیکھا دیا

آبِ زمزم پیتے وقت کیا نیت کریں؟

حضرت جی دامت برکاتہم نے سوال پوچھا کہ آبِ زمزم پیتے وقت کیا نیت کرنی چاہیے؟ کیونکہ آبِ زمزم پیتے وقت جو دعا مانگی جائے وہ قبول ہوتی ہے۔ مختلف دوستوں نے مختلف جواب دیئے جنہیں حضرت جی نے اکٹھا کر کے بیان فرما دیا گئی اور نیتیں کرنے کا بھی بتا دیا۔

ارشاد فرمایا، روحانی وجسمانی بیماریوں سے شفا کی نیت کر لیں، حوض کوثر سے جام ملنے کی بھی نیت کی جا سکتی ہے۔ اس کیفیت کے ساتھ آبِ زمزم پئیں کہ مرجھایا ہوا پودا ہوں اس میں ہریالی پیدا فرما اور میری شخصیت کی کوتاہیاں دور فرما، اس کے علاوہ ہر اچھی عادت کی نیت کی جا سکتی ہے۔

دعا جلدی کیسے قبول ہوتی ہے؟

حضرت جی دامت برکاتہم نے فرمایا، ایک دعا کو مختلف پیرایوں میں مانگا جائے تو جلدی قبول ہو جاتی ہے۔ اس عاجز نے عرض کیا کہ آبِ زمزم پیتے وقت اکثر صحبت شیخ میسر رہنے کی نیت کرنی چاہیے۔ فرمایا ہاں یہ تو ہمیشہ مانگنے کی دعائیں ہیں لیکن کچھ خاص مواقع کی دعائیں ہوتی ہیں جو ان مواقع پر مانگی چاہیے۔

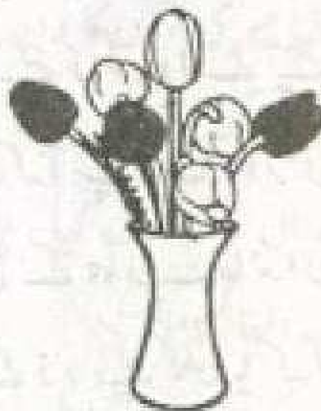
دنیا کا سب سے اچھا پانی کونسا ہے؟

حضرت جی دامت برکاتہم نے سوال فرمایا کہ دنیا کا سب سے افضل پانی

کونسا ہے؟ جواب فرمایا کہ جو پانی حضور ﷺ کی انگلیوں سے معجزہ کے طور پر نکلا وہ سب سے افضل پانی ہے، دوسرے نمبر پر افضل پانی آبِ زمزم ہے۔ کیونکہ آبِ زمزم سے آپ کا سینہ مبارک دھویا گیا اور تیسرے نمبر پر حوضِ کوثر کا پانی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے اور منافق کے درمیان یہ واضح فرق ہے کہ منافق تھوڑا آبِ زمزم پیتا ہے اور مومن پیٹ بھر کر آبِ زمزم پیتا ہے۔

رضائے الٰہی:

کسی نے عرض کیا اگر تمام دعاؤں کا ایک ہی مقصد رضائے الٰہی ہے تو پھر مختلف دعائیں کیوں مانگی جاتی ہیں؟ فرمایا مقصود رضائے الٰہی ہے باقی دعائیں اس کا وسیلہ اور ذریعہ ہیں۔ بعض اوقات خاص چیزوں کے لئے خاص جذبہ بنا ہوتا ہے تو خاص چیزیں مانگی جاسکتی ہیں۔ مقصود اللہ کی رضا ہے وہ اللہ والوں کی صحبت سے ملے گی۔ اس صحبت سے محبت الٰہی نصیب ہوگی جو رضائے الٰہی کا ذریعہ ہے۔



مجلس 25

محبت اور عقیدت کا فرق

24\9\98 بعد فجر ایک دوست نے حضرت جی دامت برکاتہم سے عرض کی کہ کل فجر کے بعد سے عصر تک بیٹھا رہا ہوں مگر آپ نے وقت ہی نہیں دیا علیحدگی میں کچھ باتیں کرنی تھیں۔

حضرت جی دامت برکاتہم کی مصروفیات:

حضرت جی نے فرمایا، ہمارے شیخ پیر غلام حبیبؒ آخری دور میں فرمایا کرتے تھے کہ اگر کسی نے میرے سے بات کرنی ہے تو تین دن کا وقت لے کر آئے اس لئے کہ میں بہت مصروف ہوگیا ہوں۔ حضرت جی دامت برکاتہم نے فرمایا، الحمد للہ یہ فقیر بھی اتنا مصروف ہوگیا ہے کہ آج دوپہر کا کھانا پانچ بجے شام کو کھایا ہے وہ بھی اس لئے کہ گھر والے بیٹھے انتظار کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اتنا مصروف کر دیا ہے کہ آپ لوگ تصور بھی نہیں کر سکتے۔

ایک قریبی دوست ہے جن کے ہمارے خاندان کے ساتھ قریبی تعلقات ہیں انہوں نے والدہ صاحبہ کے ذریعے کہلوایا کہ کوئی بات کرنی ہے، بڑی مشکل سے انہیں مصروفیات میں سے وقت نکال کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے دین کی ایسی مصروفیات دی ہیں کہ بعض اوقات چوبیس چوبیس گھنٹے بھی کام کرنا پڑ

ہے۔
میری اہلیہ صاحبہ کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے کہ وہ عورتوں کے مجمع کو کنٹرول کرتی ہیں حتیٰ کہ ایک دن کہنے لگیں کہ شاید میں تھک کر گر جاؤں گی بظاہر یہ کوئی کام نہیں لگتا حقیقت میں یہ بڑا کام ہے۔
رات کو 12-15 پر سویا ہوں 2 بجے آنکھ کھل گئی، اب سارا دن چلوں گا الحمد للہ۔ پھر اس ضمن میں فرمایا کہ ہمارے حضرت پیر غلام حبیبؒ فرمایا کرتے تھے کہ اتنی عبادت کرو کہ خالق اور مخلوق دونوں کو تم پر ترس آنے لگ جائے۔
عالمی مصروفیات اتنی ہیں کہ بیرون ملک مستقل ادارے چل رہے ہیں ان کے لئے کتابوں کی ضرورت ہے، کبھی فلاں چیز لائیں، کبھی فلاں چیز کی ضرورت ہے یہ سب کچھ ہمیں کرنا پڑتا ہے۔ ادارے چل رہے ہیں یہ سب کچھ اللہ کے فضل وکرم سے ہو رہا ہے۔

چھٹی کا دن:

ایک دن حبیب اللہ کہنے لگے کہ ہر ایک کے لئے چھٹی کا دن ہوتا ہے ابو جی! آپ کی چھٹی کا دن کونسا ہے؟ حضرت جی دامت برکاتہم نے فرمایا کہ اب تو میرے مرنے کا دن ہی میری چھٹی کا دن ہوگا اس سے پہلے چھٹی ملنا مشکل ہے۔ اپنی مصروفیات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا فون اتنے آتے ہیں کہ ایک دن کان کو فون لگا لگا کر ہی ہاتھ تھک گیا، پونے دو گھنٹے مسلسل فون ہی فون آتے رہے۔ الحمد للہ رب العالمین

عقیدت والے لوگ کون ہیں؟

لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا اور حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب کو

خصوصاً متوجہ کیا کہ دیکھیں بھئی! آپ کو ایک نکتہ سمجھاؤں آپ کو بھی زندگی میں کام آئے گا۔ ایک عقیدت مندوں کا گروہ ہوتا ہے اور ایک محبت والوں کا گروہ ہوتا ہے۔ دو طرح کے لوگ ہوتے ہیں دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ عقیدت مند تو سارے ہی ہوتے ہیں یہ کچے دھاگے کی طرح ہوتے ہیں ذرا سا وسوسہ شیخ کے متعلق کسی نے ڈالا یا خود بخود دل میں آیا تو بس پُھر ہو گئے۔ اگر یہ دس دس گھنٹے آ کر بیٹھے رہیں پھر بھی اتنا ہی فیض ملے گا جتنا ان کا تعلق ہے، جتنی محبت ہے۔ یہ بات مثال سے شاید زیادہ واضح ہو جائے۔

پروفیسر قادری صاحب یہیں اسی شہر کے ہیں وہ سیاست میں آئے اس امید پر کہ تیسری بڑی جماعت ہم ہیں، لاکھوں لوگ سننے والے ہیں۔ خیال کیا کہ بس میرے سننے والے اتنے زیادہ لوگ ہیں۔ مستقبل کے وزیراعظم کی امید لگ گئی۔ لوگوں نے ان سے بڑی دوڑ بھاگ کر ٹکٹیں لیں۔ یہ عقیدت مندوں کا مجمع تھا، محبت کرنے والوں کا مجمع نہ تھا۔ بس کچھ خوابوں کا تذکرہ ہوا لوگوں کو بدظنی ہوئی اور لوگ پُھر ہو گئے۔ یہ سارے عقیدت مندوں کا گروہ تھا انہوں نے محبت والے سمجھ لیا تھا اور ناکام ہو گئے۔

فیصل آباد کے ایک عالم تھے۔ الیکشن پر دو بڑی پارٹیاں کھڑی تھیں اور تیسرے وہ عالم تھے ووٹروں کے اپنے مفادات ہوتے ہیں۔ وہ ووٹ اپنا مفاد اور اثر دیکھ کر دیتے ہیں۔ اس عالم نے سوچا کہ میرے پیچھے 3000 لوگ نماز پڑھتے ہیں اور ہر گھر میں سے تین تین ووٹ بھی ملیں تو نو ہزار ووٹ میرے پکے ہیں۔ حالانکہ انہیں غلطی لگی وہ محبت کرنے والے نہ تھے عقیدت مند تھے اور وہ عالم ہار گئے اور سو سے کم ووٹ ملے۔

محبت والے لوگ کون ہیں؟

ایک جامعہ محمدیہ والے بزرگ تھے۔ الیکشن میں لوگ آپ کے لئے خود ہی پیسے لگاتے تھے، خود ہی اشتہار لگاتے تھے۔ لوگ ہی انکی Compain چلاتے تھے۔ اس علاقے میں میرے بھائی ریٹرننگ افسر تھے۔ وہ کہتے ہیں انہیں ووٹ بھی ملتے تھے اور نوٹ بھی ملتے تھے۔ صندوقچیوں میں سے ہزاروں نوٹ نکلتے تھے کیونکہ وہ بزرگ اس علاقے میں لسی والے پیر کہلاتے تھے۔ عورتیں کہتیں کہ ہم لسی والے پیر کو ووٹ دیں گی۔ نہ وہ ووٹر بکتے تھے نہ اپنے مفادات کا خیال رکھتے تھے بلکہ محبت کی وجہ سے اس بزرگ کو ووٹ دیتے تھے کیونکہ وہ محبت والے لوگ تھے۔

حضرت مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک والے ساری عمر الیکشن جیتتے رہے حتیٰ کہ جن دنوں بھٹو نے سارے ملک میں جھاڑو پھیر دیا تھا وہ پھر بھی جیت گئے تھے۔ بھٹو کو جب وہ نواب ملے جوان کے مقابلے میں ہارے تھے تو انہوں نے کہا کہ تو نواب ہو کر ہار گیا ہے۔ اس نے کہا، میں کیا کرتا مجھے بھی تو نے ایک پیغمبر کے مقابلے میں کھڑا کر دیا۔ یہ مولانا کے ساتھ محبت والوں کا گروہ تھا اس لئے وہ بغیر محنت کے بھی جیتتے رہے۔

محبت اور عقیدت والوں میں فرق:

محبت والے اور عقیدت والے لوگوں کی پہچان یہ ہے کہ عقیدت والے کے شہر میں کوئی اور بزرگ آئے تو وہ ان سے بھی متاثر ہو جائیں گے اور پہلے کا بتایا ہوا ذکر چھوڑ کر اس کا ذکر شروع کر دیں گے۔ عقیدت والے لوگ شیخ

کے بھی معمولات کریں گے اور دوسروں کے بتائے ہوئے بھی کریں گے۔ عقیدت والے لوگ شیخ سے مشورہ کئے بغیر فلاں کتاب میں وظیفہ پڑھا ہے تو 54 دفعہ قل پڑھتا ہوں اور لاحول کی دو تسبیح پڑھتا ہوں، بھلا ایسے اشخاص کو کہیں سے کیا ملے گا، اسے کیا فائدہ ہوگا کہ ایک ڈاکٹر کی دوائی استعمال کرنے کے دوران کسی اور ڈاکٹر کی دوائیاں استعمال کرتا پھرے۔ عقیدت والے کی دوسری پہچان یہ ہے کہ ساری زندگی پیر کو تو لتا رہے گا اور شک کی نظر سے دیکھتا رہے گا اور دل ہی دل میں اس کا امتحان کرتا رہے گا۔

؎ میری ہر نظر تیری منتظر
تیری ہر نگاہ میرا امتحان

یہ مرید عقیدت مند کی حالت ہے بعض تھوڑے دنوں میں کامیاب ہو جاتے ہیں اور بعض اتنے قریب لیکن محبت نہ کرنے کی وجہ سے فیض اتنا ہی پاتے ہیں جتنی محبت ہوتی ہے۔

محبت والے کی مثال:

پچھلے دنوں کسی میاں بیوی کا فون آیا کہ پچھلے 10 سال سے متواتر ہماری میاں بیوی کی کبھی تہجد فوت نہ ہوئی۔ ہر مصروفیت ہوتی ہے، دیس بھی، پردیس بھی، گرمی بھی، سردی بھی مگر تہجد کے پابند ہیں کئی دوسرے ہیں کہ تکبیر اولیٰ بھی نصیب نہیں ہوتی۔ عقیدت مند کچے دھاگے کی طرح ہوتا ہے کہ فوراً ٹوٹتا ہے اور محبت والا موٹی تار کی طرح ہوتا ہے۔ جتنی موٹی تار ہوگی اتنا ہی کرنٹ آئے گا اگر کچے دھاگے کی طرح تعلق ہے تو وہ جلد ہی ٹوٹ جائے گا۔

محبت والوں کی کیا دلیل ہوتی ہے؟

وہ پہلے سوچتے ہیں شیخ سنت کے پابند ہیں یا نہیں۔ جب وہ آزما لیتے ہیں تو پھر ان کا تعلق نہ دلیلوں کا محتاج ہوتا ہے اور نہ کسی کی تنقید سے متاثر ہوتا ہے۔ حضرت شیخ شبلیؒ کا واقعہ اپنے شیخ کے ساتھ محبت والوں کی دلیل ہے۔ حضرت عبداللہ اندلسیؒ عیسائیوں کی بستی سے گزر رہے تھے اور کنوئیں پر وضو کرنے گئے، ایک عیسائی لڑکی پر نظر پڑی اور مریدین سے کہا کہ میرے پاس تمہارے لئے کچھ نہیں، جاؤ گھروں کو چلے جاؤ، مرید اٹھے یا نہ اٹھے وہ گاؤں کی طرف اٹھ کر چلے گئے۔ لڑکی کے والد عیسائی سردار سے بات کی۔ اس نے کہا، ہمارے سور چرانا پڑیں گے۔ اگر کوئی ہم جیسا ہوتا تو کہتا کہ تھا ہی ایسا، جی ہم نے دیکھا انہوں نے خود منہ سے کہا تھا کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ حضرت شبلیؒ محبت والے تھے چنانچہ دو سال گزرنے کے بعد وہ پھر شیخ کی طرف چلے۔ انہوں نے سوچا کہ جب کسی کی زندگی میں تقویٰ طہارت اتباع سنت دیکھ لیا پھر شک کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ ایک عرصہ کے بعد دوبارہ وہ حضرت شیخ کے پاس پہنچے وہ سور چرا رہے تھے۔ حضرت شبلیؒ نے پوچھا، کچھ قرآن یاد ہے؟ تو حضرت شیخ نے فرمایا کہ صرف ایک آیت یاد ہے۔ مَنْ یُّهِنِ اللّٰهُ فَمَالَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ (جس کو اللہ ذلیل کر دے اس کو عزت دینے والا کوئی نہیں) پھر پوچھا، کوئی حدیث یاد ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ ایک حدیث یاد ہے۔ مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهٗ فَاقْتُلُوْهُ (جو بندہ اپنے دین کو بدل دے اس کو قتل کر دو) حضرت شبلیؒ رو پڑے اور حضرت عبداللہ اندلسیؒ بھی رو پڑے اور کہا، اے اللہ! میرا تیرے متعلق یہ گمان ہرگز نہ تھا۔ حضرت شبلیؒ وہاں سے چل پڑے اور ایک نہر کے کنارے

دیکھا کہ حضرت شیخؒ نہا کر کھڑے ہیں۔ پوچھا، حضرت! یہ کیا معاملہ ہے؟ حضرت شیخؒ نے فرمایا آزمائش ہوگئی تھی۔ میرے دل میں خیال آیا یہ عیسائی کتنے بے وقوف ہیں کہ یہ صلیب گلوں میں لٹکائی ہوئی ہے بس اسی پر پکڑ ہوگئی۔ ابدال سے اوپر کے مقام پر اگر وسوسہ بھی آجائے تو پکڑ ہو جاتی ہے کہ دل میں یہ خیال کیوں آیا اس پر بھی پکڑ ہو جاتی ہے۔

حضرت شیخ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کی صحبت میں ایک عالم بیٹھتے تھے انہوں نے حضرت شیخ سے پوچھا کہ اس شعر کا کیا مطلب ہے؟

بہ مے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغاں گوید
کہ سالک بے خبر نبود ز رسم و راہ منزلہا

(مربی کامل کے کہنے پر اپنے مصلی کو شراب سے رنگین کرلو کیونکہ راہ حق پر چلنے والا منزل کے طور طریقوں سے بے خبر نہیں ہوتا)۔

حضرتؒ نے اس عالم کو فرمایا کہ یہ لو پیسے اور طوائفوں کے اڈے پر جاؤ اور شب باشی کرو۔ وہ عالم حیران ہیں کہ میں کیا کروں۔ دوسرے دن پھر آئے، حضرتؒ نے اور پیسے دیئے اور کہا، آج ضرور جانا۔ وہ عالم طوائفوں کے اڈے پر گئے اور کہا کہ کوئی باکرہ لڑکی چاہیے اسے ایک کمرے میں بھیج دیا گیا۔ آگے کیا دیکھتے ہیں کہ ان کی جوان بیٹی بیٹھی ہوئی ہے۔ بیٹی فوراً گلے لگ کر رونے لگی۔ قصہ پوچھا کہ آپ یہاں کیسے پہنچی؟ بیٹی نے کہا تین دن پہلے آپ نے رخصت کیا تھا تو ڈاکوؤں نے راستے میں لوٹ لیا۔ قافلہ لوٹ آیا اور مجھے یہاں چکلے میں پہنچا دیا گیا۔ وہ مولانا فرمانے لگے تب مجھے یہ شعر سمجھ آیا۔

حضرت جی دامت برکاتہم نے اپنا واقعہ سنایا کہ دفتر میں ایک آدمی تھا اس نے کہا فلاں جگہ میرے گھر کے ساتھ والے گھر میں آپ کے پیر صاحب آئے تھے ایسے اونچے لمبے سفید رنگ کے تھے۔ اس نے کہا، اچھے تھے مگر وہ بے پردہ عورتوں کے سر پر ہاتھ پھیر رہے تھے۔ لیکن میں نے کہا کہ وہ میرے شیخ نہیں ہو سکتے۔ کچھ دن بعد وہی آدمی آیا اور کہا کہ وہ آپ کے شیخ نہ تھے وہ کوئی اور پیر تھے۔ اگر میں اس وقت بدگمان ہو جاتا تو میں تو تباہ ہو جاتا۔ ہم نے جب اچھی طرح شیخ کو دیکھ لیا جانچ لیا اب بدگمانی کی کیا ضرورت ہے؟
حضرت جی دامت برکاتہم نے فرمایا، فرض کریں اگر حضرت شیخ کسی عورت کے ساتھ بھی لیٹے ہوئے ہوں تو بھی ہم کہیں گے کہ آنکھوں کا دھوکہ ہے ہمارے شیخ تو قرآن وسنت پر استقامت والے ہیں۔

حضرت مولانا مشتاق صاحب حافظ بخاری ہیں انہوں نے اپنا واقعہ سنایا کہ ایک دفعہ انہوں نے حضور ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ گول سفید ٹوپی پہنے ہوئے ہیں۔ صبح کے وقت حضرت جی دامت برکاتہم مولانا مشتاق صاحب کے ہاں تشریف لے گئے اور حضرت جی دامت برکاتہم نے بھی ویسی ہی سفید ٹوپی پہنی ہوئی تھی۔ مولانا نے فرمایا کہ میں نے اس خواب کی یہ تعبیر کی کہ آپ کا حضور ﷺ کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے اور مولانا مشتاق صاحب حضرت جی سے بیعت ہو گئے اور فرمانے لگے کہ مجھے واضح اشارہ ملا تھا کہ آپ سے بیعت ہو جاؤں۔ فرض کریں اب اگر کوئی فرشتہ بھی اتر آئے اور آپ سے بدظن کرے تو الحمد للہ بدظنی نہ ہوگی۔

حضرت جی دامت برکاتہم نے فرمایا کہ یہ عاجز اپنے شیخ سے کہا کرتا تھا کہ

مختلف جگہ بیان کرتا ہوں تو بہت لوگ بیعت ہوتے ہیں ۔ میرے حضرت پیر غلام حبیبؒ نے فرمایا تھا شیخ کا مقبول رسول اللہ کا مقبول ، اللہ کا مقبول اور عباد اللہ کا مقبول ہو جاتا ہے۔

اگر عقل اپنی بیمار ہو تو نقص پیر میں نظر آتے ہیں اس لئے اپنی عقل درست کرے اور پیر کے ساتھ عشق و محبت کا معاملہ رکھے پھر دیکھیں کتنا فیض پہنچتا ہے۔ یہ بدظنی اور بدگمانی قریب نہیں آتی اس لئے اللہ تعالی سے محبت کی دعائیں کرتے رہنا چاہئے۔

محبت محبت تو کہتے ہیں لیکن
محبت نہیں جس میں شدت نہیں

اکثر لوگ اس مجلس سے متاثر ہوئے اور رو رہے تھے بڑی ہی عجیب و غریب مجلس تھی۔



مجلس 26

نعمتیں

تین نعمتیں:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو تین نعمتیں عطا کی ہیں۔ قلب، عقل اور نفس

① قلب

قلب انسان کے جسم کا صدر مقام ہے۔ پورے اعضاء کا کنٹرول انسان کے قلب کے ذریعے سے ہوتا ہے۔ اس کی جگہ انسان کے سینے میں بائیں پسلیوں کے نیچے ہے۔ یہ ایک صنوبری رنگ کا لوتھڑا ہے جو خون کو پمپ کرتا ہے۔ اس کے اندر روح کی مانند ایک لطیف چیز ہے جو مکیں ہے جب کہ یہ مکان ہے۔ قلب کے اندر جو وہ لطیف چیز ہے وہ عالم امر سے آئی ہوئی ہے۔ اس قلب کو اللہ تعالیٰ نے جذبات کا مقام بنا دیا ہے مثلاً محبت کا جذبہ، نفرت کا جذبہ، جذبات کی لہریں انسان کے دل سے اٹھیں گی۔ اگر کوئی بہادر ہو یا بزدل ہو تو اس کی لہریں اس کے دل سے اٹھیں گی۔ خوشی یا غمی کا مرکز دل ہے باقی اعضاء اس کی اطاعت کرتے ہیں

؎ دل دریا سمندروں ڈونگے
تے کون دلاں دیاں جانے ہو

قلب انسانی حوض کی مانند ہے اس میں جذبات پیدا ہوتے ہیں، بڑھتے ہیں، پرورش پاتے ہیں۔

② عقل

حضرت شاہ ولی اللہؒ نے اس کے بارے میں کئی احادیث نقل کی ہیں۔ جس کا مفہوم ہے کہ عقل کو اللہ نے سب سے پہلے پیدا کیا۔ سر کے اندر بھیجا ہے اس کے اندر عقل ہوتی ہے اور یہ انسان کے خیالات کا منبع ہے۔ اب جیسے جذبات دل میں ہوں گے ایسے خیالات اس کے دماغ میں آئیں گے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے عقل کو دل کا تابع بنایا ہے۔

؎ بہتر ہے دل کے ساتھ رہے پاسبان عقل
لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے

انبیا کرام نے محنت کا میدان دل کو بنایا ہے انہوں نے شاخوں کو نہیں پکڑا اصل جڑ کو پکڑا ہے، اصل کو محنت کا میدان بنایا ہے۔ نفسیاتی طریقہ اصلاح میں دل اور عقل کا آپس میں ربط ہوتا ہے۔ جیسے جذبات دل میں ہوتے ہیں ایسے ہی خیالات عقل میں آنے لگتے ہیں اور اس طرح دماغ میں جو خیالات زیادہ رکھے جاتے ہیں وہ بالآخر جذبات بن جاتے ہیں۔ شروع شروع میں اچھے خیالات رکھنا تکلفاً ہوتا ہے مگر بعد میں یہ عادت ہو جاتی ہے۔ جیسے کوئی شخص تکلفاً نیکوں کے ساتھ رہے گا بالآخر نیک بن جائے گا۔ اسی طرح اگر بروں

کے ساتھ بیٹھے گا تو بہت جلدی برا بنتا چلا جائے گا۔ اگر کوئی فضول کہانیاں اور ناول پڑھے گا تو سوچ بھی فضول اور پریشان کن ہوتی چلی جائے گی۔ مثلاً اگر کوئی ڈائجسٹ میں ایک مضمون تین عورتیں تین کہانیاں پڑھنا شروع کردے گا تو چوتھی کہانی خود بن جائے گا۔ اس لئے نوجوان حضرات سیکس کی کہانیاں پڑھنے سے پرہیز کریں خواہ وہ سچی ہی کیوں نہ ہوں۔ اگر کوئی قرآن پڑھے گا، اچھی کتابیں پڑھے گا، رقت آمیز اور خشیت الٰہی پیدا کرنے والی کتابیں پڑھے گا تو اس میں اچھے جذبات پیدا ہوں گے اور اگر جنسی کہانیاں پڑھے گا تو شہوانی اور شیطانی خیالات آنے شروع ہو جائیں گے اس کے بعد اچھے خیالات لانا مشکل ہوتا جائے گا۔

وساوس کا علاج:

دماغ کی حیثیت چوراہے کی طرح ہے اور سالک کی حیثیت ٹریفک پولیس کی طرح ہوتی ہے وہ ٹریفک کو پاس کرتا ہے۔ اگر ٹریفک مین ہر وقت ٹریفک کو جام کئے رکھے تو اس کی توردی اتر جائے گی اسی طرح سالک بھی ذہن میں دنیا کے خیالات کو جام کئے رکھے تو اپنے مقام سے گر جائے گا۔ یہ نکتہ بھی سمجھنا ضروری ہے کہ خیالات کو لانا برا ہے خیالات کا آنا برا نہیں ہے۔ خیالات کو دل میں جمانا برا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ خیالات کا آنا جانا نہ بناتے تو انسان کی زندگی کی گاڑی رک جاتی مثلاً بیوی نے سبزی لینے بھیجا اور راستے میں دوست عبدالشکور مل جاتا ہے اور اس سے باتیں شروع ہو جاتی ہیں مگر تھوڑی دیر بعد سبزی لینے کے خیالات آتے رہتے ہیں یہ خیالات آنے کا سسٹم آٹومیٹک سسٹم ہے۔ اس کو کہتے ہیں خیالات کا بار بار آنا اور یہ رحمت ہے کیونکہ اس سے کام کی یاد دہانی ہوتی

رہتی ہے۔ مثلاً بیوی نے آپ کو کوئی بات بتانی ہو تو وہ گھر کے کام بھی کرتی رہے گی مگر اسے بار بار آپ کو بات بتانے کے خیالات بھی آتے رہیں گے۔ جب خاوند گھر آئے گا وہ بات بتائے گی تب اس کو سکون ہوگا۔ گویا خیالات کا بار بار آنا رحمت ہے مگر غلط خیالات کا بار بار آنا برا ہے۔ برے خیالات کا لانا بھی برا ہے، برے خیالات کو شروع میں ہی جھٹک دینا چاہئے۔ برے خیالات اور وساوس کا علاج یہ ہے کہ ان کی طرف توجہ ہی نہ دے۔ ان کی طرف التفات ہی نہ کرے، ان خیالات میں الجھنے کی کوشش ہی نہ کرے۔

توجہ کس طرح بدلی جائے؟

اگر کسی طالبعلم کا رزلٹ آجائے اور پتہ چل جائے کہ فلاں دوکان پر گزٹ ہے اور وہاں نتیجہ معلوم ہو جائے گا۔ وہ بازار میں اس دکان کی طرف جائے گا۔ اگر اس سے پوچھا جائے راستے میں کیا کیا دیکھا؟ تو وہ کہے گا کہ میں نے راستے میں چیزوں کی طرف توجہ ہی نہیں دی۔ مجھے تو اپنے رزلٹ کا شوق تھا کہ دیکھیں میرا کیا بنتا ہے۔ اس طرح سچے سالک کو بھی ہر وقت اپنی آخرت کی فکر لگی رہتی ہے دیکھیں آخرت میں میرا کیا نتیجہ نکلتا ہے لہذا وہ عام باتوں میں الجھتا ہی نہیں۔

خیال کو کس طرح بدلا جائے؟

ایک سالک نے اپنے شیخ سے پوچھا کہ بازار میں سے بھلا کیسے بغیر ادھر ادھر توجہ کیے گزرا جا سکتا ہے؟ شیخ نے فرمایا کہ یہ دودھ کا پیالہ بازار سے گزر کر فلاں آدمی کو دے آؤ اور دیکھنا دودھ گرنے نہ پائے۔ ساتھ ایک اور آدمی بھی کر دیا کہ اگر دودھ گرے تو اسے ایک تھپڑ رسید کرنا۔ یہ شخص پیالہ اپنی

منزل پر پہنچا کر واپس آیا۔ شیخ نے پوچھا، راستہ میں کیا کیا دیکھا۔ عرض کیا کہ کچھ نہیں دیکھا۔ دودھ کا خیال رہا یا تھپڑ لگنے کا خیال رہا۔ اگر ذمہ داری کا شدید احساس ہو تو خیالات ادھر ادھر کم بھٹکتے ہیں یا پھر ذمہ داری کا خوف ہو کہ پوچھ گچھ ہو گی تو خیالات نہیں بھٹکتے۔

چیزیں یاد رکھنے کا اصول:

ارشاد فرمایا یہ بات بھی بڑی دلچسپ ہے کہ جب انسان کوئی چیز یاد کرتا ہے تو تین ماہ تک وہ چیز دماغ کا حصہ رہتی ہے اگر اس دوران وقتاً فوقتاً یاد کرتا رہے گا تو یاد رہے گا ورنہ تین ماہ کے بعد بھول جائے گا۔ مثلاً کسی نئے شخص سے واقفیت ہو جائے پھر تین ماہ تک نہ ملو یا نہ یاد آئے تو تین ماہ بعد خود بخود بھول جائے گا۔ اسی طرح نیک بننے کا ایک یہ بھی طریقہ ہے کہ ہر قسم کی برائی کو ذہن سے نکال دیا جائے۔ تو اس طرح برائی آسانی سے ختم ہو جائے گی۔

سلمان رشدی مردود نے کتاب لکھی اور بہت ہی بری کتاب لکھی۔ کتنی کتابیں یورپ میں اسی طرح کی لکھی جاتی ہیں مگر وہ وہیں ختم ہو جاتی ہیں کیونکہ ان کی طرف بہت کم توجہ دی جاتی ہے۔ ان کا تذکرہ نہیں کیا جاتا اس لئے وہ ختم ہو جاتی ہیں۔ رشدی کو ایرانیوں نے اچھالا اور شور مچایا اور قتل کا فتویٰ دے دیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ یورپ کا کوئی ہی بندہ ہوگا کہ جس نے یہ کتاب نہ پڑھی ہو، ہم نے بھی یہ کتاب پڑھی تاکہ اس کا جواب تو دے سکیں۔ آسان طریقہ اس کو ختم کرنے کا یہ تھا کہ اس کی طرف توجہ نہ دی جاتی وہ اپنی موت خود ہی مر جاتا۔ کتنے ہی لوگ اس طرح کے ہیں کہ انہیں بھلا دیں تو اپنی موت خود ہی مر جاتے ہیں رشدی ملعون تو زیرو تھا اب وہ ہیرو بنا پھرتا ہے۔

پر سکون زندگی:

اگر بیوی کوئی سخت بات کہہ دے تو آپ خاموش ہو جائیں، چپ ہو جائیں تو معاملہ وہیں دب جائے گا۔ لڑائی جھگڑا آگے نہیں بڑھے گا۔ چند دن میں یہ بات ہی ختم ہو جائے گی۔ یہ پکا اصول ہے کہ جس بات کو ختم کرنا ہے اسے بھول جاؤ وہ بات، وہ جھگڑا، وہ معاملہ ختم ہو جائے گا۔ پر سکون زندگی بسر کرنے کا یہ آسان طریقہ ہے۔

عقل بھی نعمت ہے:

ارشاد فرمایا دماغ خیالات کا پروسیسر (processor) ہے۔ انسانی عقل بھی نعمت ہے کیونکہ انسان کو اس کے ذریعے حیوانوں پر برتری دی گئی ہے۔ انسان کے جسم میں عشق کا برتن دل ہے اور عقل کا برتن دماغ ہے۔ ہمیں عقل کو بھی بڑھانا چاہیے، معصیت سے پاک زندگی گزارنے سے عقل بہت ترقی کرتی ہے

سچا عالم اور سچا پیر کون ہے؟

ارشاد فرمایا کہ جس کی عقل تیز ہو وہ بڑی جلدی سے سلوک طے کرتا ہے۔ حضرت امام حسن بصریؒ عقل میں بہت بڑھے ہوئے تھے اس لئے سلوک بھی بڑی جلدی طے کیا۔ جو لوگ اَلْعِلْمُ حِجَابُ الْاَکْبَرُ کا ہر وقت نعرہ لگاتے ہیں تو انہوں نے تصوف کیا سیکھنا ہے۔ بعض کہتے پھرتے ہیں

علموں بس کریں او یار

علم تو جہالت کا الٹ ہے علم تو نور ہے۔ سچے پیر کی یہ علامت ہے کہ وہ علما کا قدردان ہوگا اور سچے عالم کی یہ نشانی ہے کہ وہ پیروں کا قدردان ہوگا۔ جھلی

(پ)یر کے پاس بیٹھو گے تو وہ علما کی مذمت کرے گا اور دنیا دار عالم کے پاس بیٹھو گے تو وہ پیروں کی مذمت کرے گا۔

③ نفس

ارشاد فرمایا عام آدمی تو نفس کو مصیبت و آفت سمجھتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ بعض منازل جو انسان اپنے قلب کے ذریعے طے نہیں کر سکتا تو وہ اپنے نفس کے ذریعے طے کرتا ہے۔ نفس انسانی درحقیقت خواہشات نفسانی کا مقام ہے۔ ہر اچھی بری خواہش نفس میں ہو گی۔ اچھی خواہش یہ کہ میں حافظ، عالم، مجاہد، عارف بن جاؤں کہ مجھے نیک خوبصورت بیوی مل جائے۔ یہ خواہشات نہیں نیک تمنائیں ہیں۔ بری خواہش بھی نفس میں ہو گی وہ یہ کہ میرا لوگوں پر دبدبہ ہو، رعب ہو، دنیا کا کثیر مال ہو، نفس کا بندہ دنیا کی خواہشات اور چیزیں مانگے گا۔ کیا وہ یہاں مستقل رہنا چاہتا ہے؟ نیک لوگوں کی تمنائیں نیک ہوتی ہیں برے لوگوں کی تمنائیں بری ہوتی ہیں۔ انسان کی اچھائی برائی کا فیصلہ اس کی تمناؤں اور خواہشات پر ہوتا ہے۔ یہ نہ دیکھا کرو کہ کون کیا ہے؟ یہ دیکھو کہ کون کیا کرنا چاہتا ہے؟ مثلاً بعض لوگوں نے زنا نہیں کیا ہوتا مگر ہر وقت نیت رکھتا ہے یہ برا ہے۔ جس نے بری نظر ڈالی وہ برا بننے کی کوشش کر رہا ہے۔ اسی لیے حضرت ذوالنون مصریؒ نے کہا تھا کہ تقویٰ تو یہ ہے کہ جب خیالات کو طشتری میں رکھ کر سر بازار پھرائیں تو کوئی مذمت کا پہلو نہ نکلے۔ عام آدمی برے کاموں پر روتا ہے مگر سالک برے خیال آنے پر بھی شرمندہ ہوتا ہے۔ دوسری سوچ پر بھی یہ خیال کرتا ہے کہ میں رب کو کیا منہ دکھاؤں گا۔

اصلاح کے دوطریقے:

ارشاد فرمایا کہ اصلاح کے دوطریقے ہیں۔

① ایک یہ کہ دل پر محنت کریں تو خیالات صحیح ہو جائیں۔ سلسلہ نقشبندیہ میں دل پر زیادہ محنت کرتے ہیں تاکہ خیالات پاک ہو جائیں۔

② دوسرا طریقہ یہ ہے کہ نفس پر محنت مجاہدہ کریں اور خیالات درست ہو جائیں۔ دوسرے سلاسل کے لوگ نفس سے ابتدا کرتے ہیں۔

ایک آدمی نے حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی سے سوال کیا کہ نقشبندیہ سلسلہ میں بیعت ہو جاؤں یا چشتیہ سلسلہ میں بیعت ہو جاؤں؟ حضرت حاجیؒ صاحب نے اس سے پوچھا کہ ایک کھیت ہے اس سارے کو صاف کر کے بیج ڈالو گے یا جتنا صاف ہو جائے اتنے ہی میں بیج ڈالتے جاؤ گے؟ اس نے کہا کہ زندگی کا کیا بھروسہ ہے جتنا صاف ہوتا جائے گا اتنے میں ہی بیج ڈالتا جاؤں گا۔ فرمایا جاؤ نقشبندیہ سلسلہ میں بیعت ہو جاؤ، نقشبندیہ کا یہی طرز ہے۔

اصلاح دل اور اصلاح نفس:

ارشاد فرمایا دوسرے سلاسل میں عالم خلق سے محنت کی ابتدا کرتے ہیں اور عالم امر تک پہنچتے ہیں۔ مگر ہمارے سلسلہ نقشبندیہ میں عالم امر سے شروع کرتے ہیں جس کے ضمن میں عالم خلق (نفس) وغیرہ کی بھی اصلاح ہو جاتی ہے اِنْدَرَاجُ الْبِدَایَہ فِی النِّھَایَۃ ہے۔ آپ دل کی اصلاح کرتے ہیں اور نفس کی اصلاح خود بخود ہو جاتی ہے۔ دل کے ذریعے اصلاح مختصر (Shortcut) راستہ ہے۔ دل کی اصلاح کے لئے اتباع سنت سب سے زیادہ اہم ہے۔

سنت کا مجاہدہ:

ارشاد فرمایا، یاد رکھیں! سب مجاہدات میں مشکل مجاہدہ ہر حال میں سنت پر عمل کرنا ہے۔ بہت عرصہ پہلے کی بات ہے کہ ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی جو کہ 16! سال سے روزے رکھ رہے تھے۔ کسی نے کہا، یہ بہت بڑا مجاہدہ کر رہے ہیں۔ میں نے کہا، اس بزرگ سے کہو کہ ایک دن روزہ رکھے اور ایک دن نہ رکھے۔ اس بزرگ نے کہا کہ یہ زیادہ بڑا مجاہدہ ہے۔ یہ ابھی مجھ سے ہونا مشکل ہے کیونکہ یہ سنت طریقہ ہے۔ مجاہدات میں سب سے بڑا مجاہدہ سنت کے مطابق عمل کرنا ہے۔ خود ساختہ مجاہدوں سے اگر تولہ بھر اصلاح ہوتی ہے تو سنت مجاہدہ سے من بھر اصلاح ہو جاتی ہے۔

روحانی محنت کا صحیح انداز:

ارشاد فرمایا نفس، دماغ، دل تینوں کا آپس میں ربط ہے مثلاً درخت کی ہر شاخ، پھل پھول سب کا آپس میں ربط ہوتا ہے۔ غذا کو پہنچانے کے لئے سب سے صحیح اور مناسب طریقہ یہی ہے کہ غذا جڑوں کو پہنچا دی جائے تو پورے درخت کو پہنچ جائے گی۔ اگر پانی پتوں کو لگایا جائے یا چھڑکا جائے تو غذا تو پہنچ جائے گی مگر مناسب طریقہ نہیں ہے اور غذا بھی پوری نہیں پہنچے گی۔ اسی طرح روحانی غذا دل کو پہنچا دی جائے تو کام جلدی ہو جاتا ہے اس لئے مشائخ دل پر زیادہ محنت کرتے ہیں۔

ارشاد فرمایا، مشائخ متقدمین میں سے سفیان ثوریؒ فرمایا کرتے تھے کہ دل چاہتا ہے کہ دودھ پیوں مگر نفس کی مخالفت کروں گا اور نہیں پیوں گا۔ مگر حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ دونوں سلاسل نقشبندیہ اور چشتیہ کے جامع تھے اس لئے

انہوں نے اپنے خلیفہ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ سے فرمایا کہ پانی ٹھنڈا پیا کرو اور کھانا گرم کھایا کرو تا کہ دل سے شکر نکلے۔

مشائخ نقشبندیہ کا طریقہ:

حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند بخاریؒ فرمایا کرتے تھے کہ کھانا بھی اچھا کھاؤ مگر کام بھی اچھے کرو۔ ہم کہتے ہیں کہ جو روٹی نہیں کھائے گا تو پھر وہ دوائیاں ہی کھاتا پھرے گا۔ ہم آئس کریم کھانے کو اور پیپسی کولا پینے کو منع نہیں کرتے مگر یہ بھی کہتے ہیں کہ اچھا کھا مگر کام اچھی طرح سے کر۔

یہ امریکہ والے دوست بیٹھے ہیں، آئس کریم کے اتنے شوقین ہیں کہ ایک دفعہ کیا دیکھا کہ یہ سہیل صاحب 2 بجے رات کو جیکٹ وغیرہ پہن کر باہر جانے کے لئے تیار ہو رہے ہیں باہر برف پڑی ہوئی ہے۔ پوچھا، بھئی! اس وقت اتنے اہتمام سے کہاں جا رہے ہو؟ کہنے لگے کہ آئس کریم لینے جا رہا ہوں۔ ماشاء اللہ۔ ہماری شرط ہے کہ سب نوجوان اچھے کام بھی اتنے ہی اہتمام سے کریں۔

بدعتی کی نحوست:

ارشاد فرمایا دل Transmeter بھی ہے اور Receiver بھی ہے۔ یہ پیغامات بھیجتا بھی ہے اور وصول بھی کرتا ہے۔ دل کے اندر ایسا Receiver ہے کہ وحی اور الہام کو وصول بھی کرتا ہے اور پھر آگے Transmit بھی کرتا ہے۔ یہ دل کی عجیب خصوصیت ہے کہ پیغامات وصول بھی کرتا ہے اور آگے پہنچاتا بھی ہے۔ ہمارے دادا پیر فرمایا کرتے تھے کہ تہجد میں جب توجہات ڈالتا ہوں تو بعض لوگوں کی طرف جب توجہ جاتی ہے اور ان

کے دل اس کو وصول نہیں کرتے تو مجھے آواز آتی ہے کہ ان کے دل میں ہمارے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔ حضرت دادا پیر نے غور کیا تو پتہ چلا کہ یہ وہ لوگ تھے جو بدعقیدہ اور بدعتی لوگوں کی صحبت میں بیٹھتے تھے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے ایک خادم تھے۔ ان کا بھائی قریب المرگ تھا۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے پوری قوت کے ساتھ توجہ ڈالی مگر اثرات ظاہر نہیں ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوئے کہ کیا بات ہے ان پر اثرات کیوں نہیں ہوئے؟ الہام ہوا کہ یہ شخص کفار سے محبت رکھتا ہے۔ اگر گناہگار ہوتا تو ہم تمہاری توجہ کی وجہ سے اس پر مہربانی فرما دیتے مگر کفار کی محبت کی نحوست کو تو جہنم کی آگ ہی دور کرے گی۔

ناجنس کی محبت کی نحوست:

ارشاد فرمایا مشرک، کافر، بدعتی، غافل ان تمام کو ناجنس کہتے ہیں ان سے بچنا ضروری ہے یہ اس طرح خطرناک ہیں جیسے کہ سانپ خطرناک ہوتا ہے۔ سانپ ڈس کر تمہارا جسم ختم کر دیتا ہے تو یہ تمہاری روح کو ڈس کر جہنم میں پہنچا دیں گے۔ بدعتی کو آتے دیکھو تو راستہ چھوڑ دو ورنہ کم از کم دل میں بیزاری کا اظہار تو ضرور ہونا چاہئے تاکہ اس کی بدعت کی نحوست سے بچ سکو۔ حضرت خواجہ محمد معصومؒ فرماتے ہیں کہ بدعتی جس شہر میں رہتا ہے اس شہر کو چھوڑ دو ایسا نہ ہو کہ وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ اس سے انسیت ہو جائے جو کہ ایمان کا بیڑا غرق کر دے گی۔ بدعتیوں کی نحوست سے بچنے کا آخری درجے میں حل یہ ہے کہ ان کی بدعت کی نحوست سے بچنے کی دعائیں بھی کرتا رہے۔

کونسی کتابیں پڑھیں؟

ارشاد فرمایا کہ میں اپنے دوستوں کو کہتا رہتا ہوں کہ جس طرح بری صحبت، ناجنس کی صحبت اثر کرتی ہے اسی طرح غیر جنس مصنفین کی کتابیں بھی انسان پر بہت زیادہ اثر کرتی ہیں۔ یہ نہیں ہونا چاہئے کہ جو کتاب ہاتھ لگی اسے پڑھنے لگ گئے بلکہ ٹائٹل دیکھو یا نہ دیکھو مگر مصنف کو ضرور دیکھو کہ کس کی لکھی ہوئی ہے۔ اپنے اکابر کی کتابیں پڑھنا بہتر ہے۔ اگر سالک کی تکمیل نہیں ہوئی تو پہلے اپنے نقشبندی مشائخ کی کتابیں پڑھنا بہتر ہے۔ اپنے شیخ کی کتابیں پڑھنے سے سب سے زیادہ فائدہ ہوتا ہے کیونکہ شیخ سے محبت وعشق کا تعلق ہے جس سے زیادہ فائدہ ہوگا۔ سالک کو چاہئے کہ شیخ کی کتابوں میں سے بھی آداب شیخ کے استحضار کی خاطر آداب پر سب سے زیادہ توجہ رکھنی چاہئے۔

حضرت تھانویؒ کی کتابوں کا مطالعہ کیسا ہے؟

کسی دوست نے سوال کیا کہ حضرت تھانویؒ کی کتابیں پڑھ سکتے ہیں؟ فرمایا ہاں، کیونکہ وہ حضرت حاجی صاحبؒ کے خلیفہ تھے اور حضرت حاجی صاحبؒ نقشبندی بھی تھے اس لئے ان میں دونوں نسبتیں آگئی تھیں۔ حضرت تھانویؒ کے کاموں میں بیان القرآن میں مسائل تصوف کا کام (Land-Mark) بہت اعلیٰ ہے۔

مشائخ نقشبندیہ کی کتب:

ارشاد فرمایا، دوسرے سلاسل کے مشائخ کی کتابیں پڑھنے سے پہلے اپنے مشائخ کی کتابیں تفصیلات سے پڑھنی چاہئے۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ نقشبندی

نسبت کافی مضبوط ہو جائے گی۔ بلا ضرورت دوسروں کی ملاقات سے محتاط رہنا زیادہ فائدہ مند ہے پہلے خود پکا ہو تو پھر دوسروں پر اثر ہوگا۔

ٹیلی پیتھی کیا ہے؟

ارشاد فرمایا، ایک آدمی کے ذہن کے خیال کو دوسرے تک بغیر کسی ظاہری ذریعہ کے پہنچانا ٹیلی پیتھی کہلاتا ہے۔ یورپ کے لوگ اس پر بہت کام کر رہے ہیں۔ وہاں اس کے کامیاب تجربات ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے خیالات میں بڑی طاقت رکھی ہے۔ حدیث قدسی کہ انا عند ظن عبدی بی میں بندے کے خیال کے مطابق فیصلہ کر دیتا ہوں جیسا وہ میرے متعلق خیال کرے۔ جب بندہ بار بار کسی خیال کو پکاتا ہے تو وہ خیال بھی پھر آگے دوسرے آدمی کے ذہن میں پیدا ہو جاتا ہے۔ کئی دفعہ تجربہ ہے کہ آپ کسی کی طرف پوری توجہ سے جا رہے تھے اس لئے آپ کے پہنچنے سے پہلے آپ کا خیال پہنچ گیا۔ ہمارے سلسلہ نقشبندیہ میں یہ معمولی چیز ہے یہ چیز تو شروع میں ہی حاصل ہو جاتی ہے مگر ہمارے مشائخ اپنی تمام روحانی طاقتوں کو دنیا کے لئے نہیں بلکہ دین کی خدمت کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ وہ اس روحانی طاقت سے لوگوں کے دل بدلنے کا کام لیتے ہیں جو کہ ایک بہت بڑا کام ہے۔ ہمارے مشائخ لوگوں کی زندگیوں میں انقلاب لانے کی کوشش کرتے ہیں۔

جس میں نہ ہو انقلاب موت ہے وہ زندگی
روح امم کی حیات کشمکش انقلاب

رابطہ شیخ کی برکات:

حضرت جی دامت برکاتہم نے فرمایا کہ جب مرید کا اپنے شیخ کے ساتھ

رابطہ بہت قوی ہو جاتا ہے تو اکثر اوقات جو باتیں شیخ کے دل میں آتی ہیں ان کا عکس قوی رابطے والے سالک پر بھی پڑتا ہے۔ میرے شیخ پیر غلام حبیبؒ کے دل میں جو بات پیدا ہوتی تھی اس عاجز کے دل میں بھی وہ خیال آجاتا تھا اس لئے فقیر اپنے شیخ سے عرض کرتا کہ اب آپ آرام کرلیں۔ کبھی عرض کرتا حضرت! آپ کو فلاں چیز کی ضرورت ہے؟ تو واقعی اس وقت شیخ کو اسی چیز کی ضرورت ہوتی تھی۔

ایک بزرگ تھے ان کے ساتھ ان کے ایک مرید کو بہت زیادہ اتحادی نسبت حاصل تھی۔ وہ خود ہی ہر وقت شیخ کی ضرورت کے کام کرتے رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اس طرح اپنے پیاروں کو مخلوق سے بے نیاز کر دیتا ہے کہ یہ میرے ہو گئے ہیں اس لئے انہیں کسی مخلوق کے آگے سوال ہی نہ کرنا پڑے۔ سچ ہے مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ جو اللہ کا ہو جاتا ہے اللہ پھر اس کا ہو جاتا ہے۔

پرانے سالکین:

یہ باتیں خاص طور پر پرانے سالکین کے سامنے کرنے کی تھیں اس لئے کر دی گئیں کیونکہ عام لوگوں کے لئے ان باتوں کو سمجھنا مشکل ہوتا ہے۔ مختصر یہ کہ تصوف کسی تھیوری کا نام نہیں، تصوف تو کیفیات کا نام ہے جو بندے پر وارد ہوتی ہیں۔ تصوف تو شریعت کے علم، عمل اور اخلاص کا نام ہے۔ جس سے یقین کامل پیدا ہوتا ہے۔

سن اے تہذیب حاضر کے گرفتار

غلامی سے بدتر ہے بے یقینی

مجلس 27

سپردگی

اپنے آپ کو سپرد کرنا:

حضرت جی دامت برکاتہم نے عشاء کی نماز کے بعد سالکین کو خدمت کا موقع دیا۔ سالکین نے بڑے ذوق شوق سے اپنے حضرت شیخ کی خدمت کی سعادت حاصل کی۔ اسی دوران حضرت جی نے ہلکے پھلکے انداز سے مریدین کی تربیت سے متعلقہ درج ذیل بڑے گراں قدر ملفوظات ارشاد فرمائے۔

توجہات لینے کا طریقہ:

ارشاد فرمایا کہ مرید اپنے آپ کو سپرد نہیں کرتے، اپنے آپ کو شیخ کے سپرد کرنے سے ڈرتے رہتے ہیں۔ سوچیں پیر مرید کو شریعت پر ہی چلائے گا اسے غلط کام کرنے کے لئے تو نہیں کہے گا۔ جو اپنے آپ کو سپرد کر دے گا تو اس کے لئے دعائیں ہوں گی اور توجہات ہوں گی۔ اپنے آپ کو کامل طور پر سپرد نہیں کرتے اس لئے کہیں نہ کہیں فرق رہ جاتا ہے۔

حضرت مولانا سیف الرحمٰن مدظلہ نے اپنے آپ کو میرے سپرد کر دیا بلکہ سو فیصد شیخ کے سپرد کر دیا اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ میں نے عمرہ کے دوران اس کے لئے

بہت دعائیں کیں۔ اس وقت تو وہ ایک شخص نظر آتے ہیں جب ان پر کام کرے گا تو خوب کام کریں گے۔

سو فیصد سپرد کرنا:

ارشاد فرمایا، جو سو فیصد سپرد کرے گا تب کام بنے گا۔ پھر اس کی طرف توجہ بھی پوری ہوگی۔ لوگ اپنے آپ کو سو فیصد سپرد نہیں کرتے کوئی پچاس فیصد سپرد کرتا ہے کوئی 80% سپرد کرتا ہے کوئی 95% سپرد کرتا ہے مکمل اعتماد نہیں کرتے تو پھر توجہات بھی مکمل نہیں لے پاتے۔ ہم فیض دینا بھی چاہتے ہیں اور وہ فیض لینا بھی چاہتے ہیں مگر پانچ فیصد سپردگی میں جو کمی رہ جاتی ہے اس کی وجہ سے کام کے مکمل ہونے میں کمی رہ جاتی ہے۔ جب تک کمپیوٹر کی 32 تاریں نہ جڑیں تو ایک کمپیوٹر دوسرے کمپیوٹر سے ہم کلام نہیں ہوتا۔ سو فیصد سپرد کرنے کا مطلب ہے کہ اپنا ظاہری اور پوشیدہ کام شیخ کے مشورہ سے کرنا چاہئے تاکہ ہر کام میں خلوص پیدا ہوتا چلا جائے۔ اسی کو کہتے ہیں کہ سالک شیخ کے ہاتھ میں ایسے ہو جیسے مردہ بدست زندہ ہوتا ہے۔

قرب بالفرائض کیا ہے؟

ارشاد فرمایا کہ شیخ کسی مرید کے ذمے کوئی خاص (Special) کام لگادے تو مرید کے لئے اس خاص کام کو کرنا دوسرے کاموں سے زیادہ اہم اور ضروری ہوتا ہے۔ اس سے مرید کی ترقی جلدی ہوتی ہے اس لئے یہ کام اس مرید کے لئے قرب بالفرائض کا درجہ رکھے گا۔ جس طرح فرائض سے نوافل کی نسبت زیادہ ترقی ہوتی ہے اسی طرح شیخ کے سپرد کردہ کام سے بھی سالک کی

بہت زیادہ ترقی ہوئی ۔ شیخ الہام یا استخارہ وغیرہ کے بعد کوئی کام مرید کے ذمہ لگاتا ہے اس لئے وہ کام مرید کے لئے قرب بالفرائض کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔

حضرت خواجہ عبدالمالک چوک قریشی والے کے ذمہ اپنے شیخ کی بکریاں چرانا تھا، آپ نے یہ کام اس خوبی سے ادا کیا کہ کیا کہنا۔ بکریاں خود بھی چرتیں مگر حضرت خواجہ خود بھی اپنے ہاتھ سے گھاس توڑ توڑ کر بکریوں کے منہ میں دیتے جس سے بکریاں پیٹ بھر کر شام کو واپس آتیں۔ اسی کام سے آپ کی روحانی ترقی ہوئی اس سے اپنے شیخ کا دل خوش کر دیا اور آپ کا کام بن گیا۔

حضرت خواجہ دوست محمد قندھاریؒ نے اپنے ایک مرید حضرت مولانا اکبر علیؒ کے ذمہ مختلف مجالس کے ملفوظات لکھنے لگائے۔ وہ یہ کام کرتے رہے ایک دن حضرت خواجہ نے پوچھا کہ آپ کو ملفوظات لکھنے سے زیادہ فائدہ ہوتا ہے یا مراقبہ وغیرہ سے زیادہ فائدہ ہوتا ہے؟ حضرت مولانا اکبر علیؒ نے عرض کیا کہ آپ کے ملفوظات لکھنے سے بہت زیادہ فائدہ ہوتا ہے۔

حضرت خواجہ فضل علی قریشیؒ کے ذمہ خواجہ لعل شاہ دندوئیؒ نے سندات اور دوسرے لکھنے لکھانے کے ضروری کام لگائے تھے۔ جس کی وجہ سے آپ منشی صاحب کے لقب سے بھی مشہور تھے۔ ایک دفعہ آپ نے ایک بہت خوبصورت سند لکھ کر پیش کی جس کی وجہ سے حضرت لعل شاہ کا دل خوش ہو گیا اور آپ نے فرمایا واہ قریشی واہ۔ بس یہی فرمانا تھا کہ حضرت قریشی پر جذب طاری ہو گیا۔

قرب بالفرائض کا مرتبہ اور اجر:

ارشاد فرمایا، جو کام شیخ جس سالک کے سپرد کر دے اس کو پوری وفاداری

کے ساتھ کرے اور احسن طریقے سے نبھائے تو وہ اجر ملتا ہے جو کہ گویا فرائض پر ملتا ہے۔

حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ نے 18 سال مسجد نبوی میں درس حدیث دیا حتیٰ کہ مدنی آپ کے نام کا حصہ بن گیا بلکہ نام سے زیادہ حضرت مدنیؒ کا لفظ مشہور ہو گیا۔ مگر اٹھارہ سال کا درس موقوف کر کے حضرت گنگوہیؒ کی صحبت میں پہنچے اور بیعت کی۔ آپ کے ذمہ شیخ کی خانقاہ کے لئے سبزی وغیرہ لانا ہوتا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ شیخ کی خانقاہ کی خدمت کرنے سے وہی کچھ ملتا ہے جو کہ مسجد نبوی کے درس حدیث سے ملتا تھا۔

اپنے کو پیر کے سپرد کرنے کی حکمت:

ارشاد فرمایا، اپنے آپ کو اللہ والوں کے سپرد کرنا درحقیقت اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا ہے کیونکہ کوئی سچا پیر ایسا نہ ہوگا جو کہ مرید کو اتباع سنت کے بجائے اپنے پیچھے لگائے۔ شیخ مرید کو اتباع سنت سکھانے کے لئے ہمیشہ رہنمائی کرتا رہتا ہے اس لئے دل میں یہی تڑپ ہو کہ جو شیخ کہیں گے اسے کرنا ہے تب کام بنے گا۔ بعض مرید ایسے ہیں کہ اپنے احوال تک شیخ کو نہیں بتاتے بلکہ شیخ سے چھپاتے ہیں۔ آپ اپنے احوال شیخ سے چھپاتے رہیں گے اللہ تعالیٰ اپنی معرفت تم سے چھپاتا رہے گا۔

اتباع سنت:

ارشاد فرمایا، پہلے پیر شریعت پر چلاتے تھے مرید بھی ایسے وفادار ہوتے تھے کہ سدھائے ہوئے اونٹوں کی طرح پیچھے چلتے رہتے تھے۔ ایک بزرگ نے

بہت زیادہ مجاہدہ کیا، وضو کر کے اٹھے تو چکرا کر گر پڑے۔ سہارا دے کر اٹھایا گیا۔ مرید بھاگ کر کھانا لے آیا۔ شیخ نے کہا کہ جب تو بھاگ کر گیا تھا تو میرے دل میں آیا کہ کھانا لائے گا۔ یہ اشراف نفس ہے کھانا واپس لے جا میں نہیں کھاؤں گا۔ وہ سالک کھانا باہر آنکھوں سے اوجھل لے گیا۔ تھوڑی دیر بعد واپس آیا کہ حضرت! اب تو کھا لیجئے اب تو آپ کو امید منقطع ہوگئی ہوگی اب تو یہ اشراف نفس نہیں ہے۔ چنانچہ انہوں نے کھانا لے کر کھا لیا۔ اتنے وفادار مرید تھے اور ایسے کامل مشائخ تھے۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں



مجلس 28

تمنائیں

دل کی تمنائیں:

ارشاد فرمایا، ہر مومن کی زندگی میں کچھ تمنائیں ہوتی ہیں کچھ آرزوئیں ہوتی ہیں آپ حضرات کچھ دن یہاں ٹھہرے ہیں آپ کے دل میں بھی دو چار تمنائیں ہونی چاہیے۔ افسوس یہ کہ آج نیک بننے کی تمنا رکھنا بھی ختم ہوتا جارہا ہے۔

؎ وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

نیک بننے کے لئے شدید آرزو رکھنے کا نام اصل زندگی ہے۔ نیک بننے کی تمنا بہت مشکل سے پیدا ہوتی ہے اگر کہیں پیدا ہو جائے تو اس میں کہیں نہ کہیں خامی رہ جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے انسان کو ناکامی ہوتی ہے۔

پہلی تمنا:

ایک یہ تمنا ہو کہ میرا آج کا دن معصیت سے پاک گزرے، میرا آج کا دن معصیت سے خالی ہو۔ اللہ تعالیٰ کی دوستی کی یہ علامت ہے کہ بندے کی زندگی سے کھوٹ نکال دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسی ذات ہے جو اس کے ساتھ

جڑتا ہے وہ بھی سچا ہو جاتا ہے۔ یہ تمنا ہونی چاہیے کہ میری آنکھ، کان، دل و دماغ سے کوئی گناہ نہ ہوتا کہ میرا آج کا دن تو اولیاء اللہ سے مشابہت اختیار کر جائے۔ پوری زندگی میں سے چند دن یا کم از کم ایک دن تو گناہوں سے خالی نکلے۔

دوسری تمنا:

دوسری تمنا یہ ہو کہ کاش ہم بھی اولیائے اکرام جیسی کوئی ایک نماز تو پڑھ جائیں۔ حدیث پاک میں ہے کہ کہ جس نے دو رکعت ایسی پڑھ لیں کہ جس میں کوئی (دنیاوی) خیال نہ آیا ہو تو اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ کاش ہم زندگی کی کچھ نمازیں یا کم از کم ایک نماز ہی ایسی پڑھ لیں جس میں دنیاوی خیالات نہ آئیں۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ بار بار مشق کرنے سے یہ چیز آسان ہو جاتی ہے پہلے ایک خیال کم ہوگا پھر دوسرا خیال کم ہو گا حتیٰ کہ سکون والی نماز نصیب ہوگی۔

مزے کے کام:

ارشاد فرمایا، دنیا میں تین تمنائیں اور کام بڑے مزے کے ہیں۔ رات کے آخری پہر کی لمبی نماز، قرآن کی تلاوت، کلمہ طیبہ کا ذکر۔

حضرت عمرؓ اپنے گھر میں تھے ایک مجلس میں کافی لوگ بیٹھے تھے۔ سب نے اپنی اپنی آرزوئیں بتائیں۔ حضرت عمرؓ کی باری آئی تو فرمایا کہ میرے دل کی تمنا ہے کہ حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح، حضرت حذیفہؓ بن یمان جیسے لوگوں سے یہ گھر بھرا ہوتا اور میں انہیں دین کی دعوت کے لئے دنیا کے مختلف علاقوں میں بھیج دیتا۔

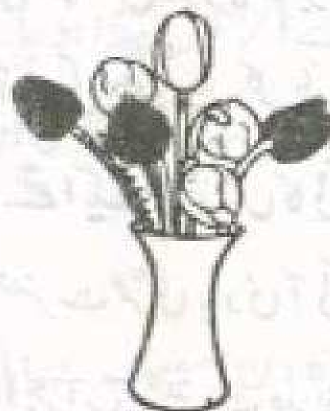
تیسری تمنا:

ارشاد فرمایا، تیسری تمنا یہ ہونی چاہیے کہ کوئی دن تو زندگی میں ایسا ہو کہ جس میں سارا دن ذکر ہی ذکر ہو۔ یہ مجالس غنیمت ہیں، یہ مل بیٹھنا بڑی غنیمت ہے آپ لوگ اس کو یاد کریں گے۔

؎ غنیمت جان لو مل بیٹھنے کو
جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے

مجھے یاد ہے کہ B-Sc انجینئرنگ کے بعد چار ماہ مسکین پور گزارنے کو ملے اور ہر روز تقریباً 9 گھنٹے مختلف اوقات میں مراقبہ کرتے تھے۔ اب ساری زندگی اس وقت کی حسرت ہی رہے گی کاش کہ دوبارہ ویسا موقع مل جائے۔

؎ دل ڈھونڈتا ہے پھر وہی فرصت کے رات دن
بیٹھے رہیں تصور جاناں کیے ہوئے



مجلس 29

اولیاء اللہ کی دعائیں

خدمت شیخ کی برکات:

مدینہ مسجد کے صحن اور اندر ہال میں کھچا کھچ لوگ بھرے ہوئے تھے۔ باہر والے دوستوں کو دوپہر کا کھانا کھانے کے لئے کہا گیا کیونکہ جگہ کم تھی اور بقیہ دوستوں کے پاس حضرت جی بیٹھے تھے۔ آپ نے مختلف بزرگوں کے واقعات سنائے اس سے مجلس پر بڑے ہی عجیب وغریب اثرات ہوئے۔ اب بھی یہ مجلس یاد آتی ہے تو دل تڑپ اٹھتا ہے۔

دل کا کیا مقصد ہے؟

ارشاد فرمایا، محنت کر لو چند روز لگ کر اللہ تعالیٰ کو یاد کر لو پھر انشاء اللہ اگلی دنیا میں بہار ہی بہار ہوگی۔

نور میں ہو یا نار میں رہنا
ہر جگہ یاد یار میں رہنا
چند جھونکے خزاں کے سہہ لو
پھر ہمیشہ بہار میں رہنا

اللہ تعالیٰ نے انسان کو زبان دی اور پڑھنے کے لئے قرآن بھی دیا، مسجد دی تو چل کر جانے کے لئے ٹانگیں بھی دیں، بیت اللہ بنایا تو دیکھنے کے لئے آنکھیں بھی دیں، اسی طرح دل بھی بنایا اور اس میں بسانے کے لئے اپنا ذکر بھی دے دیا۔ ذکر کرتے کرتے واقعی اللہ تعالیٰ دل میں آتا ہے۔

تو دل میں تو آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا
میں جان گیا بس تیری پہچان یہی ہے

دل کے جاگنے کی کیا علامات ہیں؟

ارشاد فرمایا، دل کے جاگنے کی یہ علامت ہے کہ انسان کے لئے نیکی کرنا آسان ہو جاتا ہے اور برائی کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ بلکہ یہ حالت ہو جاتی ہے کہ برائی کی طرف دھیان ہی نہیں جاتا۔ دل اللہ تعالیٰ کی یاد میں اتنا محو ہو جاتا ہے کہ پھر برائی کی طرف راغب ہی نہیں ہوتا۔

صاحب دل بزرگ:

ارشاد فرمایا، جب کسی کو مقام تسخیر حاصل ہوتا ہے تو پھر ہاتھ اٹھنے کی دیر ہوتی ہے اور کام بنتے چلے جاتے ہیں۔ اسی ضمن میں اپنا ذاتی واقعہ سنایا کہ حضرت بابو جی عبداللہؒ کے بارے میں میرا ذاتی تجربہ تھا کہ جس کے لئے بھی حضور ﷺ کی زیارت کی دعا کر دیتے تھے تو تین دن کے اندر اندر اسے حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہو جاتی تھی۔

زیارت رسول ﷺ کا واقعہ:

ایک دفعہ جھنگ کی تبلیغی جماعت کے دوست صوفی دین محمد نے کہا کہ حضور ﷺ پر بہت درود پڑھتا ہوں حتیٰ کہ ایک ایک دن میں ہزار ہزار دفعہ بھی پڑھ

چاہتا ہوں مگر زیارت رسول ﷺ نصیب نہیں ہوتی ۔ حضرت جی دامت برکاتہم اسے لے کر حضرت بابو جی عبداللہ ؒ کے پاس گئے ، انہوں نے دعا کر دی۔ دوسرے دن ہی صوفی دین محمد تشریف لائے اور حضرت جی سے خوشی کے عالم میں ایسے مخاطب ہوئے کہ اے میرے محسن! مجھے حضور ﷺ کی زیارت ہو گئی ہے۔

دعائیں:

حضرت جی دامت برکاتہم نے فرمایا کہ اس فقیر نے ایک دفعہ حضرت بابو جی عبداللہ ؒ کی بہت خدمت کی ایک دن انہوں نے خوش ہو کر مجھ سے فرمایا، مانگ اللہ سے کیا مانگتا ہے ؟ حضرت جی نے فرمایا، میں نے جلدی جلدی 9 دعائیں مانگی تھیں آٹھ قبول ہو چکی ہیں ایک بھی انشاءاللہ قبول ہو جائے گی یہ شعر اس وقت سمجھ میں آیا۔

یک زمانہ صحبتے با اولیا
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

اگر میں ساری عمر بھی سجدہ میں سر رکھ کر روتا رہتا تو شاید پھر بھی اتنی جلدی دعائیں قبول نہ ہوتیں کہ جیسی جلدی ایک اہل دل کی صحبت و خدمت کی برکات سے قبول ہو گئیں۔

اولیاءاللہ کی دعائیں اور کام:

ارشاد فرمایا، سوال پیدا ہوتا ہے کہ اولیاء اللہ کی اکثر دعائیں قبول ہوتی ہیں تو پھر ہر ایک کا کام کیوں نہیں کر دیتے ؟

حضرت شاہ تاج محمود امروٹی ؒ سندھ میں ایک بزرگ گزرے ہیں وہ فرنگی اقتدار کے وقت فرماتے تھے کہ دل چاہتا ہے کہ انگریز گورنر ایڈورڈ کے محل

میں گھس کر اس کا گلا دبا دوں مگر اوپر سے اجازت نہیں ملتی۔

حضرت شاہ یعقوبؒ صدر مدرس دیوبند سے کسی نے عرض کیا کہ انگریزوں کا تسلط بڑھتا جا رہا ہے، کیا اللہ والے کچھ نہیں کر سکتے؟ فرمایا کہ ایک تسبیح پھیرنے کی ضرورت ہے کہ ان کا تختہ الٹ جائے گا مگر اوپر سے ایسا کرنے کی اجازت نہیں ملتی۔

حضرت خواجہ عبدالمالک صدیقیؒ فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں پورے شہر والوں کو توجہ دوں تو تڑپا کر رکھ دوں مگر ایسا کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

حضرت جی کا ذاتی واقعہ:

ارشاد فرمایا کہ جب اللہ والوں پر کوئی خاص کیفیت آتی ہے تو وہ ساتھ والوں کو دعاؤں میں محروم نہیں کرتے۔

حضرت جی نے ارشاد فرمایا کہ ایک دفعہ ایک بزرگ کی صحبت میں بیٹھے تھے اس بزرگ نے فرمایا کہ رات ایک خاص کیفیت طاری ہوئی تھی اسی حال میں آپ کو میں نے بارگاہ الٰہی میں پیش کیا، آپ کو قبول کر لیا گیا ہے۔ حضرت جی نے فرمایا کہ ہم خود کچھ نہیں ہیں مگر بزرگوں کی دعائیں ہیں کہ آپ لوگ بھاگ بھاگ کر آتے ہیں۔ ہم خود کچھ نہیں ہیں یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ وہ ایسی ایسی مہربانیاں فرماتا ہے۔

کیا فائدہ فکر بیش و کم سے ہوگا
ہم کیا ہیں جو کوئی کام ہم سے ہوگا
جو کچھ ہوا تیرے کرم سے ہوا
جو کچھ ہوگا تیرے کرم سے ہوگا

مجلس 30

زیارت رسول ﷺ کا طریقہ

عظیم راز:

حضرت جی دامت برکاتہم نے فرمایا کہ لوگ پوچھتے ہیں کہ خواب میں حضور ﷺ کی زیارت کا کوئی وظیفہ بتا دیں۔ سنو لوگو! میں تمہیں وہ وظیفہ بتاتا ہوں کہ سوتے میں نہیں بلکہ جاگتے میں حضور ﷺ کی زیارت ہونے لگ جائے گی۔ اپنے ہر معاملے میں اتباع سنت کو اپنانے کی پوری کوشش کریں ورنہ کم از کم سنت کے ٹوٹنے اور چھوٹنے پر دل میں دکھ تو پیدا ہونا چاہیے۔ بزرگوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ اپنے چلنے پھرنے، کھانے پینے عبادات وعادات الغرض ہر چیز میں چلتا پھرتا نبی ﷺ کا نمونہ بن جاؤ تو جاگتے میں بھی حضور ﷺ کی زیارت ہونے لگ جائے گی۔

شیخ سے دعائیں لینے کا طریقہ:

ارشاد فرمایا کہ مرید اتنا اتباع سنت میں ڈوبا ہوا ہو کہ شیخ کی نظر پڑے تو دل سے دعائیں نکلیں۔ دل سے دعائیں نکلیں گی تو کام خود بخود بنتے جائیں گے۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

دعا مانگنے کا راز:

ارشاد فرمایا، دعائیں مانگنا بھی سنت ہے۔ حضور ﷺ نے تو یہاں تک فرمایا ہے اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ دعا تو عبادت کا مغز ہے۔ اللہ تعالیٰ سے نیک بننے کی دعا مانگ لیں اس کا کم از کم یہ فائدہ تو ہوگا کہ جب نیک بننے کی دعائیں مانگیں گے تو یہ دعائیں نامہ اعمال میں لکھی جاتی رہیں گی۔ اگر قیامت کے دن پوچھا گیا کہ نیک کیوں نہیں بنے تھے؟ تو بندہ عرض کر سکے گا کہ نیک بننے کی دعائیں تو کرتا رہا تھا۔ جب نامہ اعمال دیکھا جائے گا تو وہاں نیک بننے کی دعائیں موجود ہوں گی، ان دعاؤں کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ معاف فرما دیں گے۔ آج لوگ دنیا مانگتے ہیں مگر نیک بننے کی دعائیں کم مانگتے ہیں۔

تیری دعا ہے کہ ہو تیری آرزو پوری
میری دعا ہے تیری آرزو بدل جائے



مجلس 31

کتابوں کی قبولیت

کتابوں کا فیض:

حضرت جی دامت برکاتہم کی مجلس میں حضرت ڈاکٹر سلیم صاحب اور دوسرے کافی لوگ بیٹھے تھے اسی دوران راقم الحروف مجلس میں حاضر ہوا۔ اس وقت کتابوں کا تذکرہ چل نکلا۔ حضرت جی نے ارشاد فرمایا، کتابوں کا فیض تقریروں کے فیض سے زیادہ ہوتا ہے مثلاً حضرت تھانویؒ نے 2700 کے قریب کتابیں لکھی ہیں۔ اگر ان کی عمر دوگنی بھی ہو جاتی تب بھی تقریروں کا فیض ان کی تحریروں کے فیض سے زیادہ نہ پھیلتا۔ بعض اوقات تحریر کا فیض سینکڑوں سال تک پھیلتا رہتا ہے مثلاً بخاری شریف کو امام بخاریؒ نے کب لکھا تھا اور اب سینکڑوں سال بعد تک بھی فیض پھیل رہا ہے اور انشاء اللہ قیامت تک یہ فیض پھیلتا رہے گا۔

کتابوں کی قبولیت:

ارشاد فرمایا کہ کتابوں کی قدر و قیمت کا تعلق قبولیت کے ساتھ ہے مثلاً مشکوٰۃ شریف حدیث کی کتاب ہے۔ ترتیب کے لحاظ سے اس سے بہتر کتابیں

موجود ہیں مگر یہ قبول ہو گئی، تو فیض پھیل رہا ہے۔

فضائل پر مشتمل بہت سی کتابیں ہیں ویسے بھی یہ فضائل بہت سی کتابوں میں مل جاتے ہیں مگر جو قبولیت حضرت شیخ الحدیثؒ کی ''فضائل اعمال'' کو ملی وہ اور کسی کو نہیں ملی۔ لکھنے والوں نے تو بہت سی کتابیں لکھیں مگر درس نظامی میں جو کتابیں شامل ہیں وہ ہزاروں جید علماء کرام نے پڑھی ہیں یہ قبولیت کی بات ہے۔

قابلیت یا قبولیت:

ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ کے ہاں قابلیت نہیں قبولیت ہوتی ہے مَنْ قُبِلَ قُبِلَ بِلاَ عِلَّۃٍ (جس کو قبول کیا گیا بغیر کسی وجہ کے محض اپنے فضل سے قبول کیا) مفتی محمد شفیعؒ کی معارف القرآن کی قبولیت دیکھیں کہ ہر گھر میں موجود ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کو قبول کر لیتے ہیں تو اس کی یہ علامت ہے کہ اس کے فیض کو جاری فرما دیتے ہیں مثلاً علامہ شاطبیؒ نے قصیدہ لکھا تو اس کو ہاتھ میں لے کر 1200 طواف کئے اور ہر طواف کے بعد دو رکعت نفل پڑھے اور قبولیت کے لئے دعائیں کیں، وہ قبول ہو گیا۔

سواطع الالہام کے نام سے فیضی نے بغیر نقطوں کے پورے قرآن کی تفسیر لکھی بظاہر وہ قابل قدر کام نظر آ رہا تھا مگر اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول نہ ہوا۔ جہاں مصنف ختم ہوا ساتھ ہی کتاب بھی ختم ہو گئی۔

قبولیت والی چیز دیرپا ہوتی ہے:

ارشاد فرمایا کہ حضرت ابراہیمؑ کو بیٹا ذبح کرنے کا حکم ہوا۔ یہ بہت بڑی آزمائش تھی۔ جب باپ بیٹا دونوں اس امتحان میں کامیاب ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے اس قربانی کو قبول کر لیا اور قیامت تک کے لئے جاری کر دیا۔ اصل چیز

قبولیت ہے اس لئے کسی چیز کو قبول کروانے کے لئے اخلاص ہونا انتہائی ضروری ہے اور اخلاص پیدا ہونے کے لئے بار بار دعائیں مانگنا ضروری ہے۔

قبولیت بقدر اخلاص ہوتی ہے:

اللہ تعالیٰ کی ذات بڑی بے نیاز ہے اس کے ہاں قبولیت دیکھی جاتی ہے قابلیت نہیں دیکھی جاتی۔ قبولیت اخلاص کے بقدر ملتی ہے جتنا زیادہ اخلاص ہوگا اتنی زیادہ قبولیت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں اخلاص چلتا ہے، دورنگی اور ریا نہیں چل سکتی۔ دوغلی پالیسی اللہ تعالیٰ کے ہاں قابل قبول نہیں اس لئے دو رنگی چھوڑ کر محض اللہ تعالیٰ کی رضا اور اخلاص سے کام کیا جائے گا تو قبول ہو جائے گا۔

؎ دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا
سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا



مجلس 32

اچھی صحبت کی برکات

صحبت کی برکات:

ارشاد فرمایا، ایک علم کتابوں سے حاصل کیا جاتا ہے ایک علم صحبت سے حاصل کیا جاتا ہے۔ مشائخ کی صحبت میں بیٹھ کر بات توجہ سے سننا چاہئے اس سے بعض اوقات ایسے ایسے اشکالات دور ہو جاتے ہیں کہ بڑی بڑی کتابوں سے نہیں ہوتے۔ ہمارے مشائخ طالبین کو ملفوظات سنایا کرتے تھے۔ جس کے دل میں محبت الٰہی ہوتی ہے تو اس کے الفاظ میں تاثیر ہوتی ہے کیونکہ بات دل کے درد اور تڑپ سے نکلتی ہے۔ اسی چیز کے ثبوت میں ایک دلچسپ واقعہ سنایا۔

حضرت خواجہ عبد القدوس گنگوہیؒ کے بیٹے بڑے عالم تھے۔ انہوں نے ایک مجمع میں بڑے علوم و معارف بیان کیے مگر کسی پر گریہ طاری نہ ہوا۔ جب حضرت گنگوہیؒ نے بات شروع کی اور فرمایا کہ رات ہم نے دودھ رکھا تھا بلی آئی اور پی گئی، ہم نے سحری کرنی تھی۔ بس اتنا سننا تھا کہ لوگ دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ پھر بیٹے سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ زبان سے میں نے بات کی تھی تو دل سے توجہ ڈالی تھی جس سے باتیں دل تک اثر کرتی چلی گئیں۔ اس

لیے ضروری ہے کہ علم کے ساتھ ساتھ اپنے دل کو بھی محبت الٰہی سے گرم کریں تا کہ صحبت میں بیٹھنے والوں پر بھی محبت الٰہی کے اثرات پڑیں۔

محبت کے اثرات:

ارشاد فرمایا، بعض اوقات ایسے ہوتے ہیں اور بعض اشخاص ایسے ہوتے ہیں کہ جن کے پاس بیٹھنے سے بات دل تک اترتی چلی جاتی ہے۔ مشائخ کی صحبت میں ہر روز نئی باتیں نہیں ہوتیں وہی پرانی باتیں ہوتیں ہیں مگر ان میں تاثیر ہوتی ہے۔ یہ کوئی بچوں کا نام رکھنا نہیں ہے کہ ہر روز نئے سے نئے نام ہوں۔ بچے چیونگم کو چباتے ہیں مگر تھکتے نہیں ہیں ہمیں بھی اسی طرح اللہ والوں کی باتوں سے تھکنا نہیں چاہیے۔

توجہ کیا ہوتی ہے؟

توجہ کیا ہوتی ہے؟ تصوف کیا ہوتا ہے؟ اللہ والوں کے دلوں میں جو عشق، محبت اور قوت ہوتی ہے اسے وہ دوسرے بندے کے دل پر ڈالتے ہیں۔ اللہ والوں کے دل میں محبت الٰہی کا کرنٹ ہوتا ہے جیسے آسمانی بجلی بغیر تار کے گرتی ہے اسی طرح اولیا اللہ کے دلوں کے انوارات بجلی کی طرح دل پر گرتے ہیں اور انسان کی کیفیات اور حالات کو بدل دیتے ہیں۔

؎ نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

کیا نظر لگ سکتی ہے؟

حدیث شریف میں موجود ہے کہ ایک صحابیؓ کو نظر لگ گئی تو حضور ﷺ نے

نظر اتارنے کا طریقہ بتایا۔ سوچیں جس نظر کے اندر کینہ، بغض، حسد، عداوت، غصہ ہو تو وہ اثر کر جاتی ہے تو جس نظر میں محبت ہو، ہمدردی ہو، مہربانی ہو کیا وہ نظر اثر نہیں کرے گی؟

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زور بازو کا
نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

توجہ کے واقعات:

جب آریہ سماج کی تحریک چلی تو ہندوؤں کے کچھ سادھوؤں نے مجاہدہ کے ذریعے کچھ تصرف حاصل کیا ہوا تھا۔ وہ مختلف دیہات میں جاتے اور مسلمانوں پر توجہ ڈال کر انہیں ہندو بنا تے۔ یہ واقعہ حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ نے بھی لکھا ہے۔ علماء دیوبند نے ان سادھوؤں کی طرف پیغام بھیجا کہ مناظرہ کر لو حق اور باطل کا فیصلہ ہو جائے گا، یہ کیا تم سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرتے ہو۔ ہندوؤں نے مناظرہ کے لئے یہ شرط لگائی کہ پہلی صف میں ہمارے سادھو بیٹھیں گے۔ مسلمانوں نے بھی ایسا عالم منتخب کیا کہ جو بات کرنے کا دھنی تھا۔ مناظرہ شروع ہو گیا، مگر مسلمان عالم ایسے بول رہے تھے جیسے کوئی بے ربط باتیں کر رہا ہو۔ ہندو مقرر نے چڑھائی شروع کر دی۔ علماء کرام حیران، مسلمان پریشان کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ مسلمانوں میں سے ایک آدمی بھاگا بھاگا حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ کے پاس گیا جو کہ سٹیج کے پیچھے حوالہ جات ڈھونڈنے کے کام پر مقرر تھے۔ سب سے مشکل کام تو حوالہ جات دکھانا ہوتا ہے۔ اس آدمی نے حضرت مولانا سہارنپوریؒ کو صورت حال بتائی تو آپ نے وہیں بیٹھے بیٹھے مراقبہ کیا۔ مراقبہ میں دیکھا کہ پہلی صف میں ایک ہندو

سادھو بیٹھا مسلمان مقرر کے دل پر توجہ ڈال رہا تھا جس کی وجہ سے وہ بے ربط باتیں کر رہا تھا۔ حضرتؒ نے جب یہ محسوس کیا تو وہیں بیٹھے بیٹھے اس سادھو پر توجہ ڈالی تو وہ چیختا ہوا مجمع سے بھاگ گیا۔ مسلمان عالم کی زبان کھل گئی تو مسلمانوں نے مناظرہ جیت لیا۔ مسلمان جب گھروں کو واپس جا رہے تھے اور کچھ گاڑی کے ذریعے واپس ہو رہے تھے۔ گاڑی میں بیٹھے ہوئے ایک سادھو نے مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ کے ایک مرید پر توجہ ڈالنی شروع کی، انہوں نے مراقبہ میں اپنے پیر کی طرف توجہ کی تو ادھر سے فیض آنے لگا۔ اگلے اسٹیشن پر سادھو بھاگا اور دوسرے ڈبے میں چلا گیا۔

بریلوی پیر کا واقعہ:

حضرت جی دامت برکاتہم نے اپنے ساتھ بیتے ہوئے واقعات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا، اس عاجز کو اس قسم کے دو واقعات پیش آئے ایک واقعہ تو کچھ اس طرح تھا کہ بریلویوں کے ایک بڑے پیر تھے، انہیں کسی کا کچھ سامان پہنچانا تھا۔ فقیر نے روزہ رکھ لیا کہ کچھ کھانا نہیں پڑے گا۔ پیر صاحب کے ہاں ایک عجیب چیز دیکھی کہ ایک انگلی سے سلام کر رہے تھے یہ عجیب طریقہ تھا۔ فقیر نے امانت ان کے سپرد کی، اس نے مراقبہ کر کے مجھ پر توجہ ڈالنی شروع کر دی۔ یہ عاجز بھی مراقبہ میں چلا گیا اور اپنا حصار کر لیا۔ مجھے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ جیسے باہر جھکڑ چل رہے ہوں! اور میں شیشے کے گھر میں ہوں۔ اس نے مراقبہ میں 15 منٹ تک زور لگایا، الحمدللہ وہ کچھ بھی نہ کر سکا۔ اس نے آنکھیں کھولیں اور کہنے لگا کہ تیری نسبت بڑی مضبوط ہے۔ میں نے کہا کہ، میرے شیخ کی نسبت بڑی مضبوط ہے۔ کہنے لگا کہ، آپ بڑے پکے آدمی ہیں۔

الحمدللہ ہمارے مشائخ کی نسبت ایسی کامل ہے کہ دوسروں کو بھی اس کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔

واقعہ روس:

حضرت جی دامت برکاتہم نے روس کا ایک واقعہ سنایا کہ ایک دفعہ وہاں ایکسچینج میں فون کرنے گئے، کچھ انتظار کرنا پڑا تو فقیر مراقبہ میں چلا گیا۔ قریب بیٹھے ہوئے ایک ہندو سادھو نے توجہ ڈالنی شروع کردی۔ حضرت جی نے جب اس کی حرکت محسوس کی تو آنکھیں کھولیں اور اس کی طرف ذرا متوجہ ہوئے تو اس کا سب کچھ چھن گیا۔ آخرکار وہ توبہ تائب ہوا، وہ اور اس کی بیوی مسلمان ہوئے۔ لینن گراڈ کے سفر میں حضرت جی کے ساتھ رہے۔ پوچھا کیوں جا رہے؟ ہو تو کہنے لگے کہ آپ کی خدمت کے لئے ساتھ جا رہے ہیں۔

تصرف وتوجہ کے کام:

ارشاد فرمایا کہ تصرف اسی طرح ہوتا ہے جیسے الہام ہوتا ہے۔ توجہ تصرف وغیرہ کے کام اللہ تعالیٰ کی طرف سے واضح اشارہ ملنے کے بعد کئے جاتے ہیں۔ حضرت خواجہ عبدالمالک صدیقیؒ فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں چاہوں تو پورے شہر کو توجہ دوں اور تڑپا کر رکھ دوں مگر ایسا کرنے کی اجازت نہیں۔ اولیا اللہ کو جب تک انشراح نہیں ہوتا وہ یہ کام نہیں کرتے۔ انبیا کرام کی قلبی کیفیت بڑی واضح ہوتی ہے مگر اولیا اللہ کی اتنی اضح نہیں ہوتی۔

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ سے سوال کیا گیا کہ نیکوں کی محفل میں بیٹھنے سے فائدہ ہوتا ہے، کیا نیکوں کے قریب قبر بنانے سے بھی فائدہ ہوتا ہے حالانکہ عمل تو اپنے اپنے ہوتے ہیں؟ حضرت کو کوئی آدمی پنکھا کر رہا تھا۔

پوچھا آپ کو ہوا آ رہی ہے؟ اس نے کہا، ہاں۔ فرمایا، جس طرح پنکھا تو مجھے کر رہا ہے مگر ساتھ والوں کو ہوا آ رہی ہے اسی طرح نیک لوگوں کے ساتھ بیٹھنے والوں کو بھی فائدہ ہوتا ہے۔

حضرت نانوتویؒ سے پوچھا گیا کہ انبیائے کرام اور اولیائے عظام کے کشف میں کیا فرق ہوتا ہے؟ سوال پوچھنے والا حضرتؒ کے ساتھ ایک مدرسہ کی عمارت میں جا رہا تھا۔ حضرتؒ پوچھا کہ مدرسہ کی عمارت کتنی دور ہے؟ کہا کہ تقریباً دو فرلانگ دور ہوگی۔ جب بالکل قریب پہنچ گئے تو حضرت نانوتویؒ نے پوچھا کہ اب کتنا دور ہے؟ کہنے لگا دو قدم ہے۔ آپؒ نے فرمایا کہ یہی فرق انبیا اور اولیا کے کشف میں ہوتا ہے کہ انبیا کا کشف یقینی ہوتا ہے اور اولیا کے کشف میں غلطی کا امکان ہو سکتا ہے۔ انبیائے کرام کو چیزیں قریب سے دکھائی جاتی ہیں اولیائے کرام کو دور سے دکھائی جاتی ہیں۔ انبیا کے کشف قطعی ہوتے ہیں اولیا کے کشف میں غلطی کا احتمال ہوتا ہے۔

شیخ کی خاموشی کے فوائد:

شیخ کی خاموشی شیخ کی گفتگو سے دوگنا فائدہ مند ہوتی ہے۔ اس لئے شیخ کی خاموشی سے زیادہ فائدہ ہوتا ہے مثلاً صحابہؓ گھنٹوں حضور ﷺ کی صحبت میں خاموش بیٹھے رہتے تھے اور حضور ﷺ کی توجہ ہوتی تھی۔ انوارات صحبت نبوی ﷺ صحابہ کرامؓ پر پڑتے تھے۔

حضرت خواجہ باقی باللہؒ بہت کم بولتے تھے۔ ایک آدمی نے کہا کہ آپ تقریر کریں ہمیں فائدہ ہو۔ فرمایا، جس نے ہماری خاموشی سے کچھ نہ پایا تو وہ ہماری گفتگو سے بھی کچھ نہ پائے گا۔

شیخ کی توجہات:

ارشاد فرمایا، یاد رکھو! دلوں کی کدورتیں ایک توجہ کی بھی مار نہیں ہوتیں۔ یقین کرو کہ پوری توجہ ڈالیں تو مرید برداشت نہ کر سکے۔

ایک دفعہ حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے ہاں کچھ مہمان آ گئے۔ قریب ہی ایک نان بائی تھا اس نے دیکھا تو وہ کھانا لے آیا۔ حضرتؒ بہت خوش ہو گئے فرمایا، مانگو کیا مانگتے ہو؟ اس نان بائی نے عرض کیا کہ اپنے جیسا بنا لیں۔ رحمت کا لمحہ تھا حضرت خواجہؒ نے توجہ ڈالی وہ بالکل حضرت خواجہؒ کی طرح ہو گیا۔ مگر اتنی توجہات کو برداشت نہ کر سکا اور تیسرے دن وفات پا گیا۔ مشائخ کی توجہات میں اللہ تعالیٰ نے ایسی برکات اور طاقت رکھی ہوئی ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہو جاتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ ان کا ہو جاتا ہے۔ مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ

اللہ کی خوشی شیخ کی خوشی میں ہے:

ارشاد فرمایا کہ جب مشائخ توجہ ڈالتے ہیں تو لوگوں کے قلوب کھنچتے ہیں۔ اگر غور سے سنیں تو کانوں کے ذریعے بھی فیض دل تک پہنچتا ہے، اگر توجہ سے دیکھیں تو آنکھوں کے ذریعے بھی فیض دل تک پہنچتا ہے۔ جب شیخ کے چہرے کو محبت سے دیکھیں تو دیکھنے سے بھی قلبی کیفیات بدلتی ہیں۔ ایک قلبی توجہ یعنی ہوتی ہے تو یہ خدمت اور شیخ کو خوش کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ جو کام شیخ ذمہ لگا دیں اسے توجہ سے کریں اور مکمل کر دیں اس سے شیخ خوش ہو جائے گا۔ شیخ مقام رضا میں ہوتا ہے اور وہ ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ کی خوشی کو پیش نظر رکھتا ہے اس لئے اللہ کی خوشی شیخ کی خوشی میں پوشیدہ ہے۔

معرفت کی دکان:

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ نے مولانا محمد علیؒ مونگیری سے پوچھا کہ کیا آپ نے عشق و محبت کی دکانیں دیکھی ہیں؟ عرض کیا کہ ہاں دیکھی ہیں ایک حضرت شاہ آفاقؒ کی دکان دیکھی ہے اور دوسری حضرت شاہ غلام علیؒ مجدد دہلوی کی دکان دیکھی ہے۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی بیعت کی وجہ:

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے پوچھا گیا کہ آپ نے عالم ہو کر حضرت حاجی صاحبؒ سے کیوں بیعت کی ہے؟ حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا مٹھائیوں کے اجزاء اور ناموں کا پتہ تو مدرسوں سے چل گیا تھا مگر حاجی صاحبؒ سے ذائقے کا پتہ چل گیا۔ گویا قرآن و حدیث کا علم تو مدارس سے حاصل کر لیا مگر ان پر عمل اور اخلاص کا پتہ تو حضرت حاجیؒ کی صحبت میں آ کر چلا۔

کیفیات کے وارث:

ارشاد فرمایا کہ علمائے کرام جیسے الفاظ نبوی ﷺ کے وارث ہیں اسی طرح صوفیا کرام کیفیات نبوی ﷺ کے وارث ہیں۔ مثلاً حضور ﷺ نے فرمایا جو کچھ اللہ تعالیٰ نے میرے سینے میں ڈالا وہ میں نے ابو بکرؓ کے سینے میں ڈال دیا۔ کیفیات تو کتابوں میں محفوظ نہیں ہو سکتیں یہ کیفیات تو دل کے ذریعے ہی منتقل ہو سکتی ہیں۔

شدت طلب:

ارشاد فرمایا لوگ کہتے ہیں کہ اس زمانے میں جنیدؒ و بایزیدؒ نہیں ہیں اگر

طلب سچی ہو گی تو کوئی شخص تمہارے لئے بایزیدؒ بنا دیا جائے گا۔ ایک دفعہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے فرمایا کہ اگر کسی مجلس میں حضرت جنیدؒ، بایزیدؒ ہوں اور اسی مجلس میں حضرت حاجی صاحبؒ بھی ہوں تو ہم تو حضرت حاجی صاحبؒ کی طرف ہی توجہ کریں گے۔ یاد رکھیں جیسی طلب ہو گی ویسا ہی کچھ ملے گا جتنی طلب شدت سے ہو گی اتنا زیادہ فیض ملے گا۔

واصل باللہ ہونے کا طریقہ:

ارشاد فرمایا، جب بندہ اپنے اندر زہد و تقویٰ، اتباع سنت پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے تب بات بنتی ہے۔ سالک جب تک ہالک نہ ہو اس وقت تک بات نہیں بنتی۔ جیسے قرآن حکیم میں ان تین صحابہؓ کے بارے میں آیا ہے جو کہ جہاد سے پیچھے رہ گئے تھے جب تک سالک کی کیفیت اس طرح نہ ہو جائے اس کا واصل ہونا مشکل ہے۔ قرآن میں ہے حَتّٰى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ (زمین اپنی پوری فراخی کے باوجود ان پر تنگ ہو گئی) جب اللہ تعالیٰ کی طلب میں سالک کی یہ کیفیت ہو جائے پھر بات بنتی ہے۔

آخری نصیحت:

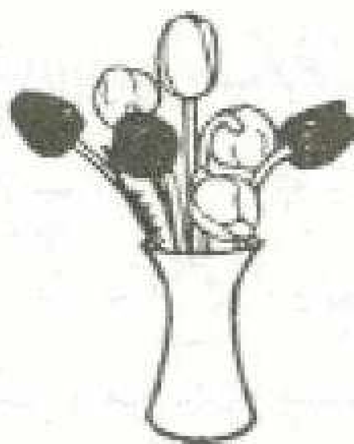
حضرت جی دامت برکاتہم نے اجتماع کے آخر پر دس دن کے لئے ٹھہرے ہوئے علما کرام اور دوسرے دوستوں کو بڑی کڑھن کے ساتھ فرمایا، یہ چند دن زندگی کا قیمتی سرمایا سمجھیں۔ دعائیں مانگیں کہ اے اللہ! مجھے باطنی نعمت عطا فرما اور مجھے محروم نہ لوٹا۔ آپ لوگ ان دنوں دنیا کی باتیں اپنے اوپر حرام سمجھیں حتیٰ کہ کسی کے چہرے کی طرف بھی بلا ضرورت نہ دیکھیں۔ کوشش یہ کرنی چاہئے کہ یہاں بیٹری اتنی چارج ہو جائے کہ گھر پر بھی نیکی کے کام

ہوتے رہیں۔ سالک جب تک ہالک نہ بنے واصل نہیں ہوتا اتنی محنت کرو کہ خالق ومخلوق دونوں کو ترس آجائے۔

اس مجلس کے آخر پر حضرت جی دامت برکاتہم نے خدمت کرنے والوں کی محنت کو سراہتے ہوئے فرمایا کہ آپ لوگوں کو اجتماع کے تین دن کچھ پکانا نہیں پڑا، ہم سب کو پکا پکایا مل رہا تھا۔ امت محمد ﷺ والوں کو بھی اللہ تعالیٰ من وسلوی کھلاتا ہے، پکا پکایا کھانا کھلاتا ہے۔ بنی اسرائیل کو تو کچے پکائے کھانے مل رہے تھے۔ واقعی سچ فرمایا، ہم تو ایسے ہی کھا رہے تھے جیسے من و سلوی ہو اللہ ہمیں پورے خلوص کے ساتھ شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

رَبِّ اَوْزِعْنِیْ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَ عَلٰی وَالِدَیَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا

(اے میرے رب مجھے توفیق دے کہ آپ کی ان نعمتوں کا شکر کیا کروں جو آپ نے مجھ کو اور میرے ماں باپ کو دی ہیں اور میں نیک کام کیا کروں)۔



مجلس 33

شریعت کا نفاذ کیسے ہو

حضرت جی دامت برکاتہم اسلام آباد تشریف لائے تو دوران سفر جناب آصف مجید صاحب کا فون آیا کہ میں نے آپ کے لئے نیل کٹر Nale Cutter خریدا ہے۔ فرمایا خوبصورت سا خریدنا تھا کیونکہ اَللّٰہُ جَمِیْلٌ وَیُحِبُّ الْجَمَالَ اس حدیث پر عمل بھی ہو جائے گا۔ ہم تو حسن کے مداح ہیں ہمیں تو کائنات میں ترتیب اور حسین چیزیں اچھی لگتی ہیں۔

قربانی کی برکات:

ارشاد فرمایا، جب بھی انسان اپنے رب کو خوش کرنے کے لئے قربانی کرتا ہے تو اتنا ہی اللہ تعالیٰ کا مقرب ہوتا جاتا ہے۔ خواہشات نفسانی کو چھوڑ کر اطاعت ربانی میں مشغول ہو جائے، جتنی قربانی ہوگی اتنا ہی زیادہ مقرب ہوگا۔ قُلْ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ (بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا سب رب العالمین کے لئے ہے)

اخلاق اور قانون کی پابندی:

ارشاد فرمایا کہ آج کے جوان پہلے حصہ زندگی کو بقیہ زندگی کے تباہ کرنے والے کاموں میں گزار دیتے ہیں۔ بحیثیت مجموعی دیکھا جائے تو ہماری خرابی کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہم اصول کی پابندی کرنے کو پسند نہیں کرتے۔ اصول توڑنے کو فخر سمجھتے ہیں دوسرے کی اصولی بات ماننے کو بھی پسند نہیں کرتے۔ دوسرے کو فائدہ پہنچانے کا جذبہ ہی نہیں ہے۔ یہ ہیں تو بہت سادہ سی باتیں مگر سیکھنے کی ضرورت ہے مثلاً ریلوے پھاٹک بند ہو تو بجائے لائن میں کھڑے ہو کر انتظار کرنے کے دوسری طرف آنے والی ٹریفک کا راستہ روک لیتے ہیں، دوسروں کا مطلق خیال نہیں رکھتے۔ AirPort کے لاؤنج میں دوسروں کا خیال نہیں رکھتے، بل ادا کرنے کے موقع پر کوشش کرتے ہیں کہ باری سے پہلے ہی کام ہو جائے۔ اس طرح دوسرے بے شمار مواقع ہیں کہ ہم قانون اور اخلاقیات کی دھجیاں اڑا دیتے ہیں۔

شریعت کا نفاذ:

اسی سفر کے دوران شریعت بل کے مخالفین کی بات کرتے ہوئے فرمایا کہ لوگوں کو صرف مخالفت برائے مخالفت نہیں کرنا چاہیے۔ ایک آدمی نے تذکرہ کیا کہ بی بی یہ کہہ رہی ہے تو آپ نے فرمایا کہ بی بی ہو یا بابا جتنی مرضی مخالفت کریں ہونا وہی ہے جو میرا رب چاہے گا۔ مزید فرمایا، آج کل مجھے پتہ نہیں کیا ہے کہ میں ہر جگہ نفاذ شریعت کی بات کرتا ہوں۔ خود بخود دل سے شریعت کی حمایت نکلتی ہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کا قول ہے کہ دین کا کام جب بھی ہو، جس کے ہاتھوں سے بھی ہو اور جس وقت بھی ہو وہی زیبا ہے۔ جو

لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں حکومت ملنی چاہئے ہم آ کر شریعت نافذ کریں گے۔ یہ مجددی طرز کے خلاف ہے۔ ان کو یہ کہنا چاہئے کہ امیروں کو امارت مبارک وزیروں کو وزارت مبارک مگر آپ لوگ شریعت کا نفاذ کریں۔ آپ حکومت کریں ہم تابعدار رہوں گے۔ دل میں یہ نیت ہو کہ شریعت نافذ ہو جائے خواہ کسی کے ہاتھوں سے ہو جائے۔ کیا ضروری ہے کہ ہم نے ہی چیمپئن بننا ہے۔ شریعت کے کام میں تو وہ بھی شامل ہے جو اس کے لئے دعائیں کرتا ہے۔ اس لئے میں آپ لوگوں کو تلقین کرتا ہوں کہ اپنی نمازوں کے بعد شریعت کے نفاذ کے لئے دعائیں کیجئے آپ کا بھی حصہ پڑ جائے گا۔

کسی آدمی نے عرض کیا کہ یہ حکومتی لوگ مکمل شریعت نافذ نہیں کریں گے۔ ارشاد فرمایا، چلو جتنی وہ کر سکتے ہیں انہیں نافذ کرنے دیں باقی آپ لوگ آ کر نافذ کر لینا۔ یہ کیا بات ہے کہ سرے سے ہی نفاذ شریعت کے مخالف ہو گئے ہو۔ اگر سو فیصد نافذ نہیں ہو رہی تو جتنی یہ کر رہے ہیں انہیں کرنے دو باقی کے لئے جدو جہد جاری رکھیں۔

ٹھیک ہے بہتر ہے کہ جلدی سے ساری شریعت نافذ ہو جائے۔ ہر ایک سچے مسلمان کا دل یہی چاہتا ہے مگر ہر کام کو پورا ہونے کے لئے کچھ وقت درکار ہوتا ہے۔ اس لئے لوگوں کو چاہئے فی الوقت نقد میں جو کچھ ہو رہا ہے اسے نافذ ہونے دیں۔ کہنا آسان ہوتا ہے مگر عملاً کر کے دکھانا مشکل کام ہوتا ہے۔ ملک کے سربراہ کے اوپر یورپی ملکوں کا پریشر بھی ہوتا ہے ہمیں کیا پتہ کہ اس کے دل میں کتنا درد ہے۔ جو لوگ شریعت بل کی جس حیثیت سے بھی مخالفت کرتے ہیں ان سے یہ سوال ہے کہ اپنے اپنے گھروں میں کیا آپ لوگوں نے مکمل شریعت

کا نفاذ کیا ہوا ہے۔ ذرا پورے ایمان اور سچائی سے اس سوال کا جواب دیں۔ اگر آپ ایک چھوٹے سے گھر پر اور اپنے اوپر ایک دم سے شریعت نافذ نہیں کر سکتے تو پھر ایک دم پورے ملک میں نافذ کرنے کی کس طرح بات کرتے ہیں۔ حالانکہ گھروں میں اور اپنے اوپر شریعت کے نفاذ کو روکنے والا بھی کوئی نہیں ہوتا صرف آپ کا نفس اور شیطان ہے جو کہ رکاوٹ بنتے ہیں۔ آپ اپنے اوپر ایک دم کیوں مکمل شریعت نافذ نہیں کرتے؟ باتیں کرنا آسان ہے اور کام کر کے دکھانا مشکل ہوتا ہے۔ اس بات کو ذرا ٹھنڈے دل ودماغ سے سوچیں اور سمجھیں۔

شریعت کا نفاذ کیسے ہو؟

ارشاد فرمایا، یہ عجیب منطق ہے کہ اللہ تعالیٰ کی وحی تو بتدریج نازل ہوئی ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ اس بگڑے ہوئے معاشرے میں ایک دم سب قوانین کا نفاذ ہو جائے۔ یہ ضروری ہے کہ ہمیں ترجیحات کا خیال رکھنا چاہئے تاکہ اہم امور پہلے نمٹائے جا سکیں۔ کوئی صحیح طریقہ کار اور سہل اقدامات بتانے کی بجائے شریعت ہی کی مخالفت شروع کر دینے والی منطق سمجھ نہیں آتی۔ شریعت کے نفاذ میں شعوری اور غیر شعوری طور پر روڑے اٹکانا کم از کم مخلص مسلمان کو زیب نہیں دیتا۔ آپ اچھی قابل عمل تجاویز دیں، مخلصانہ مشورے دیں، دعائیں کریں اور اپنے اخلاص کو کام میں لائیں تاکہ کام کچھ آگے بڑھے۔ سرے سے ہی مخالفت کرنا اور شور وغل مچانا یہ تو انسانیت کے بھی خلاف ہے۔ دوسرا انسان اسلام نافذ کرنے کی بات کرتا ہے آپ سرے سے ہی اس کا انکار کر رہے ہیں۔ اگر آپ کے ہاتھوں سے وہ کام ہو پھر ٹھیک ہے اگر کوئی

دوسرا وہی کام کردے یا کرنا چاہتا ہے تو وہ غلط ہوگا۔ سیاستدانوں کو یہ کس نے حق دیا ہے کہ وہ دوسروں کی نیتوں پر شک کریں۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک جنگ میں ایک صحابیؓ نے ایک آدمی کو کلمہ پڑھنے کے باوجود قتل کردیا۔ حضورﷺ نے پوچھا کہ کیوں قتل کیا؟ اس صحابیؓ نے عرض کیا کہ اس نے تلوار کے ڈر سے کلمہ پڑھا تھا۔ آپﷺ نے فرمایا کیا آپ نے اس کا دل چیر کر دیکھا تھا؟ اس طرح شریعت بل کی مخالفت کرنے والے نا سمجھ سے سوال ہے کیا آپ نے شریعت بل کے محرکین اور نافذ کرنے والے کا دل چیر کر دیکھا ہے کہ وہ مخلص نہیں ہے؟ کسی کو بھی شریعت کو اپنی انا کا مسئلہ نہیں بنانا چاہئے۔ اخلاص کے ساتھ شریعت کے تمام احکام کو اپنے اوپر بھی نافذ کریں اپنے گھر میں بھی نافذ کریں اور پھر ملک میں بھی شریعت کے نفاذ کے لئے مل کر تگ و دو کرنی چاہئے۔ افسوس ہے کہ یورپ تو تمام مسلمانوں کو ایک ہی سمجھتا ہے مگر ہم آپس میں ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ہیں۔ کیا ہماری مسلمانی ہمیں یہی سکھاتی ہے کہ ایک دوسرے سے اسلام کے لئے تعاون کرنے کے بجائے اسلام کے نام پر ہی علیحدہ علیحدہ ہو کر بیٹھ جائیں۔ ہمیں تو چاہئے کہ اگر ہمارے کچھ ذاتی مفادات بھی ہیں تو انہیں اسلام کے لئے قربان کر دیں۔ مسلمانوں کا اس نازک دور میں مختلف ٹکڑوں میں بٹ جانا مناسب نہیں ہے۔

فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

یہ فقیر بڑے ہی درد و سوز سے عرض کرتا ہے کہ بیرونی طاقتیں مسلمانوں کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے پر تلی ہوئی ہیں۔ ہمیں کچھ ہوش کے ناخن لینے چاہئے اور

اپنی سوچ کو اجتماعی سوچ بنانا چاہیے۔ تمام کلمہ گو مسلمان کلمہ کی وجہ سے ہی بھائی بھائی کہلاتے ہیں ہمیں آپس میں مخلص بھائیوں جیسا ہی رویہ اختیار کرنا چاہیے کاش کہ مسلمان اللہ کے نام پر متحد ہو جائیں۔

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر

اسلام امن و سکون کا داعی ہے اپنے رویے کو دیکھیں اپنے اردگرد کو دیکھیں کہ اگر آپ اسلام کے نام پر دوسروں میں نفرتیں بڑھا رہے ہیں تو پھر آپ کے کاموں میں کہیں نہ کہیں کمی ہے۔ اس کو جلد از جلد درست کیجئے تاکہ آپ معاشرے میں محبت پیدا کرنے والے بنیں۔ اپنے اسلام کو دوسروں کے لئے امن و سکون کا ذریعہ بنائیے۔

یوں تو سید بھی ہو مرزا بھی ہو افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلماں بھی ہو

پاکستان دیوالیہ کیوں نہیں ہوا؟

دوران سفر حضرت جی دامت برکاتہم نے فرمایا کہ پاکستان دیوالیہ کیوں نہیں ہوگا؟ ارشاد فرمایا، اس کی کئی وجوہات ہیں مگر بڑی بڑی وجوہات تین ہیں

(1) تبلیغی محنت پوری دنیا میں ہو رہی ہے جس میں بہت بھاری اکثریت پاکستانی لوگوں کی ہے۔ یہ لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔

(2) حرمین شریفین کے خدام میں اکثریت پاکستان کے مسلمانوں کی ہے۔

(3) بزرگان دین کی محنت بھی رنگ لاتی ہے یہی بزرگان دین مختلف مدارس

اور جامعات کی بھی سرپرستی فرماتے ہیں اس کی اپنی برکات ہیں۔

یہ بڑی بڑی وجوہات ہیں کہ جس کی وجہ سے ملک قائم و دائم ہے ورنہ ہم لوگ تو اسے چالیس سال سے کھا رہے ہیں مگر یہ قائم ہے۔

پاکستان کا بہترین مستقبل:

ارشاد فرمایا، مسلمان قوم خصوصاً پاکستانی لوگوں کے اندر اگر ڈسپلن آ جائے تو اس نے مارشل قوم بن جانا ہے۔ کسی بھی قوم کی ترقی اور عروج کو قائم رکھنے میں ڈسپلن بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ اس دور میں یہ مذہب سے جذباتی لگاؤ بہت بڑی غنیمت ہے۔ کہیں کوئی مذہب کا مسئلہ ہو تو پاکستانی لوگوں نے سب سے پہلے اس کے بارے میں آواز بلند کی ہے۔ اس طرح جو بھی مسائل عالمی سطح پر پیدا ہوتے ہیں پاکستانی لوگ اس میں پیش پیش ہوتے ہیں۔ پاکستانی لوگوں کی ہمت کو دیکھئے کہ افغانستان کے جہاد میں پیچھے سے (Back) مدد کی تھی۔ ایٹم بم کا مسئلہ کھڑا ہوا تو انہوں نے دھماکے کر کے اپنے زندہ ہونے کا ثبوت دے دیا۔ بس اس قوم میں جو کوئی بھی ڈسپلن پیدا کر دے گا وہی ان کا بہترین محسن اور صحیح لیڈر ہو گا۔

ایمان وعمل کی مضبوطی کا کیا طریقہ ہے؟

دوران سفر کسی دوست نے سوال کیا کہ ایمان وعمل کی مضبوطی کا کیا طریقہ ہے؟ ارشاد فرمایا، ایمان کی مثال بیٹری کی طرح ہے کام کرتے کرتے یہ کمزور ہو جاتی ہے۔ اس کا کسی اہل دل کے ساتھ تعلق رکھنا ضروری ہے اس سے اس کی بیٹری چارج ہوتی رہتی ہے۔ دوسرے مسجد میں پابندی سے آنا جانا ضروری ہے۔ مسجد کے ماحول میں بیٹھنے سے ایمان مضبوط ہوتا ہے۔ ضروری

ہے کہ اللہ تعالیٰ سے یا اللہ تعالیٰ کے گھر سے مضبوط تعلق بنایا جائے تا کہ بندہ اس کے لئے بے چین رہے اس طرح ایمان مضبوط ہو جاتا ہے۔ جو بندے کو عمل پر گھڑا رکھتا ہے۔

اللہ سے ڈائریکٹ رابطہ ممکن ہے:

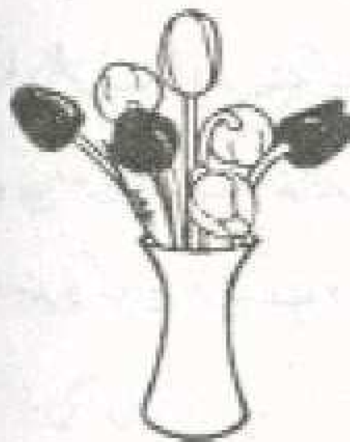
دوران سفر ہی کسی دوست نے پوچھا کہ کیا بزرگان دین کے بغیر ڈائریکٹ اصل باللہ نہیں ہوا جا سکتا؟ ارشاد فرمایا، ہر بندے کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ رابطہ تو ہوتا ہے، سپلائی موجود ہوتی ہے بزرگ تو یہ محبت الٰہی کا تعلق اور زیادہ مضبوط کرنے کی تکنیک بتاتے ہیں کہ یہ یہ اعمال کرو گے تو محبت الٰہی کا تعلق اور زیادہ مضبوط ہو جائے گا۔ وقوف قلبی کا رکھنا ہر وقت ہر گھڑی ضروری ہے اپنی سوچ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی طرف لگی رہے کہ میرا دل اللہ اللہ کرنے والا بن جائے اس لئے ہر وقت یہ سوچتا رہے کہ میرا دل کہہ رہا ہے اللہ اللہ اللہ۔ حدیث قدسی ہے کہ جیسا بندہ گمان کرتا ہے ویسا ہی اللہ تعالیٰ معاملہ فرما دیتے ہیں۔

قبروں پر جانا کیسا ہے؟

کسی دوست نے سوال کیا کہ جو قبروں پر جاتے ہیں اور قرآن اٹھاتے ہیں کیسا ہے؟ ارشاد فرمایا، کہ قبروں پر جانا تو ناجائز نہیں ہے اس سے موت بھی یاد آتی ہے، اللہ تعالیٰ کی بھی یاد آتی ہے۔ مگر بڑی احتیاط اور شرط یہ ہے کہ وہاں پر سجدے اور شرک کے کام نہ کئے جائیں۔ اگر انسان سچا ہے اور دوسرے کو کسی طرح بھی یقین نہیں آتا تو قرآن کی قسم کھائی جا سکتی ہے مگر قرآن کی جھوٹی قسم کھانا تو کسی طرح بھی جائز نہیں ہے۔ غافل لوگوں نے

قرآن کے ساتھ بہت غلط رویہ رکھا ہے کہ اسے سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے بلکہ دوسرے کاموں کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ حالانکہ چاہئے تو یہ کہ قرآن کو سیکھ سمجھ کر اخلاص کے ساتھ اس پر عمل کریں۔

قرآن میں ہو غوطہ زن اے مرد مسلماں
اللہ کرے عطا تجھ کو جدت کردار



مجلس 34

اولیاء اللہ کی خدمت

ناقابل معافی گناہ:

حضرت جی دامت برکاتہم مجلس میں بیٹھے تھے کہ ایک دوست نے پوچھا کہ ناقابل معافی گناہ کون سے ہیں؟ فرمایا شرک، نبی علیہ السلام کی بے ادبی اور نفاق اعتقادی۔

تربیت اور قربانی:

اس جواب کے بعد حضرت جی دامت برکاتہم نے حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ کے والد کے حالات کا تذکرہ شروع کیا اور فرمایا کہ آپ کے والد کا نام مولانا محمد یحییٰؒ تھا۔ بیٹے کی اتنی اچھی تربیت فرمائی کہ 17 سال تک تربیت کرتے رہے ادھر ادھر سفر پر نہیں جاتے تھے۔ بیٹے کی تربیت ایسی کی کہ بیٹے کو باکمال بنا دیا۔ مدرسے سے مشاہرہ نہیں لیتے تھے زندگی اپنے شیخ کی محبت میں گزار دی۔

اچھی نیت کی برکات:

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مولانا یحییٰ بیمار تھے اور شاگرد آپ کے جسم پر

پانی ڈال رہے تھے۔ ایک جاہل وہاں سے گزرا اور کہا کہ ارے یہ مولوی اپنے لئے مسئلہ جائز کر لیتے ہیں اور ہمارے لئے ناجائز ہو جاتا ہے۔ کئی دفعہ اس طرح ہوا ایک دن اس جاہل نے پوچھ لیا کہ آج تو ضرور بتا دیں۔ فرمایا کہ تو پاک ہونے یا نہانے کے لئے پانی بہائے گا تو اسراف ہو سکتا ہے اور میں ٹھنڈک لینے کے لئے علاج کی نیت سے یہ پانی ڈلواتا ہوں اس لئے جائز ہے۔ میری یہ نیت ہوتی ہے کہ میں نہاؤں گا تو طبیعت میں تازگی آجائے گی۔ آج کل ٹونٹیاں اور کھلے پانی ہیں بچتے بچتے بھی اسراف ہونے کا خطرہ ہے اس لئے ہمیں بھی آج کل نہاتے ہوئے علاج کی نیت کرنی چاہئے۔ نیت کے بدلنے اور درست کرنے سے کام اچھا ہو جاتا ہے۔

شیخ کی خدمت:

حضرت مولانا یحییٰ اپنے شیخ کی خوب خدمت کرتے تھے اور رمضان شریف میں صبح و شام کی اذان خود دیتے تھے۔ صبح کو اذان جلدی دیتے تھے اور شام کو اذان ذرا لمبی دیتے تھے تاکہ شام کے وقت میرے شیخ کو اچھی طرح افطاری میں کھانے کا وقت مل جائے۔ ایسے محبت شیخ میں فنا ہوئے تھے کہ شیخ کی سہولت کا خیال رکھنے کی کوشش کرتے۔

اولیاء اللہ کی خدمت کی برکات:

حضرت جی دامت برکاتہم سے اللہ تعالیٰ خوش رہے اور آپ کا ذکر ہمیشہ خیر کے ساتھ ہوتا رہے۔ حضرت جی نے لوگوں سے یہ پوچھا کہ آپ بتائیے کہ جہاں کوئی اللہ والا ہو تو خود بخود کتنی لوگ اپنے آپ کو اللہ والوں کی خدمت

کے لئے وقف کر دیتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کی وجہ یہ کہ اللہ والے اپنے آپ کو دین کی خدمت پر لگا دیتے ہیں ان کو عبادت کر کے ثواب ملتا ہے اور ان کو اللہ والوں کی خدمت کر کے ثواب ملتا ہے۔

نیکوں سے محبت کرنا بھی سنت ہے:

حضرت جی دامت برکاتہم نے ایک بات بتائی کہ ایک دفعہ ایک آدمی نے اسی خانقاہ میں بیٹھ کر کہا کہ آپ کے مرید تو آپ سے اس طرح محبت کرتے ہیں جیسے صحابہؓ حضور ﷺ سے کرتے تھے۔ انہیں یہ بات عجیب معلوم ہو رہی تھی۔ یہ اصول یاد رکھیں کہ جو شخص جس قدر اللہ سے محبت کرے گا اسی قدر اللہ تعالیٰ کی مخلوق اس سے محبت کرے گی۔

اللہ تعالیٰ کی رضا سب سے بڑی چیز ہے:

ارشاد فرمایا کہ ایک دفعہ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰؑ سے عرض کیا کہ ہمیں کیسے پتہ چلے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے کوہ طور پر جا کر عرض کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ اپنے دل میں جتنا مجھ سے راضی ہوں گے میں بھی اس قدر ان سے راضی ہوں گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رضا بڑی چیز ہے۔ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ (اللہ تعالیٰ کی رضا سب سے بڑی چیز ہے) اس لئے ہر کام میں اللہ تعالیٰ کے راضی کرنے کی نیت کرنا چاہئے۔ مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ۔

صبر و استقامت کی برکات:

ارشاد فرمایا، کتنے ہی لوگ دنیا میں ہیں جو شکست کھانے کے بعد جاگ

گئے۔ یہ نعمت اللہ تعالیٰ نے انسان کو دی ہے کہ اگر اس میں صبر و استقامت ہے تو اس کے لئے حالات سازگار بنا دیئے جاتے ہیں، تنگی پر صبر ہو تو آسانی آیا کرتی ہے۔ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا (بے شک تنگی کے ساتھ آسانی ہے، بے شک تنگی کے ساتھ آسانی ہے) پکی نیت ہو کہ میں نے حالات کا مقابلہ کرنا ہے اس پر اللہ تعالیٰ حالات کو بدل دیتے ہیں۔

واقعہ صبر و استقامت:

حضرت عمرؓ کی بہن فاطمہ مسلمان ہو گئی۔ حضرت عمرؓ کو بھی پتہ چلا تو غصہ میں بھرے ہوئے آئے، جب یقین ہو گیا کہ بہن اور بہنوئی دونوں مسلمان ہو چکے ہیں تو بہنوئی کو مارنا شروع کر دیا۔ بہن درمیان میں آئی اس کو بھی دھکا دیا وہ گر پڑی۔ اس نے کھڑے ہو کر کہا، اے عمرؓ! جس ماں کا دودھ تو نے پیا ہے اسی ماں کا دودھ میں نے بھی پیا ہے۔ اب تم ہمارے جسم سے جان نکال سکتے ہو مگر دل سے ایمان نہیں نکال سکتے۔ اس استقامت کو دیکھ کر حضرت عمرؓ نے کفر کو چھوڑ کر مسلمان ہونے کا ارادہ کر لیا۔ صبر و استقامت میں بڑی طاقت ہے بڑے پختہ انسان کو بھی ایک عورت کی صبر و استقامت نے ہلا کر رکھ دیا۔ حضور ﷺ کو گھائل کرنے کو آئے تھے قائل ہو کر گئے، قتل کرنے آئے تھے ساری عمر کے لئے غلام بے دام بن کر گئے۔

شکار کرنے کو آئے شکار ہو کر چلے

بیوی کی استقامت:

مکہ فتح ہونے کے بعد حضرت عکرمہؓ بھاگ کر کہیں اور چلے گئے۔ آپ کی بیوی نے حضور ﷺ کے اخلاق کریمانہ کو دیکھا تو بہت متاثر ہوئیں کلمہ پڑھ لیا،

اب دل میں آیا کہ میرا خاوند کتنا بہادر ہے اگر یہ بھی مسلمان ہو جائے تو کتنی اچھی بات ہے۔ خاوند کے پیچھے گئی انہیں ڈھونڈا اور تسلی دی۔ انہیں مسلسل حضور ﷺ کے پاس جانے کے لئے صبر و استقامت کے ساتھ قائل کرتی رہی حتیٰ کہ قائل کر لیا اور حضور ﷺ کی بارگاہ میں پہنچ کر انہوں نے بھی کلمہ پڑھ لیا۔ ایک عورت کی محنت اور صبر و استقامت سے مسلمانوں کو اتنا بڑا سپہ سالار مل گیا۔ یہ پکی بات ہے کہ صبر و استقامت کے انوارات دلوں کو بدل دیتے ہیں۔

درخت سے صبر و استقامت سیکھو:

ارشاد فرمایا، اگر کسی نے کچھ سیکھنا ہے تو وہ اردگرد کے ماحول سے بھی ہزاروں باتیں سیکھ سکتا ہے۔ صبر و استقامت سیکھنی ہے تو درخت سے سیکھو، خزاں کے موسم میں درخت کو دیکھو ٹنڈ منڈ کھڑا ہوتا ہے، بہار میں سرسبز ہو گیا، اس پر پھل پھول آ گئے۔ درخت تو مر مر کر جیتا ہے انسان کے لئے اس میں سبق ہے کہ وہ بھی صبر و استقامت کے ساتھ بار بار کوشش کرے۔

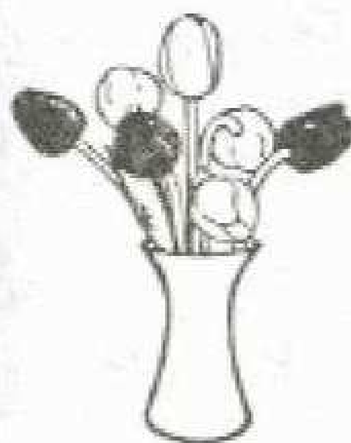
؎ اٹھ باندھ کمر کیا ڈرتا ہے
پھر دیکھ خدا کیا کرتا ہے

مخالفت اور استقامت:

ارشاد فرمایا، ولایت ایک ایسی چیز ہے کہ کوشش اور محنت سے کمائی جا سکتی ہے۔ صبر و استقامت سے اگر انسان محنت و کوشش کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ اپنے قرب کا مقام بھی عطا کر دیتے ہیں۔ اپنے بیان کو مختصر کرتا ہوں ورنہ اس موضوع پر باتیں کرتے جائیں اور مثالیں دیتے جائیں تو ایک گھنٹہ بھی گزر

سکتا ہے۔ مختصر یہ کہ اگر زندگی کے ہر شعبہ میں صبر و استقامت کو اختیار کیا جائے تو کامیابی ہی کامیابی ہے۔ مشکلات سے گھبرانا نہیں چاہیے بلکہ مشکلات کے اوپر قدم رکھ کر اگلی منزل پر جانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ مخالفتوں سے گھبرانا نہیں چاہیے یہ تو بعض اوقات بندے کو آگے اڑانے اور نیکی پر قدم بڑھانے کے لئے آتی ہیں۔

تندیٔ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لئے



مجلس 35

اللہ کی خفیہ تدبیریں

بنوں کی جماعت:

آج بنوں سے ایک جماعت تشریف لائی جس میں حضرت جی دامت برکاتہم کے چھ خلفا کرام بھی تھے۔ تقریباً 170 افراد پر مشتمل جماعت تھی۔ پہلے انہیں کھانا کھلایا گیا۔ نماز عشاء کے بعد ان حضرات نے خانقاہ شریف میں آپ سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ آپ نے فرمایا، الحمد للہ اس مرتبہ رمضان کا مہینہ ہمارے سالکین کا بہت اچھا گزرا۔ تو سب نے عرض کیا کہ بہت اچھا گزرا، ذکر وفکر میں گزرا۔

خوشگوار خبریں:

ایک دوست نے لکھا کہ میں روزانہ 7 ہزار دفعہ کلمے کا ذکر کرتا ہوں، ایک دوست نے لکھا کہ رمضان میں 21 ہزار دفعہ تہلیل لسانی کرتا رہا ہوں۔ فقیر کے خیال میں سات ہزار دفعہ تہلیل لسانی بہت کافی ہے۔ اس رمضان کی یہ خبریں بڑی خوشگوار تھیں۔ یہ پڑھ کر حیرت ہوئی کہ ایک معلمہ نے لکھا کہ

روزانہ نفلوں میں 10 پارے قرآن پڑھتی تھی، قرآن ویسے پڑھنا بھی غنیمت ہے مگر نفلوں میں قیام کی حالت میں اس طرح پڑھنا بڑی ہمت کا کام ہے۔

یادگار واقعہ:

آپ نے فرمایا کہ حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب نے امریکہ جاتے ہوئے جہاز کے اندر ہی قرآن ختم کر دیا اور عرض کیا کہ حضرت! ختم قرآن کی دعا کروا دیجئے۔ شاید یہ ہوائی جہاز کی تاریخ میں ختم قرآن کا پہلا واقعہ ہو۔

توفیق مانگتے رہنا چاہئے:

آپ نے فرمایا کہ بندے کو نیکی کی توفیق مانگتے رہنا چاہیے اگر اللہ توفیق نہ دے تو کسی کے بس کی بات نہیں۔ جب بندے کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دعا کی توفیق ملتی ہے بلکہ ذوق وشوق بھی ملتا ہے تو دعا بھی قبول ہوتی ہے۔

عاشق قرآن:

اسی دوران بزرگان دین کے ختم قرآن کا ذکر چل پڑا، آپ نے فرمایا، ایک عاشق نے چھ ہزار مرتبہ زندگی میں قرآن پڑھا تھا۔ ایک دفعہ اپنے بیٹے کو بلا کر فرمایا کہ بیٹا! اس کونے میں گناہ نہ کرنا کہ اس کونے میں چھ ہزار دفعہ قرآن پڑھا گیا ہے۔

امام اعظم:

امام اعظم ابو حنیفہؒ رمضان المبارک میں 63 مرتبہ قرآن پڑھا کرتے تھے۔ ایک دن میں، ایک رات میں تو یہ پورے مہینے میں 60 بنے اور تین

مرتبہ نماز تراویح میں۔ سبحان اللہ کتنی بڑی سعادت تھی۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ کا عشق قرآن:

حضرت شیخ الحدیثؒ نے فرمایا کہ جو پارہ میں نے تراویح میں سنانا ہوتا تھا صرف تیس دفعہ اس پارے کو پہلے پڑھ لیتا تھا۔ حضرت شیخ الحدیثؒ نے فرمایا کہ میرے والد نے بتایا کہ جب میرا دودھ چھڑایا تو ایک پاؤ قرآن یاد تھا۔

عجیب واقعہ:

اس کے بعد آپ نے ہارون الرشید کے زمانے کا ایک عجیب واقعہ سنایا کہ ایک دفعہ ہارون الرشید کے پاس ایک بچہ لایا گیا جس کی عمر پانچ سال تھی مگر اسے پورا قرآن حفظ تھا۔ بچوں کی طرح گڑ کی ڈلی مانگتا تھا مگر جب قرآن پڑھنے کے لئے کہتے تھے تو فرفر قرآن سنانے لگ جاتا تھا۔

اتباع سنت اور ذکر:

اس کے بعد گفتگو کا رخ ذکر اذکار کی طرف مڑ گیا۔ آپ نے فرمایا کہ جب ذکر میں غفلت آتی ہے سنت میں خود بخود کوتاہی شروع ہو جاتی ہے۔ ذکر پر مداومت بڑی نعمت ہے بلکہ اس سے تو نعمتوں کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اتباع سنت ذکر کی برکت سے نصیب ہوتی ہے اگر ذکر پابندی سے کیا جائے اور وقوف قلبی رکھا جائے تو آخر کار یہ کیفیت ہو جاتی ہے

بھلانا بھی چاہو بھلا نہ سکو گے

حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں ذکر میں یہ بھی کیفیت ہو جاتی ہے کہ اللہ رب العزت کو ہزار سال بھی بھلانے کے لئے کوشش کرتے رہو تو ہزار

سال میں بھی نہیں بھلا سکو گے۔

تصوف کیسے سیکھا جائے؟

حضرت جی دامت برکاتہم نے فرمایا کہ یہ روحانیت کا راستہ کوئی کورس نہیں ہے کہ پاس کرلیا جائے بلکہ یہ فاصلہ باقاعدہ طے کرنا پڑتا ہے۔ قال اس راستے میں نہیں چلتا۔ بعض مشائخ بہت کم بولتے تھے مگر بڑی قوی نسبت کے مالک تھے۔ حضرت امام حسن بصریؒ نے فرمایا کہ ہم نے تصوف قیل وقال سے نہیں بلکہ ترک لذات سے سیکھا ہے۔ حضرت جنیدؒ فرمایا کرتے تھے

اَلصُّوفِیُّ مَنْ لَبِسَ الصُّوْفَ عَلَی الصَّفَا وَ لَزِمَ طَرِیْقَ الْمُصْطَفٰی وَ جَعَلَ الدُّنْیَا عَلَی الْقَفَا وَ اِلاَّ کَلْبُ الْکُوْفِیْ اَحْسَنَ مِنَ الصُّوْفِیْ

{صوفی وہ ہے جس نے صوف لباس پہنا، دل کی صفائی کے ساتھ اور سنت کے طریقہ کو لازم کرلیا اور دنیا کو پیٹھ پیچھے رکھا (تو بہتر ہے ورنہ کوفی کتا اس صوفی سے بہتر ہے)}

یاد رکھیں! اللہ تعالیٰ بہت مہربانی فرما دیتے ہیں بندے کو چاہئے کہ وہ عمل کے لئے کوشش کرتے اور کہتا رہے

وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلاَّ بِاللّٰہِ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَ اِلَیْہِ اُنِیْبُ

(میری توفیق تو اللہ کی طرف سے ہے اسی پر توکل کیا اور اسی کی طرف رجوع کیا)

مراقبہ اور نیند:

اسی سلسلہ گفتگو کے دوران ایک شیخ الحدیث صاحب نے اپنا مسئلہ پیش کیا کہ مراقبہ میں سو جاتا ہوں کیا وجہ ہے؟ حضرت جی نے فرمایا کہ اس وقت بندے کے

سکینہ اور نعاس نازل ہو رہی ہوتی ہے۔ ظاہر جسم اس کو اونگھ محسوس کر رہا ہوتا ہے مگر حقیقتاً لطائف پرواز کر رہے ہوتے ہیں۔ اس سے نہیں گھبرانا چاہئے۔ ہمارا کام بیٹھنا ہے یہ مراقبہ میں بیٹھنے کی توفیق ہی اس کو ہوتی ہے جسے قبول کرنا ہوتا ہے ورنہ اس پوزیشن میں بیٹھنا مشکل ہے۔ پہلے پہل کبھی گردن دکھتی ہے تو کبھی کندھوں میں درد ہوتا ہے، کبھی کمر تھک جاتی ہے۔ اس لئے مراقبہ میں اگر نیند بھی آجائے تو وہ مراقبہ ہی شمار ہوگا کیونکہ مراقبہ کی نیت سے بیٹھا تھا۔ حدیث شریف میں بھی آیا ہے کہ علما کی نیند بھی عبادت ہے (نَوْمُ الْعُلَمَاءِ عِبَادَةٌ)

مراقبہ کی توفیق:

مراقبہ کا تذکرہ فرماتے ہوئے آپ نے قرآن کی آیات سے مراقبہ کی حقیقت ارشاد فرمائی۔ قرآن حکیم کی آیت ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَ قُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ کے بارے میں فرمایا جسم اور چمڑے کا نرم ہونا اور مراقبہ کے لئے تیار ہونا یہ تلین جلود ہے۔ اس کی اہمیت کا پتہ تب چلے گا کہ جب کسی کو مراقبہ کے لئے کہیں گے، شروع میں مراقبہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ مراقبہ میں بیٹھنے کے لئے جسم کا نرم ہو جانا یہ توفیق کی بات ہے۔ ہمارے مشائخ نے بتایا کہ جس کو تلین جلود حاصل ہو گیا تو پھر اسے تلین قلوب بھی حاصل ہو جائے گا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ آدھا کام نہیں کرتا تلین جلود کے بعد اللہ تعالیٰ دل کو بھی نرم فرما دیتے ہیں۔

مراقبہ اور مجاہدہ:

ارشاد فرمایا کہ حضرت سید زوار حسینؒ شاہ نے اپنا واقعہ خود سنایا کہ ایک بزرگ کے پاس گئے وہ مراقبہ میں چلے گئے حتیٰ کہ تین گھنٹے مراقبہ میں بیٹھے رہے۔ ہم لوگوں میں سے کسی نے اٹھنے کے لئے سوچنا شروع کر دیا۔ اس

بزرگ پر اس کی کیفیت منکشف ہو گئی انہوں نے دعا کروادی اور پھر فرمایا، بھائی جب آؤ تو مراقبہ کا تو وقت لے کر آیا کرو۔ سو چو تین گھنٹے مراقبہ کیا اور اب بھی یہی کہتے ہیں کہ مراقبہ کا وقت لے کر آیا کرو۔ یہ لوگ کتنا زیادہ مراقبہ کرتے ہوں گے جو تین گھنٹے کو تھوڑا سمجھ رہے ہیں۔

پکڑ کی خفیہ تدبیر:

حضرت دامت برکاتہم نے بڑے ہی سوز سے فرمایا کہ یہ اعمال کی توفیق مل جانا اس بات کی علامت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کا معاملہ ہے۔ اگر اعمال کی توفیق چھن جائے اور انسان فکر مند اور غمزدہ نہ ہو تو یہ بندے کے ساتھ خفیہ تدبیر ہے۔ اگر علم ہے اور اعمال کی توفیق نہیں ہے تو خفیہ تدبیر الٰہی ہے، اگر اعمال ہیں اور اخلاص نہیں ہے تو خفیہ تدبیر ہے، اگر علما کی صحبت بھی میسر ہے مگر ان کا ادب دل سے نکال دیا گیا تو اللہ تعالیٰ کی خفیہ پکڑ ہے۔ ہمارے مشائخ اس خفیہ تدبیر سے بہت ڈرتے تھے۔

بخشش کی خفیہ تدبیر:

آپ نے فرمایا کہ جس طرح پکڑنے کی اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیریں ہیں اسی طرح بخشش کی بھی خفیہ تدبیریں ہیں۔ برائی والے فرشتہ کی ڈیوٹیاں قائم رکھتے ہیں مگر نیکی والے فرشتے کو بدلتے رہتے ہیں۔ قیامت والے دن دیکھیں گے کہ نیکی والے فرشتوں کی گواہیاں زیادہ ہیں اور برائی والا ایک ہی ہے تو نیکی والوں کی گواہی قبول کر کے معاف کر دیا جائے گا۔

رحمت الٰہی اور بخشش کے بہانے:

اللہ تعالیٰ کی رحمت بخشش کے بہانے ڈھونڈتی ہے وہ اس طرح کہ فرشتوں

کو بلائیں گے کہ تم نے ان بزرگوں کی غیبت کی تھی۔ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ میں زمین میں خلیفہ بناتا ہوں تو انہوں نے کہا تھا کہ اس کو خلیفہ بناتے ہیں جو خون بہائے گا اور فساد مچائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ ان الفاظ سے تم نے اولاد آدم کی غیبت کی تھی اور دستور یہ ہے کہ غیبت کرنے والے کی نیکیاں حقدار کو دے دی جاتی ہیں پس اے فرشتو! تمہاری نیکیاں ان کو دیتے ہیں اور اس طرح بہت سے بندوں کو معاف کر دیا جائے گا۔

رحمت حق بہانہ می جوید

(اللہ کی رحمت تو بہانہ ڈھونڈتی ہے)

پیشی کا خوف:

ہمارے مشائخ بہت کچھ نیکی کے کام کرتے تھے مگر پھر بھی ڈرتے رہتے تھے۔ یَوْمَ تُبْلَی السَّرَآئِرُ (جس دن رازوں کو کھول دیا جائے گا) ان آیات کو پڑھتے ہوئے ان کے دل ڈرتے تھے، وہ اللہ تعالیٰ کی تدبیر اور ناراضگی سے لرزتے تھے۔ بلعم باعور کی 500 سو سال کی عبادت کو ٹھوکر لگا دیتے ہیں اور اس کو کتے سے تشبیہ دے کر بیان کر دیتے ہیں۔ کَمَثَلِ الْکَلْبِ (اس کی مثال کتے کی طرح ہے)۔

اللہ تعالیٰ کے خوف اور ناراضگی سے ڈرتے رہنا بڑے کام کی چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر دو دو جنتوں کی بشارت دی ہے۔ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ (جو کوئی اپنے رب کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرے اس کے لئے دو جنتیں ہیں)

مجلس 36

دل کا علاج

شیخ کی محبت:

یہ ایک خصوصی مجلس تھی جس میں بہوں سے تشریف لائے ہوئے خلفائے کرام بھی تھے۔ حضرت مولانا عبدالرزاق صاحب، حضرت مولانا فضل ولی صاحب، حضرت شیخ الحدیث صاحب، حضرت جی دامت برکاتہم نے بڑی شفقت اور عنایت سے ان حضرات کے ساتھ کھانا تناول فرمایا۔ کھانا آنے سے کچھ دیر پہلے آپ نے کچھ ملفوظات ارشاد فرمائے۔ آپ نے فرمایا، مرید ایسی ذکر و فکر والی زندگی گزارے کہ پیر بھی اس کی اداؤں پر عاشق ہو جائے۔ حضرت مولانا الیاسؒ دہلوی کا قول ہے کہ مرید تب کچھ حاصل کر سکتا ہے کہ پیر کی جوتیوں اور چپاتیوں میں اسے کوئی فرق محسوس نہ ہو، پیر کی جوتیاں بھی چپاتیوں کی طرح عزیز ہوں۔

شیخ کی خدمت کیسے کرے؟

ارشاد فرمایا کہ انسان شیخ کی خدمت اتنی عاجزی و انکساری اور والہانہ

انداز سے کرے کہ شیخ بھی اس خدمت کو دیکھ کر مرید پر عاشق ہو جائے۔ ایسے مرید پھر گویا شیخ کی مراد بن جاتے ہیں۔ قرآن دیکھیں جو مراد تھے انہیں کہہ دیا اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ (کیا ہم نے تمہارا سینہ کھول نہیں دیا) اور جو مرید تھے انہیں خود کہنا پڑا رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ (اے میرے رب میرے سینے کو کھول دے)

آداب اور ترقی:

انسان جتنا زیادہ آداب کا خیال رکھتا ہے اتنا ہی زیادہ اسے عروج حاصل ہوتا ہے۔ جتنا زیادہ مرید اللہ تعالیٰ کی خاطر شیخ کے آداب کا خیال رکھتا ہے اتنا ہی زیادہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے۔ نبی ﷺ کی زندگی سے ہمیں آداب کی تعلیم ملتی ہے۔ نبی ﷺ نے معراج کی رات بہت زیادہ آداب کا خیال رکھا۔ آپ کے ادب کی تو خود اللہ تعالیٰ نے گواہی دے دی کہ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی (نہ نگاہ بھٹکی اور نہ ادھر ادھر ہوئی)

حضور ﷺ نے معراج کی رات ایسے ادب کا خیال رکھا کہ انسان حیران ہو جاتا ہے۔ آداب سے ہی انسان کو کامیابی اور ترقی نصیب ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں کامل آداب کی توفیق عطا فرمائے۔

اسی دوران آپ کے ایک خلیفہ جو کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کی اولاد سے ہیں انہوں نے بڑے ادب کے ساتھ سرحد کے علاقے مالاکنڈ اور تھانہ کے لیے حضرت جی سے پروگرام مانگا۔ آپ نے بڑی بشاشت سے فرمایا کہ ضرور وقت دیں گے، پھر اس جگہ کے متعلق پوچھا اور معلومات حاصل کیں۔

دل کا علاج:

ایک پروفیسر صاحب نے چاند گرہن اور سورج گرہن کا تذکرہ چھیڑا آپ نے فرمایا کہ ہاں کسوف اور خسوف کے نفل پڑھنے کا ذکر کتابوں میں آتا ہے۔ اس دوران ایک آدمی نے دل کی بیماریوں اور اس کے علاج کی بات شروع کر دی۔ اس پر حضرت شیخ نے ایک عجیب بات سنائی کہ امریکہ میں ایک ہسپتال میں ہارٹ کے بہت بڑے ڈاکٹر نے مریض سے کہا کہ تیرا علاج یہ ہے کہ تو صبح و شام بڑی محبت سے آدھا گھنٹہ اللہ اللہ کیا کر۔ یہ عمل کرنے سے مریض کی حالت درست ہو گئی۔ ڈاکٹر صاحب نے اس کی وجہ یہ بتائی کہ تجربہ کیا گیا ہے کہ جس سے انسان کو محبت ہو تو اس کا ذکر کیا جائے تو دل کی پمپنگ بڑھ جاتی ہے۔ ہمارا یہ تجربہ ہے کہ خود محبوب کا ذکر کرنا تو بڑی بات ہے اگر محبوب کا کوئی نام بھی لے تو دل کی دھڑکن بڑھ جاتی ہے۔

اک دم بھی محبت چھپ نہ سکی جب تیرا کسی نے نام لیا

ذکر کی برکات:

اسی اللہ کے ذکر پر بات چل نکلی تو قریب بیٹھے ہوئے ایک آدمی نے واقعہ سنایا کہ تبلیغ والے کہیں ایسی جگہ پھنس گئے کہ جہاں کھانے پینے کو کچھ بھی نہیں ملتا تھا۔ جب بھوک کا احساس بہت زیادہ ہوتا تو ذکر شروع کر دیتے اس سے ان کو تسلی ہو جاتی۔ حضرت شیخ دامت برکاتہم نے فرمایا جب امام مہدیؒ تشریف لائیں گے تو اس وقت بھی ایسا موقع آئے گا کہ ذکر پر ہی گزارا ہوگا۔

مسلمانوں کے حالات:

اس پر مسلمانوں کے حالات کا تذکرہ چھڑ گیا کہ مسلمانوں پر کون کون سے حالات آنے والے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ علما کرام نے لکھا ہے کہ حدیث شریف میں تذکرہ آیا ہے کہ بنی اسرائیل پر دو دفعہ (بہت بڑی) تباہی آئی تھی میری امت بھی بنی اسرائیل کے نقش قدم پر چلے گی حتیٰ کہ اگر ان میں سے کوئی بل میں گھسا تھا تو یہ بھی بل میں گھسیں گے۔ سوچیں! بنی اسرائیل پر پہلی تباہی سات سو سال کے بعد آئی تھی مسلمانوں پر بھی تقریباً سات سو سال کے بعد تاتار کے ذریعے تباہی آئی۔ بنی اسرائیل پر دوسری تباہی مزید سات سو سال کے بعد آئی تھی امت مسلمہ پر تقریباً 1400 سال سے زیادہ ہو رہا ہے اب پھر کوئی نہ کوئی تبدیلی کا وقت قریب ہے۔

طالبان افغانستان:

طالبان افغانستان کا ذکر چل نکلا تو فرمایا کہ طالبان کا ذکر سن کر اتنا دل خوش ہوتا ہے اور بہت سی دعائیں دل سے نکلتی ہیں الحمدللہ۔ دنیا میں ایک تو ایسا ملک ہے جہاں رب کی دھرتی پر رب کا قانون نافذ ہے۔ طالبان نے اسلام کے نفاذ کے لئے اپنی پوری کوشش کی ہے اللہ تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو۔

طرز جمہوری نہ شان کجکلاہی چاہئے
جس کے بندے ہیں اس کی بادشاہی چاہئے

اسلام کا نفاذ:

ایک آدمی آپ کی مجلس شریف میں بولے جا رہا تھا حضرت جی کا تحمل

قابل رشک تھا حالانکہ اس کا بولنا سامعین کی برداشت سے باہر ہو رہا تھا۔ سیاست حاضرہ پر وہ کافی دیر بولتا رہا، پھر حضرت جی سے پوچھنے لگا کہ کیا میں درست کہہ رہا ہوں؟ حضرت شیخ دامت برکاتہم نے فرمایا، ہم سن رہے ہیں۔ عجیب حالت تھی کہ خود اپنے چہرے پر اسلام نافذ نہیں ہے اور کہہ رہا تھا کہ مجھے اختیار مل جائے تو پورے ملک میں یہ کر دوں گا۔ بہت سے لوگ ایسے ہی دعوے کرتے ہیں۔ اللہ والوں کو حیرانی ہوتی ہے جو چیز ہاتھ میں ہے کہ اپنے اوپر شریعت کو نافذ کر لیں وہ کرتے نہیں ہیں اگر ایسا کر لیں تو کم از کم ایک بے عمل آدمی تو ملک میں کم ہو جائے گا۔ خالی زبانی جمع خرچ سے کیا ہوتا ہے۔ آج خلوص کے ساتھ عمل کی ضرورت ہے تب بات بنے گی ہر کوئی اپنی فکر کرے اور اپنے آپ کو بدلنے کی کوشش کرے۔ اپنی زندگی میں کئی کئی سال گزرنے کے بعد بھی کوئی تبدیلی پیدا نہیں کرتے کتنے افسوس کی بات ہے۔

جس میں نہ ہو انقلاب موت ہے وہ زندگی
روح امم کی حیات کشمکش انقلاب

دعوت کا رد کرنا:

صبح کے ناشتے کا وقت ہو گیا ناشتہ لگایا گیا۔ حضرت شیخ دامت برکاتہم نے سب حاضرین کے ساتھ کھانا کھایا۔ ناشتہ کے بعد ملتان سے دو دوست تشریف لے آئے، ایک دوست ذرا نئے تھے مگر کئی دفعہ آ چکے تھے حضرت جی نے ناشتہ کی دعوت دی۔ اس نے کہا کہ ناشتہ کیا: دا ہے۔ حضرت شیخ دامت برکاتہم نے فرمایا، اتنی دفعہ آئے ہو مگر ابھی تک یہ ادب بھی نہ سیکھا کہ کھانے کی دعوت دی جائے تو رد نہیں کرتے خواہ چند لقمے ہی کھا لئے جائیں، سنت کا اجر تو مل جائے گا اور دوسرے کا دل بھی خوش ہو جائے گا۔

مجلس 37

ساؤتھ افریقہ کے حالات

ساؤتھ افریقہ سے فون:

نماز مغرب کے بعد ساؤتھ افریقہ سے فون آیا، کافی دیر حضرت جی فون فرماتے رہے اور فون پر ہی مشورے دیتے رہے۔ فون کے بعد ساؤتھ افریقہ کے سفر کے حالات کا تذکرہ چل نکلا ارشاد فرمایا، ہم تو اللہ کے توکل پر ساؤتھ افریقہ چلے گئے کہ اللہ تعالیٰ نے کام لینا ہوگا تو خود ہی راستہ بن جائے گا۔ جب ساؤتھ افریقہ اترے تو صرف مولانا سلیمان صاحب واقف تھے۔ جس جگہ اترے اس کے قریب ایک ڈاکٹر صاحب رہتے تھے جن کے ہاں ٹھہرنا تھا۔ انہیں ڈاکٹر صاحب کو ایک مجلس ذکر میں جانا تھا۔ انہوں نے پوچھا کہ آپ آرام کریں گے یا ساتھ جائیں گے؟ حضرت جی نے فرمایا کہ آرام کہاں ساتھ چلیں گے۔

باعث عبرت مریض:

اسی مجلس میں ایک مریض حاضر خدمت ہوا جو کہ باعث عبرت تھا۔ اس

کے سارے چہرے کے اوپر بڑے بڑے دانے سے نکلے ہوئے تھے جس کی وجہ سے سارے چہرے پر سوجن تھی۔ اس مریض کی طرف دیکھنے سے ہی خوف آ رہا تھا۔ اس کے ساتھی نے مجلس کے دوران ہی بار بار نقش بنا کر دینے کا تقاضا شروع کر دیا۔ آخر کار حضرت جی نے اسے نقش بنا کر دیا۔ حضرت جی کے اس اخلاق سے بہت لوگ متاثر ہوئے کیونکہ اتنی مصروفیت میں نقش بنا کر دینا مشکل تھا۔

ہمبرگ سے فون:

اسی دوران ہمبرگ سے فون آ گیا۔ اسے فون پر ہی سکون اور رزق کے لئے سورۃ لِاِیۡلٰفِ قُرَیۡشٍ بتائی کہ اسے پڑھا کریں۔ اس سے انگریزی میں گفتگو فرماتے رہے۔ اس آدمی کو فون پر ہی فرمایا کہ مراقبہ زیادہ کیا کریں اس سے قوت ارادی (Willpower) مضبوط ہو جائے گی اور پریشانیاں کم ہوتی چلی جائیں گی۔

مانچسٹر سے فون:

ہمبرگ سے جو فون آیا تھا وہ بند ہوا تو مانچسٹر سے فون آ گیا۔ جس میں فون کرنے والے نے اپنی پریشانی کا تذکرہ کیا تو حضرت جی نے اسے نماز کے بعد 11 دفعہ سورۃ لایلف قریش پڑھنے کے لئے بتایا اور شروع آخر میں درود شریف پڑھنے کے لئے فرمایا اور جب وَ اٰمَنَهُمۡ مِّنۡ خَوۡفٍ پر پہنچیں تو اس پریشانی سے نجات کی نیت کریں۔ اس فون کے بعد پھر کسی عورت کا فون آیا تو اسے یَا حَیُّ یَا قَیُّوۡمُ بِرَحۡمَتِکَ اَسۡتَغِیۡثُ پڑھنے کے لئے بتایا۔ اس نے بھی اپنی کسی مشکل کا تذکرہ کیا تھا مزید فرمایا کہ اسے عورت ہر وقت پڑھ سکتی ہے۔

اس عورت نے فون پر دعاؤں کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا کہ دعائیں کرنے میں ہم کسر نہیں چھوڑیں گے اللہ تعالیٰ خیر کرے گا، مہربانی فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ کی مہربانیاں:

شروع کی بات کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ ساؤتھ افریقہ میں جہاں جا کر ٹھہرے تھے اس ڈاکٹر صاحب نے کہیں پروگرام میں جانا تھا ہم سب عشاء کی نماز پڑھ کر وہاں چلے گئے۔ وہاں بڑا دارالعلوم تھا، اس دارالعلوم کو حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ کے ایک خلیفہ نے بنایا ہے۔ کئی ملکوں کے طلبہ وہاں پڑھتے ہیں۔ انہوں نے اس عاجز سے فرمایا کہ صرف دس منٹ بیان کر سکتے ہیں۔ اس عاجز نے بیان کیا، انہیں بیان پسند آ گیا۔ پھر کہا کہ آدھا گھنٹہ بیان اور کر دیں۔ بیان سن کر سب رونے لگ گئے، پھر انہوں نے فرمایا جتنا چاہیں بیان کریں۔ ارشاد فرمایا، فقیر نے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ بیان کیا اور پھر وہاں اساتذہ کرام سے بیان کیا۔ انہوں نے مجھے لے کر جانے والے آدمی سے پوچھا کہ یہ بندہ آپ نے کہاں سے Discover کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کن کن احسانات کا تذکرہ کیا جائے۔

ساؤتھ افریقہ میں ریڈیو پروگرام:

ان علما حضرات نے از خود میرا ریڈیو پروگرام سیٹ کر دیا۔ اس ریڈیو اسٹیشن پر عجیب بات دیکھی کہ اوپر سے لے کر نیچے تک تمام عملہ علما کرام ہی پر مشتمل تھا۔ ہم نے اپنے بڑوں کو کبھی ریڈیو پروگرام کرتے نہیں دیکھا تھا اس لئے مجھے انشراح نہیں ہو رہا تھا۔ اس لئے یہ پروگرام ریڈیو پر نہیں کیا۔

اندازاً وہاں مختلف جگہوں پر ہر روز چار پروگرام ہوتے تھے۔ کہیں عورتوں

میں، کہیں مردوں میں، کہیں طلبہ میں پروگرام ہوتے رہتے تھے۔ تقریباً 35\36 پروگرام ہوئے ہوں گے۔ ابھی جو ساؤتھ افریقہ سے فون آیا تھا اس میں بتایا گیا کہ ایک بہت بڑے عالم بیعت ہونا چاہتے ہیں۔ دوسری بات یہ بتائی گئی کہ ساؤتھ افریقہ کی آپ کی ساری کیسٹیں جمع کر لی گئیں ہیں اور باری باری ریڈیو سے نشر ہو رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ عجیب طریقے سے کام لیتے ہیں یہ اس کی مہربانی ہے۔

باطنی نسبت کی برکات:

حضرت جی دامت برکاتہم نے تحدیث نعمت کے طور پر فرمایا کہ باطنی نعمت بھی عجیب نعمت ہے۔ علمائے کرام کتنی خوبصورت باتیں کرتے ہیں مگر اثر اتنی دیر ہی رہتا ہے جتنی دیر پروگرام رہتا ہے۔ باطنی نعمت بڑی عجیب نعمت ہے اس کی بڑی برکات ہیں۔ یہ سوچ کبھی نہیں ہونی چاہئے کہ میں کام کر رہا ہوں یہ سوچتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ کام لے رہا ہے۔ یقین کریں خود ایسے کام کوئی نہیں کر سکتا اللہ تعالیٰ کام لیتے ہیں۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میرے شیخ پیر غلام حبیبؒ کو کہیں دعوت ملی آپ تھکے ہوئے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت! آپ پروگرام کے لئے تشریف لے جائیں۔ حضرت پیر غلام حبیبؒ نے فرمایا میرے پاؤں جہاں تک پڑتے ہیں پڑنے دیں۔ امید ہے اس کی برکات ہو جائیں گی۔ باطنی نسبت والے جہاں جاتے ہیں اپنے اثرات چھوڑ کر آتے ہیں۔

ساؤتھ افریقہ میں مشائخ کا کام:

حضرت جی دامت برکاتہم نے فرمایا کہ ساؤتھ افریقہ میں اتنا دین کا کام ہے کہ ایک ایک مسجد میں کئی کئی علمائے کرام موجود ہیں۔ یہ ہمارے بڑوں کی

تنقیں ہیں حضرت شیخ الحدیثؒ، حضرت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ، حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ نے کام کیا۔ شکار تو ہمارے بڑوں نے مارے اللہ تعالیٰ نے اس میں ہمیں بھی حصہ دے دیا۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی توفیق اور مہربانی سے ہوتا ہے ہم کیا چیز ہیں کہ ہم سے کچھ ہو گا۔ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ۔

چھاپے خانے کو غسل دینا:

اسی دوران ساؤتھ افریقہ میں چھپنے والی کتابوں کی بات چل نکلی، ارشاد فرمایا کہ اس وقت ساؤتھ افریقہ میں اتنی زبردست کتابیں لکھی جارہی ہیں کہ حیران ہوتے ہیں۔ اتنے متقی لوگ ہیں کہ چھاپے خانے کو اسلامی کتابیں چھاپنے کی خاطر غسل دیتے ہیں۔ سیاہی ڈال کر پہلے چھاپے ہوئے اثر کو زائل کرتے ہیں پھر اس پر اسلامی کتابیں چھاپتے ہیں۔

کتابوں کے تحفے:

ایک دفعہ امریکہ میں ''تعلیم الحق'' نامی کتاب جو کہ ساؤتھ افریقہ سے چھپی تھی پسند آ گئی ہم نے خط لکھا کہ وہ بھیج دیں۔ انہوں نے نہ بھیجی جہاں ہم گئے یہ جنوبی کا علاقہ تھا، یہ لوگ تصوف کے خلاف تھے۔ انہیں تصوف کے مخالفین کے ہاں پروگرام ہوا، اس کے بعد وہاں کے مفتی صاحب سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے اپنی چھپی ہوئی کتابوں کا تحفہ دیا۔ جس میں ''تعلیم الحق'' نامی کتاب بھی دی۔ جس کتاب کے لئے ہم نے کئی دفعہ تقاضا کیا تھا اب وہ لوگ مجھے کہنے لگے کہ آپ ہمیں ان کتابوں کی لسٹ بھیج دیں جو آپ کو چاہئے

ہم آپ کو وہیں وہ کتابیں بھیج دیں گے۔ واقعی انہوں نے نیویارک میں کتابیں بھیج دیں۔ ساؤتھ افریقہ والوں نے وہاں ایک بہت بڑے سکول کے لیے جگہ خریدی اور مجھے اس کا خواہ مخواہ سرپرست بنا دیا کہ جیسا آپ کہیں گے ہم ویسا ہی آپ کی ہر بات کے مطابق کام کرتے جائیں گے۔ الحمد للہ رب العالمین۔

وقت کی برکات:

مجلس کے آخر پر حاصل پور سے آئے ہوئے کچھ لوگوں نے بیعت کی، ایک عالم نے پوچھا کہ اشراق کا وقت کب تک رہتا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ ایک نیزے کے برابر سورج بلند ہونے تک رہتا ہے۔ اگر نہ پڑھ سکے تو چاشت کی نیت کرلیں بلکہ نوافل میں تو صلوۃ التوبہ، تحیۃ المسجد، تحیۃ الوضو اور بھی بہت سی نیتیں کر سکتے ہیں۔ جتنی نیتیں کریں گے سب کا اجر مل جائے گا۔ وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ۔ فیصل آباد سے تشریف لائے ہوئے ایک عالم نے وقت مانگا تو اسے پروگرام کے لئے وقت دیا۔ الحمد للہ تھوڑے سے وقت میں اللہ تعالیٰ نے اتنی برکت ڈال دی کہ بہت سے کام نمٹا دیئے۔



مجلس 38

متفرق مجالس

محبت کا والہانہ انداز:

حضرت جی دامت برکاتہم راقم الحروف کے گھر تشریف فرما تھے کسی سلسلہ میں گفتگو میں راقم الحروف نے عرض کیا کہ فلاں کے اندر تو والہانہ انداز محبت ہے۔ حضرت جی دامت برکاتہم نے فرمایا کہ واقعی مرید کی محبت میں اگر والہانہ انداز ہو تو پھر کام بڑی آسانی سے بنتا ہے۔ اس ملفوظ کی خاص بات یہ تھی کہ حضرت شیخ دامت برکاتہم نے (والہانہ انداز) پر بڑا خوش ہو کر زور دیا اور فرمایا محبت میں والہانہ انداز مرید کے لئے ضروری ہے۔

مراقبہ کی مثال:

ایک جگہ گفتگو کرتے ہوئے حضرت جی دامت برکاتہم نے مراقبہ پر زور دیا اور فرمایا کہ اگر مرغی 22 دن انڈوں پر بیٹھ کر اس میں حرارت پیدا کر سکتی ہے اور انڈوں سے بچے نکل سکتے ہیں تو کیا انسان میں مرغی سے کم حرارت ہے، کیا انسان مراقبہ کے ذریعے اپنے دل سے چوں چوں کی بجائے اللہ اللہ نہیں کر سکتا۔ یاد رکھیں دل بڑی عجیب و غریب شے ہے۔

دل دریا سمندروں ڈونگے تے کون دلاں دیا جانے ہو

روحانی دوائیں:

ایک موقع پر معمولات کی اہمیت بتاتے ہوئے فرمایا کہ یہ معمولات روحانی دوائیں ہیں ان کو استعمال کریں، انشاء اللہ فائدہ ہوگا۔ دوائی سے کوئی پیٹ نہیں بھرتا ہوتا دوائی سے تو صرف بیماری ختم کر کے بھوک لگانی ہوتی ہے۔ اسی طرح یہ معمولات بھی اتباع شریعت کی بھوک لگائیں گے۔ اتباع شریعت کا ذوق شوق پیدا کریں گے۔

اچھی صحبت اور انقلاب:

اگر انسان چاہتا ہے کہ میرے اندر بہت جلدی تبدیلیاں آجائیں اور میرے اندر اچھی عادات جلدی پیدا ہو جائیں تو وہ کسی صاحب دل کی صحبت میں بیٹھے تو اسے وہ وہ کچھ ملے گا جو کہ بڑے بڑے بادشاہوں سے بھی نہیں مل سکتا۔

تمنا درد دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

انسان اچھی صحبت میں بیٹھے گا تو زندگی میں انقلابی تبدیلیاں آنی شروع ہو جائیں گی انگریزی کا ایک خوبصورت مقولہ ہے کہ انسان اپنی صحبت سے پہچانا جاتا ہے۔

A Man is known by the company he keeps.

تبلیغ اور گھر کا خرچہ:

ایک دوست نے سوال کیا کہ تبلیغ پر بغیر انتظام کئے جانا کیسا ہے؟ ارشاد فرمایا کہ جب حج فرض ہو جائے تو گھر والوں کو خرچہ دے کر جانا ضروری ہے تو پھر تبلیغ پر جانے کے لئے بھی گھر بار کے خرچ کا انتظام ضروری ہے۔ تبلیغ پر جانا تو بالکل جائز ہے مگر بعض رنگروٹ ہوتے ہیں جو کہ جذبات میں بعض اوقات غلط فیصلے کر جاتے ہیں۔

مجلس 39

مضر اور نقصان دہ چیزیں

انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر ہاتھوں کو نہیں باندھنا چاہئے:

حضرت جی دامت برکاتہم گھر سے خانقاہ میں تشریف لائے، ہم سب حضرت جی کی صحبت میں اصلاح کی نیت سے بیٹھ گئے۔ راقم الحروف انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر ہاتھ باندھے بیٹھا تھا۔ ارشاد فرمایا، اس طرح ہاتھوں کو نہیں باندھنا چاہئے یہ مکروہ ہے، ناپسندیدہ ہے۔ بالفرض اگر سامنے سے یا اوپر سے سانپ گر پڑے تو ہاتھوں کو وہیں خوف کی وجہ سے لاک لگ جاتا ہے اور انسان اپنا بچاؤ نہیں کر پاتا۔ ہماری شریعت کا یہ حسن ہے کہ اس نے ہر ناپسندیدہ اور مکروہ چیز سے ہمیں روک دیا ہے، اس میں ہماری ہی حفاظت ہے۔ اسی طرح ہاتھوں کو پیچھے باندھ کر چلنا بھی مکروہ اور ناپسندیدہ ہے۔

کن جگہوں پر پیشاب نہیں کرنا چاہئے:

ارشاد فرمایا کہ سوراخوں میں بے سوچے سمجھے یونہی انگلی ڈال دینا اچھا نہیں ہے اس سے منع کیا گیا ہے۔ اسی طرح سوراخوں میں پیشاب کرنے کو بھی منع کیا گیا ہے کیونکہ سوراخ سے کوئی چیز نکل کر ڈس سکتی ہے۔ یہ سب کچھ ہماری

ہی حفاظت کے لئے فرمایا گیا ہے۔ راستوں پر پیشاب کرنے سے منع کیا گیا، پھل والے درختوں کے نیچے پیشاب کرنے سے بھی منع کیا گیا ہے۔

پورے چہرے سے دیکھنا چاہئے:

ارشاد فرمایا کن انکھیوں سے دیکھنے سے منع کیا گیا ہے۔ حضور ﷺ جب بھی دیکھتے تھے پورے چہرے سے متوجہ ہو کر دیکھتے تھے۔ بعض دوست **Sleeping bag** میں پورا جسم ڈال کر اور منہ بستر کے اندر ڈال کر سو جاتے ہیں یہ ٹھیک نہیں ہے اس سے نقصان ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔

بغیر منڈیر کے چھت پر سونا منع ہے:

ارشاد فرمایا، شریعت میں بہت زیادہ گرم چیز پینے سے منع کیا گیا ہے اس سے منہ جل جانے کا خطرہ ہوتا ہے۔ بغیر منڈیر کے چھت پر سونے سے منع کیا گیا ہے، منڈیر کے اوپر چلنے سے منع کیا گیا ہے اس سے گرنے کا خطرہ ہوتا ہے۔ شریعت کا حسن ہے کہ معمولی سی نقصان دہ چیز سے بھی منع کر دیا گیا ہے۔

بستر کو جھاڑ کر سونا چاہئے:

ارشاد فرمایا، اندھیرے میں بغیر منڈیر کے چھتوں پر سونا بڑا نقصان دہ ہے کبھی انسان نیند میں چلنے بھی لگ جاتا ہے اس سے بڑے نقصان کا خطرہ ہے۔ بغیر جھاڑے بستر پر سونا بھی منع ہے، بستر میں کوئی چھوٹا موٹا کیڑا یا ضرر رساں چیز ہو سکتی ہے۔ ہمارے یہاں ایک ایسا ہی واقعہ پیش آیا تھا کہ بارش ہوئی لوگ چھتوں پر سوئے ہوئے تھے۔ بارش کی وجہ سے لوگ نیچے اترے جلدی جلدی پھر بستروں میں گھس گئے۔ ایک عورت چھت سے نیچے اتری وہ بھی بغیر بستر جھاڑے

لیٹ گئی۔ اس بستر میں کالا ناگ تھا، اس ناگ نے ڈس لیا اور وہیں ڈھیر ہو گئی۔ اگر سنت پر عمل کر لیتی اور بستر کو جھاڑ کر سوتی تو اللہ تعالیٰ مہربانی فرماتے۔

شریعت کا حسن اور خوبصورتی:

ارشاد فرمایا، کسی کے دروازے پر جائے تو کھٹکھٹانے کے بعد دروازے سے ایک طرف ہٹ کر کھڑا ہونا چاہئے۔ سامنے کھڑا نہیں ہونا چاہئے، نظر اندر پڑنے کا خطرہ ہے۔ بڑی باتیں تو بڑی باتیں، ہمارے نبی علیہ السلام نے تو تھوک پھینکنے کا طریقہ بھی بتایا ہے کہ دائیں طرف نہ پھینکیں اور قبلہ کی طرف نہ پھینکیں۔ یہ بھی احتیاط کرنی چاہئے کہ لوگوں کے سامنے نہ پھینکیں اس سے گھن آتی ہے بلکہ ایک طرف ہٹ کر پھینکیں اور بہتر ہے اسے مٹی سے چھپا دیں تاکہ کسی مسلمان کی کوفت کا سبب نہ بنے۔ یہ ہماری شریعت حقہ کا حسن ہے کہ ہر چیز کا بہترین طریقہ بتا دیا ہے۔ اب بھی کوئی شریعت کی باتوں کو اہمیت نہ دے تو وہ اپنی بدبختی کو دعوت دینے والا بنے گا۔ شریعت کی خوبصورتی دیکھئے کہ ایک ایک بات کو واضح کر دیا تاکہ ہم نقصانات سے بچ جائیں۔ اب بھی کوئی شریعت وسنت کی خلاف ورزی کرے گا تو اپنے پاؤں پر خود ہی کلہاڑی مارنے والا بنے گا۔

حوصلہ افزائی:

حضرت جی دامت برکاتہم نے ان مجالس کے مسودے کا مطالعہ کیا اور ارشاد فرمایا، اچھا ہے وہ لوگ جو موجود نہیں ہیں انہیں بھی فائدہ ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حضرت شیخ کو بہترین جزائے خیر عطا فرمائے کہ وہ ایسے کاموں کی حوصلہ افزائی فرماتے ہیں ورنہ ہماری مثال تو اس طرح ہے کہ کیا پدی اور کیا پدی کا شوربہ، ہماری تو کوئی اوقات نہیں۔

مجلس 40

سچے اور سچے پیر کی علامات

سچے پیر کی صحبت کے اثرات:

حضرت جی دامت برکاتہم کی صحبت بابرکات میں بیٹھے ہوئے تھے، کچھ دوست حضرت جی کی خدمت کر رہے تھے اس دوران بھی آپ نے اصلاحی باتیں ارشاد فرمائیں جو بڑی گراں قدر ہیں۔

پیر پر اعتماد نہ کرنے کے نقصانات:

اسی دوران آپ نے پیر پر اعتماد کرنے اور اسے حالات صحیح بتانے کے متعلق نہایت قیمتی باتیں ارشاد فرمائیں۔ ''پیر کو سچی بات بتانی چاہیے ورنہ مرید اپنا ہی نقصان کرے گا سب سے بڑی نقصان کی بات یہ ہوگی کہ پیر کا اعتماد اس پر سے ختم ہو جائے گا۔ یاد رکھیں! آپ اپنی حقیقت نہیں کھولیں گے تو اللہ تعالیٰ آپ پر معرفت نہیں کھولے گا۔ سچ بتانے میں مرید کا اپنا ہی فائدہ ہے۔ پیر کے سامنے لگی پٹی کے بغیر بات کرنی چاہیے''۔ ارشاد فرمایا'' سچے صاحب نسبت پیر کی یہ نشانی ہے کہ وہ جاہلوں کو بھی علم حاصل کرنے پر لگا دیتا ہے، عالم کو عامل بنا دیتا ہے اور عامل کو مخلص بنا دیتا ہے''۔

کام کرنے والے بنیں:

اسی دوران ایک دوست کے حالات دریافت کیے تو اس نے عرض کیا کہ B.Com کر رہا ہوں۔ آپ نے ایک لطیف نکتہ پیدا فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ جو بھی (Com) کام کریں مگر کام کرنے والے بنیں۔ اہل دل کی نشانی ہی یہ ہوتی ہے کہ وہ لوگوں کو نیکی کے کام پر لگا دیتے ہیں۔

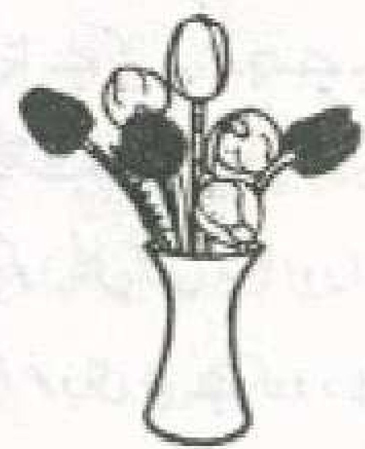
پیر سے سچ بات کہنی چاہیے:

اسی دوران ایک دوست کے حالات دریافت فرمائے تو اس نے کہا کہ تین رات سے نیند نہیں آئی، یہ ہے اور وہ ہے اس طرح کی کچھ باتیں کیں۔ اس پر حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا، کیا ماں کو بیٹی کی حقیقت معلوم نہیں ہوتی، کیا باپ کو بیٹے کے حالات کا علم نہیں ہوتا؟ اسی طرح وہ پیر ہی کیا کہ جس کو مرید کے حالات اور اصل حقیقت کا پتہ نہ چلے۔ اگر کسی تھانیدار کے سامنے سے بھی چور گزر جائے تو وہ اپنے تجربہ کی بنیاد پر اس کی چال اور چہرے کو ہی دیکھ کر بتا دیتا ہے کہ یہ چور ہے۔ اسی طرح پیر کو بھی مرید کے بولنے سے باتوں کا اور حقیقت حال کا پتہ چلتا رہتا ہے مگر یہ اس کا تحمل ہوتا ہے، ظرف ہوتا ہے، وہ آدمی کو ذلیل نہیں کرتا اور اس کے منہ پر بہت سی باتوں کو کھولتا نہیں ہے۔ مگر مرید کو خود ہی چاہیے کہ وہ پیر کے سامنے سچ سچ بتائے تاکہ علاج بروقت اور صحیح طریقے سے ہو سکے۔

عبرت انگیز واقعہ:

حضرت جی دامت برکاتہم نے عبرت کے لئے اور سمجھانے کی خاطر ایک

امام مسجد کا واقعہ سنایا اور ارشاد فرمایا، ایک امام مسجد آئے اور مختلف باتیں کرتے رہے اور بتاتے رہے کہ میں خواب میں یہ دیکھتا ہوں وہ دیکھتا ہوں، یہ چکنی چپڑی باتیں صرف اس لئے کرتے رہے کہ مجھے سبق آگے مل جائے اور غلط بیانی سے کام لیتے رہے۔ جب وہ بہت سی باتیں کر چکے تو فقیر نے کہا کہ کیا باتیں کرتے ہو سچ سچ بتاؤ کیا تم نماز میں برائی کرنے کے منصوبے نہیں بناتے۔ بس پھر تو اسے پسینے آگئے پھر تو اصل حقیقت بتانے لگا اور بالکل پھٹ پڑا اور کہا کہ میں عین نماز کے اندر برائی کرنے کے جال بنتا ہوں۔ اس لئے مریدین کو عقل سے کام لینا چاہئے اور پیر کے سامنے بالکل اس طرح اصل حقیقت بیان کرنی چاہئے جس طرح ڈاکٹر کے سامنے اپنی اصل حقیقت رکھتے ہیں تاکہ پیر بھی صحیح اور بروقت علاج کر سکے۔



مجلس 41

متفرق واقعات

حال احوال دریافت کرنے کی سنت:

حضرت جی دامت برکاتہم ہمیشہ اخلاق حسنہ کا خیال رکھتے ہیں ایک دوست سے ان کے بیٹے کا حال دریافت فرمایا۔ اس نے عرض کیا، ٹھیک ہے۔ آپ نے ہی تو نام اسامہ رکھا تھا۔ مسکراتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مجھے ایسا دماغ دے کہ ہر چیز یاد رکھوں۔

اس کے بعد اسی دوست نے بھری محفل میں صاف صاف عرض کیا کہ کچھ عرصے سے صبح کی نماز قضا ہو جاتی ہے پتہ نہیں کیا وجہ ہے؟ پوچھا کہ کتنے بجے سوتے ہو؟ اس دوست نے عرض کیا کہ 12 بجے سوتا ہوں۔ فرمایا کہ صبح 6 بجے تک سونے کے لئے ٹائم تو کافی ہے نیند تو پوری ہونی چاہئے۔ نماز قضا ہونے کی بڑی وجہ یہ ہے کہ فکر ختم ہو گیا ہے، نماز کے قضا ہونے کا غم اور افسوس اور ندامت نہیں ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ جس دن نماز فوت ہو اس دن صبح کا کھانا نہ کھایا کریں، نفس کو ذرا سزا دیں پھر دیکھیں دوسرے دن وقت سے پہلے ہی اٹھ کر بیٹھا ہوگا۔ لوگ غفلت کر جاتے ہیں اور پھر

اس پر جیسا شدت سے افسوس کرنا چاہئے ویسا افسوس و ندامت بھی نہیں کرتے، جس کی وجہ سے نمازیں قضا ہوتی رہتی ہیں۔ بھائی جتنی انگلی کٹنے کا درد اور افسوس ہوتا ہے اگر اتنا نماز کے قضا ہونے کا درد پیدا ہو جائے تو کبھی نماز قضا نہ ہو۔

ہدیہ قبول کرنے کی سنت:

ان باتوں کا تذکرہ ہو رہا تھا کہ کسی نے اپنے بھتیجے کے پیدا ہونے کی خوشی میں مٹھائی پیش کی۔ آپ نے ہدیہ قبول کرنے کی سنت پر عمل کرتے ہوئے اسے قبول فرما لیا اور دعا فرمائی۔ اس دوست نے نام رکھنے کے لئے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا، آپ لوگ خود ہی کوئی اچھا سا نام تجویز کر لیں۔ ایسا نام ہونا چاہئے جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت ہو یا انبیائے کرام یا صحابہؓ عظام وغیرہ کے نام پر ہو۔

معمولی معمولی باتوں کا لحاظ:

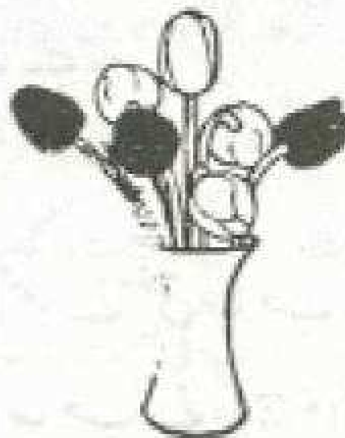
اسی مجلس میں آپ نے اپنے مختلف دعوتی پروگراموں کو ترتیب دے کر لکھا تاکہ یاددہانی رہے۔ آپ نے ایک سخت اور گلیزڈ کاغذ پر لکھا تاکہ باریک کاغذ پھٹ نہ جائے کیونکہ اس کاغذ نے جیب میں کافی دن رہنا ہے۔ الحمدللہ ہم جیسے نکمے لوگوں کو حضرت جی کی بظاہر معمولی معمولی باتوں سے بھی روزمرہ زندگی کے سبق ملتے رہتے ہیں۔ حضرت جی دامت برکاتہم کی یہ عادت شریفہ ہے کہ اپنے پروگرام یاددہانی اور پلاننگ سے کرتے ہیں تاکہ ذہن کا بوجھ کاغذ پر منتقل کر دیں اور دماغ دوسرے دینی کاموں کے لئے فارغ رہے۔

حضرت اقدس تھانویؒ کے واقعات میں بھی لکھا ہے کہ ایک دفعہ خانقاہ میں

جاتے جاتے ایک کاغذ کے پرزہ پر کچھ باتیں لکھ لیں اور اسے جیب میں رکھ لیا۔ مفتی اعظم مفتی محمد شفیعؒ سے فرمایا یکسوئی کے لئے ذہن کی یہ چیزیں کاغذ پر منتقل کر دیں ہیں تا کہ دل دماغ سکون سے اپنے پروردگار کی طرف متوجہ رہے۔

اولیاء اللہ کی شان:

اللہ تعالیٰ کی طرف دائمی توجہ رہنا یہ بڑی بات ہے۔ اولیاء اللہ کی یہی شان ہوتی ہے کہ وہ ہر وقت اپنی توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے محبت اولیاء اللہ کا امتیازی نشان ہے۔ اولیاء اللہ بظاہر اسی زمین پر تمام انسانوں کی طرح چلتے پھرتے ہیں مگر اندر سے اللہ تعالیٰ کی طرف دائمی توجہ رکھتے ہیں۔ اللہ والے یا تو اپنی خطاؤں پر ندامت اور شرمندہ رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے آہ وزاری کرتے ہیں یا پھر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور رحمتوں کو سوچ سوچ کر شکر کرتے رہتے ہیں۔



مجلس 42

ہر کام میں سنت کا اہتمام

اہل علم کے اکرام کی سنت:

ایک مفتی صاحب مجلس میں تشریف لائے ہوئے تھے۔ حضرت جی نے صاحب علم ہونے کی وجہ سے ان کا اکرام فرمایا اور قریب جگہ دی کیونکہ حدیث شریف میں ہے اَنزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ (لوگوں کو ان کے مرتبے کے لحاظ سے جگہ دو)۔ بعض لوگوں کے دلوں میں یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ علمائے کرام کو آگے جگہ کیوں دی جاتی ہے؟ علما کرام کو خصوصاً آگے کیوں بلایا جاتا ہے؟ اس کی بڑی وجہ اس حدیث پر عمل کرنا ہوتا ہے۔ ویسے بھی دیکھا جائے تو صاحب علم کی عزت گویا علم کی عزت ہے۔

وعظ و نصیحت کی سنت:

حضرت جی دامت برکاتہم نے مفتی صاحب سے عرض کیا کہ ان حاضرین کو کوئی نصیحت فرمادیں۔ مفتی صاحب نے عاجزی کا اظہار فرمایا کہ ہم تو سننے کے لئے آئے ہیں اور چل کر آئے ہیں۔ حضرت جی دامت برکاتہم نے عرض کیا، بادل بھی چل کر آتا ہے اور سیراب کر جاتا ہے۔

دعا کی سنت:

حضرت مفتی صاحب کچھ دیر بیٹھے رہے پھر انہوں نے حضرت جی دامت برکاتہم سے عرض کیا کہ دعا فرمائیں۔ حضرت جی نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ مفتی صاحب اور تمام حاضرین مجلس نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے کیونکہ اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ (دعا تو عبادت کا مغز ہے)

رخصت کرنے کی سنت:

حضرت جی دامت برکاتہم مفتی صاحب کے اکرام میں سنت سمجھ کر چند قدم چلے اور انہیں رخصت کیا۔ مہمان کو رخصت کرتے وقت دروازے تک چلنا سنت ہے اس لئے اس سنت کی پیروی کی گئی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی عبادات اور عادات حتیٰ کہ تمام کاموں میں اتباع سنت کی توفیق عطا فرمائے۔

مریض سے ہمدردی کی سنت:

الحمدللہ حضرت جی روزمرہ کی ملاقاتوں میں بھی ایک ایک سنت کو زندہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حضرت مفتی صاحب کی ملاقات کے بعد ایک مریض اپنی بیماری کا نسخہ لے کر حاضر خدمت ہوتے ہیں آپ بہت ہی توجہ اور دلچسپی سے اسے دیکھتے ہیں اور مشورہ دیتے ہیں مریض سے ہمدردی سے پیش آنا سنت ہے، دوسروں کی مصیبت کو اپنی مصیبت سمجھنا سنت ہے۔ ہم جیسے نااہلوں نے اتباع سنت کی اہمیت کا جذبہ آپ کی صحبت بابرکات سے سیکھا ہے۔

ہر کام اللہ کے لئے کریں:

مخلوق خدا کی ہمدردی اور ان کے دکھ درد میں ان کی دلداری کرنا اور ان

کی مدد کرنا یہ بہت بڑا جذبہ ہے۔ اگر اسے اتباع سنت کی نیت سے کیا جائے تو ہمارے خدمت خلق کے کام بھی عبادت بن سکتے ہیں۔ عموماً دیکھا گیا ہے کہ خدمت خلق کی تنظیمیں بنتی ہیں اور کچھ عرصہ بعد ختم ہو جاتی ہیں۔ پھر وہی لوگ شکایت کرتے پھرتے ہیں کہ ہم نے لوگوں کی یہ یہ خدمت کی تھی لیکن ہمیں کوئی حقیقی بدلہ نہیں ملا۔ بدلہ کی امید تو اللہ تعالیٰ سے رکھنی چاہیے تاکہ زیادہ سے زیادہ خدمت کی توفیق ملتی رہے۔ یاد رکھیں! جو اخلاص سے اللہ تعالیٰ کے لئے مخلوق کی خدمت کریں گے اللہ تعالیٰ خود قیامت والے دن انہیں بدلہ دے گا۔ اگر نیکی کے جذبہ اور دوسروں کو فائدہ پہنچانے کے لئے کام کیا جائے تو خود نبی ﷺ نے ان کے لئے اجر بتایا ہے۔ خَیْرُ النَّاسِ مَنْ یَّنْفَعُ النَّاسَ (لوگوں میں سے بہتر وہ ہیں جو دوسروں کو فائدہ پہنچائیں)۔



مجلس 43

اہمیت آداب

آداب شیخ کیوں ضروری ہیں؟

حضرت جی دامت برکاتہم نے بڑے ہی دردو سوز سے آداب کی اہمیت بیان فرمائی کہ آداب کی رعایت نہ کرنے سے کتنا نقصان ہوتا ہے۔ مشائخ بھی شعائر اللہ میں شامل ہیں اس لیے ان کے آداب کا لحاظ بھی رکھنا ضروری ہے۔ آداب کا لحاظ نہ رکھنے سے مشائخ کو اتنی ناراضگی نہیں ہوتی بلکہ جس طرح شعائر اللہ کا ادب نہ کرنے سے اللہ تعالی ناراض ہوتے ہیں اسی طرح مشائخ چونکہ شعائر اللہ میں شامل ہیں ان کے آداب کا خیال نہ رکھنے سے اللہ تعالی ناراض ہوتے ہیں جس کی وجہ سے فیض بند ہو جاتا ہے۔

آداب کی اہمیت:

تصوف وسلوک کتاب میں آداب مرشد کا ایک باب ہے اکثر سالکین یہ کہتے ہیں کہ ہم نے یہ آداب پڑھے ہیں۔ مگر انہوں نے حقیقتاً پڑھا نہیں ہوتا، سمجھا نہیں ہوتا، استحضار آداب نہیں ہوتا۔ جیسے قرآن حکیم میں ہے کہ بعض لوگ

آپ کی باتیں سنتے ہیں مگر وہ حقیقتاً سنتے ہی نہیں ہیں، بعض آپ کی طرف دیکھ رہے ہوتے ہیں مگر وہ حقیقتاً دیکھ نہیں رہے ہوتے یہی معاملہ اکثر لوگوں کا ہے۔

حضرت جی نے ارشاد فرمایا کہ عوام الناس کا تو کیا رونا علمائے کرام بھی آداب کی اہمیت کو نہیں سمجھتے اور عمل نہیں کرتے۔ 100 میں 99% ان آداب کی اہمیت کو نہیں سمجھتے ہیں اس لئے کتنے لوگ ہیں جیسے آتے ہیں ویسے ہی چلے جاتے ہیں۔ کتنے افسوس کی بات ہے ہمیں ان آداب کا پورا لحاظ رکھنا چاہئے تاکہ جلدی ترقی ہو۔

ذاتی واقعہ:

حضرت جی دامت برکاتہم نے بڑا زور دے کر فرمایا، ہمیں جو کچھ ملا آداب سے ملا ورنہ ہمارے پلے کیا تھا؟ ہمیں اپنے مشائخ کے آداب کا اتنا خیال تھا کہ مجھے یاد نہیں پڑتا کہ 20 سال میں کبھی بھی اپنے شیخ کے چہرے کو بے وضو دیکھا ہو۔ ایک دفعہ شیخ نے مجھے اپنے بستر پر سلا دیا، ساری رات جاگنا تو گوارا کرلیا تاکہ بے وضو نہ ہو جاؤں مگر بے وضو شیخ کے چہرے کو دیکھنا گوارا نہیں کیا۔

بدگمانی کی تباہ کاریاں:

ایک دفعہ حرم شریف میں ایک مرید نے کہا کہ آپ سے ذرا سی بدگمانی ہے۔ پوچھا بھئی! کیا بدگمانی ہے؟ کوشش کریں گے کہ وہ دور ہو جائے۔ حرم شریف میں بیٹھ کر یہ شکوک وشبہات اور بدگمانی کی باتیں کرتا ہے۔ کہنے لگا کہ آپ بیان کرنے کے بعد جلدی سے لوگوں کو بیعت کر لیتے ہیں، سوچنے کا موقع نہیں دیتے۔ حضرت جی نے فرمایا بیان کر کے دل موم ہوئے تو اب ایک دن

شیطان کو موقع دے دیا جائے تا کہ پھر وہ لوگوں کو بہکا تا پھرے۔ یہ اس کے دل کی بدگمانی تھی جس کی وجہ سے پیر کو توتا پھرتا تھا۔ ہماری تو مریدوں سے محبت کا یہ عالم ہے کہ ہر بات میں ان کا لحاظ رکھتے ہیں اور یہ چھوٹی چھوٹی باتوں کی وجہ سے اور اپنی ناسمجھی سے بدگمانی پیدا کئے پھر رہے ہیں۔

؎ میری ہر نظر تیری منتظر
تیری ہر نگاہ میرا امتحان

لوگوں کی محرومی کی وجہ:

ارشاد فرمایا کہ مومن کا مقام پانچوں نمازوں کے بعد بلند سے بلند تر ہو رہا ہوتا ہے کیونکہ حدیث میں ہے من استوی یوماہ فھو مغبون (جس کے دو دن برابر ہو گئے وہ گھاٹے میں ہے) اللہ والوں کے جو بلندی درجات ہو رہے ہوتے ہیں اسے لوگ سمجھتے نہیں ہیں۔ اللہ تعالی اپنے محبت کرنے والے بندوں کو ایسی بلندیاں اور قرب عطا فرما دیتے ہیں کہ کیا کیا بتائیں۔ لوگ اس کے شروع کو ہی تصور میں رکھتے ہیں اس کے بچپن کو ہی سوچتے رہتے ہیں جس کی وجہ سے محروم رہتے ہیں۔

عقل سے کام لیں:

ہمارے حضرت مرشد عالم پیر غلام حبیب ”آخری دور میں مجمع میں کہتے تھے میں شہباز میری پرواز اللہ اکبر۔ یہ آواز گویا اب بھی میرے کانوں میں گونج رہی ہے۔ ضروری نہیں کہ شیخ ہر وقت اپنا مقام و مرتبہ جو اللہ نے عطا فرمایا ہے لوگوں کو بتاتا رہے کچھ تھوڑا سا خود بھی عقل سے کام لینا چاہئے۔ فَالْعَاقِلُ تَكْفِيهِ الْإِشَارَة (عقل مند کے لئے اشارہ کافی ہے)

شیخ کے وقت کی اہمیت پہچانو:

حضرت جی دامت برکاتہم نے مولانا طاہر صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ یہ باتیں توجہ سے سن لو اور ان پر عمل کرو پھر ایسی باتیں کرنے والا بھی کوئی نہیں ملے گا، جس نے فائدہ اٹھا لیا وہ پار ہو گیا۔ فقیر آپ لوگوں سے کئی سال پہلے کہتا رہتا تھا کہ یہ مجالس نہیں رہیں گی۔ بعض اوقات مجھے پتہ بھی نہیں ہوتا تھا کہ ایسا کیوں کہہ رہا ہوں مگر دیکھ لیں اب وہی کچھ ہو گیا ہے۔'' واقعی اب یہ حالت ہو گئی ہے حضرت جی کی ایسی مصروفیات ہو گئیں ہیں کہ بعض اوقات ملاقات اور زیارت بھی مشکل ہو جاتی ہے،،۔ پھر آپ لوگ یاد کیا کریں گے اور پچھتاتے رہیں گے۔

اٹھو ورنہ زمانہ چال قیامت کی چل گیا

پیر کو تولتے رہنا:

کسی دوست نے عرض کیا کہ کیا فنا فی الشیخ کے بغیر فنا فی الرسول ہو سکتا ہے؟ ارشاد فرمایا کہ آج کامل فنا فی الشیخ کون ہے؟ وہ زمانے گئے یہ پہلا ہی قدم ہے اگر اس میں ہی اٹکے رہے تو پھر آگے کیا بنے گا؟ فقیر نے آج صبح بھی کہا ہے کہ ہر وقت پیر کو تولتے رہتے ہیں۔ اچھا تولتے رہو پھر بیٹھ کر روؤ گے۔ حضرت تاج محمود امروٹیؒ فرمایا کرتے تھے کہ اچھا مرید وہی ہے جو کہ پیر کو اپنا عاشق بنائے مطلب یہ کہ جو پیر کی مراد بن کر رہے۔ علم عمل اور خدمت و اطاعت سے اتنا پیر کو خوش کرے کہ وہ مرید کا عاشق ہو جائے۔

مجلس 44

گناہوں سے بچنا

ہوں سے بہت بڑی جماعت حاضر خدمت تھی جس میں حضرت جی دامت برکاتہم کے چھ خلفائے عظام اور کئی علمائے کرام حاضر خدمت تھے۔ آپ نے لوگوں کو اپنے ارشادات عالیہ سے مستفید فرمایا اس میں لوگوں کے لئے بہت سے فائدے کی باتیں تھیں۔ خصوصاً گناہوں سے بچ کر زندگی گزارنے کے متعلق بار بار تلقین فرمائی۔

نور فراست:

ارشاد فرمایا، قرآن حکیم میں ہے وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَةَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا (جس کو حکمت عطا کی گئی پس اس کو بہت بڑی بھلائی عطا کی گئی) حکمت ایسا نور ہوتا ہے جس کے ذریعے انسان کو کامل طور پر نور ایمانی نصیب ہوتا ہے۔ مومن کو اللہ تعالیٰ اس دنیا میں ہی نور ایمان، نور معرفت اور نور فراست نصیب فرما دیتا ہے۔ جس طرح ہر گھر کے لئے چراغ ہوتا ہے اسی طرح دل کے گھر کے لئے نور ایمان ''چراغ'' ہے۔ کفار کے دلوں میں ظلمات بعد ظلمات ہوں گی۔ کافروں کے دلوں پر اندھیرے کی تہیں چڑھی ہوئی ہوں

گی۔ جس طرح چراغ کے بارے میں انسان کو پتہ ہوتا ہے کہ وہ فائدہ مند ہے اسی طرح جب ایمان کا چراغ روشن ہو جاتا ہے تو دل کو ایسی فراست مل جاتی ہے کہ جن معاملات میں انسان کو علم نہیں ہوتا پھر بھی اس کا نور باطن اسے حق بات کی رہنمائی کرتا ہے۔

گناہ اور سانپ بچھو:

ارشاد فرمایا، احکام شریعت مفتی کو طبعاً پسند ہوتے ہیں اسی لئے مفتی صاحب سے مسئلہ پوچھا جاتا ہے کیونکہ اس کا مزاج شریعت کے مطابق ڈھل جاتا ہے۔ یہ مزاج کا شریعت کے مطابق ہو جانا بڑی بات ہے۔ مزاج شریعت کے مطابق ہو جائے یہ بار بار مانگنا چاہئے۔ یہ شریعت والا مزاج تب نصیب ہوتا ہے جب نور فراست مل جاتا ہے۔ اس کی پہچان یہ ہوتی ہے کہ پھر وہ شخص گناہوں سے اس طرح ڈرتا ہے کہ جیسے کوئی شیر سے ڈرتا ہے، سانپ بچھو سے ڈرتا ہے بلکہ وہ ان خطرناک چیزوں سے بھی زیادہ گناہوں سے ڈرتا ہے۔ شریعت کے مزاج والے شخص کو گناہ سانپ بچھوؤں کی طرح محسوس ہوتے ہیں۔

دوگنا اجر:

ارشاد فرمایا، زعفرانی مسکراہٹیں کس کو اچھی نہیں لگتی مگر مومن میں خوف خدا ایسا ہوتا ہے کہ وہ گناہ اور غفلت سے بچتا ہے۔ نوجوان یہ سمجھتے ہیں کہ گناہ کا خیال ہی نہ آئے۔ گناہ کا خیال آئے گا مگر وہ گناہ کے راستے پر قدم نہ اٹھائے گا۔ گناہوں کا تصور ہی دل سے نکل جائے یہ تو کسی کسی کو نصیب ہوتا ہے اور وہ بھی مدتوں بعد نصیب ہوتا ہے۔ اس ضمن میں ایک دلچسپ واقعہ سنایا کہ حضرت

اقدس تھانویؒ کے ایک مرید تاجر تھے۔ انہوں نے لکھا کہ زکوۃ دیتے ہوئے خوشی محسوس نہیں ہوتی۔ حضرت نے لکھا کہ ایک اللہ کے حکم ماننے کا اجر ملے گا اور ایک نفس کی مخالفت کرنے کا اجر ملے گا۔ گویا دل نہ چاہنے کے باوجود نیکی کی جائے تو دوگنا اجر ملے گا۔

بیعت اور سلوک کا مقصد:

ارشاد فرمایا، نوجوان کے اندر جو شدت شہوت ہوتی ہے وہ بوڑھے میں نہیں ہوتی۔ اس لئے نوجوان کا عفیف زندگی گزارنا بڑی بات ہے۔ تمام سالکین خصوصاً جوانوں کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے'' بیعت سلوک کا مقصد گناہوں سے بچنا ہے، نہ کوئی رنگ دیکھنا مقصد ہے، نہ لوگوں میں عزت پانا مقصد ہے، نہ اڑنا ہے، نہ اڑانا ہے، نہ رونا ہے، نہ رلانا ہے۔ ہم نے تو اپنے یار کو منانا ہے۔ یاد رکھیں! کہ نہ اچھے خواب نظر آنا مقصد ہے، نہ کشف و کرامات مقصد ہے بلکہ صرف گناہوں سے بچنا اور شریعت کے مطابق زندگی گزارنا مقصد اصلی ہے،،۔

دل کے جاری ہونے کا کیا مطلب ہے؟

ارشاد فرمایا علمائے کرام کے نزدیک دل کا حکم اعضا پر جاری ہو جائے تو اسے دل کا جاری ہونا کہتے ہیں۔ ایسے آدمی کے دل کے اندر دو ارادے نہیں ہوتے بلکہ ایک ہی مضبوط ارادہ ہوتا ہے۔ ایسا انسان اپنے نفس کو تھام کر زندگی گزارتا ہے۔ تھام کر زندگی گزارنے کا کیا مطلب ہے؟ مثلاً کوئی سواری کو لے کر جا رہا ہے تو کسی نے سواری کو تھاما ہوا ہوتا ہے۔ گھوڑا اتا نگے میں آگے لگا ہوتا ہے مگر سوار نے اس کی لگام تھامے ہوئے ہوتی ہے، گھوڑا

دوڑنا بھی جانتا ہے مگر لگام کسی کے قبضے میں ہوتی ہے اس لئے وہ مناسب رفتار سے جاتا ہے۔ یہی نفس کا حال ہوتا ہے کہ گناہ کرنے کی طاقت ہوتی ہے مگر مومن خلاف نفس کام کرتا ہے گویا کہا جائے گا کہ اب اس کے دل کا حکم اس کے اعضا پر جاری ہو گیا ہے۔

گناہوں کا محاسبہ:

ارشاد فرمایا، انسان پوری زندگی شریعت کے مطابق گزارے یہ نہ ہو کہ کبھی آنکھوں سے گناہ کر رہا ہے کبھی کانوں سے گناہ کر رہا ہے، کبھی زبان سے گناہ کر رہا ہے بلکہ ہر روز یہ ارادہ کر کے زندگی گزارنے کی کوشش کرے کہ آج معصیت کے بغیر دن گزاروں گا۔ اللہ والوں کی زندگی بڑی قابل رشک ہوتی ہے کہ وہ گناہوں سے بچ بچ کر زندگی گزارتے ہیں اور پھر شام کو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ ہمیں گناہوں سے بچا کر رکھا۔ ہمارے مشائخ ہر بات کا محاسبہ کرتے تھے۔ دن کے وقت اپنی ساری باتوں کو لکھتے رہتے اور رات کو محاسبہ کرتے تھے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے تھے کہ اس امت میں ایسے ایسے لوگ بھی گزرے ہیں کہ 20\20 سال فرشتوں کو ان کے گناہ لکھنے کا موقع نہ ملا۔

تصوف وسلوک کیا مقصد ہے؟

ارشاد فرمایا، بزرگوں کی صحبت کا بڑا مقصد یہ ہوتا ہے کہ انسان کو گناہوں سے بچ بچ کر زندگی گزارنا نصیب ہو جائے۔ ہم ایسے تصوف وسلوک کو نہیں مانتے جس میں اپنی کیفیات کی تو بات کرتے ہیں اور گناہوں سے بچنے اور شریعت کی پابندی کی بات نہیں کرتے۔ تصوف وسلوک اخلاص کے ساتھ

شریعت پر عمل کرنے کو کہتے ہیں۔

اولیاء اللہ اور فہم و فراست:

ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ اپنے چاہنے والوں کو ایسی فہم و فراست عطا فرما دیتے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں ایسا نور بصیرت عطا فرما دیتے ہیں کہ وہ حق و باطل کو خوب اچھی طرح پہچان جاتے ہیں۔ بعض لوگ اللہ والوں کے سامنے آدھا خواب بیان کرتے ہیں اور جو حصہ خراب ہوتا ہے اسے بیان نہیں کرتے۔ کہنے والا جو مرضی کہتا رہے حقیقت حال اللہ تعالیٰ اپنے مقربین پر کھول دیتے ہیں۔

حضرت علیؓ کے مؤثر اقوال:

اسی دوران حضرت علیؓ کی فہم و فراست کا تذکرہ چھڑ گیا۔ حضرت جی دامت برکاتہم نے حضرت علیؓ کے فہم و فراست پر مبنی اقوال سنائے۔

- جسے چاہو عطا کرو اس کے حاکم بن جاؤ گے۔ جس سے چاہو سوال کرو مگر اس کے مطیع بن جاؤ گے۔
- جس کی گفتگو نرم ہوئی اس کی محبت واجب ہوئی۔
- میرے لئے یہی عزت کافی ہے کہ تو میرا پروردگار ہے۔
- ارشاد فرمایا کہ اولیاء اللہ آسمان کے راستوں کے راہی ہوتے ہیں۔ وہ انہوں نے دیکھے ہوئے ہوتے ہیں۔
- حضرت علیؓ فرمایا کرتے تھے تم مجھ سے زمین کے راستوں کی بجائے آسمان کے راستوں کا پوچھا کرو وہ میں زیادہ جانتا ہوں۔

لقمہ حلال اور اولیاء اللہ:

ارشاد فرمایا، اصحاب کہف بھی اولیاء اللہ میں سے تھے وہ جب جاگے تو ایک دوسرے سے پوچھنے لگے کہ ہم کتنی دیر سوئے رہے۔ پھر اپنے میں سے کسی کو کھانا لانے کے لئے بھیجا اور نصیحت کی کہ پاکیزہ کھانا لانا۔ اولیاء اللہ کی یہ شان ہوتی ہے کہ وہ کھانے میں بہت احتیاط کرتے ہیں۔ کھانے میں احتیاط کرنے اور مشتبہ کھانے کے نقصانات کے ضمن میں ایک واقعہ سنایا۔ ارشاد فرمایا کہ حضرت خواجہ غلام علی مجددی دہلویؒ فرمایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ کسی نے مشتبہ کھانا کھلا دیا تو ایک ماہ شیخ سے توجہات لیتا رہا تب کہیں جا کر اس کا اثر زائل ہوا۔ سوچیں ہمیں اس زمانے میں لقمے میں کتنی احتیاط کرنی چاہیے۔

مومن کی شان:

ارشاد فرمایا، کئی سالکین اپنے آپ میں صوفی بنے پھرتے ہیں مگر بیوی کو ننگی گالیاں دیتے ہیں اور بیوی کی ذرا سی بات سے غصے میں آجاتے ہیں۔ یاد رکھیں! مومن کی گفتگو نرم الفاظ سے ہوتی ہے، وہ سخت بات کر رہا ہوتا ہے مگر نرم لہجے میں کر رہا ہوتا ہے۔ اصحاب کہف نے بھی جس ساتھ کو کھانا لانے کے لئے بھیجا تھا اسے یہی کہا تھا کہ نرمی سے کام کرنا۔ حدیث پاک میں بھی ہے (جو نرمی سے محروم ہے ہر نیکی و خیر سے محروم ہے) قرآن حکیم میں ہے

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَا نْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ

(آپ اللہ تعالٰی کی رحمت سے ان کے لئے نرم ہیں اور اگر تند خو اور سخت دل ہوتے تو وہ صحابہ آپ کے اردگرد سے بکھر جاتے)

یاد رکھیں! ہمیشہ مومن کی یہ شان ہونی چاہئے۔

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

حضرت عائشہؓ کی خدمت دین:

اسی دوران علم کے متعلق بات چل نکلی تو آپ نے حضرت عائشہؓ کے فضائل بیان فرمائے کہ انہوں نے علم دین کی کتنی خدمت کی ہے۔ آپ نے فرمایا، حضرت عائشہؓ سے 2210 احادیث روایت کی گئی ہیں۔ حضرت عائشہؓ اس امت کی بڑی فقیہہ تھیں۔ حضرت عائشہؓ نے حضور ﷺ کی وہ تعلیمات امت کو پہنچائیں جو کہ کوئی اور نہیں پہنچا سکتا تھا۔ حضور ﷺ کی خلوت اور جلوت کی زندگی کو بتایا تاکہ امت اتباع نبوی ﷺ کے مطابق اپنی زندگی ڈھال سکے۔

حضرت عائشہؓ کے فضائل:

حضرت جی نے فرمایا کہ حضرت عائشہؓ اور حضرت فاطمہؓ کی عمر میں زیادہ فرق تو نہیں ہے آپس میں دل لگی کی باتیں ہو رہی تھیں۔ حضرت فاطمہؓ نے فرمایا کہ میرا باپ تو محمد عربی ﷺ ہے اور تیرا باپ ابو بکرؓ ہے۔ حضرت عائشہؓ نے حضور ﷺ کی بہت تعریفیں کیں پھر فرمایا کہ تیرا خاوند علی المرتضیٰؓ ہے اور میرا خاوند محمد مصطفیٰ ﷺ ہے۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ میرے دل میں ایک اور بات آ رہی ہے کہ قیامت میں تیرا ہاتھ علی المرتضیٰؓ کے ہاتھ میں ہوگا اور میرا ہاتھ محمد مصطفیٰ ﷺ کے ہاتھ میں ہوگا، حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ میرے دل میں ایک اور بات آ رہی ہے کہ جنت میں تو علی المرتضیٰؓ کے ساتھ تخت پر ہوگی اور میں محمد مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ تخت پر ہوں گی۔

واقعہ افک:

ارشاد فرمایا کہ جنہیں مرتبہ اور عروج ملتا ہے ان کے حاسدین اور مخالفین بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ کو بھی بہت اونچا مقام اور مرتبہ اللہ تعالیٰ نے دیا تھا۔ حضرت عائشہؓ پر ان کی زندگی میں تہمت لگی جسے واقعہ افک کہتے ہیں۔ واقعہ یوں ہے کہ حضور ﷺ غزوہ بنی مصطلق پر تشریف لے گئے آپ ﷺ کے ساتھ حضرت عائشہؓ بھی تھیں۔ ایک صحابیؓ کی ڈیوٹی یہ ہوتی تھی کہ مسلمانوں کے لشکر کے پیچھے رہے اور اگر کوئی گری پڑی چیز ہو تو اسے اٹھا لے۔ حضور ﷺ نے اس غزوہ سے واپسی پر ایک جگہ قیام فرمایا، حضرت عائشہؓ قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئیں تو وہاں آپ کا ہار گم ہو گیا آپ کو اسے ڈھونڈتے ہوئے دیر لگ گئی۔ واپس آ کر دیکھا تو قافلہ جا چکا تھا۔ صحابہؓ کو ہودج اونٹ پر رکھتے ہوئے اس لئے خیال نہ آیا کہ ہلکی پھلکی تھیں اور اٹھانے والے بھی عموماً چار صحابہؓ ہوتے تھے۔ جس کی وجہ سے محسوس ہی نہ ہوا کہ اندر کوئی ہے بھی یا نہیں۔ جب آپ واپس آئیں تو اس جگہ کسی کو نہ پایا تو عقلمندی سے کام لے کر وہیں انتظار کرتے کرتے لیٹ گئیں اور آپ کو نیند آ گئی۔ اتنے میں پیچھے رہنے والے صحابیؓ پہنچ گئے۔ انہوں نے پہچان لیا کیونکہ پردے کے احکام نازل ہونے سے پہلے دیکھا ہوا تھا۔ اس صحابیؓ نے اپنے اونٹ کو بٹھایا اور حضرت عائشہؓ سوار ہو گئیں اور ان کو قافلہ میں پہنچا دیا۔ رئیس المنافقین ابن ابی نے دیکھا تو پروپیگنڈہ شروع کر دیا۔ یہ بات مشہور ہو گئی حتیٰ کہ حضور ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے خاموشی اختیار کر لی۔ حضور ﷺ نے نہ ڈانٹا نہ جھڑکا بلکہ خاموشی اختیار کر لی ایسا اخلاق کریمانہ تھا۔ حضرت عائشہؓ

فرماتی ہیں کہ جب مجھے اس بات کا پتہ چلا تو میں نے والدین کے گھر جانے کی اجازت چاہی تو حضور ﷺ نے گھر جانے کی اجازت دے دی۔ حضور ﷺ ایک دن تشریف لائے میرے پاس بیٹھ گئے اور فرمایا، اے عائشہ! اگر تجھ سے کوئی غلطی ہوگئی ہے تو اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لو، اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے۔ آپ نے نرم گفتگو فرمائی، منافقین نے اتنا اس بات کا چرچہ کیا تھا کہ حضور ﷺ بھی اس سے پریشان تھے مگر پھر بھی نرم گفتاری سے پیش آئے۔ حضرت عائشہؓ نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ میں وہی بات کہتی ہوں جو حضرت یعقوبؑ نے کہی تھی۔ اِنَّمَا اَشْکُوْ بَثِّیْ وَ حُزْنِیْٓ اِلَی اللّٰہِ (میں تو اپنی پریشانی اور غم کا اظہار اللہ ہی سے کرتی ہوں) یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ حضور ﷺ پر وحی نازل ہونا شروع ہوگئی اور اس میں برأت نازل ہوگئی۔

صحابہؓ کا نور بصیرت:

حضرت عائشہؓ کے خلاف پروپیگنڈہ جب بہت زیادہ ہونے لگا تو آپ ﷺ نے صحابہؓ سے مشورہ کیا۔ یہاں بہت سی باتوں کا پتہ چلے گا۔ حضرت عمرؓ سے مشورہ مانگا گیا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ آپ کے بدن پر کبھی مکھی نہیں بیٹھی تو پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ کی زوجہ سے نجس کام سرزد ہو۔ حضرت عمرؓ کی رائے وحی کے مطابق نکل آئی کہ حضرت عائشہؓ الزام سے بالکل بری ہیں۔ حضرت عثمانؓ کو بلایا اور ان سے پوچھا کہ آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے بڑا انوکھا اور خوبصورت جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا سایہ زمین پر اس لئے نہ پڑنے دیا تاکہ کسی کا پاؤں اوپر نہ آجائے۔ جب ایسا ہے تو پھر آپ کی زوجہ پر کسی کو کیسے قدرت حاصل ہو سکتی ہے؟ حضرت علیؓ سے

پوچھا گیا تو انہوں نے بھی بڑا عجیب جواب دیا کہ جب آپ ﷺ کے جوتے میں سانپ گھس گیا تو آپ کو اطلاع دے دی گئی تو بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ آپ کے حرم میں کوئی سانپ گھس جائے۔ ایسی نور بصیرت کی باتیں صحابہؓ نے فرمائیں کہ صحبت کا حق ادا کر دیا۔

اللہ تعالیٰ کی گواہی اور حضرت عائشہؓ:

حضرت جی دامت برکاتہم نے فرمایا کہ حضرت یوسفؑ کی برأت کے لئے بچے نے گواہی دی، حضرت بی بی مریم کے لئے حضرت عیسیٰؑ نے گواہی دی تو حضرت عائشہؓ کے لئے کوئی بچہ گفتگو کر سکتا تھا۔ اگر کوئی عورت بدکاری کرتی ہے تو Blame بھائی تک جاتا ہے یا ماں باپ تک جاتا ہے۔ جیسے قرآن میں ہے (اے ہارون کی بہن! تیرا باپ بدکار نہیں تھا) حضرت مریم کی دفعہ کوئی رسول موجود نہ تھا کہ وحی آتی اور برأت نازل ہوتی اور حضرت یوسفؑ کو اس وقت تک نبی نہ بنایا گیا تھا مگر حضرت عائشہؓ کی دفعہ خود نبی ﷺ موجود تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے خود گواہی دی، حضرت عائشہؓ کا کتنا اونچا مقام ہے۔

فضول باتوں سے پرہیز کریں:

واقعہ افک میں منافقین نے پر کا پرندہ بنا لیا تھا بعد کے زمانے کے لئے بھی عبرت کا سامان ہے کہ جتنی بات دیکھو اتنی کہو ورنہ تہمت لگانے کی سزا مل سکتی ہے۔ شریعت کا فیصلہ ہے ''جو سنی سنائی باتوں کو ادھر ادھر کرتا پھرے اس کے جھوٹا ہونے کے لئے یہی کافی ہے،، اس لئے انسان کے لئے ضروری ہے کہ خواہ مخواہ ادھر ادھر کی باتیں نہ کرتا پھرے ورنہ کوئی نہ کوئی غلط بات کہہ بیٹھے

گا۔ نیک نیتی اور نرم گفتاری بڑی چیز ہے حضور ﷺ نے اتنے بڑے مسئلہ میں بھی بیوی کو نہ ڈانٹا اور نہ کوئی ایسی سخت بات کہی مگر آج کل ایسے صوفی بھی ہیں کہ میاں بیوی میں ذرا سی بات ہو جائے تو مرنے مارنے پر تیار ہو جاتے ہیں۔

تصوف کیا ہے؟

ارشاد فرمایا، مرد مومن کو چاہئے کہ خوشی میں بھی کوئی ایسی بات نہ کرے جو شریعت کے خلاف ہو اور نہ غمی میں کوئی ایسی بات کرے جو شریعت کے خلاف ہو یہی تصوف ہے۔

گناہوں سے بچاؤ:

ارشاد فرمایا، گناہوں سے بچ کر زندگی گزارنا ہی تصوف کا بڑا مقصد ہے۔ نہ محفل میں، نہ تنہائی میں، نہ خلوت میں، نہ جلوت میں کسی جگہ بھی گناہوں کی جرأت نہ کریں۔ ذکر کی پابندی کریں ذکر کی وجہ سے گناہوں سے بچنا آسان ہو جاتا ہے۔ جب ذکر کی وجہ سے قلب میں نور پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے تو پھر یہ گناہوں سے بندے کو محفوظ رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتا رہے کہ ہمیں گناہوں سے بچا۔ اس کے لئے ذکر کرتا رہے بلکہ ذکر کرتے کرتے ایسے مقام تک پہنچ جائے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں گناہوں سے محفوظ فرمانے لگ جائیں یعنی ہم اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں آ جائیں۔ ذکر کا مقصد کشف و کرامات نہیں ہے بلکہ معصیت سے پاک زندگی بسر کرنی ہوتی ہے۔ گناہوں سے بچنے سے تو کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔

تصوف کے منکرین سے دو سوال:

حضرت جی دامت برکاتہم نے بڑا زور دے کر فرمایا کہ تصوف کے منکرین سے دو سوال پوچھ لیا کریں۔

- کیا نماز میں دنیاوی خیالات آتے ہیں یا نہیں آتے؟ ہم نے دیکھا ہے کہ 90 سال کی عمر ہے مگر نماز میں وسوسے آتے ہیں اگر پوچھیں تو کہیں گے کیا کریں وسوسے بہت آتے ہیں۔
- اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر بتاؤ کہ زندگی سے گناہ ختم ہو گئے ہیں۔ وہ اقرار کرے گا کہ بہت سے گناہ اب بھی ہوتے رہتے ہیں۔

تصوف و سلوک کے یہی دو بڑے مقصد ہوتے ہیں کہ سالک کی زندگی سے گناہوں کا کھوٹ نکل جائے اور نماز میں خیالات و وسوسے آنے ختم ہو جائیں اور حضوری نصیب ہو جائے۔

دو دعائیں ہمیشہ کرتے رہیں:

حضرت جی دامت برکاتہم نے سالکین کے خطوط کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ لوگوں کے بے شمار خطوط آتے ہیں اور ان میں خواب بھی اچھے اچھے لکھے ہوتے ہیں مگر ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہوتا ہے کہ فلاں فلاں گناہ ابھی تک نہیں چھوٹ رہا۔ مگر بعض سالکین کو خواب تو اچھے نہیں آتے اور نہ خوابوں کا تذکرہ ہوتا ہے مگر گناہوں کے چھوٹنے کا ذکر ہوتا ہے۔ بس اصل مقصد گناہوں سے بچنا ہے۔ دو دعائیں ہمیشہ کرتے رہیں۔

1. وساوس سے پاک نماز نصیب ہو جائے۔
2. زندگی سے گناہوں کا کھوٹ نکل جائے۔

گناہوں سے کیسے بچیں؟

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ گناہوں سے کیسے بچیں اس کو ایک مثال کے ذریعے سمجھاتا ہوں۔ آپ نے کسی کے گھر جانا ہے انہوں نے کتا رکھا ہوا ہے جو باہر سے آنے والے کو کاٹنے کے لئے دوڑتا ہے۔ تو اب تین صورتیں ممکن ہیں۔

① ایک طریقہ یہ ہے کہ کتے کو دیکھ کر واپس ہو جائیں۔

② دوسرا طریقہ یہ ہے کتے سے الجھ پڑیں۔

③ تیسرا طریقہ یہ ہے کہ اس کتے کے مالک کو پکاریں تو وہ بچائے گا۔

اسی طرح بغیر تشبیہ کے یہ بات کرتا ہوں کہ شیطان بھی اللہ تعالیٰ کے کتوں میں سے ایک کتا ہے۔ اس سے بچنا چاہتے ہو تو اللہ تعالیٰ کو پکاریں تو وہ اس سے بچالے گا اور انسان گناہوں سے بھی بچ جائے گا۔

گناہ سے بچنے کا آسان طریقہ:

ارشاد فرمایا کہ اگر طبیعت میں گناہ کے لئے بہت جوش ہے تو دو رکعت پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے، اے اللہ! میرے لئے گناہ سے بچنا بہت مشکل ہے میں اپنے آپ کو آپ کے سپرد کرتا ہوں تو ہی مجھے بچا سکتا ہے۔ اس سپردگی سے اللہ تعالیٰ آپ کو بچالیں گے۔ مثلاً کبھی نماز کے لئے غفلت ہے آپ رضائی میں پڑے ہیں اٹھ نہیں سکتے تو اندر پڑے پڑے دعا کریں یہ بھی بڑی بات ہے۔ بار بار یہی دعا کریں تو اللہ تعالیٰ آسانی فرما دیں گے۔

گناہ چھوڑنے کی دعا کریں:

حضرت رابعہ بصریہ" تہجد میں دعا کیا کرتی تھیں کہ تو آسمان کو زمین پر

کرنے سے روکے ہوئے ہے تو مجھ پر شیطان کو مسلط ہونے سے روک دے۔ یہ دعائیں کیسے قبول ہوتی ہیں اس کا طریقہ یہ ہے کہ ہر روز اٹھے تو یہ تمنا ہو کہ آج میرا دن گناہوں سے پاک گزرے۔ جب آپ گناہ کرنا چھوڑ دیں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کی دعائیں رد کرنا چھوڑ دے گا۔ جب آپ ویسے بن جائیں گے جیسے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ویسے معاملہ فرمادیں گے جیسے آپ چاہیں گے۔

؎ خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے



مجلس 45

روحانیت کیا ہے

یکم مئی 1997 کو اجتماع کے موقع پر ایک خصوصی مجلس میں مندرجہ ذیل معارف ارشاد فرمائے۔

تصوف کیا ہے؟

حضرت جی دامت برکاتہم نے فرمایا حضرت مولانا سید سلیمان ندویؒ جب حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ سے بیعت ہوئے تو حضرت تھانویؒ سے پوچھا، حضرت یہ تصوف کیا ہے؟ حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ اپنے آپ کو مٹا دینے کا نام تصوف ہے۔ مٹانے کا کیا مطلب ہے؟ انسان ہر وقت اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے نام پر قربان کرنے کے لئے تیار رہو۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ سالک جب تک ہالک نہ بنے تو واصل نہیں ہو سکتا۔

جو دیکھی ہسٹری اس بات کا کامل یقین آیا
جسے مرنا نہیں آیا اسے جینا نہیں آیا

توبہ کیا ہے؟

[حض]رت جی نے ارشاد فرمایا، مقامات عشرہ میں توبہ پہلا قدم ہے۔

استغفار گناہوں پر نادم ہونے کا نام ہے۔ مشائخ کرام نے توبہ اور انابت کو واضح کیا ہے۔ یہ توبہ وانابت اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کا نام ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ (جس نے میری طرف رجوع کیا) عبدمنیب کہتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا شوق ہو

زہد کیا ہے؟

توبہ وانابت کا ذکر فرمانے کے بعد حضرت جی دامت برکاتہم نے مقامات عشرہ میں سے زہد کی وضاحت فرمائی۔ ارشاد فرمایا، مقامات عشرہ میں دوسرا قدم زہد ہے۔ اس کے بعد ریاضت ہے۔ زہد کو ریاضت ومجاہدہ پر مقدم کیا گیا ہے۔ زہد کیا ہے؟ زہد آرزؤں کا کم کرنا ہے۔ ایک امیر آدمی بھی زاہد ہوسکتا ہے اور ایک غریب آدمی بھی زاہد ہوسکتا ہے۔ زاہد کا مطلب ہے کہ دنیا کی لذات کو ترک کرنے والا۔ امام شافعیؒ فرماتے تھے کہ اگر کوئی یہ وصیت کر جائے کہ میری وراثت اسے دیں جو دنیا کا سب سے زیادہ عقلمند ہے تو اسے دینی چاہیے جو زاہد ہو۔ یہ فقہ کا مسئلہ ہے۔

زاہد کا کمال کیا ہے؟

حضرت جی دامت برکاتہم نے زہد کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا، دنیا وآخرت سوکنیں نہیں بلکہ بہنیں ہیں کہ دونوں ایک نکاح میں ایک ہی دفعہ نہیں آسکتیں۔ زہد کیا ہے؟ دنیا کی تمنائیں نہ ہو یہ زہد ہے۔ مثلاً جس ماں کا جوان بیٹا فوت ہو جائے تو اس کے چاؤ چونچلے ختم ہو جاتے ہیں۔ سب کام کرتی ہے مگر پہلے والا ناز نخرہ دور ہو جاتا ہے اسی طرح اللہ والے بھی بظاہر دنیا میں ہوتے ہیں مگر وہ حقیقتاً یہاں نہیں ہوتے بلکہ ان کی ساری زندگی آخرت کے

لئے ہوتی ہے۔ حضرت ابوبکرؓ کے فنائے ارادہ کا یہ کمال تھا کہ ان کی دنیا کی آرزوئیں وتمنائیں ختم ہوگئی تھیں۔ حضور علیہ نے فرمایا کہ جو کوئی کسی مردہ، زمین پر چلتا پھرتا دیکھنا چاہے وہ ابن ابوقحافہؓ کو دیکھے۔ یہ زہد کا کمال ہے کہ انسان کی آرزوئیں اور تمنائیں ختم ہو جائیں اور انسان صرف اور صرف سب کچھ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے کرے۔

اس دور کا سب سے بڑا فتنہ کیا ہے؟

حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا کہ زہد کا تعلق ظاہری چیزوں سے نہیں بلکہ اندر سے ہے۔ جیسے حضرت اورنگزیبؒ عالمگیر ہیں اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ ہیں گو یہ حضرات محلات میں رہتے تھے مگر قلب میں زہد تھا۔ بعض لوگ دنیا میں غربا میں سے ہوں گے مگر قیامت والے دن وہ فرعون وقارون کے ساتھ ہوں گے کیونکہ وہ فرعون وقارون کی طرح مال کی ہوس اپنے دل میں رکھتے تھے۔ اس دور کا سب سے بڑا فتنہ مال ہے۔ بہت سے لوگوں کی یہ خواہش ہے کہ اسے بھی قارون کی طرح بہت سا مال ودولت ملے۔ يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِىَ قَارُوْنَ بعض اوقات انسان مختلف آرزوئیں کرتا ہے مگر ساری آرزوئیں کب پوری ہوتی ہیں حالانکہ یہ سب فانی چیزیں ہیں۔ بعض لوگوں کی خواہش تو اس شعر کا مصداق ہوتی ہے

ہزاروں خواہش ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے
بہت نکلے میرے ارماں لیکن پھر بھی کم نکلے

تصوف وسلوک کا مقصد:

کسی آدمی نے عرض کیا، پروفیسر قادری صاحب تصوف کا کورس کرواتے

ہیں یہ کیسا ہے؟ ارشاد فرمایا وہ معلومات کو عبور کرواتے ہیں، خالی باتیں ہی باتیں ہیں تصوف وسلوک کوئی کورس نہیں ہے بلکہ محبت الٰہی کی منازل طے کرتے ہوئے مختلف کیفیات کا نام ہے۔ تصوف وسلوک کا تعلق معلومات سے کم ہے اور کیفیات سے زیادہ ہے۔ پروفیسر قادری صاحب 15 دن کا تصوف و سلوک کا کورس کرواتے ہیں وہ خالی معلومات فراہم کرتے ہیں۔ جذبات، کیفیات اور صفات کا حصول اتنی جلدی نہیں حاصل ہوتا۔ تصوف وسلوک تو اخلاق محمدی ﷺ کا نام ہے، اپنے اندر اعلیٰ اخلاق حمیدہ پیدا کرنے کو تصوف و سلوک کہتے ہیں۔ کتنا بڑا المیہ ہے کہ انہوں نے حال کو قال میں تبدیل کر دیا ہے۔ گفتار کا غازی بننا اور چیز ہے اور کردار کا غازی بننا اور چیز ہے۔

اقبال بڑا اپدیشک ہے من باتوں میں موہ لیتا ہے
گفتار کا تو غازی بن گیا کردار کا غازی بن نہ سکا

تصوف کا خلاصہ:

حضرت امام حسن بصریؒ نے فرمایا کہ ہم نے تصوف کو قیل وقال سے نہیں سیکھا بلکہ ترک دنیا و ترک لذات سے سیکھا ہے۔ ایک دفعہ ایک صوفی نے ایک بادشاہ سے کہا کہ اے زاہد! بادشاہ نے کہا، کیوں مذاق کر رہے ہیں میں زاہد کیسے ہوں؟ اس صوفی نے کہا کہ تو اتنی سی دنیا پر قناعت کئے ہوئے ہے اور ہماری آخرت پر نظر ہے، تو قلیل پر نظر رکھے ہوئے ہے اور ہم آخرت جو لا محدود ہے اس پر نظر رکھے ہوئے ہیں۔ اس لحاظ سے تو زاہد ہی ہے۔

حوصلہ افزائی:

حضرت جی دامت برکاتہم نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا انسان یہ نہ

سوچے کہ میں کھاؤں گا کہاں سے؟ زاہد کو تو یہ سوچنا چاہئے کہ میں مصلی پر بیٹھ کر کون سی عبادت کروں گا۔ دنیا کی لذتوں سے دل نہیں لگانا چاہئے۔ راولپنڈی کی جماعت سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ جیسے آپ لوگوں نے گھر چھوڑا ہے اللہ تعالی کے ہاں ایک ایک قدم کی قیمت لگے گی۔ اللہ تعالی کے فرشتے بڑے ماہر ہیں وہ بھولتے نہیں ہیں۔ حساب کتاب میں بڑے ماہر ہیں یہاں کے اکاؤنٹنٹ تو پرچیاں بھول جاتے ہیں فرشتے ایسا نہیں کر سکتے۔

عزم وہمت کی برکات:

ارشاد فرمایا کہ اگر انسان ہمت سے کام لے اور اپنے ارادہ کے ساتھ نیکی پر قدم اٹھائے اور پھر واپسی کا سوچے بھی نہ تو اللہ تعالی ضرور مدد فرما دیتے ہیں۔

امریکہ میں ایک لڑکی برقعہ پہنتی تھی اور ہاتھوں میں دستانے اور پاؤں میں جرابیں پہنتی تھی۔ ایک دفعہ جا رہی تھی کہ امریکی پولیس نے گھیر لیا اور اس کی تلاشی لینا چاہی۔ اس نے کہا کہ ہمارا اسلام کا لباس ہے آپ اس کو مجھ سے نہیں اتروا سکتے۔ کافی دیر کے بحث مباحثے کے بعد اسے امریکی قوانین سے مستثنی قرار دے دیا گیا۔ عدالت کے ذریعے اسے باقاعدہ اپنا جسم سو فیصد چھپانے کی اجازت مل گئی۔ امریکہ Country of Freedom ہے ہمیں دعوت وتبلیغ کے سلسلے میں ان کی ان رعایتوں سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔

کردار:

حضرت جی دامت برکاتہم نے یورپی معاشرے کی حالت زار کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ تقوی، طہارت، اتباع سنت وغیرہ یہ چیزیں دیکھ کر

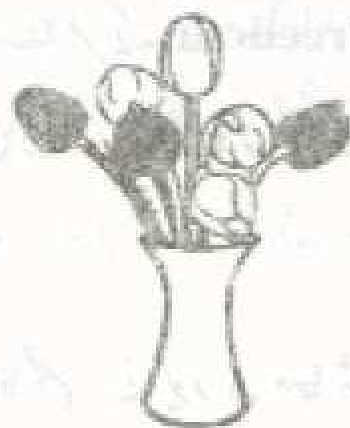
وہاں کے کچھ لوگ واپس آ رہے ہیں اور اسلام بھی قبول کر رہے ہیں۔ اب وہ معاشرہ اپنی مادر پدر آزاد زندگی سے خود تنگ آ گیا ہے۔

جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

پہلے تو میاں بیوی ایک دوسرے کو شراب کوک کی طرح پلاتے تھے اب وہاں کے حالات بھی کچھ بدل رہے ہیں۔ اگر ہم مسلمان اپنا کردار درست کر لیں تو وہ لوگ ہمارے عمل و کردار کو دیکھ کر بڑی جلدی مسلمان ہو جائیں۔ غیر مسلموں کے مسلمان ہونے میں بے عمل مسلمانوں کا گھٹیا کردار بڑی رکاوٹ بنا ہوا ہے۔

قیامت کا خوف:

اس مجلس کے آخر پر حضرت جی دامت برکاتہم نے 1997 کے اجتماع کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جھنگ میں اس محلہ میں جس میں دارالعلوم جھنگ ہے اجتماع رکھا۔ لوگوں کا ہم پر حق ہے اہل محلہ کا تقاضا تھا۔ میں ڈر گیا کہ ان کے تقاضا کے باوجود یہاں اجتماع نہ رکھا تو قیامت کے دن میں پکڑ نہ ہو جائے۔



مجلس 46

رونا دھونا

1997ء میں یہ مجلس علمائے کرام کے ساتھ منعقد ہوئی۔ حضرت جی نے تصوف وسلوک کے حقائق ومعارف بیان کئے اور خاص طور پر رونے کی اہمیت کو اجاگر کیا۔

سلوک نقشبندیہ:

حضرت جی نے ارشاد فرمایا کہ دوسرے روحانی سلاسل میں محنت ومجاہدہ کے ذریعے سلوک طے کرواتے ہیں ہمارے سلسلہ نقشبندیہ کے مشائخ کہتے ہیں کہ ہم جذبہ کے ذریعہ سے سلوک طے کرواتے ہیں۔ جتنا اتباع سنت ہوگا اتنا ہی جذبہ زیادہ ہوگا۔

جذبہ کیا ہے؟ ذوق وشوق اور محبت الٰہی کو جذبہ کہتے ہیں جس پر شوق اتنا غالب ہو جائے کہ وہ نیکی کی طرف کھنچتا چلا جائے وہ مجذوب سالک ہوتا ہے۔ ہمارے مشائخ بیعت کرنے سے پہلے دیکھتے ہیں کہ سالک محبوب ہے یا محب ہے۔ اگر جذبہ غالب ہے تو محبوب ہے اگر جذبہ غالب نہیں تو محب ہے۔ ارشاد فرمایا کہ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبندیؒ نے فرمایا کہ ہمارے سلسلہ

میں محرومی نہیں ہے۔ اگر سالک محنت و کوشش سے آگے بڑھتا رہے، ساتھ ساتھ دعائیں کر کے قدم آگے بڑھاتا رہے تو محروم نہیں رہے گا۔ ہمارے سلسلہ نقشبندیہ میں بھی رونا دھونا ہوتا ہے مگر عاشق کی طرح مستقل رونا دھونا نہیں ہوتا بلکہ محبوبیت غالب رہتی ہے۔

ساری چمک دمک انہیں موتیوں سے ہے
آنسو نہیں تو عشق میں کچھ آبرو نہیں
آئینہ دل کی جلا ہے رونا
اور دیدہ مردم کی ضیاء ہے رونا
پوچھا جو علاج اس کا تو مسیحا نے کہا
ہر درد کی دنیا میں دوا ہے رونا

مبتدی اور متوسط زیادہ روتے ہیں:

حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا، مبتدی اور متوسط سالک زیادہ روتے ہیں۔ منتہی کو مقام حیرت نصیب ہوتا ہے۔

یمن سے ایک وفد آیا تو اس میں ایک نوجوان بہت رویا۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ کُنَّا مِثْلَکُمْ وَ لٰکِنْ قَسَتْ قُلُوْبُنَا (ہم بھی شروع میں رویا کرتے تھے اب ہمارے دل سخت ہو گئے) اس طرح حضرت ابوبکرؓ نے عاجزی کا اظہار فرمایا۔

رونے والی آیت:

ارشاد فرمایا، قرآن پاک کی اس آیت پر شاید ہی کبھی ہمیں عمل نصیب ہوا ہو۔ سُجَّدًا وَّ بُکِیًّا (وہ سجدہ کرتے ہیں روتے ہوئے) کیا ساری زندگی ہم

اس آیت پر عمل کیے بغیر مر جائیں گے؟ کبھی تو زندگی میں اس پر عمل نصیب ہو جائے، کبھی تو اس آیت پر عمل کرنے کی کوشش کر لیں اور روتے ہوئے سجدے میں گر جائیں۔

دل میں رقت ونرمی کیسے آتی ہے؟

حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا، دل میں رقت ونرمی مراقبے کی کثرت سے پیدا ہوتی ہے۔

بے وضو عشق و محبت میں عبادت ہے حرام
خوب رو لیتا ہوں آقا کے ذکر سے پہلے

اہل اللہ اپنی عبادات میں آنسوؤں سے خوب رو لیتے ہیں اس آنکھ کا ہی کیا فائدہ جو عشق الٰہی میں نہ روئے۔

عاشق دا کم رونا دھونا
بن رون نہیں منظوری
دل رووے چاہے اکھیاں روون
وچ عشق دے روون ضروری
کوئی تے روندے دید دی خاطر
کوئی روندے وچ حضوری
اعظم عشق وچ رونا پیندا
بھاویں وصل ہوئے بھاویں دوری

مجلس 47

مجاذیب کی پراسرار دنیا

حضرت جی دامت برکاتہم نے بعد نماز فجر مدینہ مسجد میں 8\2\98 کو درج ذیل ارشادات فرمائے۔ اس کا موضوع تھا مجاذیب کی پراسرار دنیا۔ اس کے اہم پوائنٹ اس عاجز نے نوٹ کیے کیونکہ یہ سب ارشادات ٹیپ ہو گئے تھے۔

خدائی نظام:

حضرت جی نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی عادت یہی رہی ہے کہ دنیا کا نظام اسباب کے مطابق ہی چلاتے ہیں۔ پیر استاد بھی سبب ہیں جن سے روحانیت سیکھی جاتی ہے اور اپنی اصلاح کروائی جاتی ہے۔ کبھی کبھی اپنی قدرت کا بھی مظاہرہ فرما دیتے ہیں۔ جس طرح فرشتے اللہ تعالیٰ کے مختلف کاموں میں مشغول ہیں اسی طرح کچھ آدمی بھی کائنات کے انتظام و انصرام پر متعین ہیں۔

خدائی نظام کے تین حصے ہیں:

(1) عوام (2) قطب ارشاد (3) قطب مدار

قطب مدار:

جیسے فوج کا کام انتظام ہے۔ اسی طرح یہ بندے بھی کائنات میں مختلف مادی کاموں پر متعین ہوتے ہیں۔ ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نیم بے ہوشی کی حالت طاری کر دی جاتی ہے۔ لوگ انہیں مجذوب یا مجنون کہتے ہیں۔ پاگل آدمی کو علما کرام نے لکھا ہے کہ احترام انسانیت کی وجہ سے جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ پھر کیا جو اللہ والا شریعت وسنت کی پابندی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو جہنم میں ڈال دے گا۔

تقویٰ و پرہیزگاری کے پھول:

حضرت نظام الدین اولیاؒ نے ایک مزار پر مراقبہ کیا۔ دیکھا کہ ایک بیل پر پھول بوٹے لگے ہوئے ہیں۔ عرض کی، یا اللہ! تو بیل پر اتنی جلدی پھول لگا دیتا ہے یا اللہ! مجھے بھی تقویٰ و پرہیزگاری کے پھول لگا دے۔ چنانچہ دعا قبول ہوئی۔

پیالے میں چاند:

حضرت شاہ ولی اللہؒ کے والد اپنے آپ کو چھپاتے پھرتے تھے۔ فوجی لباس پہن لیا کرتے تھے۔ ایک مجذوب نے دیکھا تو کہا کہ جس طرح چاند پیالے میں نہیں چھپ سکتا اسی طرح جتنا چاہو اپنے آپ کو چھپاؤ آپ چھپ نہیں سکیں گے۔

مجذوب و مجنون میں فرق:

مجنون ہمیشہ بے چین نظر آئے گا مگر مجذوب میں بے چینی نظر نہیں آئے گی

مجذوب پر اطمینان غالب ہوگا۔ جو پیدائشی مجذوب ہوا سے وہی مجذوب کہتے ہیں کئی مجذوب وہ ہوتے ہیں کہ سلطان الاذکار پر جا کر ایسی حالت طاری ہوئی کہ جذب میں چلے گئے ان پر مجذوبی حالت طاری ہو جاتی ہے۔

تسلیم ورضا:

ارشاد فرمایا کہ قطب ارشاد اولیاء اللہ میں افضل ہوتا ہے۔ قطب مدار اپنے کاموں کی رپورٹ قطب ارشاد کو دیتا ہے۔ ایسے اہل اللہ کی ہر بات میں کوئی نہ کوئی حکمت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان پر اپنی خصوصی مہربانیاں فرماتے ہیں۔ یاد رکھیں! کوئی عارف جتنا بڑا ہوگا اتنا ہی زیادہ مؤدب ہوگا، اتنا ہی زیادہ وہ صاحب تسلیم ورضا ہوگا۔ وہ اپنا ہر قول وفعل اللہ تعالیٰ کے لئے سرانجام دے گا۔

اللہ تعالیٰ کے حسن وجمال کی اس پر خصوصی تجلیات پڑ رہی ہوتی ہیں۔

حسن کا انتظام ہوتا ہے
عشق کا یونہی نام ہوتا ہے

شیخ کو اپنے حالات ضرور بتانے چاہئیں:

حضرت جی دامت برکاتہم نے فرمایا ہر وہ چیز جہاں آپ رہبری چاہتے ہیں شیخ کو بتانا چاہئے کم از کم دعائیں تو مل جائیں گی۔ شیخ کو اچھے حالات سنائیں یا نہ سنائیں لیکن برے حالات اور خراب حالات ضرور سنانا چاہئے۔ اگر سنانے کی ہمت نہیں پڑتی تو کاغذ پر لکھ کر شیخ کو دے دینا چاہئے تاکہ وہ ان حالات میں آپ کی رہبری کر سکے ورنہ کم از کم دعائیں تو ضرور ملیں گی۔

رابطہ کی برکات:

حضرت جی دامت برکاتہم نے ایک واقعہ سنایا جو کہ رابطہ شیخ کی برکات پر

مشتمل ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارے ایک دوست فاضل صاحب ہیں بہت فون کرتے ہیں، بہت زیادہ رابطہ رکھتے ہیں۔ گھر میں میاں بیوی محبت شیخ کی باتیں بڑے والہانہ انداز سے کر رہے تھے اور انہیں ایک فیکٹری خریدنے کے سلسلہ میں مسئلہ درپیش تھا کہ اگر حضرت کا پتہ ہوتا کہ کہاں ہیں تو ان سے رہنمائی حاصل کر لیتے۔ اس عاجز کا امریکہ سے تین منٹ بعد فون آ گیا اور جو وہ مشورہ لینا چاہتے تھے انہیں مل گیا۔ یہ رابطہ کی برکات ہیں۔

عقیدت اور محبت میں فرق:

حضرت جی دامت برکاتہم نے ایک واقعہ سنایا کہ فیصل آباد میں ایک عالم تھے، تین ہزار مقتدی عقیدت کے درجے میں تھے محبت کے درجے میں نہ تھے۔ ان کو سو سے بھی کم ووٹ پڑے۔ اس لئے وہ عالم صاحب الیکشن ہار گئے۔ انہیں غلط فہمی ہو گئی تھی انہوں نے عقیدت والوں کو بھی محبت والے سمجھ لیا تھا۔ عام طور پر اکثر مرید بھی عقیدت والے ہی ہوتے ہیں کیونکہ عقیدت والوں کی تو حالت یہ ہوتی ہے کہ اپنی بے علمی کی وجہ سے ذرا سی شیخ کی کوئی بات سمجھ میں نہ آئی تو دل میں بدظنی شروع کر دیں گے جس سے محروم رہ جاتے ہیں۔ شیخ اپنے علم اور تقویٰ اور اپنے اعلیٰ مقام کی وجہ سے کسی اچھی نیت سے کوئی عمل کر رہا ہوتا ہے عقیدت والا خواہ مخواہ بدظن ہو جاتا ہے۔ حالانکہ یہ بات دل میں رکھنی چاہئے کہ میرا شیخ تو استقامت والا ہے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کا مقبول ہے ضرور اس کی اس بات یا کام میں کوئی حکمت ہے جو مجھے سمجھ نہیں آ رہی ہے۔ اسی لئے حضرت تھانویؒ نے بڑے پتے کی بات لکھی ہے کہ روحانیت میں کوئی گناہ اتنا خطرناک نہیں ہوتا جتنا بدظنی خطرناک ہوتی ہے۔

مجلس 48

معاشرتی اصلاح

اخلاص کی کیا نشانی ہے؟

ارشاد فرمایا، تمام اعمال تب قبول ہوں گے جب ان میں خلوص ہو، اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہو۔ جو نفلی عمل جتنا زیادہ خفیہ ہوگا اتنا ہی زیادہ اس میں خلوص ہوگا۔ پھر اس ضمن میں حضرت امام زین العابدینؒ کا واقعہ سنایا کہ جب امام صاحب فوت ہوئے تو کندھے پر نشانات موجود تھے، لوگ حیران ہوئے کہ یہ کس چیز کے نشانات ہیں۔ بعد میں پتہ چلا کہ بیواؤں یتیموں کے لئے کندھے پر مشک لاد کر پانی لاتے تھے جس کی وجہ سے نشانات بن گئے تھے۔

مخلص کون ہے؟

ارشاد فرمایا، مخلص آدمی اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ مخلصین کے اعمال کو رائیگاں نہیں فرماتے۔ اعمال اخلاص سے کرنے ہیں اور پھر پوری زندگی اس اخلاص کی حفاظت کرنا چاہئے۔ حضرت عائشہؓ کا واقعہ ہے کہ جب صدقہ خیرات کرتیں تو جسے صدقہ خیرات دیتیں وہ لوگ دعائیں دیتے۔ آپ

انہیں دعاؤں کو دہرا دیتیں کہ کام برابر ہو جائے اور کہتیں، رضائے الٰہی تو اللہ تعالیٰ سے مانگتی ہوں ۔ جو کام اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کیا جائے وہی اخلاص والا عمل ہے ۔ ہماری تو یہ حالت ہے کہ کہتے پھرتے ہیں جو ہمارے ساتھ اچھا ہم اس کے ساتھ اچھے ۔ یہ تو عبادت نہیں ہے یہ تو تجارت ہے، اچھا اور مخلص تو وہ ہے جو بروں سے بھی اچھا ہو۔

ہمت سے کام کریں:

ارشاد فرمایا، ایک انتہائی ضروری بات ہمیشہ یاد رکھیں کہ ہر عمل اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے کرنا چاہئے ۔ کسی بھی عمل میں کسی مخلوق کو خوش کرنے کا خیال نہ آئے بلکہ ہر عمل میں اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا خیال ہو۔ ایسے نیک عمل بندے کی گمشدہ چیز ہوتے ہیں ۔ یاد رکھیں ! نیکی کو چھوٹا سمجھ کر چھوڑنا نہیں چاہئے اور برائی کو چھوٹا سمجھ کر کرنا نہیں چاہئے ۔ مومن ہر وقت دیکھتا ہے کہ میرا عمل اخلاص والا ہے یا نہیں ۔ ہمارے اندر برے آدمی جتنی تو ہمت ہونی چاہئے، اگر برا آدمی برائی کو نہیں چھوڑتا تو پھر نیک آدمی کو بھی ہمت سے کام لینا چاہئے اور نیکی کو نہیں چھوڑنا چاہئے۔

طالبات کو خصوصی نصیحت:

حضرت جی دامت برکاتہم نے بڑے سوز کے ساتھ نصیحت فرمائی کہ عام طور پر معاشرے میں دیکھا گیا ہے کہ جہاں بھی چند لوگ مل کر رہیں گے تو وہیں بدگمانی، بدزبانی اور پتہ نہیں کیا کیا ہوتا ہے ۔ جو لوگ عام طور پر ایک دوسرے کے قریب رہتے ہیں ان کی ایک دوسرے کی کمزوریوں پر نظر ہوتی ہے پھر ان

کمزوریوں کی وجہ سے ایک دوسرے سے دل میں نفرت شروع کر دیتے ہیں یا دوسرے کو کمتر سمجھنا شروع کر دیتے ہیں۔ حالانکہ ہونا تو یہ چاہیے کہ کسی کی کمزوری یا خامی دیکھ کر ترس آئے اور انتہائی دلسوزی کے ساتھ اس کی اصلاح کی دعائیں مانگی جائیں۔ بعض جگہ دیکھا گیا ماں بیٹی کا رشتہ ہے مگر ایک دوسرے سے لڑتی ہیں، شاگرد آپس میں لڑیں گے، طالبات آپس میں ایک دوسرے کی خامیاں دیکھتی رہتی ہیں۔ یاد رکھیں! اگر دوسروں کی خامیاں دیکھتی رہیں گی تو ان خامیوں کا عکس آپ پر بھی پڑے گا اور آپ کے اندر بھی خامیاں ہی خامیاں بھر جائیں گی، اگر دوسروں کی خوبیوں پر نظر ہوگی تو ان خوبیوں کا اثر آپ کی زندگی پر بھی پڑے گا۔ بزرگانِ دین کی نظر دوسروں کی خوبیوں پر ہوتی ہے اگر بفرضِ محال کسی کی برائی پر بھی نظر پڑی تو اس سے بھی عبرت حاصل کرتے ہیں۔ حضرت شیخ سعدیؒ سے کسی نے پوچھا، آپ نے اتنی عقل و سمجھ کہاں سے سیکھی؟ فرمایا، بے وقوفوں سے سیکھی ہے۔ پوچھنے والے نے سوال کیا وہ کیسے؟ فرمایا جب کسی کی غلطی پر نظر پڑتی ہے تو سوچتا ہوں کہ میں نے یہ نہیں کرنی ہے جس سے مجھے عبرت اور سمجھ حاصل ہوتی ہے۔ طالبات سے خصوصی طور پر تاکید ہے کہ آپ کی نظر دوسروں کی خوبیوں پر پڑنی چاہیے اور اپنی برائیوں پر پڑنی چاہیے۔ جتنی ایک دوسری کی اچھائیوں پر نظر ہوگی اتنی ہی اللہ تعالیٰ کے لئے محبت بڑھے گی۔ اگر آپ لوگوں کی ایک دوسرے کی خامیوں پر نظر پڑے گی تو ہزاروں خامیاں نکل آئیں گی کیونکہ ہر ایک میں خامیاں بھی ہوتی ہیں۔

مسلمان کون ہے:

ارشاد فرمایا کہ ہماری اچھائی برائی کا اندازہ اس سے لگایا جائے گا کہ

ہمارے اردگرد کتنے انسان ہم سے خوش ہیں یا ناراض ہیں، ہمارے اردگرد کے لوگوں کو ہم سے تکلیف پہنچ رہی ہے یا فائدہ پہنچ رہا ہے۔ سوچیں مسلمان کی تعریف کیا ہے؟ حدیث شریف میں مسلمان کی تعریف یہ آئی ہے کہ ''مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں''، مطلب یہ کہ ہمارے ہاتھ اور زبان سے کسی دوسرے کو تکلیف نہ پہنچے تو پھر ہم صحیح مسلمان ہیں ورنہ کچھ اور ہیں۔

یہ شہادت گہہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلمان ہونا

مومن کون ہوتا ہے؟

ارشاد فرمایا، ہماری اکثر پریشانیاں ہمارے اعمال کی وجہ سے ہوتی ہیں جس طرح درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے اسی طرح انسان اپنے عمل سے پہچانا جاتا ہے۔ یہی کام بڑا مشکل ہے کہ ہم دوسروں کو سکون نہیں پہنچا پاتے۔ لڑائی جھگڑا بہت مکروہ اور بے برکت چیز ہے، دو صحابہؓ کے مباحثے کی وجہ سے حضور ﷺ سے شب قدر کا تعین اٹھا دیا گیا۔ معافی اور درگزر تو ہمارے اندر سے ختم ہوتی جا رہی ہے۔ مومن کون ہے؟ ذرا قرآن سے پوچھئے و الکاظمین الغیظ و العافین عن الناس واللہ یحب المحسنین (غصہ کو پی جانے والے اور لوگوں کو معاف کر دینے والے اور اللہ تعالیٰ تو نیکوں سے محبت کرتا ہے)

شاگردوں کی اصلاح:

ارشاد فرمایا، استاد جو اپنے شاگردوں سے ناراض ہوتے ہیں ان کا مقصد

اصلاح ہوتا ہے۔ استاد کا مقصد کوئی انتقام لینا نہیں ہوتا، اگر استاد انتقام لینے والا بنے گا تو اخلاص بھی رخصت ہو جائے گا۔ استاد کو نبی ﷺ کے ساتھ معلم ہونے کی نسبت حاصل ہوتی ہے اس لئے معلم کے لئے بھی ضروری ہے کہ شاگرد کو صرف اور صرف اللہ کی خاطر ڈانٹ ڈپٹ پلائے۔ اپنی انا کا مسئلہ نہ بنائے، خواہ مخواہ رعب داب بھی نہ جمائے بلکہ اپنے ہر کام میں شاگرد کی اصلاح مقصود ہو، اگر شاگرد کو ڈانٹے تو سنت یہی ہے کہ حضور ﷺ کی طرح اس کے لئے دعا بھی کرے۔ کیونکہ استاد کی دعائیں شاگردوں کے لئے بڑی جلدی قبول ہوتی ہیں۔ شاگرد کو بھی چاہئے کہ وہ یہ نہ سوچے کہ میری کیا غلطی ہے۔ غلطی ہو یا نہ ہو ہر صورت میں اپنے کو خطا کار سمجھے اسی میں شاگرد کی بہتری بھلائی ہے اس سے عاجزی پیدا ہوتی ہے جو تمام نیکیوں کی جڑ ہے۔

عاجزی و انکساری میں کیسی لذت ہے
یہ رئیس و نواب کیا جانیں

عاجزی و انکساری میں اخلاص کتنا ہے اس کا پتہ اس وقت چلتا ہے جب بلا وجہ اور بلا قصور بھی ڈانٹ کھا کر شاگرد خوش رہے بلکہ ساتھیوں کی کڑوی کسیلی سن کر بھی انسان غصہ نہ کرے تو یہ اخلاص کی علامت ہے۔

اداروں کی اصلاح:

ارشاد فرمایا، جہاں بڑے بڑے اداروں میں جاؤ تو چھوٹی چھوٹی باتوں کی وجہ سے مخالفت پیدا کر لیتے ہیں۔ اپنے غصہ کی وجہ سے خود بھی پریشان ہوتے ہیں اور دوسرے ساتھ والوں کو بھی پریشان کرتے ہیں۔ کسی عارف نے کہا ہے کہ جو کوئی اپنا ایک مخالف پیدا کر لیتا ہے وہ اپنا سکون خود ہی برباد کر

لیتا ہے۔ہم دوسروں کی خامیاں ڈھونڈتے پھرتے ہیں کیا ہماری برائی کی وجہ سے دوسرے ہماری خامیاں نہیں ڈھونڈیں گے۔ یہ بات یاد رکھیں کہ انسان جیسا بوئے گا ویسا ہی کاٹے گا۔ **As you sow so shall you reap.**

میاں بیوی کی اصلاح:

ارشاد فرمایا، بہت سے گھروں میں لوگ بظاہر میاں بیوی بن کر زندگی گزار رہے ہوتے ہیں مگر ایک دوسرے کی کمزوریاں ڈھونڈ رہے ہوتے ہیں۔جو دنیا میں جتنی جلدی معاف کردے گا قیامت میں جلدی معاف کردیا جائے گا۔ جو اللہ تعالیٰ کے لئے غصے کا ایک گھونٹ پی جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ہر گھونٹ کے بدلے اپنا دیدار نصیب فرمائے گا۔ان باتوں پر عمل کرنے سے میاں بیوی کی بہت جلدی اصلاح ہو جائے گی ، آپس میں پیار ومحبت پیدا ہوگا۔ یہ تجربہ شدہ باتیں ہیں ذرا ان پر عمل کرکے دیکھیں پھر سکون ہی سکون ہے۔میاں بیوی ہمیشہ اس بات کا استحضار رکھیں کہ جس درخت پر پھل نہ ہو تو وہ کسی کام کا نہیں اسی طرح جس میں اخلاق نہ ہو وہ بھی کسی کام کا نہیں ہے۔

میاں بیوی میں ان صفات کا ہونا ضروری ہے۔

- ایثار، دوسرے کی ضرورت کو مقدم کرتے ہوئے اپنی ضرورت کو دبا لینا ایثار کہلاتا ہے۔
- تحمل، اپنے اندر صبر و برداشت پیدا کرنا تحمل کہلاتا ہے۔

عوام کی اصلاح:

ارشاد فرمایا، آج کل خود غرضی کی انتہا ہوگئی کہ ہم کسی کو خوش نہیں دیکھ

سکتے ۔ دوسروں کے منہ کا لقمہ بھی چھیننا چاہتے ہیں ، حالانکہ اپنا پیٹ بھرا ہوا ہوتا ہے ۔ صحابہ کرامؓ اور ہم میں بڑا فرق یہ ہے کہ وہ دین سیکھتے ، پڑھتے ہی نہیں تھے بلکہ اسے اپنی ضرورت سمجھتے تھے اور ہم اگر پڑھتے ہیں تو عمل نہیں کرتے ۔ جب تک صحابہ کرامؓ والے اخلاق پیدا نہیں ہوں گے ہم صحیح مسلمان نہیں بن سکتے ۔ ہم اپنوں کے ساتھ اور دوسروں کے ساتھ سلوک کرنے کا پیمانہ ہی بدل دیتے ہیں ۔ کسی گھر میں ماں بیٹی میں لڑائی ہو جائے تو تھوڑی دیر بعد صلح ہو جاتی ہے اگر ساس بہو میں لڑائی ہو جائے تو ہمیشہ کی لڑائی بنا لی جاتی ہے ۔ اسے اپنی بیٹی کی طرح کیوں نہیں سمجھتی ؟ اگر اپنی بیٹی کی ہزاروں غلطیوں کو معاف کر دیتی ہے تو بہو کی بھی کچھ معصوم غلطیوں کو معاف کر دینا چاہئے تا کہ گھروں میں سکھ سکون ہو جائے ۔

بچیوں کی اصلاح:

بچیوں کا لڑنا ، بھڑنا ، بغض رکھنا ، دوسروں کو گھٹیا سمجھنا ، بڑے مکروہ گناہ ہیں ان سے توبہ تائب ہونا بہت ضروری ہے ۔ ان گناہوں نے ہمارے اخلاق کا تو جنازہ نکال دیا ہے ۔ اگر آج ہم دوسروں کی غلطیوں کو معاف کریں گے اللہ تعالیٰ ہماری غلطیوں کو معاف کر دے گا ۔ گھروں میں بہنیں آپس میں نسلی تعلق کی وجہ سے لڑائی ختم کر دیتی ہیں مگر آج جامعات میں لڑکیاں اللہ کی وجہ سے اکٹھی ہوئی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی وجہ سے آپس میں بہن بہن کا تعلق ہے اسے مستقل لڑائی کیوں بنا لیتی ہیں ۔ کسی سے خفگی اور ناراضگی رکھنا اور پھر اسے دل میں دشمنی بنا لینا اسے کینہ کہتے ہیں ۔ دل میں کینہ رکھنے والے کو لیلۃ القدر میں بھی معاف نہیں کرتے ۔ یاد رکھیں ، اس رات کو سرھانے پر سر رکھیں اور ساتھ ہی دل سے بغض و کینہ کو بھی نکال دیں ۔

اللہ تعالیٰ کی محبت کی تاثیر:

اللہ تعالیٰ کی محبت باقی تمام چیزوں کو گھاس پھوس کی طرح جلا کر رکھ دیتی ہے پھر ایک اللہ تعالیٰ ہی انسان کے لئے کافی وشافی ہو جاتا ہے۔

ہور کہانی مول نہ بھائیں
الف ہکو ہم بس وے میاں جی
ب ت دی میکوں لوڑ نہ کائی
الف کیتم بے وس وے میاں جی
ذکر اللہ دا چرخہ چلاویں
ہی شابس شابس وے میاں جی
جیندیاں مردیاں یار دی رہساں
وسری ہور ہوس وے میاں جی
رانجھو میڈا تے میں رانجھو دی
روز اول دی ہس وے میاں جی
عشقوں مول فرید نہ پھرسوں
روز نویں ہم چس وے میاں جی

(اور کوئی کہانی مجھے اچھی نہیں لگتی میاں جی۔ الف نے میرا دل چھین لیا ہے۔ مجھے ب ت کی ضرورت نہیں ہے الف (اللہ) نے مجھے بے بس کر دیا ہے۔ ذکر اللہ کی ضرب لگاتے رہنا اس سے تجھے شاباش ملے گی اس سے تجھے شاباش ملے گی ۔ جیتے مرتے میں اپنے یار کی رہوں گی اس کے علاوہ مجھے ہر قسم کی ہوس بھول چکی ہے۔ روز اول سے وہ میرا یار ہے اور میں اس کی یار ہوں۔ اے فرید! میں عشق الٰہی سے ہرگز پیچھے نہیں ہٹوں گا کیونکہ مجھے ہر روز نیا مزہ آتا ہے)

مجلس 49

محبت الٰہی بڑھانے کے طریقے

اللہ تعالیٰ کی نعمتیں:

ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ اپنی صفات میں کامل ہے اور بندہ اپنی صفات میں ناقص ہے، اللہ تعالیٰ نعمتوں کا دینے والا ہے اور بندہ نعمتوں کا لینے والا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ اگر انسان غور و فکر کرے کہ کتنی نعمتیں اللہ نے دی ہیں پہلی نعمت یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انسان بنا دیا، اگر بندر بنا دیتا تو کوئی پکڑے پھرتا ہم پیچھے پیچھے چل رہے ہوتے یا گلیوں میں ناچتے پھرتے، گدھے ہوتے تو بوجھ بھی اٹھاتے اور ڈنڈے بھی کھاتے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ کرم ہے کہ کلمہ نصیب فرمایا باپ انگلی پکڑ کر مسجد میں لے جاتا ہے اچھے ماحول میں کچھ وقت گزر جاتا ہے۔ انسان گناہ پر گناہ کیے جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ مہربانی پر مہربانی فرماتے ہیں اور پردہ پوشی کیے جاتے ہیں۔ ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے، جس نے تیری تعریف کی دراصل اس نے اللہ تعالیٰ کی ستاری کی تعریف کی اس لئے کہ لوگوں سے تیری ایسی ایسی تعریفیں کروا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھانے کے طریقے:

ارشاد فرمایا محبت ہونے کی کئی وجوہات ہوتی ہیں۔

① صفات کامل کی وجہ سے محبت ہو جاتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کے احسانات کو دیکھیں تو جذبہ محبت پیدا ہوتا ہے اس کے علاوہ بھی اللہ کے احسانات ایسے ہیں کہ جنہیں سوچتے رہیں تو اللہ تعالیٰ کی محبت قوی ہوتی جاتی ہے۔

② اللہ تعالیٰ کا انسان کو عزت کا مقام دے دینا یہ بھی اس کا احسان ہے اگر اللہ کسی کو عزت دینا چاہے تو تمام دنیا اکٹھی ہو کر بھی اسے ذلیل نہیں کر سکتی اور اگر اللہ تعالیٰ نے ذلیل کرنا ہے تو گھر بیٹھے بیٹھائے بھی ذلیل کر دیتا ہے۔

③ اللہ کے جسمانی، روحانی اور آفاقی احسانات کو سوچے تو محبت الٰہی بڑھے گی۔

④ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی عزت کو سوچے تو محبت بڑھے گی۔

⑤ انسان ذرا ذلت کا تصور کرے کہ اگر اللہ کسی گناہ کی وجہ سے ذلیل کر دیتا تو کیا بنتا، اس نے گناہوں کو چھپایا ہوا ہے۔ اس کا تصور کرنے سے بھی محبت الٰہی بڑھتی ہے۔

⑥ سوچے مرضی تو اللہ کی پوری ہوتی ہے اس لئے ہمیشہ اللہ کی مرضی کو مدنظر رکھے مثلاً حضرت نوحؑ چاہتے ہیں کہ بیٹا غرق ہونے سے بچ جائے مگر اللہ کی مرضی نہیں تھی اس لئے بچ نہ سکا، حضرت ابراہیمؑ بیٹے کو ذبح کرنا چاہتے ہیں لیکن اللہ ذبح ہونے دینا نہیں چاہتے تو چھری کے نیچے بھی بچا لیا، مرضی اللہ کی پوری ہوئی، حضور ﷺ نے شہد پینا بند کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہونا چاہئے آخر کار مرضی تو اللہ تعالیٰ کی پوری ہوئی۔

7 اللہ کی نعمتوں پر غور و فکر کرتے رہنے سے اللہ کی محبت بڑھتی ہے۔

8 یہ نفسیاتی اصول ہے کہ جس چیز کا تذکرہ زیادہ کیا جائے تو اس کی محبت پیدا ہوتی ہے مثلاً آئس کریم کا کسی نے تذکرہ کیا بس گرمی ہے تو آپ کا دل بھی چاہے گا کہ آئس کریم کھاؤں۔ ذکر ہوا تو آپ کے دل میں محبت نے انگڑائی لی۔ اسی طرح اللہ کے ذکر سے اللہ کی محبت پیدا ہوگی۔

9 اللہ تعالیٰ کے مختلف احسانات کا استحضار رکھنے سے بھی محبت الٰہی پیدا ہوتی ہے۔

10 ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے اس کی محبت کی دعائیں استقامت کے ساتھ کرتا رہے تو بھی محبت پیدا ہوتی ہے۔

تیری دعا ہے کہ ہو تیری آرزو پوری
میری دعا ہے کہ تیری آرزو بدل جائے



مجلس 50

سالک کے لئے انتہائی ضروری باتیں

تین سال کی صحبت:

حضرت جی دامت برکاتہم کی صحبت بابرکات میں کچھ دوست بیٹھے تھے۔ حضرت جی دامت برکاتہم نے بڑے ہی سوز اور درد کے ساتھ فرمایا کہ سچے دل کے ساتھ کوئی سالک تین سال اس فقیر کے ساتھ رہ لے اور حتی الامکان آداب کا پورا خیال رکھے تو انشاء اللہ اس کا کام اللہ تعالیٰ بنا دے گا۔

سالک پھسلتا کہاں ہے؟

حضرت جی دامت برکاتہم نے اس بات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جو کام شیخ نے کسی مرید کے ذمہ لگا دیا اس پر استقامت دکھائی تو اس کا کام بن جائے گا۔ انسان جب سستی کرتا ہے تو شیطان اس کو بہکا دیتا ہے تو انسان غافل ہو جاتا اور وہ کام چھوڑ بیٹھتا ہے۔ اگر مرید استقامت دکھائے تو ہمارے مشائخ اتنے کامل ہیں کہ ان کی ایک توجہ سے سالک کا کام بن جاتا ہے۔

سالک کے لئے انتہائی ضروری باتیں:

حضرت جی دامت برکاتہم نے سالک کے لئے انتہائی ضروری باتوں کا تذکرہ

کرتے ہوئے فرمایا کہ سالک وقوف قلبی کا سب سے زیادہ اہتمام کرے۔ جس طرح کھانا انسان نہیں بھولتا اس طرح وقوف قلبی کو اپنے کھانے پینے سونے اور دوستوں سے ملنے جلنے سے زیادہ اہم سمجھے۔ اگر شیخ کی صحبت میں ہے تو شیخ کے قلب کے ساتھ رابطہ رکھنا ضروری ہے۔ اگر کسی اور مجلس میں ہے تو کوئی سانس غفلت میں نہ گزرے یہ گویا خلوت در انجمن ہے۔ اگر راستہ چل رہا ہے تو نظر بر قدم ہونی چاہئے تاکہ نظر ادھر ادھر بھٹکنے نہ پائے اور ارد گرد کی چیزوں میں الجھ کر نہ رہ جائے، اکثر اوقات یہ بھی کہتا رہے کہ یا اللہ! اپنی محبت، معرفت، رضا اور لقا نصیب فرما

مختصر یہ کہ سالک کو چاہئے کہ ہر دم اللہ تعالیٰ کو یاد رکھے۔ ایسے ایسے لوگ بھی ہیں کہ ان کے حالات سن کر حیرانی ہوتی ہے۔ ایک آدمی کا واقعہ سناؤں کہ اس کو فنا فی اللہ اتنا تھا ایک دفعہ ڈاکٹر کے پاس جانا ہوا، ڈاکٹر صاحب نے نام پوچھا دو تین منٹ گزر گئے اور اب اسے اپنا نام ہی یاد نہیں آرہا، آخر کار عبداللہ ہی لکھوا دیا نام جو بھی ہو مگر سوچا اللہ کا بندہ تو ہوں ہی سہی۔

خاموش مشائخ:

حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے مشائخ بظاہر خاموش ہوتے ہیں مگر ان کے دل کی توجہ بڑی قوی ہوتی ہے۔ کسی نے کہا کہ نقشبندی مشائخ ٹھنڈے ہوتے ہیں، ہائے ہو نہیں کرتے۔ جواب دیا کہ جو اللہ ٹھنڈے اور گیلے درخت سے آگ پیدا کر دیتا ہے وہ ہم ٹھنڈوں سے بھی آگ پیدا کر دیتا ہے۔ ہمارا مقصد تو یہ ہے کہ خاموشی کے ساتھ ہر دم ہر گھڑی اللہ کو یاد رکھیں۔

ہر جگہ یاد یار میں رہنا
چند جھونکے خزاں کے بس سہ لو
پھر ہمیشہ بہار میں رہنا
نور میں ہو یا نار میں رہنا

مجلس 51

آخرت کی فکر

آخرت کی تیاری:

انسانی زندگی ہوا میں رکھے ہوئے چراغ کی مانند ہے اگر بوڑھا آدمی چراغ سحر ہے تو پھر جوان آدمی تو چراغ شام کی مانند ہے کسی بھی وقت کچھ ہوسکتا ہے۔ یہ دنیا پل کی مانند ہے کوئی عقلمند انسان پل پر گھر نہیں بناتا اور نہ ہی اس سے دل لگاتا ہے۔ جس نے آخرت کی تیاری نہیں کی ایسے ہی ہے جیسے کشتی کے بغیر سمندر میں چھلانگ لگا دی۔

زندگی کا جہاز:

ارشاد فرمایا کہ ہم سب کے سب ایک ہی کام کر رہے ہیں وہ یہ کہ موت کی طرف رواں دواں ہیں۔

ایک ہی کام سب کو کرنا ہے
یعنی جینا ہے اور مرنا ہے
رہ گئی بات رنج و راحت کی
یہ فقط وقت کا گزرنا ہے

زندگی میں کبھی خوشی ہے، کبھی غم ہے، کام ہم سب ایک ہی کر رہے ہیں، سفر سب کا جاری ہے، سو رہے ہیں یا جاگ رہے ہیں۔ زندگی کی مثال کچھ اس طرح ہے کہ جیسے بحری جہاز ہوتا ہے اس میں کھانا بھی کھا رہے ہوتے ہیں، پی بھی رہے ہوتے ہیں، گپیں بھی لگا رہے ہوتے ہیں مگر جہاز چل رہا ہوتا ہے اسی طرح ہماری زندگی کا جہاز بھی چل رہا ہے۔

دنیا کی طاقتیں کہاں گئیں:

ارشاد فرمایا، جب انبیائے کرامؑ آئے اور اس دنیا سے چلے گئے۔ جس نبی آخرالزماں ﷺ کی خاطر یہ دنیا بنائی گئی وہ چلے گئے، جن بڑی بڑی قوموں کو اپنی طاقت پر ناز تھا مگر وہ بھی چلی گئیں۔ اللہ تعالیٰ یوں قوموں کی اینٹ سے اینٹ بجا دیتے ہیں۔ کہاں گئے بڑے بول بولنے والے، کہاں گئے تکبر کرنے والے، کہاں گئے اپنی دولت پر فخر و ناز کرنے والے، کہاں گئے اپنی طاقت پر گھمنڈ کرنے والے؟

فرعون نہیں شداد نہیں دنیا میں وہ قوم عاد نہیں
کیا لوط کی امت یاد نہیں کیا نوح کا طوفان بھول گئے

دنیا کے حسینوں کا حال:

ارشاد فرمایا، غور کرو دنیا کے حسینوں پر ایک وقت تھا کہ میلا کپڑا بھی بدن پر برداشت نہیں ہوتا تھا اور اب منوں مٹی کے نیچے دبے پڑے ہیں۔ ان کے زرق برق لباس کدھر گئے، وہ رنگ برنگی محافل کدھر گئیں؟ یہ دنیا ناپائیدار ہے یہاں کوئی مستقل نہیں رہ سکتا عقلمندی کا تقاضا یہی ہے کہ اس دنیا میں رہ کر آخرت کی زیادہ سے زیادہ فکر کی جائے ورنہ دوبارہ کوئی موقع نہیں ملے گا۔

سب ٹھاٹھ پڑا رہ جائے گا جب لاد چلے گا بنجارہ

دنیا کی بے وفائی:

ارشاد فرمایا، غور و فکر کرو کہ ایک محلّہ سے دوسرے محلّہ میں سامان شفٹ کرنا ہو تو دس فیصد سامان پیچھے رہ جاتا ہے، بے کار سمجھ کر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اگر ایک شہر سے دوسرے دور دراز شہر میں سامان لے جانا ہو تو بمشکل 60% سامان جاتا ہے۔ اگر دنیا کے ایک ملک سے دوسرے ملک جانا ہو تو دو بیگ سے زیادہ لے جانے کی اجازت نہیں ہے۔ جب دنیا سے آخرت میں اور قبر میں جائیں گے تو یہ دو بیگ بھی پیچھے رہ جائیں گے فقط ایک بریف کیس ساتھ جائے گا جسے نامہ اعمال کہتے ہیں۔ اس لئے اس ناپائیدار دنیا سے دل لگانا کہاں کی عقلمندی ہے۔ سکندر اعظم نے موت کے وقت وصیت کی کہ میرے دونوں ہاتھ کفن سے باہر رکھنا تاکہ دنیا دیکھ لے کہ دنیا کا فاتح بھی دنیا سے خالی جا رہا ہے۔ دنیا انسان سے اتنی بے وفائی کرتی ہے کہ مرنے کے بعد قبر کا نام و نشان مٹ جاتا ہے۔

نہ گور سکندر نہ ہے قبر دارا
مٹے ناميوں کے نشان کیسے کیسے

مرنے کا مزہ:

ارشاد فرمایا کہ ایک دفعہ ایک نحوی طالب علم دریا میں کشتی کے ذریعے سفر کر رہا تھا۔ ملاح سے پوچھنے لگا کہ تجھے عربی کی تراکیب بنانی آتی ہیں؟ ملاح نے کہا کہ نہیں۔ نحوی طالب علم نے کہا کہ تو نے تو آدھی زندگی ضائع کر دی۔ آگے دریا میں بارش اور طوفان آ گیا۔ ملاح نے پوچھا کہ تیرنا آتا ہے؟ طالب علم نے کہا کہ تیرنا تو نہیں آتا۔ ملاح نے کہا، پھر تو آپ نے پوری زندگی ضائع کر دی۔ اس نحوی

طالب علم کی طرح اگر ہم نے اللہ سے محبت کرنا نہ سیکھی تو پوری زندگی ضائع ہو جائے گی۔ اگر اللہ تعالیٰ سے محبت ہوگی تو اس رنگ برنگی دنیا کو چھوڑتے ہوئے بھی خوش ہو رہے ہوں گے۔ یہ حقیقت ہے کہ انسان اپنے محبوب کا قرب چاہتا ہے۔ یاد رکھیں! اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کی یہ الفت و محبت ہی اصل چیز ہے۔ محبت الٰہی کے بغیر جینے کا کیا مزہ؟ مرنے کے بعد اللہ کا دیدار نصیب ہوگا اس لئے محبت والوں کو موت سے بھی محبت ہو جاتی ہے تا کہ اپنے رب کی ملاقات اور دیدار نصیب ہو۔

نہ ہو مرنا تو جینے کا مزہ کیا

آخرت کی کرنسی:

ائیر پورٹ پر دیکھا کہ ایک آدمی کے پاس افغانی کرنسی تھی مگر کوئی نہیں لے رہا تھا۔ وہ آدمی بڑا پریشان تھا کہ اب میں کیا کروں۔ سمجھ میں یہ بات آئی کہ کہیں آخرت میں بھی ہماری نیکی کی کرنسی لینے سے انکار نہ کر دیا جائے اس لئے دنیا سے مختلف نیکیوں کو کرنسی سمجھ کر اکٹھی کر لے تا کہ کوئی نہ کوئی نیکی کام آ جائے گی۔ وہاں اگر کوئی حق والا حق مانگے گا تو اسے وہ حق نیکیوں کی شکل میں دینا پڑے گا۔

آخرت اور بادشاہ:

ارشاد فرمایا، آخرت کا معیار اور ہے کوئی نہیں پوچھے گا کہ تم دنیا میں شان و شوکت رکھتے تھے یا نہیں۔ کتنے بادشاہ ہوں گے جو ذلیل ہو رہے ہوں گے کوئی بات پوچھنے والا بھی نہیں ہوگا۔ کتنے فقیر ہوں گے مگر سعادت کے ہار پہنیں گے۔ وہاں ایسا بھی ہوگا کہ تخت پر بیٹھنے والوں کو زمین پر بھی جگہ نہیں مل رہی ہوگی۔ اس لئے اپنے لئے ہر قسم کی نیکیاں اکٹھی کر لی جائیں تا کہ بوقت ضرورت کام آ سکیں۔ آخرت کی کرنسی یہی نیکیاں ہیں آج یہ کرنسی اکٹھی کرنے کا وقت ہے اگر آج

وقت ضائع کر دیا تو دوبارہ دنیا میں آنے کا موقع قطعاً نصیب نہیں ہوگا۔

یہ گھڑی محشر کی ہے تو عرصہ محشر میں ہے
پیش کر غافل عمل کوئی اگر دفتر میں ہے

آخرت کا معیار:

ارشاد فرمایا، آخرت کی منڈی کی چیزیں کچھ اور ہیں دنیا میں عزت ہوتی ہے کہ فلاں چوہدری ہے، فلاں خان ہے، فلاں کے پاس یہ ہے اور فلاں کے پاس وہ ہے مگر آخرت کا معیار یہ نہیں ہوگا۔ آخرت کا معیار تو بندے کی نیکیاں ہوں گی۔ آخرت کی منڈی میں تو یہ چیزیں اختیار کر لیں تو کامیابی ہے۔ دنیا کی تکالیف برداشت کرنا آسان ہے مگر آخرت کی تکالیف جھیلنا بڑا مشکل کام ہوگا۔ آخرت کے مصائب اگر پہاڑوں پر ڈال دیئے جائیں تو وہ بھی پگھل جائیں گے۔ انسان ذرا اپنے متعلق سوچے کہ میرا کیا بنے گا؟ اس دنیا میں مشکل سے زندگی گزری یا آسانی سے گزری بہر حال زندگی گزر رہی ہے مگر وہاں کا معاملہ بہت ہی سخت ہوگا

یہاں ایسے رہے کہ ویسے رہے
دیکھنا ہے کہ وہاں کیسے رہے

موت کی تیاری:

ارشاد فرمایا کہ آخرت کا معاملہ بڑا سخت ہے، آخرت میں جہنم کا ایک انگارہ مشرق میں سورج طلوع ہونے کی جگہ پر رکھ دیا جائے تو مغرب میں پڑی ہوئی چیزیں راکھ ہو جائیں گی۔ سوچیں ہم سے تو دھوپ کی گرمی برداشت

نہیں ہوتی تو جہنم کی گرمی کو کیسے برداشت کریں گے۔ آخرت میں پورے جسم میں گناہوں کے بقدر پسینہ ہوگا۔ آخرت میں لوگ اتنے پریشان ہوں گے کہ کچھ نہ پوچھو مگر چھڑانے والا بھی کوئی نہیں ہوگا۔ آج اگر تھوڑی سی تکلیف برداشت کرلی جائے اور آخرت کی تیاری کر لی جائے تو بڑی خوشخبری ہے۔ نماز کو وقت کی پابندی سے پڑھ لیا جائے، کسی کا دل نہ دکھایا جائے، تقویٰ و پرہیزگاری کا اہتمام رکھا جائے۔ جو کام بھی کیا جائے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کیا جائے تاکہ ہماری ساری زندگی کا اٹھنا بیٹھنا کھانا پینا سونا جاگنا سارے کا سارا عبادت بن جائے۔ آج کام کرنے کا وقت ہے آج موت کی تیاری کرنے کا وقت ہے، جب موت آجائے گی تو وہ ایک سیکنڈ بھی آگے پیچھے نہیں ہوگی۔ موت بڑوں بڑوں کو سبق سکھا دیتی ہے۔

کیسے کیسے گھر اجاڑے موت نے
کھیل کتنوں کے بگاڑے موت نے
بیل تن کیا کیا پچھاڑے موت نے
سرد قد قبروں میں گاڑے موت نے
اک دن مرنا ہے آخرت موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

خصوصی نصائح:

یہ دنیا دارالفنا ہے اور آخرت دارالبقا ہے۔ دنیا دارالعمل ہے اور آخرت دارالجزا ہے۔ پھر آپ تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہوگئے اور فرمایا کہ سب بچیوں کو بلالیں۔ جب ساری طالبات آگئیں تو آپ نے اپنی بات جاری

فرمائی اور فرمایا کہ آپ خوش نصیب بچیاں ہیں جو اس جامعہ میں رہ کر دین کا علم حاصل کر رہی ہیں۔ یہ اللہ رب العزت نے آپ کو نیک بننے کا ایک موقع عطا فرمایا ہے، آپ اس موقع کو غنیمت سمجھیں اور خوب نیکیاں کمائیں۔ ہر جامعہ میں ایسا روحانیت سے بھرپور ماحول نہیں ملتا، آج جامعات تو بہت سے موجود ہیں مگر ان کا حال یہ ہے کہ بچیوں کو ضروری مسائل تک نہیں بتائے جاتے۔ آپ کی معلمات ماشاء اللہ بڑی محنت اور محبت سے آپ کو پڑھاتی ہیں۔ پھر آپ نے بڑی شفقت سے فرمایا میری بیٹیو! میں آپ کو ایک ذاتی تجربہ بتاتا ہوں، جو چیز انسان کے رزق میں لکھی جا چکی ہے وہ ہر حال میں اس کو مل کر رہے گی اور رزق میں ہر چیز شامل ہے انسان کا مال، اور۔۔ ، ایک عورت کے لئے اس کا خاوند، ایک مرد کے لئے اس کی بیوی، حتیٰ کہ یہ بھی ایک انسان کے رزق میں لکھ دیا جاتا ہے کہ اس نے دنیا میں کتنی لذتیں حاصل کرنی ہیں۔ اس لئے اب ایک انسان کی بے وقوفی ہے کہ وہ یہ جانتے ہوئے کہ اسے وہی کچھ ملتا ہے جو اس کے لئے لکھ دیا گیا ہے پھر بھی وہ ناجائز اور غلط طریقوں سے اس فانی دنیا کی عارضی لذتوں اور آسائشوں کے پیچھے لگ جائے کتنے افسوس کی بات ہے۔

دلچسپ واقعہ:

غدر کے موقع پر ایک نواب زادی اپنے گھر سے خالہ کے گھر جانے کے لئے نکلی جو کہ قریب ہی تھا۔ جوں ہی وہ باہر نکلی ہندوؤں کا بہت بڑا لشکر گلی کے کونے سے داخل ہوا۔ وہ لڑکی اکیلی تھی اور خوبصورت بھی بہت تھی۔ وہ گھبرا گئی کہ یہ تو میری جان لے لیں گے اور میری بے عزتی بھی کریں گے۔ اس نے دیکھا آگے کا دروازہ ہے وہ اپنے تحفظ کے لئے مسجد میں چلی گئی اور ایک کونے میں جا

کر بیٹھ گئی ۔ اس مسجد کا مؤذن بھی ایک نوجوان طالب علم تھا اس نے مسجد کا دروازہ کھولا تو اس لڑکی کو دیکھا اور اس سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اور کہاں سے آئی ہو؟ تو اس لڑکی نے ساری بات بتائی تو اس نے کہا کہ تم ایک کونے میں بیٹھ جاؤ اور وہ خود بھی ایک کونے میں بیٹھ گیا اور مطالعے میں لگ گیا ۔ اس کے پاس ایک چراغ تھا وہ تھوڑی دیر کے بعد اپنی ایک انگلی چراغ کے قریب لے جاتا اور اسے تکلیف ہوتی تو اسے واپس کھینچ لیتا ۔ لڑکی یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی سے بڑی حیرت ہوئی ، اسی حالت میں صبح ہوگئی ۔ اس مؤذن نے اذان دی اور اس لڑکی سے کہا کہ اب تم چلی جاؤ ۔ اس نے کہا کہ میں اس وقت تک نہیں جاؤں گی جب تک آپ مجھے رات کے واقعہ کی وجہ نہیں بتائیں گے ۔ مؤذن نے کہا کہ میرا ذاتی مسئلہ ہے لیکن جب اس لڑکی نے بہت زیادہ اصرار کیا تو مؤذن نے کہا کہ میرا نفس مجھے برائی کی طرف مائل کرتا تھا کہ تنہائی بھی ہے اور خوبصورت لڑکی بھی موجود ہے تو مجھے فوراً آگ کے عذاب کا خیال آتا اور میں اپنی انگلی آگ کے قریب لے جاتا تھا ۔ اس لڑکی کے دل میں اس کی عظمت اور عقیدت ایسی بیٹھی کہ اس نے گھر جا کر اپنے والدین کو بتایا کہ نوجوان طالب علم میں کس قدر خوف خدا تھا ۔ کچھ عرصہ کے بعد جب اس کے والدین نے کسی نواب زادے سے اس کی شادی کرنا چاہی تو اس نے صاف انکار کر دیا اور بتایا کہ اگر میری شادی کرنی ہے تو فلاں مسجد کے مؤذن سے کریں ۔ آخر اس کے والدین مان گئے اور اس کی شادی اس مؤذن سے کی اور وہ مؤذن اس طرح وقت کا نواب بنا ۔ اس لڑکی اور لڑکے کی قسمت میں جو کچھ لکھا تھا وہ ان کو مل کر رہا اس لئے آپ بھی تقدیر الٰہی پر رضا مند ہو جائیے اور اپنی زندگی کا مقصد رضائے الٰہی محبت الٰہی اور ذکر الٰہی بنا لیجئے ۔

مجلس 52

ادب کی اہمیت

حضرت جی دامت برکاتہم نے درالعلوم جھنگ کے طلباء کو اجازت دی تھی کہ فجر کے فوراً بعد مجلس میں حاضر ہوں۔ آپ انہیں آداب معاشرت اور دوسرے ضروری آداب سکھائیں اور بتائیں گے۔

ادب کیا ہے؟

بول چال میں، بیٹھنے اٹھنے میں، ملنے جلنے میں، خوبصورت انداز اختیار کرنے کو ادب کہتے ہیں۔ ادب کے اندر خوبصورتی بھی ہوتی ہے اور کشش بھی ہوتی ہے۔ ایسا آدمی دوسروں کو اپنی طرف متوجہ کر لیتا ہے مثلاً بات کرنے میں مخاطب کے لئے تو کا لفظ استعمال کرنے کی بجائے آپ کا لفظ استعمال کرنے سے محبت بڑھتی ہے۔ بعض لوگ تم اور تو کا استعمال کر کے باتیں کرتے رہتے ہیں یہ بے ادبی میں شامل ہے۔

گفتگو میں آداب:

ایک بادشاہ نے خواب دیکھا، کسی نے تعبیر بتلائی کہ آپ اپنے سامنے

بیوی بچوں کو مرتے دیکھو گے، اس کو کوڑے لگوائے گئے۔ دوسرے نے تعبیر دی کہ آپ کے بیوی بچوں میں آپ کی عمر سب سے زیادہ ہوگی، اسے انعام دیا اور خوش ہوئے۔ حالانکہ دونوں نے موت ہی کی بات کی تھی۔

ادب اور خوبصورتی:

ادب کے ساتھ آدمی کی شخصیت میں کشش آجاتی ہے اسی لئے کہتے ہیں کہ با ادب بانصیب اور بے ادب بے نصیب۔ یہ ادب صرف لوگوں کو ہی اچھا نہیں لگتا بلکہ اللہ تعالیٰ کو بھی اچھا لگتا ہے مثلاً ایک فرنیچر کو پالش کی ہو اور دوسرے فرنیچر کو پالش نہ کی ہو کوئی خاص فرق نہیں ہے حالانکہ دونوں بناوٹ میں برابر ہیں مگر پالش کے بعد کشش اور خوبصورتی ہوتی ہے۔ حضرت عمرؓ نے نبی ﷺ کی خدمت میں سامان پیش کیا۔ حضور ﷺ نے پوچھا کیوں مال دے رہے ہیں؟ عرض کیا کہ میں یہ سامان اس لئے دے رہا ہوں کہ اس کا اجر اللہ تعالیٰ مجھے عطا کرے گا۔ حضرت ابوبکرؓ نے مال پیش کیا، نبی ﷺ نے پوچھا یہ مال کیوں دے رہے ہو؟ عرض کیا، اللہ تعالیٰ اس کو قبول کرے اور اجر عطا کرے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم دونوں میں وہی فرق ہے جو آپ لوگوں کی گفتگو میں فرق ہے۔ حضرت عمرؓ نے اپنے مال کا تذکرہ پہلے کیا اور حضرت ابوبکرؓ نے پہلے اللہ کا تذکرہ کیا مال کا تذکرہ بعد میں کیا۔ یہ گفتگو کے آداب ہوتے ہیں۔

انتہائی ضروری آداب:

① چند لوگوں کی دوستی مضر ہوتی ہے، جھوٹے آدمی کی دوستی خطرناک ہے کہ وہ دور کو نزدیک اور نزدیک کو دور کر کے دکھاتا ہے۔

② جھوٹ کو یاد رکھنا پڑتا ہے جب کہ سچ کو یاد نہیں رکھنا پڑتا، جھوٹا سچ بھی بول دے تو کوئی یقین نہیں کرے گا اگر سچا بالفرض جھوٹ بھی بولے گا تو سچ سمجھا جائیگا، جھوٹ کو چھوڑنا مشکل ہے تو اس کا مرتبہ بھی بلند ہے۔

③ جو جھوٹ چھوڑ دیتا ہے اس کی دعائیں رد نہیں کی جاتی کہ میرا بندہ سچ بولتا ہے۔ اس لئے اس کی دعائیں سچے منہ سے نکلی ہوئی ہیں انہیں رد نہیں کروں گا۔

④ لوگ جھوٹ بولتے ہیں شرمندگی سے بچنے کے لئے اور عیب چھپانے کے لئے اگر ایسا کرے گا تو ہمیشہ کی شرمندگی اٹھانی پڑے گی اور عیب بھی نہیں چھپے گا۔

⑤ انسان کچھ لوگوں کو کچھ وقت کے لئے دھوکہ دے سکتا ہے سب لوگوں کو ہمیشہ کے لئے دھوکہ نہیں دے سکتا۔ تو مطلب یہ ہے کہ جھوٹ کھلے گا اور وہ آدمی قابل اعتماد نہیں رہے گا۔

⑥ گناہ کے وقت اتنے بہادر تھے کہ گناہ کرلیا اب اتنے بزدل بنے پھرتے ہو کہ اسے چھپاتے پھرتے ہیں۔

⑦ آپ لوگ یہ ارادے کرلیں کہ ہمیشہ سچ بولو گے۔ یاد رکھو! سچی زندگی سچی زندگی ہوتی ہے۔

دوستی کس کی اچھی ہے؟

❁ عقلمندوں سے جنگ کرنا بے وقوفوں کے ساتھ حلوا کھانے سے زیادہ بہتر ہے۔

❁ فاسق آدمی کو بھی دوست نہیں بنانا چاہئے، فاسق وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے احکام کو توڑتا ہو، شریعت کو چھوڑتا ہو۔ جو اللہ کا وفادار نہیں وہ مخلوق کا کیا وفادار ہوگا۔ فاسق ایک لقمہ پر یا لقمہ کی امید پر تجھے بیچ دے گا۔

☼ بے وقوف آدمی کو دوست نہ بناؤ کیونکہ وہ فائدہ پہنچانا چاہے تو نقصان پہنچا دے گا۔

☼ کنجوس کی دوستی کو اختیار نہیں کرنا چاہئے۔ یہ انسان کو عین موقع پر چھوڑ دے گا جب کہ اس کی سخت ضرورت ہوگی۔

☼ قطع رحمی والے سے دوستی نہیں کرنی چاہئے کیونکہ سالوں کے رشتے چند بول بولنے سے توڑ دیتا ہے۔

یا ایها الذین امنوا اتقوا الله و کونو مع الصادقین

(اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ)

دوست کس کو بنائیں؟

جس بندے کے اندر چار خوبیاں ہوں اسے دوست بنانا چاہئے۔ نبی ﷺ نے اس کی نشانیاں بتائی ہیں۔

1. اچھا دوست وہ ہوتا ہے کہ جب تم نیکی کا کام کرو تو وہ تمہاری مدد کرے۔
2. اگر تم برا کام کرو تو تمہیں روک دے۔
3. جب وہ بات کرے تو تمہارے علم میں اضافہ ہو۔
4. جب تم اس کا چہرہ دیکھو تو تمہیں اللہ یاد آجائے۔

جن میں یہ چار خوبیاں ہوں تو وہ اچھا آدمی ہے اسے ضرور دوست بنائیں حدیث ہے المرء علی دین خلیله (دوست اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے) اس لئے دیکھنا چاہئے کہ وہ کس کو دوست بنا رہا ہے؟

متقین کو دوست بناؤ کہ ایسی دوستیاں کام آئیں گی اس کے علاوہ دوستیاں دشمنیاں بن جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں الاخلاء یومئذ

بعضهم لبعض عدو الا المتقين

ادب کے بارے میں مفید اقوال:

۞- حضرت علیؓ کا قول ہے ادب بہترین کمالات اور خیرات افضل ترین عبادات میں سے ہے۔

۞- حضرت علیؓ کا قول ہے کہ ہر شئے کی کوئی قیمت ہوتی ہے انسان کی قیمت اس کا علم ہے۔

۞- حضرت مخلد بن حسینؒ نے فرمایا ہم کثرت حدیث کی نسبت ادب کے زیادہ محتاج ہیں۔

۞- حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے فرمایا بے ادب خالق ومخلوق دونوں کا معتوب ومغضوب ہوتا ہے۔

۞- حضرت علی بن عثمانؒ فرماتے ہیں تارک ادب اخلاق محمدی ﷺ سے بہت دور ہوتا ہے۔

۞- حضرت شیخ سعدیؒ فرماتے تھے جو شخص بچپن میں ادب کرنا نہیں سیکھتا بڑی عمر میں بھی اس سے بھلائی نہیں ہوتی۔

۞- کسی مفکر کا قول ہے جو دوسروں کا ادب نہیں کرتا کوئی دوسرا بھی اس کا ادب نہیں کرتا۔

ادب کیوں ضروری ہے؟

الدين كله ادب (دین سارے کا سارا ادب ہے)

علمائے امت نے فرمایا الادب جنة لـنـاس (ادب انسانوں کے لئے ڈھال ہے)

لا ميراث كالادب (ادب جیسی کوئی میراث نہیں ہے)

مجلس 53

لطائف کی حقیقت

عالم خلق:

ارشاد فرمایا، ایک عالم خلق ہے اور ایک عالم امر ہے۔ عرش سے نیچے نیچے جو اشیا ہیں وہ اشیا بتدریج بنی ہیں انہیں عالم خلق کہتے ہیں مثلاً انسان کو پورا بننے کے لئے 9 ماہ کا عرصہ درکار ہے، ہر درخت کے لئے بھی وقت درکار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں عالم خلق میں پیدا کیں تو کسی اصول کے تحت اور بتدریج پیدا کی ہیں۔ زمین کو دو دن میں بنایا اور اس میں چیزیں بھرنے میں چار دن لگائے، انسان زمین سے قیامت تک کھاتے رہیں گے۔ زمین سے اگنے والے درخت زمین سے نمکیات لیتے ہیں اور اس طرح ان کی غذا کا بندوبست زمین سے ہوتا ہے۔

عالم امر:

ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ نے انسان کو دونوں جہاں کا مرکب بنا دیا۔ روح عالم امر کی چیز ہے'' لوگ آپ سے روح کے متعلق پوچھتے ہیں کہہ دو روح میرے رب کے حکم سے ہے،،۔ یسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی مفسر، محدث فقیہ اور صوفی بھی تھے آپ تفسیر مظہری میں بحث کرتے ہیں تو مزہ آجاتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ روح انسان کے جسم کے ساتھ عمومی تعلق رکھتی ہے مگر چند جگہوں کے ساتھ خصوصی تعلق رکھتی ہے۔ مثلاً فانوس کے اندر تقریباً ایک درجن کے قریب بلب لگے ہوتے ہیں مگر فانوس دور سے روشنی کا ایک گیند نظر آئے گا۔ حالانکہ روشنی چند جگہوں سے نکل رہی ہوتی ہے۔ گویا فانوس میں کچھ جگہوں کے ساتھ روشنی کا خاص تعلق ہے۔ اسی طرح جسم انسانی میں بھی روح کا پانچ جگہوں کے ساتھ خصوصی تعلق ہے ان جگہوں کے نام درج ذیل ہیں۔

(1) قلب (2) روح (3) سر (4) خفی (5) اخفیٰ

یہ لطائف، لطیفہ کی جمع ہے ان کی لطافت کی وجہ سے انہیں لطیفہ کہتے ہیں۔ یہ لطائف اس لئے بھی کہلاتے ہیں کیونکہ وہ جہت لطیف میں ہوتے ہیں۔ پنجابی میں بھی لطیفہ اس بات کو کہتے ہیں جس میں کوئی بہت باریک چیز بیان کی گئی ہو جو کہ انسان کو ہنسنے پر مجبور کرتی ہے۔ یہ لطائف کے تمام الفاظ ہمارے مشائخ نے قرآن وحدیث سے اخذ کئے ہیں۔

لطائف کو واضح کرنے کے لئے ایک اور مثال ہے کہ پھولوں کی بیل جس پر کثرت سے پھول لگے ہوتے ہیں دور سے دیکھیں تو پھول ہی پھول نظر آتے ہیں حالانکہ بعض جگہ پھول نہیں بھی ہوتے مگر کثرت کی وجہ سے پھول ہی پھول لگتے ہیں۔

ڈاکٹر صاحبان جب ECG کرتے ہیں تو وہ آلہ سینے پر لگا کر چیک کرتے ہیں ران پر نہیں لگاتے۔ ایک ڈاکٹر صاحب سے پوچھا کہ اسے سینے پر

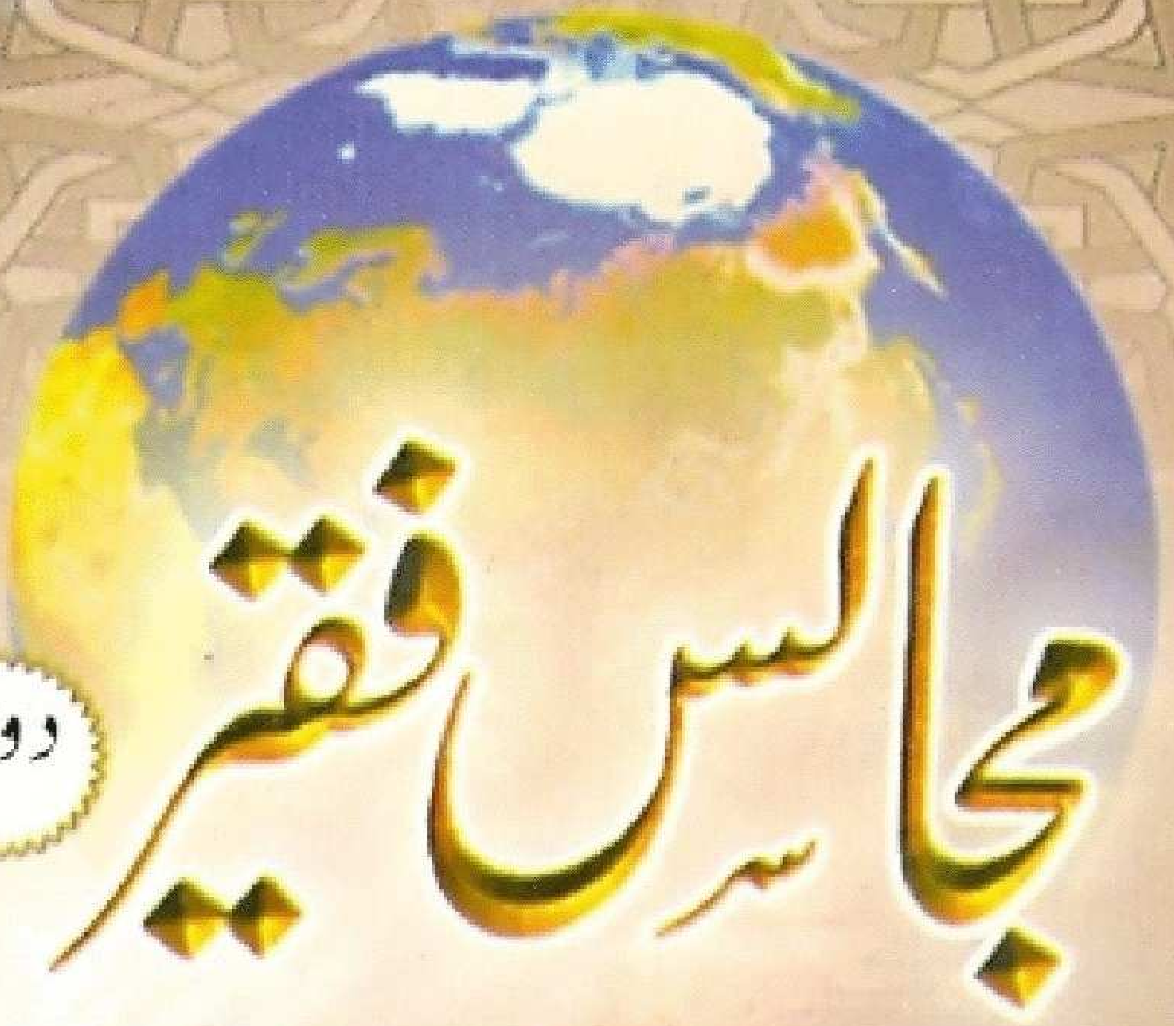
ہی کیوں لگاتے ہیں کہیں اور کیوں نہیں لگاتے ؟ ڈاکٹر صاحب کہنے لگے کہ سینہ سارے بدن کا کنٹرول جنکشن ہے۔ ماشاء اللہ ظاہر میں بھی اللہ تعالیٰ نے سینہ کی جگہ کو اہم بنا دیا۔

سینہ اور ذکر کی سوئی:

ارشاد فرمایا، جس طرح ریڈیو ہوتا ہے اس میں مختلف جگہ اسٹیشن کے نشانات بنے ہوتے ہیں اس پر سوئی کو گھماتے ہیں۔ مطلوبہ اسٹیشن پر سوئی پہنچے تو آواز آنا شروع ہو جاتی ہے اسی طرح سینے میں جو اسٹیشن بنے ہوئے ہیں ان پر جب ذکر کے خیال کی سوئی گھمائی جاتی ہے تو اللہ اللہ کی خبریں نشر ہونے لگ جاتی ہیں۔ لوگ عجیب ہیں کہ ریڈیو جو کہ پلاسٹک کا مردہ ڈبہ ہے اس سے آواز نکلنے کے قائل ہیں مگر جاندار سے اللہ اللہ نکلنے ... قائل نہیں ہیں اور اس کو عجیب وغریب سمجھتے ہیں۔ ہمیں کسی کی پرواہ نہیں کرنی چاہئے بلکہ ہر دم ہر گھڑی دل میں اللہ اللہ اللہ کرتے رہنا چاہئے۔

اللہ اللہ کر دی رہ وہیلی نہ بہ
خالی بھانڈا بھر دی رہ وہیلی نہ بہ
جے تو کھیڈیں عشق دی بازی جوے بازاں وانگوں کھیڈ
ہار تے بی آوی ہر دی رہ وہیلی نہ بہ





مجالس فقیر

دوم

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

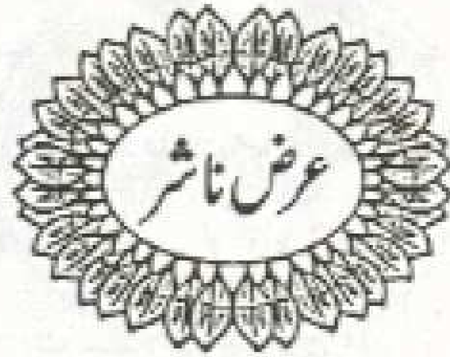
دارالکتاب دیوبند

تفصیلات

نام کتاب : مجالس فقیر
جلد : دوم
ازافادات : حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ
مرتب : حضرت مولانا پروفیسر محمد اسلم نقشبندی
تعداد صفحات : ۲۷۲
طباعت : یاسر ندیم آفسیٹ پریس دیوبند
باہتمام : واصف حسین مالک دارالکتاب دیوبند
ناشر : دارالکتاب دیوبند
قیمت :

فہرست

فہرست



عرض ناشر

ایک حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"میرا بندہ نوافل سے میرے اتنا قریب ہو جاتا ہے کہ میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔ میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ میں اس کی زبان بن جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے۔ میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ کام کرتا ہے۔ میں اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے"

اس حدیث مبارکہ کے مطابق جو مقربین بارگاہ الٰہی ہوتے ہیں ان کا بولنا بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ وہ جب وعظ و نصیحت فرماتے ہیں تو عرفان الٰہی کا نشہ ان کے کلام کو "معارف" بنا دیتا ہے۔ وہ لوگوں کے حسب حال گفتگو فرماتے ہیں۔ یہ بھی ان کی زبان کی کرامت ہوتی ہے کہ ان کی سادہ باتیں بھی سننے والوں کے دلوں کو موم کرتی چلی جاتی ہیں۔ وہی باتیں جنہیں عام اصلاحی کتابوں میں بھی پڑھ اور سن لیتے ہیں لیکن اتنا متاثر نہیں کرتیں، جب ان کی زبان فیض ترجمان سے نکلتی ہیں تو دل کی دنیا میں انقلاب بپا کر دیتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے حضرت مولانا پروفیسر محمد اسلم نقشبندی صاحب مدظلہ کو کہ انہوں نے ہمارے شیخ، ولی کامل حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی

دامت برکاتہم العالی کی زبان شیریں کلام سے مختلف مجالس میں نکلے ہوئے الفاظ کو صفحہ قرطاس پر منتقل کرنے کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ یوں حضرت دامت برکاتہم کے علم وحکمت سے بھرپور ملفوظات مبارکہ کا ایسا نادر ذخیرہ میسر آ رہا ہے کہ جس کو پڑھتے ہی بندہ اپنے آپ کو گویا حضرت کی محفل میں پاتا ہے۔ اور قاری ان کے فیضان نسبت کے زیر اثر اپنے ان گم گشتہ ارادوں کو از سر تو تازہ کرنا شروع کر دیتا ہے جن کو اس نے کسی وقت ان کی محفل میں بیٹھ کر، ان کی باتیں سن کر توبہ اور عمل کی نیت سے باندھا تھا۔

بنا کر حلقہء یاراں ان کی محفل میں
ہم اپنے درد دل کی دوا لیتے ہیں

حضرت کی باتیں سبحان اللہ، ایسے موقع پر ہوتی ہیں، ایسے انداز میں ہوتی ہیں اور اتنے خلوص دل سے ہوتی ہیں۔ کہ سننے والے کو تڑپا کر رکھ دیتی ہیں اور ہر سامع بے اختیار اپنے طرز زندگی اور اخلاق کو شریعت وسنت کے ترازو میں تولنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

چونکہ یہ ملفوظات متوسلین وسالکین کے ساتھ ساتھ عوام الناس کے لئے بھی یکساں مفید ہیں۔ اس لئے ادارے نے پروفیسر صاحب کی اس کاوش کو استفادہ عام کے لئے شائع کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ جل شانہ اشاعت کے اس کام کو قبول فرما کر آخرت میں ہماری نجات کا ذریعہ بنائے۔ (آمین ثم آمین)

ڈاکٹر شاہد محمود نقشبندی

خادم مکتبۃ الفقیر



یہ بندۂ ناچیز پر تقصیر 1991ء میں حضرت جی دامت برکاتہم سے بیعت ہوا اور اسی دن سے حضرت جی کے ملفوظات قلم بند کرنے شروع کر دیئے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ مجھے حضرت جی کی باتیں بہت متاثر کرتی تھیں۔ اس عاجز نے سوچا کہ یہ باتیں تو ہوا میں بکھرتی جائیں گی ان کو اپنے فائدے کے لئے محفوظ رکھنا چاہیے۔ بقول حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے کہ علم کو لکھ کر قید کر لو۔ الحمد للہ اس وقت سے اب تک حضرت شیخ کی مجالس کو لکھتا رہا ہوں اور آئندہ کے لئے بھی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ لکھنے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔

ہمارے اسلامی ادب کی یہ روایات چلی آ رہی ہیں کہ ہمیشہ مریدین اپنے بزرگوں کے ملفوظات کو جمع کرتے رہے ہیں۔ بزرگان دین کے ملفوظات میں بڑی تاثیر ہوتی ہے کیونکہ بزرگوں کی باتیں دل سے نکلی ہوئی ہوتی ہیں۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ والوں کے الفاظ میں اتنی تاثیر کیوں ہوتی ہے؟ اس کی بڑی وجہ یہی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں سرشار ہوتے ہیں اور پھر ایسے خلوص اور اصلاح کی نیت سے نکلے ہوئے کلمات میں اللہ تعالیٰ بلا کی تاثیر پیدا کر

دیتے ہیں۔ اللہ والوں کی باتیں اس لئے بھی پرتاثیر ہوتی ہیں کہ وہ دردو سوز سے بات کرتے ہیں۔

سخن میں سوز الٰہی کہاں سے آتا ہے
یہ چیز وہ ہے کہ پتھر کو بھی گداز کرے

الحمدللہ ہم نے 24 صفحات پر مشتمل ایک قسط ملفوظات کی چھپوائی تھی جسے لوگوں نے بہت پسند کیا حتیٰ کہ اس کے ختم ہونے پر بھی لوگوں نے بار بار تقاضا کیا۔ یہی ملفوظات ہم نے امریکی پیر بھائیوں کے لئے امریکہ بھیجے تھے جو کہ وہاں بہت پسند کیے گئے۔ ہماری ایک قریبی بچی عالمہ ہے اس نے کہا کہ ملفوظات بہت اہم ہیں اور میں ان کو کوئی پچیس دفعہ پڑھ چکی ہوں۔ کسی کی رائے تھی کہ ان کے پڑھنے سے سیری نہیں ہوتی، کسی نے کہا کہ بہت دلچسپ ہیں اور بھی بہت سے دوستوں کی آراء ہیں، صفحات کی کمی کی وجہ سے وہ نہیں لکھی جارہیں۔ قارئین کرام سے گزارش ہے اگر باعمل زندگی گزارنا چاہتے ہیں تو ملفوظات کا بار بار مطالعہ کیجئے۔ اس عاجز کا ذاتی تجربہ ہے کہ اس سے عمل کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، انسان کی اصلاح ہوتی ہے، دین کے علم میں اضافہ ہوتا ہے، اللہ والوں سے محبت پیدا ہوتی ہے، حضورﷺ سے عشق پیدا ہوتا ہے اور آخرکار اللہ تعالیٰ کی محبت قلب وقالب میں سرایت کر جاتی ہے۔

حضرت جی دامت برکاتہم حیات حبیب کے دیباچہ میں لکھتے ہیں کہ آج کے پرفتن اور پرآشوب دور میں ہر فرد کسی نہ کسی درجہ میں باطنی امراض میں گرفتار ہے۔ بنابریں دینی ذوق شوق میں فقدان کے باعث اہل اللہ کے حالات زندگی پڑھنے کے لئے عدیم الفرصتی کا بہانہ بھی عام ہے۔ سید الطائفہ حضرت جنید

بغدادیؒ سے پوچھا گیا کہ فتنے اور ظلمت کے دور میں ایمان کی حفاظت کے لئے کونسا نسخہ اکسیر ہے؟ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، اولیاء اللہ کے احوال و اقوال پڑھتے رہنا۔ یہ اللہ کے لشکروں میں سے لشکر ہیں۔ ہر دور اور ہر زمانے میں پڑھنے والوں کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔ **وما یعلم جنود ربک الا ھو** (اور نہیں جانتا تیرے رب کے لشکروں کو مگر تیرا رب) لوگوں نے حضرت ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص اولیاء اللہ کے حالات سننے کے بعد ان پر عمل پیرا نہ ہو تو کیا صرف حالات سن لینے سے اس کو کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا، اس میں بھی دو فائدے ہیں۔ اول فائدہ تو یہ ہے کہ کسی بندے میں اگر حقیقی طلب ہوگی تو اس کی طلب و ہمت میں مزید اضافہ ہو جائے گا اور دوسرا فائدہ یہ ہے کہ مغرور بندے کے غرور میں کمی پیدا ہوگی اور اگر وہ بد باطن نہیں ہے تو بذات خود اولیاء کرام کے حالات کا مطالعہ کرے گا۔

حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ سے سوال کیا گیا کہ جس وقت دنیا میں اولیاء کرام کا وجود نہیں ہوگا اس وقت ہمیں کیا کرنا چاہئے جس کے ذریعے سے ہم لغویات و فضولیات سے دور رہ سکیں؟ آپ نے جواب دیا کہ اولیاء کرام کے حالات کا ایک جزو روزانہ پڑھ لیا کرنا۔ ان فوائد کے پیش نظر یہ ملفوظات ''مجالس فقیر'' کے نام سے جمع کئے گئے ہیں تاکہ قارئین کے لئے شمع ہدایت ثابت ہو سکیں۔ اللہ تعالیٰ سے عاجزانہ دعا ہے کہ ان ملفوظات کو آخرت میں ہماری بخشش کا ذریعہ بنائے اور ہمارے حضرت جی دامت برکاتہم کو اعلیٰ سے اعلیٰ مدارج عطا فرمائے۔ آمین

آخر پر التماس ہے کہ تمام قارئین کرام جو حضرت جی سے باتیں سنتے رہے

ہیں وہ ان کے پاس امانت ہیں۔ انہیں لکھ کر اس عاجز کے پاس بھیج دیں انشاء اللہ کسی مناسب موقع پر شائع کر دی جائیں گی۔ تاہم، خواتین کا جنہوں نے جس طرح بھی اس کتاب کی تیاری میں حصہ لیا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے پاس سے خاص فضل وکرم عطا فرمائے۔ قارئین کرام اگر کہیں فروگزاشت دیکھیں تو مطلع فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

یہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے کہ اس نے راقم الحروف جیسے کمزور انسان کو حضرت جی دامت برکاتہم کے ملفوظات جمع کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اب اللہ تعالیٰ ہی سے عاجزانہ التجا ہے کہ وہ راقم الحروف کو صحیح طریقے سے شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس عاجز کی زندگی تو سراسر شرمندگی ہے ہاں وہ لمحات جو راقم الحروف نے اپنے شیخ کی صحبت میں گزارے ہیں وہ حقیقی زندگی ہے۔

میری زیست کا حال کیا پوچھتے ہو
بڑھاپا نہ بچپن نہ میری جوانی
جو چند ساعتیں ''صحبت'' دلبر میں گزریں
وہی ساعتیں ہیں میری زندگانی

عاجز وناچیز فقیر محمد اسلم نقشبندی مجددی
محبوب سٹریٹ، ڈھوک مستقیم روڈ۔ جامعۃ الصالحات
پیرودھائی موڑ، پشاور روڈ، راولپنڈی





دنیا فانی ہے:

سورۃ العصر کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ ہمارے مشائخ نقشبندیہ کا یہ معمول ہے کہ کسی طویل سفر پر جانا ہو تو احباب کو سورۃ والعصر کی صورت میں نصیحت کرتے ہیں اس لئے خاص طور پر یہ سورۃ پڑھی گئی۔ اس کے بعد بڑے ہی دردانگیز لہجے میں فرمایا:

غنیمت جان لو مل بیٹھنے کو
جدائی کی گھڑی سر پہ کھڑی ہے
غنیمت سمجھ زندگی کی بہار
آنا نہ ہوگا یہاں بار بار

ارشاد فرمایا، جس چیز پہ بھی نگاہ ڈالیں تو سوچا کریں کہ ایک دن اسے مجھ سے جدا کر دیا جائے گا۔ اس ضمن میں یہ حکایت بیان فرمائی۔ ایک بادشاہ نے محل بنوایا، جب تیار ہو چکا تو کہا سب لوگوں کو بلا کر دکھاؤ تاکہ دوست خوش ہوں

اور دشمن حسد کی آگ میں جلیں۔ ادھر ایک اللہ والے بھی آ نکلے، بادشاہ نے کہا، کوئی ہے جو اس میں عیب نکالے۔ سب نے کہا کوئی عیب نہیں ہے۔ وہ اللہ والے بولے، دو عیب اس میں رہ گئے ہیں۔ بادشاہ نے پوچھا، وہ کون سے ہیں؟ فرمایا، پہلا عیب یہ ہے کہ یہ محل ہمیشہ نہیں رہے گا، دوسرا عیب یہ ہے کہ تو بھی ہمیشہ اس میں نہیں رہے گا۔

جو آیا ہے اسے جانا ہے:

ارشاد فرمایا، ہر انسان کو ایک نہ ایک دن اس دنیا سے ضرور جانا ہے۔ عقلمند وہ ہیں جو وہاں تیاری کر کے جائیں۔ انسان کے تصور میں بھی نہیں ہوتا اور ایک دم اسے موت دبوچ لیتی ہے۔ انسان کو موقع نہیں دیتی کہ وہ سوچے سمجھے اور غور کرے۔ غور کرنے کے لئے یہی زندگی کے چند لمحات ہیں۔ ان سے فائدہ نہ اٹھایا اور غفلت میں زندگی گزار دی تو پھر سوائے افسوس اور پچھتاوے کے کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔ ایک پل میں کیا سے کیا ہو جاتا ہے۔ بیوی نے کبھی سوچا بھی نہیں ہوتا کہ وہ اپنی زندگی میں خاوند کی آنکھوں پر انگوٹھے رکھے گی تاکہ انہیں موت کے بعد اچھی طرح سے بند کر سکے۔ یہ موت کے واقعات ہمارے لئے عبرت کا تازیانہ ہیں۔ آج وہ وقت آ پہنچا ہے کہ ہم پوری کی پوری کوشش دنیا کے لئے صرف کر دیتے ہیں، اس دنیا سے تو بالآخر ہم نے رخصت ہونا ہے۔ اس دنیا میں بڑے بڑے متکبر آئے وہ بھی چلے گئے۔ نہ قارون رہا، نہ فرعون رہا، نہ شداد رہا، نہ افلاطون رہا، نہ جالینوس رہا، دنیا نے ہر ایک سے بے وفائی کی۔ بڑے بڑے پہلوان آئے اور موت نے انہیں قبروں میں گاڑ دیا۔

ے ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

موت کے لئے فکر مند ہونا:

ارشاد فرمایا، کتنے لوگ ہیں جو یہ کہتے اور سمجھتے ہیں کہ گھر دفتر، دکان کا کام ہمارے بغیر نہیں چل سکتا۔ لیکن لے جانے والے فرشتے لے جاتے ہیں۔ کیا ان کے بعد دنیا کا کام رک جاتا ہے؟ ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے کہ تعجب ہے مجھے اس شخص پر جسے یقین ہے کہ مرنا ہے اور پھر بھی ہنستا ہے۔ ارشاد فرمایا، حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ پر موت کا اتنا غم طاری رہتا تھا کہ چل کر آتے تو یوں معلوم ہوتا گویا والد کو دفن کر کے آ رہے ہیں، اگر بیٹھتے تو ایسے لگتا کہ گویا کوئی مجرم ہے جس کی پھانسی کے احکام جاری ہو چکے ہیں۔ جو آدمی موت کی تیاری سے غافل رہا اسے بھی جانا ہے اس لئے تیاری کر لینی چاہئے۔ ہمیں بیرون ملک جانا ہو تو کاموں کو سمیٹتے ہوئے ایک ہفتہ لگ جاتا ہے۔ تو جب کھڑے کھڑے دنیا سے جانے کا پروانہ ملے گا تو پھر کاموں کو کیسے سمیٹیں گے۔ سلف صالحین ہمیشہ موت کے لئے فکر مند رہتے تھے۔ وہ دن بھر اتنی عبادت کرتے تھے کہ رات کو سونے کے لئے بستر کی طرف جاتے ہوئے ایسے چلا کرتے تھے کہ جیسے کوئی تھکا ہوا اونٹ چلتا ہے۔

جنت میں جنتی کی حسرت:

ارشاد فرمایا، ہم اپنے ضمیر کو مطمئن کر لیتے ہیں کہ ہمیں فلاں مصروفیت ہے فلاں کام ہے۔ آخر مراقبہ بھی تو کام ہی ہے۔ اس کو کام کیوں نہیں سمجھتے۔ حقیقت یہی ہے کہ انسان جس عمل کو بہت اہم سمجھتا ہے پہلے اسے کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ذکر اور مراقبے کو بھی آخرت کے کاموں میں اہمیت دینی چاہئے۔ جنت میں بھی ایک بات جنتی کو غمزدہ کر دے گی۔ زندگی کے وہ لمحات جو ذکر کے بغیر

گزر گئے، غفلت کا شکار ہو گئے اسے حسرت ہو گی کہ کاش وہ وقت بھی ذکر میں گزر جاتا۔ ہمیں حقیقی مزہ تب آئے گا جب گرم کھانے سے زیادہ درود شریف پڑھنے کی لذت نصیب ہو گی اور سب کاموں پر اسے ترجیح دینے لگ جائیں گے۔ اس وقت حضرت صاحب نے بڑے درد سے یہ دعائیہ کلمات فرمائے، اے اللہ! ہم پر رحم فرما دے۔ ہمیں آقا ﷺ کی غلامی نصیب فرما۔

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر
روز محشر عذرھائے من پذیر
اگر تو می بینی حسابم ناگزیر
از نگاہ مصطفیٰ پنہاں بگیر

آج سے فائدہ اٹھالیں:

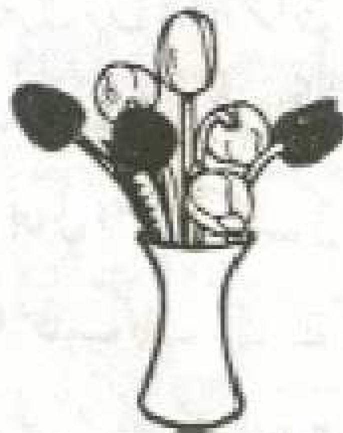
ارشاد فرمایا، آج تو مجالس قائم ہیں ایک وقت آئے گا کہ بولنے والا بھی نہیں رہے گا۔ (حضرت جی نے اپنی طرف اشارہ کر کے یہ جملے ارشاد فرمائے جس سے سامعین پر بہت اثر ہوا)۔ اس لئے کوشش کرنی چاہئے کہ آج فائدہ اٹھالیں اور چھوٹے حیلے بہانوں سے ان مجالس سے محروم نہیں رہنا چاہئے۔ ایسی عادت اپنائی چاہئے کہ کھانا پینا چھوڑنا پڑے تو چھوڑ سکیں مگر ذکر مراقبہ، درود، تلاوت، استغفار کبھی نہ چھوڑیں۔ معمولات کو اہمیت دیں گے تو ان کی پابندی نصیب ہو گی۔ ارشاد فرمایا، کسی عارف کا قول ہے کہ جس نے اپنے والد کا جنازہ اٹھایا ہو اور پھر بھی اسے عبرت حاصل نہ ہوئی تو اس کا دل سخت ہو چکا ہے۔ بعض اہل اللہ ایسے ہوں گے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو دیکھ کر مسکرائیں گے اور وہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ کر

مسکرائیں گے۔ اللہ تعالی ہمیں اپنے خاص بندوں میں شامل فرمائے۔

یہ کراچی کے دورہ کی آخری مجلس تھی دوستوں کا عجیب حال تھا۔ جدائی کا غم اور صحبت کے فیض سے محرومی کا قلق بھی تھا۔ گویا اس شعر کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔

؎ وہ چند ساعتیں جو ''صحبت،، دلبر میں گزریں
وہی ساعتیں ہیں میری زندگانی

حضرت جی نے آخر میں سورۃ والعصر پڑھی اور غمزدہ دل کے ساتھ دلوں کو غمزدہ کرتے ہوئے مجلس کو اختتام پذیر کیا۔





مجلس 2

اتباع سنت

عاجزی وانکساری:

ارشاد فرمایا، حضرت خواجہ فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ جب موسیٰ زئی تشریف لے جاتے تو ڈھائی سو کلومیٹر کا سفر پیدل طے کرتے ۔ وہاں جا کر رات کو پیر بھائیوں میں نہ سوتے کہ کہیں میری ریح کے اخراج سے انہیں تکلیف نہ ہو۔ جو بستر وغیرہ بھی ملتا وہ انہیں دے دیتے جب مجلس میں بیٹھتے تو جوتوں میں ہی بیٹھ جاتے اور یہ سمجھتے کہ میرے پیر بھائی اصحاب کہف کی طرح ہیں اور میں ان کے کتے کی طرح ہوں۔ جس طرح اصحاب کہف کے کتے کو اصحاب کہف کے صدقے جنت میں داخل کر دیں گے اسی طرح مجھے بھی ان پیر بھائیوں کے صدقے بخش دیا جائے گا۔ سبحان اللہ عاجزی ہو تو ایسی ہو۔

عاجزی مقرب الٰہی ہونے کی نشانی ہے:

ارشاد فرمایا، اگر کوئی خواب میں دیکھے کہ میں بادشاہ بن گیا ہوں تو کیا بالفعل وہ بادشاہ بن جائے گا؟ ہرگز نہیں اسی طرح اگر خواب میں کسی ولی کو دیکھ

لیا تو لوگ عمل چھوڑ بیٹھتے ہیں اور پیر بھائی کو حقیر سمجھنے لگتے ہیں، دماغ آسمان پر چڑھ جاتا ہے۔ حالانکہ ولی جتنا زیادہ مقرب الٰہی بنتا جائے گا اتنا زیادہ عاجز بنتا جائے گا۔ عاجزی وانکساری مقرب الٰہی ہونے کی نشانی ہے۔

خلافت ایک انتظامی معاملہ ہے:

ارشاد فرمایا، شیخ کے پاس بیٹھ کر ذکر اور وقوف قلبی وغیرہ کچھ نہ کرے بلکہ رابطہ قلبی رکھے۔ سایہء پیر بہتر از ذکر حق۔ یعنی پیر کا سایہ ذکر سے بہتر ہے۔ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پیر عالم علوی اور سفلی دونوں سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لئے اس سے اخذ فیض آسان ہو جاتا ہے۔ حضرت پیر غلام حبیب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے جو آدمی اس لئے اسباق کرے کہ مجھے خلافت مل جائے تو وہ شرک طریقت کا مرتکب ہو رہا ہے۔ حضرت جی نے ارشاد فرمایا، نسبت کی تمنا اور دعا تو کر سکتا ہے۔ مگر خلافت کا خیال بھی دل میں نہیں آنا چاہئے کیونکہ یہ ایک انتظامی معاملہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ چاہیں منتخب کر لیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے عجیب بات لکھی ہے کہ جو چیز بخشنی ہو وہ حضور ﷺ کے طفیل بخشے تو اس سے وفات شدہ آدمی کو اور زیادہ قرب نبی ﷺ حاصل ہوتا ہے اس سے اسے زیادہ خوشی ہوتی ہے۔

اصلاح حال:

ارشاد فرمایا، تصوف وسلوک کا مقصد یہ نہیں ہے کہ مقدرات اور دوسری دنیاوی فتوحات ملا کریں گی۔ بلکہ اس کا نچوڑ یہ ہے کہ اصلاح ہو جائے گی۔ تصوف وسلوک سے اصلاح کی تڑپ پیدا ہوتی ہے اور انسان پوری کوشش کرتا

ہے کہ میری اصلاح ہو جائے۔ اصلاح کی تڑپ پیدا ہونا بڑی خوش قسمتی کی بات ہے۔ حقیقت میں کامیاب وہی ہے جو اپنے نفس کا تزکیہ کر لیتا ہے اور موت سے پہلے پہلے اپنا حساب خود کر لیتا ہے۔ ہر عمل کا محاسبہ کرتا ہے اور اصلاح کے لئے سرگرم رہتا ہے۔ ارشاد فرمایا، جو کیفیات کا طالب ہوتا ہے وہ طالب مولیٰ نہیں ہوا کرتا۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جیسے بچوں کو گیند دے دیا جاتا ہے کہ وہ کھیلیں اس طرح بعض سالکین کو کشف دے دیا جاتا ہے کہ وہ اسی میں مگن رہیں۔ ان چیزوں کی تمنا نہیں کرنی چاہئے بلکہ تمنا تو صرف اور صرف اصلاح کی ہونی چاہئے۔

ذکر میں فنائیت:

ارشاد فرمایا، فنائیت کے مقام پر سالک کو ہر چیز ذکر کرتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ ہوا، درخت، پتے وغیرہ حتیٰ کہ جسم کے اعضا بھی ذکر کرتے ہوئے سنائی دیتے ہیں۔ ایک دفعہ خواجہ عبد المالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کو کشف سمعی حاصل ہوا کہ ہر چیز ذکر کرتی ہوئی سنائی دیتی تھی۔ حتیٰ کہ مٹی کا ڈھیلہ استعمال کرنا مشکل ہو گیا۔ کشف تو ہندوؤں کو بھی مل جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کی محنت کو ضائع نہیں کرتے بس یوں سمجھ لیں کہ انہیں ہڈی دے دی جاتی ہے کہ اسے چوستے رہیں۔ اس ضمن میں ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا، ہم انجینئرنگ یونیورسٹی کے فائنل ائیر میں تھے ایک طالب علم نے آ کر بتایا کہ راستے میں ایک شخص نے کھڑے ہو کر لوگوں کے دلوں کی باتیں بتانا شروع کر دی۔ اس طالب علم نے بھی ایک پیچیدہ بات سوچی اس نے وہ بھی بتا دی۔ اس کے بعد اس نے اپنی دکان کے کارڈ تقسیم کئے اور چلا گیا۔ تاکہ لوگ آئیں اور وہ ان سے دولت بٹور

سکے۔

مکتوبات شریفہ کے متعلق تحقیق:

ارشاد فرمایا، مصنف کی تحقیق کے بغیر ایسے ہی کتاب نہ خریدیں اور نہ پڑھیں۔ مکتوبات مجددیہ مدینہ کمپنی نے بھی چھاپے ہیں اس میں بدعات کو بھی غلط طریقہ سے صحیح ثابت کیا گیا ہے۔ کسی اندھے کے کہنے سے اندھیرا روشنی نہیں بن سکتا۔ اندھیرا ہر صورت اندھیرا ہی رہتا ہے۔ جتنا مرضی اسے روشنی ثابت کرنے کی کوشش کر و وہ اندھیرا روشنی نہیں بنے گا۔

ہمارے بزرگوں نے ادارہ مجددیہ کے ذریعے مکتوبات شریفہ کو چھاپا ہے جو بہترین ہیں۔ ارشاد فرمایا، حضرت سید زوار حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق حضرت پیر غلام حبیب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ان کی نسبت کامل تھی ان کے جو مریدین حضرت پیر غلام حبیب رحمۃ اللہ علیہ سے رجوع فرماتے انہیں آپ وہیں سے آگے سبق دے دیتے جس پر وہ ہوتے تھے دوسرں کو شروع سے ایک دو سبق دیتے تھے۔ ارشاد فرمایا، حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتابیں عمدۃ الفقہ اور زبدۃ الفقہ اتنی آسان ہیں کہ شاید ہی اتنی آسان اردو زبان میں کوئی اور کتاب مل سکے۔ جس کسی نے بھی پڑھی اسے بہت پسند آئی۔ اور ویسے بھی کتابوں کے مطالعے کے معاملے میں احتیاط سے کام لینا چاہیے۔ فقہ کی کتابیں پڑھیں تا کہ عمل کی توفیق ملتی رہے۔ صاحب نسبت آدمی کی کتابیں پڑھنے سے ذوق عمل اور اخلاص بڑھتا ہے۔ ورنہ خالی باتیں ہی باتیں ہوا کرتی ہیں۔

تفسیر مودودی:

ارشاد فرمایا، سوالات ضرور پوچھا کریں اس سے دوسروں پر بھی باتیں

واضح ہو جاتی ہیں لیکن مناسب موقع پر پوچھنا چاہئے۔ حسن سوال آدھا علم ہے سوال کے ذریعے دلوں کے اشکالات دور ہوتے ہیں۔ سوالات کے جوابات عمل کی نیت سے سننے چاہئیں۔ کسی شخص نے مودودی صاحب کے بارے میں سوال پوچھا۔ حضرت جی نے ارشاد فرمایا کہ ان میں ایک گھمنڈ تھا کہ بڑے بڑے ائمہ اور صحابہؓ کے اقوال لکھ کر انکار کر دیتے تھے کہ میرا اس معاملے میں ان سے اتفاق نہیں ہے۔ ہمارا کیا منہ ہے کہ ہم صحابہ کرامؓ کی خامیاں لکھتے پھریں۔ اور ان کے خلاف بات کریں۔ مودودی صاحب نے اچھی تفسیر لکھی ہے لیکن بعض جگہ پر تفسیر بالرائے لکھی ہے۔ حدیث میں تفسیر بالرائے سے سختی سے منع کیا گیا ہے۔ مودودی صاحب تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال کو بچوں کی طرح ٹھکرا دیتے ہیں۔ کہاں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا تقویٰ، سمجھ اور علم اور کہاں مودودی صاحب کی آراء۔ صحابہ کرامؓ باہم جنگ بھی کریں تو بھی شہید ہیں ان کے باہمی نزاع میں بھی رضائے الٰہی ہوتی تھی۔

~ صحابہؓ باہم جنگ بھی کریں تو وہ سعید ہیں
ادھر کے بھی شہید ہیں ادھر کے بھی شہید ہیں

اس طرح صحابہؓ پر تنقید کرنے اور کیڑے نکالنے کی کھلی چھٹی دے دی جائے تو پھر کس کی عزت سلامت رہے گی۔ مطالعہ کتب اور لٹریچر کے ضمن میں فرمایا، اگر ہزار گولی میں سے ایک گولی زہر والی ہو تو ڈر کے مارے ایک بھی نہیں کھاتے۔ تو ایمان کے بارے میں یہ خیال کیوں نہیں رکھتے کہ ایسی چیزوں کا مطالعہ نہ کریں جس میں کچی پکی سب باتیں جمع کر دی گئی ہوں۔

واقعہ اتباع سنت:

ارشاد فرمایا، سب سے بڑی کرامت تو توجہ سے کسی کے دل کو جاری کرنا

ہے۔اور باقی تو چھوٹی چیزیں ہیں۔حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک آدمی دس سال رہا اور کہا آپ سے کوئی کرامت نہیں دیکھی۔حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کیا تو نے کوئی خلاف سنت عمل دیکھا ہے۔کہنے لگا،نہیں۔فرمایا، یہی سب سے بڑی کرامت ہے۔کیونکہ اتباع سنت کا مقابلہ کوئی کرامت نہیں کر سکتی۔شریعت وسنت پر عمل کرلیں یہی سب سے بڑی کرامت ہے۔ارشاد فرمایا، حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ حضرت امیر معاویہؓ افضل ہیں یا حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ افضل ہیں۔فرمایا حضورﷺ کے ساتھ جہاد میں حضرت امیر معاویہؓ کے گھوڑے کے ناک میں جو میل لگی تھی وہ بھی حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ سے بہتر ہے۔کیونکہ انہیں نسبت صحابیت حاصل تھی۔

روحانیت کو کاروبار نہ بنائیں:

ارشاد فرمایا،عملیات والی لائن پر آدمی بالکل نہ جائے۔اس لائن میں لوگ برباد ہو جاتے ہیں اور پھر دوبارہ صحیح لائن پر آنا بہت ہی مشکل ہو جاتا ہے۔اس لئے روحانیت کو کاروبار ہرگز نہ بنانا چاہئے۔اس سے دنیاوی فائدے حاصل نہیں کرنے چاہئیں۔ورنہ آدمی دنیا ہی کا ہو کر رہ جاتا ہے۔بعض دکاندار قسم کے پیر یہ پٹی پڑھاتے رہتے ہیں کہ ہمارے فلاں بزرگ سے فیض پہنچتا رہتا ہے۔ہمیں مت دیکھو ہمارے بزرگوں کو دیکھو ان کی مثال اسی طرح ہے"پدرم سلطان بود(میرا باپ بادشاہ تھا)ارشاد فرمایا،یہ سراسر گمراہی کی باتیں ہیں۔خانقاہوں سے بوریاں بھر بھر کر روپوں کی لے جاتے ہیں اور کہتے رہتے ہیں تہاڈی پنج ویلے دی ساڈی ہر ویلے دی (تم پانچ دفعہ نماز پڑھتے ہو جب کہ

ہماری ہر وقت نماز ہی نماز ہے) نبی ﷺ نے تو نہیں فرمایا کہ" میری ہر وقت نماز ہے۔ایسی ایسی باتوں سے یہ لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔

مطالعہ ضروری ہے:

ارشاد فرمایا مطالعہ میں ہمارے لوگ کمزور ہوتے ہیں۔ کتابوں سے کچھ نہ کچھ پڑھتے رہنا چاہیے جس میں مسائل ہوں۔ علم اور مطالعہ باعمل عالم کے مشورے سے کیا جائے تو بہت فائدہ دیتا ہے۔اگر مشورہ نہ ہو تو بھٹکنے کا اندیشہ رہتا ہے۔ بے علم نتواں خدارا شناخت (بے علم خدا کو نہیں پہچان سکتا)۔

الزامی جواب:

ارشاد فرمایا، ایک الزامی جواب ہوتا ہے یعنی الٹی بات کر دی، ایک تحقیقی جواب ہوتا ہے۔ تحقیقی جواب سے سوالی کی تسلی زیادہ ہوتی ہے۔مگر بعض شرارتی لوگوں کو الزامی جواب بھی مجبوراً دینا پڑتا ہے۔ جب مقتدی امام کی خدمت نہیں کرتے تو وہ لوگوں کو قریب کرنے کے لئے مختلف بدعات کرواتے ہیں۔ایک دفعہ ایک آدمی سے پوچھا کہ کیا نبی ﷺ کوئی نیکی کیے بغیر چلے گئے ہیں۔ کہنے لگا نہیں۔ فرمایا اگر گیارہویں کا ختم بھی نیکی ہوتی تو حضور ﷺ ضرور کروایا کرتے۔ بدعات کیڑے کی طرح چھوٹی شکل میں پیدا ہوتی ہیں اور پھر بڑھتی رہتی ہیں۔

اسلام کا گرانا:

ارشاد فرمایا، مفہوم حدیث ہے جس نے بدعتی کی تعظیم کی اس نے اسلام کو گرانے میں مدد کی۔ بدعت بظاہر معمولی سی چیز ہوتی ہے جو دین میں نئی نکالی جاتی

ہے پھر لوگ اسے دین سمجھ کر کرنے لگ جاتے ہیں مثلاً ایک قوم تھی جو دستر خوان پر خلال رکھتے تھے اب عورتوں کے لئے انہیں سنبھالنا مشکل ہو گیا تو انہوں نے پکا سر کنڈا رکھنا شروع کر دیا دوسروں نے اسے ذرا بڑا کر دیا تاکہ پکڑنے میں آسانی ہو۔ بعض نے سوچا کہ کتے اور بلی کے مارنے کے کام بھی آ سکتا ہے اس لئے بڑا ڈنڈا رکھنا چاہئے۔ شروع میں کیا تھا پھر بڑھتے بڑھتے کیا سے کیا ہو گیا۔ بدعات بھی اسی طرح بڑھتی رہتی ہیں۔ بہت سے دیہاتوں میں لوگوں نے صلوٰۃ و سلام کو اذان کا حصہ سمجھنا شروع کر دیا ہے۔ ایک دفعہ دیہات میں ایک آدمی سے پوچھا کہ تو نے بغیر صلوٰۃ وسلام کے کیسے اذان کہہ دی۔ کہنے لگا سپیکر جو نہیں تھا۔ اب سوچیں کیا سپیکر کی خاطر صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہیں۔





مجلس 3

بدعت کی نحوستیں

توبہ کا طریقہ:

ارشاد فرمایا، توبہ کا اصل طریقہ یہ ہے کہ انسان دل سے نادم ہو، قبولیت توبہ کی علامت یہ ہے کہ دوبارہ وہ اس گناہ سے بچ جائے، حلال و حرام واضح ہے۔ جس میں شبہ پڑ جائے اس سے پرہیز کرے مشتبہ چیز سے بچنا تقویٰ کہلاتا ہے۔ ارشاد فرمایا، لوگ حضرت علیؓ کو مشکل کشا کہتے ہیں حالانکہ وہ خود اللہ کو پکارتے تھے۔ ہندو پیپل کے آگے کھڑے ہو کر مانگتے ہیں۔ اس طرح عیسائی پانی میں پیسے پھینکتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہماری خواہش پوری ہو جاتی ہے۔ اللہ کے بندو! اللہ تعالیٰ سے منتیں مانو اور بغیر شرائط کے اللہ تعالیٰ سے مانگو۔

منتوں کی حقیقت:

ایک واقعہ ارشاد فرمایا کہ ایک آدمی کے لڑکا نہیں ہوتا تھا۔ مرزائی نے کہا منت مانو تو لڑکا ہوگا۔ لڑکا تو ان کی قسمت میں ہوتا ہی تھا۔ جب لڑکا ہو گیا تو وہ آدمی مرزائی ہو گیا۔ یہ گمراہی نہیں تو اور کیا ہے۔ انسان اگر بہت ساری منتیں

مان لے تو کوئی نہ کوئی تو پوری ہونی ہے۔ اگر منت نہ بھی مانے تو کوئی نہ کوئی کام تو ہو ہی جاتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ پر یقین کی بجائے منتوں پر پختہ یقین کر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر یقین ڈھیلا پڑتا جاتا ہے۔ ارشاد فرمایا، بندہ مر جائے، سولی پر چڑھ جائے لیکن عقیدے میں فرق نہ آنے دے۔ عقیدہ سب سے زیادہ اہم اور ضروری ہے۔ عمل میں کوتاہی معاف ہو سکتی ہے مگر عقیدہ کا فرق اعمال کا بیڑہ غرق کر دیتا ہے۔ ایک پیر سے کسی نے پوچھا میری گائے کیا دے گی؟ اس نے کہا بچھیا نہ دے گی تو بچھڑا۔ فرمایا دونوں میں سے کوئی ایک تو ہوتا ہی ہے۔ جاہل پیر لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ اگر دن میں 90 آدمیوں کو بھی بتائے کہ لڑکا ہوگا تو 10 کے بھی اگر لڑکا ہو گیا یا کام ہو گیا تو ان کی خانقاہ کا کاروبار چل پڑے گا۔ کچھ کے تو اللہ کی قدرت سے لڑکا ہوتا ہی ہوتا ہے۔ اس میں پیر کا کیا کمال ہے۔

موسیقی اور زنا:

ارشاد فرمایا، مفہوم حدیث ہے میں مزامیر کو توڑنے کے لئے مبعوث ہوا ہوں۔ فرمایا، موسیقی کانوں کا زنا ہے۔ اب کوئی قرآن کو موسیقی پر پڑھنا شروع کر دے اور یہ سمجھے کہ قرآن پڑھ رہا ہوں تو یہ طریقہ بھی صحیح نہیں ہے۔ قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک تمام سنتیں دنیا سے اٹھ نہ جائیں گی اور بدعات سے دنیا بھر نہ جائے گی۔ بدعات آہستہ آہستہ بڑھتی چلی جاتی ہیں۔ ہمارے اسلاف بدعت کا بہت رد فرماتے تھے۔

بدعت کی ترویج:

ارشاد فرمایا، حضور ﷺ کے مبعوث ہونے سے پہلے ایک مرد اساف نامی اور ایک عورت نائلہ نامی تھی۔ انہیں بدکاری کے لئے اور کوئی جگہ نہ ملی تو بیت

اللہ میں چلے گئے۔ گناہ کا ارتکاب کرتے ہی رات کو یہ دونوں بت بن گئے۔ صبح کے وقت لوگوں نے دیکھا تو پہچان لیا کہ یہ تو فلاں فلاں ہیں۔ پھر سوچا کہ ان کو سزا ملنی چاہئے۔ اہل مکہ نے سوچا کہ ایک کو صفا پر رکھ دیں دوسرے کو مروہ پر رکھ دیں۔ حاجی لوگ صفا پر جائیں تو ایک کو جوتے ماریں مروہ پر جا کر دوسرے کو جوتے ماریں۔ تاکہ قیامت تک دونوں کو عبرتناک سزا ملتی رہے۔ حالانکہ یہ سعی کے عمل میں اضافہ کر رہے تھے۔ انہیں جوتے مارے جاتے رہے پھر ایک جوتا پھر ایک چپت مارنے لگے آخر مارنے سے رک گئے۔ بعد میں آنے والے لوگ سمجھنے لگے کہ یہ تو اپنے وقت کے اولیاء اللہ اور متبرک لوگ تھے۔ بس یہ بدعت بھی اسی طرح پہنچتی ہے اور پھر بڑھتے بڑھتے کچھ کی کچھ ہو جاتی ہے۔

سنت پر عمل اور آزمائش:

ارشاد فرمایا، خاص طور پر مال کی محبت ایسی ہے کہ انسان کو اپنی طرف مائل کر لیتی ہے۔ اتنا تو فارغ وقت ہونا چاہئے بلکہ نکالنا چاہئے کہ فرائض و واجبات تو پورے کر سکیں۔ اس کے بعد انشاء اللہ سنت سے بھی محبت پیدا ہو جائے گی۔ نیکی اور سنت پر عمل کرنے سے بعض اوقات آزمائش بھی ہوتی ہے۔ جب کوئی نوجوان داڑھی رکھتا ہے تو کوئی مولوی کہہ رہا ہے کوئی ملاں کہہ رہا ہے تو اس سے دل برداشتہ نہ ہو۔ فرمایا، عام طور پر کئی نوجوان داڑھی رکھنی چاہتے ہیں مگر دوست اور گھر کی عورتیں مخالفت کرتے ہیں۔

مشائخ کی توجہات:

ارشاد فرمایا، حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ کھانا کیسا کھانا چاہئے۔ فرمایا اچھا کھا اور کام بھی اچھے کر۔ ایک آدمی حضرت خواجہ دوست محمد

قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا جو پورا بکرا اور سب روٹیوں کا کھا جاتا تھا مگر عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھتا تھا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے خادم سے فرمایا سے دو روٹیاں اور دو بوٹیاں دے دو ان سے یہ بھی نہ کھایا گیا۔ یہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا تصرف تھا اور وہ شخص آپ کا مرید ہو گیا۔ یہ مشائخ کی توجہات ہوتی ہیں کہ انسان کا مزاج بدل دیتی ہیں۔

9 نمازوں کی اہمیت:

ارشاد فرمایا، عام لوگوں کے لئے پانچ نمازیں اور سالکین کے لئے نو نمازیں ضروری ہیں تا کہ نفل نمازوں کے لئے ذریعے فرض نمازوں کی کمی کوتاہی دور ہوتی رہے۔ نماز میں انسان کو زیادہ پریشانی خیالات سے ہوتی ہے۔ خاص طور پر برے خیالات سے پریشانی اٹھانی پڑتی ہے۔ خیالات کا آنا برا نہیں ہے بلکہ ان کا لانا یا دل میں جمانا اور ان سے لذت لینا برا ہے۔ خیالات کو جام نہیں ہونے دینا چاہئے جیسے ٹریفک کا سپاہی ہے کہ اگر ٹریفک کو جام کرتا ہے تو اس کی پیٹی اتار دی جائے گی۔ اسی طرح خیالات ذہن میں آئیں تو انہیں نکال دینا چاہئے خیالات تو آتے جاتے رہتے ہیں۔ خیالات کا بہترین علاج ہے کہ انہیں (ignore) نظر انداز کر دیں۔ ارشاد فرمایا، سورج نکلنے کے بعد پہلے پہر میں اشراق پڑھ سکتے ہیں اور دوسرے وقت میں چاشت۔ دونوں کو اکٹھا کر کے بھی پڑھ سکتے ہیں اگر دفتر وغیرہ جانے کی مجبوری ہو کہ چاشت کی نماز علیحدہ پڑھنی مشکل ہو گی تو بامر مجبوری اس طرح کر سکتے ہیں۔

دو رکعت نفل میں کئی نیتیں:

ارشاد فرمایا، افضل تہجد تو یہ ہے کہ دو نیندوں کے درمیان پڑھے۔ عشاء کے

ساتھ بھی پڑھ سکتے ہیں سب کا اجر مختلف ملے گا۔ دو رکعت نفل پڑھتے ہوئے دوسری نیتیں بھی ساتھ کر سکتے ہیں۔ نیت اصلاح، نیت توبہ، نیت حاجت، نیت شکر، 15 نیتیں بھی کر سکتے ہیں۔ مغرب کے دو نفلوں میں اوابین کی نیت کرے چار اور پڑھ لے تو اوابین کی نماز بھی ساتھ پوری ہو جائے گی۔ اسی دوران مجلس میں کسی نے سوال کر دیا کہ کوکا کولا میں الکحل ہے یا نہیں؟ ارشاد فرمایا، بعض علماء کی کوکا کولا کے بارے میں ایک سپیشل میٹنگ ہوئی جس میں اس شعبہ کے سپیشل آدمی بھی موجود تھے۔ لیکن کوئی واضح نہ بتا سکا کہ اس میں الکحل ہے۔ اپنے متعلق فرمایا کہ کوکا کولا کے بارے میں احتیاط کرتا ہوں۔

احتیاط ضروری ہے:

ارشاد فرمایا، کئی کئی گھنٹے حضرت سید زوار حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے سوالات پوچھے ہیں۔ الحمدللہ فقیر نے 11-10 سال ایک فقیہ کی خدمت کی ہے۔ ارشاد فرمایا، کہ دین کے بارے میں کبھی بھی خود سے رائے مجلس کے سامنے نہیں دینی چاہئے۔ اس میں احتیاط ضروری ہے۔ دین میں رائے دینا بڑی جرأت ہے۔ قرآن وحدیث کوئی پہیلی کا قاعدہ نہیں ہے کہ جو چاہے اپنی رائے بیان کرتا پھرے۔ اس بات کا خیال رکھا کریں اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہیں کہیں قیامت والے دن اس کی پوچھ نہ ہو جائے کہ قرآن وسنت میں اپنی رائے کو کیوں داخل کیا۔ آج کل اس میں بہت بے احتیاطی کی جاتی ہے اکثر لوگ بغیر علم کے ہی دین میں رائے زنی کرنا اپنا حق سمجھتے ہیں۔ یہ بے وقوفی کی علامت ہے۔ جہاں فتویٰ کے معاملات آ جاتے ہیں تو وہاں خاموشی اختیار کریں۔ کیونکہ یہ معاملات بڑے نازک ہوتے ہیں۔ جب کوئی مسئلہ بتاتا ہے تو وہ اپنے اوپر

ذمہ داری لے رہا ہوتا ہے اور بے علمی کی وجہ سے کوئی ذمہ داری سر لیں گے تو خود بخود عذاب کو دعوت دینے والی بات ہے اس لئے دین میں احتیاط ضروری ہے۔

حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کتنے محتاط تھے:

ارشاد فرمایا، اگر کسی حلال وحرام میں شک ہو تو خود احتیاط کرے اگر کوئی پوچھے تو بتا دے ویسے از خود اپنی آراء نہ بتاتا پھرے، فائدے میں رہے گا اور آخرت کی باز پرس سے بچ جائے گا۔ اپنی ذات کے لئے جس قدر ہو سکے احتیاط کرے۔ ایک آدمی حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور کہا کہ میری بکری چوری ہو گئی ہے۔ حضرت امام صاحب کی احتیاط کا عالم یہ تھا کہ 17 سال بکری کا گوشت کھانا چھوڑ دیا کہ کہیں یہ اس چوری شدہ بکری کا گوشت نہ ہو۔ تقویٰ اختیار کرنے کے لئے ضروری ہے کہ حلال وحرام کے معاملے میں زیادہ سے زیادہ احتیاط کی جائے۔

خاموشی سونے کی طرح قیمتی ہے:

ارشاد فرمایا، ضروری مصروفیات تو ہونی چاہئیں لیکن غیر ضروری کاموں میں پڑ کر وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ بولنا چاندی کی طرح قیمتی ہے تو خاموش رہنا سونے کی طرح قیمتی ہے۔ خاموش رہنا بڑا کام ہے۔ حدیث مبارکہ ہے جو خاموش رہا سلامت رہا جو سلامت رہا وہ نجات پا گیا۔ اپنی اصلاح کی خاطر اپنے آپ کو تو مورد الزام ٹھہرائے مگر دوسروں کو کبھی بھی الزام نہ دے۔ ایک نارمل بندہ 6-5 گھنٹے نیند کرے تو کافی ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ والے تین گھنٹے سوتے ہیں تو نیند کیسے پوری ہو جاتی ہے تو یہ اللہ کے نام کی برکت سے ہے۔

ارشاد فرمایا، جس کسی کے ذمہ زکوۃ ہو اس کے صدقات نافلہ قبول نہیں ہوتے۔ جس طرح اگر فرائض رہتے ہوں تو نفل نہیں ہوتے اس لئے فرائض کی ترغیب دینا ضروری ہے۔ اپنی زندگی کے فرائض پہلے ادا کرنے چاہئیں نوافل بعد میں۔ کسی نے سوال پوچھا، تہجد کی کتنی رکعات ہیں؟ جواب دیا، تہجد کی نماز کی کم سے کم چار رکعت بھی ہیں اور زیادہ سے زیادہ رکعات اپنی ہمت کی بات ہے۔ جس کو چاہیں معمول بنالیں کسی نے پوچھا نیند اور سستی کا کیا علاج ہے؟ فرمایا، نیند اور سستی ایسی چیزیں ہیں کہ جنہیں چاہیں تو ہمت کر کے کم کرلیں چاہیں تو زیادہ کرتے چلے جائیں بار بار دعائیں مانگنے سے بھی کام آسان ہوجاتا ہے۔

ممنوعہ اوقات:

ارشاد فرمایا، تین اوقات ایسے ہیں جب انسان نماز نہیں پڑھ سکتا۔ جب سورج طلوع ہو رہا ہو اس قت 10 منٹ، جب سورج نصف النہار پر ہو اس وقت 10 منٹ اور غروب کے وقت 10 منٹ کوئی نماز نہیں پڑھ سکتا۔ سوائے نماز عصر کے جو قضا ہو رہی ہو۔ مگر اتنی تاخیر کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ اس وقت سجدہ تلاوت ادا کر سکتے ہیں۔ حکمت یہ ہے کہ سورج کے پجاری اس وقت سورج کی پوجا کرتے ہیں اس لئے منع فرمایا گیا کہ ان سے مشابہت نہ ہو۔ کسی نے سوال پوچھا کہ بچوں کو فضولیات سے کیسے بچایا جا سکتا ہے؟ ارشاد فرمایا، بچپن لڑکپن کے زمانے میں بچے فرائض و واجبات پورے کرتے ہوں تو اگر وقت بچ جائے اور وہ سو جائیں تو سو لینے دینا چاہئے۔ کیونکہ سو کر انسان بہت سے فضول کاموں اور گناہوں سے بچا رہتا ہے۔ ایسی سختی جو شرع شریف سے متنفر کرے نہیں کرنی چاہئے۔ ارشاد فرمایا، عید کی تیاری کرنا اس صبح کو نوافل سے زیادہ عبادت کا

درجہ رکھتی ہے۔ یہ علم فقہ کے چھوٹے چھوٹے مسائل بڑے اجر کا مستحق بنا دیتے ہیں۔ اس لئے فقہ کا علم جاننا بہت ضروری ہے۔ جب ایک بندہ بار بار غلطی کرتا ہے تو وہ اس کا عادی ہو جاتا ہے۔ اس پر اسے ڈانٹ ڈپٹ اور سختی ہونی چاہئے۔ کیونکہ صغیرہ گناہ بار بار کرنے سے کبیرہ گناہ بن جاتا ہے۔ لَا تَحْقِرَنَّ صَغِيْرَةً اِنَّ الْجِبَالَ مِنَ الْحَصٰی (چھوٹی چیز کو چھوٹا نہ سمجھو۔ پہاڑ کنکریوں کے ملنے سے بنتے ہیں)

عیب کی نحوستیں:

ارشاد فرمایا، عام طور پر مرید لوگ پیر کو بدعتی بناتے ہیں اور جاہل پیر ان سے ڈرتا ہے کہ کچھ کہوں گا تو مریدی سے ٹوٹ جائیں گے۔ پیر کو چاہئے کہ مریدوں کو ضرور ٹوکتا رہے تاکہ اصلاح ہوتی رہے۔ گناہ تو زہر کی مانند ہے اس لئے صغیرہ گناہ سے بھی بچنا چاہئے۔ ارشاد فرمایا، جو دوسروں کے عیوب پر نگاہ ڈالتا ہے تو وہ اپنے عیوب سے اندھا کر دیا جاتا ہے۔ کسی کی بات اس کی پیٹھ کے پیچھے اس طرح کرنا کہ اگر وہ سن لے تو اسے برا لگے یہ غیبت ہے۔ اجتماعی غیبت کرنا اور زیادہ برا ہے۔ کسی نے شہر بھر کی غیبت کر دی کہ یہ لوگ تو ایسے اور ایسے ہیں۔ کسی کے دھوکے سے کسی کو متنبہ کرنا یہ غیبت نہیں ہے۔ کسی کا تذکرہ تبصرہ کے طور پر کرنا غیبت ہے لیکن اصلاح کی نیت سے کرنا غیبت نہیں۔ اگر قوی امید ہو کہ اصلاح ہو جائے گی خواہ مخواہ کسی کو ذلیل کرنے کے لئے کسی کا تذکرہ نہیں کر سکتے۔ غیبت کافروں کی نہیں ہوتی۔ اگر کافروں کی بات کی جائے تو غیبت نہیں ہے۔ کفار کے ساتھ دلی دوستی نہیں ہونی چاہئے۔ چاہے وہ پڑوسی ہی کیوں نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کی وجہ سے دلی دشمنی ہونی چاہئے۔ اگر پڑوسی کا حق ہے تو ادا کرنا

چاہئے۔

اصلاح کی نیت:

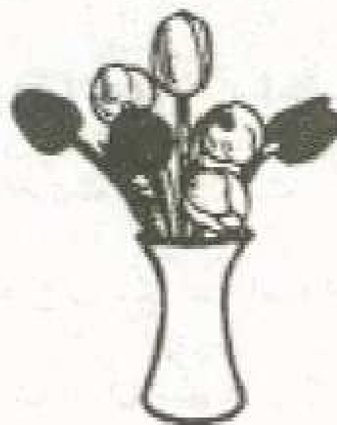
ارشاد فرمایا، اگر انسان ضد اور جہالت کی عینک اتار کر دیکھے تو اوہام کی حقیقت کھل جائے گی اور خالی گھڑے ہوئے خیالات سے نجات مل جائے گی۔ یہ بھی سوچیں کہ میرے دل میں سکون ہے یا نہیں اور اگر سکون نہیں ہے تو کہیں نہ کہیں کمی ضرور ہے۔ کسی مذہب کے بڑوں کو برا نہ کہو ورنہ وہ تمہارے بڑوں کو برا کہیں گے بہر حال اصلاح کی نیت ہونی چاہئے۔ اسی دوران ایک آدمی اپنے ساتھ ایک بنگالی لڑکے کو لایا اور کہا کہ ہندوستان سے آتے ہوئے اس کا بھائی بچھڑ گیا اور گم ہو گیا کچھ وظیفہ بتا دیجئے تا کہ کچھ پتہ چل سکے۔ آپ نے فرمایا، اسے بتایئے کہ ہر نماز کے بعد سورۃ والضحیٰ کو اکیس مرتبہ پڑھتا رہے انشاء اللہ گم شدہ لڑکا مل جائے گا۔

بدنظری سے بچیں:

ارشاد فرمایا، شہوت کی نظر سے کسی کو نہ دیکھے خواہ وہ عورت ہو، لڑکا ہو، خواہ کوئی ہو کسی پر نظر نہ پڑے۔ فرمایا، ہر نظر پہلی نظر کے بعد شہوت ہی کی نظر ہوتی ہے۔ پہلی نظر کے بعد ہر نظر جرم ہے۔ ارشاد فرمایا، ایک مرید نے اپنے شیخ کو لکھا کہ کیفیات ختم ہو گئیں۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ بدنظری ہو رہی ہے۔ پھر بار بار یہی لکھا کہ بدنظری ہو رہی ہے تو مرید نے اپنی زندگی کا بڑے غور سے جائزہ لیا اور خوب غور و فکر کیا تو بات سمجھ آئی کہ پڑوسی کی بیٹی 14-12 سال سے گھر میں آ رہی ہے۔ جو چھوٹی عمر سے اب بڑی ہو گئی تھی۔ اب جب معاملہ سمجھ میں آیا تو اللہ تعالیٰ سے خوب معافی مانگی پھر کیفیات بھی لوٹ آئیں۔

ٹی وی کی تباہ کاریاں:

ارشاد فرمایا، زہر خواہ خوش ہو کر پئے یا مجبوراً پئے زہر تو اپنا اثر کرے گی۔ اسی طرح بدنظری ارادتاً کرے یا ہو جائے اثر ضرور کرے گی۔ٹی وی کے بارے میں فرمایا کہ یہ تو ایک مشین ہے جس کی مثال چھری کی طرح ہے اس کا استعمال اچھا بھی ہے اور برا بھی ہے۔آج کل تو ٹی وی برائی ہی پھیلا رہا ہے کوئی ایک بندہ دکھا دیں جو ٹی وی سے پرہیزگار بنا ہو۔تہجد گزار بنا ہو۔لوگ برائی میں جلدی مبتلا ہو جاتے ہیں۔ٹی وی کے برے اثرات جلدی قبول کرتے ہیں بے حیائی اور فحاشی کو فیشن کا حصہ سمجھا ہوا ہے۔ٹی وی کے آگے بیٹھے ہیں کئی کئی گھنٹے گزر جاتے ہیں نماز قرآن کا ہوش ہی نہیں رہتا۔بدنظری سے اپنا ایمان تباہ کر لیتے ہیں۔یہ شہوت کی نظر بڑی بڑی تباہیاں کرتی ہے۔اس لئے انتہائی ضروری ہے کہ آنکھوں کی ہر ممکن حفاظت کی جائے۔نظر کو بھٹکنے سے بچایا جائے ذرا سی لذت کی خاطر ایمان کو داؤ پر نہ لگائیں۔روایت ہے کہ''جس کی آنکھ اس کے قبضے میں نہیں تو پھر اس کا دل بھی اس کے قبضے میں نہیں'' 100 سال کی بوسیدہ ہڈیاں بھی ہو جائیں پھر بھی عورت اور مرد کا تنہائی میں ملنا خطرے سے خالی نہیں ہے۔اس لئے نامحرم سے بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔





دل کے امراض

1991 میں ملتان ائیر پورٹ پر حضرت جی گاڑی میں تشریف فرما تھے۔ ساتھی بھی گاڑی میں ہی بیٹھے تھے، اس دوران آپ نے وقت کو قیمتی بنانے کے لئے دوستوں کے لئے نصیحت آموز ملفوظات ارشاد فرمائے جو پیش خدمت ہیں۔

عبرتناک واقعہ:

شیطان کی چال یہ ہے کہ ابتدا میں چھوٹے گناہ میں پھنساتا ہے پھر بڑے بڑے گناہوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔ ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا، بنی اسرائیل میں ایک راہب تھا بڑا عبادت گزار تھا۔ شیطان نے بہت دفعہ اسے ورغلانے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ آخر کار اسے عورت کے فتنے میں مبتلا کر کے آزمائش میں ڈال دیا۔ حدیث کا مفہوم ہے ''عورت شیطان کا وہ تیر ہے جو کبھی خطا نہیں جاتا'' واقعہ کچھ یوں ہے کہ ایک دفعہ دو بھائیوں نے جہاد پہ جانے کا ارادہ کیا وہ اپنی بہن کو کسی آدمی کے پاس چھوڑنا چاہتے تھے انہوں نے

راہب سے درخواست کی کہ ہم بہن کو آپ کے پاس چھوڑنا چاہتے ہیں لیکن اس راہب نے انکار کر دیا۔ پھر انہوں نے اصرار کیا تو وہ راہب اپنے ساتھ والے مکان میں اس لڑکی کو رکھنے پر راضی ہو گیا۔ شیطان پہلے بالکل معمولی سی برائی میں پھنساتا ہے۔ جو بظاہر برائی بھی محسوس نہیں ہوتی۔ لیکن اس کے اثرات بہت دیر بعد ظاہر ہوتے ہیں۔ راہب شیطان کی اس چال کو نہ سمجھ سکا اور اس کے جال میں آ گیا۔ راہب کھانا دروازے کے باہر رکھ دیتا وہ لڑکی اٹھا لیتی۔ کچھ دن گزرے شیطان نے راہب کے دل میں بات ڈالی کہ اس طرح کسی کو پتہ چل جائے گا کھانا دروازے کے اندر رکھا کرو۔ چنانچہ اندر کی طرف کھانا رکھ دیتا۔ دروازے کے پاس کھڑا ہو کر اس لڑکی کو چند نصائح کرتا رہتا اور وہ اس پر عمل بھی کرتی اور کچھ نیک عمل شروع کر دیئے۔ پھر شیطان نے ایک اور پٹی پڑھائی کہ مکان کی چھت پر جا کر نصیحت کی باتیں سمجھانی چاہئیں۔ دونوں اپنے اپنے مکان کی چھت پر کھڑے رہیں گے اور نصیحت کا پروگرام چلتا رہے گا۔ کچھ دن اس طرح ہوا پھر جب راہب کھانا دینے جاتا تو لڑکی دروازے پر کھانا لینے آ جاتی گویا اب وہ راہب کا احترام کرنے لگی تھی۔ پھر دروازے میں کھڑے کھڑے نصیحت کی باتیں ہوتی رہتیں۔ چند دن گزرے تو دروازے سے اندر نصیحت ہونے لگ گئی۔ پھر ایک دن وہ لڑکی بیمار ہو گئی تو راہب اس کی تیمارداری میں لگ گیا۔ اس تیمارداری میں شیطان نے ایسا کاری وار کیا کہ گناہ میں مبتلا کر دیا۔ ایک دن چارپائی فالتو نہ تھی ایک ہی چارپائی تھی۔ دونوں ایک ہی جگہ بیٹھ گئے اور گناہ میں ملوث ہو گئے۔ کچھ عرصہ گزرا تو وہ لڑکی حاملہ ہو گئی۔ حمل کی مدت پوری ہوئی بچہ ہوا تو راہب کو ڈر محسوس ہوا کہ اس کے بھائیوں کو پتہ چلے گا تو میرا تو بندوبست کر دیں گے۔ شیطان نے نئی راہ دکھائی کہ بچے کو قتل کر دیا جائے۔

بچے کے قتل پر لڑکی نے شور مچایا تو راہب نے اس لڑکی کا بھی کام تمام کر دیا۔ پھر دونوں کو دفن کر دیا۔ بھائی جہاد سے واپس آئے تو انہیں بتایا کہ بیمار ہوئی مر گئی، بیچاری بڑی نیک تھی۔ اب شیطان نے بھائیوں کے دل میں شبہ ڈال دیا کہ راہب نے لڑکی کو مار دیا ہے۔ شبہے کی تصدیق کے لئے انہوں نے تفتیش کی اور سراغ مل گیا، قبر کو کھدوایا تو بات یقینی ثابت ہوگئی۔ بھائیوں نے راہب پر مقدمہ کر دیا۔ مقدمہ چلنے کے بعد پھانسی کی سزا ہوئی۔ جب تختہ دار کے پاس لے گئے تو شیطان پھر آیا اور کہا کہ کلمہ کفر کہہ دو میں تمہیں چھڑا دوں گا۔ راہب نے جان بچانے کے لئے سوچا کہ ابھی اس کی بات مان لیتا ہوں بچ گیا تو پھر کلمہ پڑھ لوں گا۔ جونہی اس نے شیطان کی اطاعت کی ادھر سے جلاد نے تختہ کھینچ دیا۔ ساری زندگی عبادت و پرہیزگاری سے بسر کرنے والا شخص بھی شیطان کے چنگل میں پھنس کر کافر ہو کر مر گیا۔ اللہ تعالیٰ سے خاتمہ بالخیر کی دعا مانگنی چاہئے اور یہ دعا کرنی چاہیے کہ ایمان کی سلامتی کے ساتھ اس دنیا سے رخصت ہو جائیں۔ ابتدا میں شیطان نے معمولی سے گناہ میں پھنسایا جو بظاہر گناہ بھی محسوس نہیں ہوتا تھا اور پھر عبادت گزار راہب کو ایمان سے بھی ہاتھ دھونا پڑے۔ اس طرح معمولی معمولی باتوں سے شیطان عورتوں سے تعلقات بنواتا ہے اور پھر بڑے گناہ کی طرف لے جاتا ہے۔ اس طرح دوسرے گناہوں کی بھی ابتدا پہلے بالکل چھوٹے گناہ سے کرواتا ہے جو بظاہر گناہ محسوس بھی نہیں ہوتا اس کے بعد بڑے بڑے گناہوں میں پھنسا دیتا ہے۔

تین چیزیں:

ارشاد فرمایا، حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر میں عورتیں یہ تذکرہ کر رہی

تھیں کہ فلاں بزرگ 80 سال کے ہیں اب ان سے پردے کی ضرورت نہیں ہے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میرے پاس ایک بزرگ 105 سال کی عمر کے آئے تھے۔ انہیں رات کو احتلام ہو گیا تھا یہ سن کر وہ خاموش ہو گئیں۔

ارشاد فرمایا، یہ تین چیزیں کبھی تھوڑی نہیں ہوتیں۔

1. آگ: ایک چراغ سارے گھر کو جلا سکتا ہے۔
2. دشمنی: تھوڑی سی دشمنی بھی بڑی ہوتی ہے دوسرے کے دل کا کیا علم ہوتا ہے۔
3. عشق مجازی۔

گپ شپ:

ارشاد فرمایا، گپ شپ بندے کے ایمان کا جنازہ نکال دیتی ہے۔ اس کو ناجنس کی صحبت کہتے ہیں۔ ناجنس کی صحبت حنظل یعنی تُمّے کی طرح زہر آلود اور کڑوی ہوتی ہے۔ ہمیشہ فضول اور لایعنی باتوں سے پرہیز کرنا چاہئے۔ فضول باتوں سے اور نامحرم عورتوں سے بچنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہر وقت وقوف قلبی رکھا جائے اور ذکر قلبی کیا جائے۔

فضول دوستی کرنا:

ارشاد فرمایا، جس کو برے اور فضول قسم کے دوست بنانے کی عادت ہو وہ کبھی نہ کبھی گمراہ ہو جائے گا اور جس کو ایسے دوستوں کا شوق اور عادت نہ ہو خواہ وہ کتنا ہی نالائق ہو سیدھی راہ پالے گا۔ مثلاً کسی کا قول ہے کہ "سپاں دے پتر کدے متر نہ بن دے بھاویں چولیاں دودھ پلائیے" سانپوں کے بچے کبھی

دوست نہیں بنتے خواہ انہیں اپنے چلو سے دودھ پلاتے رہیں۔ یعنی اچھے دوست اور اچھی صحبت کی مثال عطر کی سی ہے کہ پاس بیٹھو گے تو خوشبو آئے گی اور برے دوست اور بری صحبت کی مثال بھٹی کی سی ہے۔ اس کے پاس بیٹھنے سے دھواں ہی ملے گا۔ کپڑے بھی جلیں گے یعنی ہر طرح سے نقصان ہی نقصان ہے۔

دولت عورت کی کمزوری ہے:

ارشاد فرمایا، بری عورت پر کبھی اعتماد نہ کرے چاہے جتنی بوڑھی ہو جائے اور نفس پر بھی کبھی اعتماد نہ کرے خواہ کتنا ہی مزکی ہو جائے۔ عورت کی ہاں اور ناں پر اعتماد نہ کرے کیوں کہ اس کی ہاں اور ناں کو بدلتے دیر نہیں لگتی۔ دولت خاموش رہ کر عورت کے دل پر وہ اثر کر دیتی ہے کہ جو وعظ و نصیحت سے بھی نہیں ہوتا۔ عورت کی جو جتنی تعریف کرے گا وہ اسے پسند کرے گی۔ خواہ وہ گھر کا بھنگی ہی کیوں نہ ہو۔ عورت راز خود نہیں رکھ سکتی بلکہ حفاظت کے لئے دوسرے کے پاس رکھ دیتی ہے۔

حکیم لقمان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ شیر کا تیرے پیچھے بھاگنا اتنا خطرناک نہیں جتنا تیرا قدم عورت کے پیچھے اٹھنا۔ کیونکہ شیر اگر تیرے تک پہنچ گیا تو جسم کو ختم کرے گا۔ نامحرم عورت تیرے ایمان کو تباہ کر دے گی۔ جس کی وجہ سے آخرت میں تو خسارہ رہے گا دنیا میں بھی تو ذلیل ہو جائے گا۔

عشق مجازی کے علاج کا واقعہ:

ارشاد فرمایا، مفہوم حدیث ہے کہ جو نظر کی حفاظت کرتا ہے اسے عبادت میں حلاوت نصیب ہو جاتی ہے۔ اگر نظر کی حفاظت کریں تو تھوڑے مراقبہ سے بھی دل جاری ہو جائے گا۔ لیکن اگر بدنظری کریں تو کئی گھنٹے کا مراقبہ بھی ایک نظر

سے ضائع ہو جائے گا۔ بدنظری سے بچنا تصوف کی ابتدا ہے۔ عشق مجازی والے کا علاج یہ ہے کہ وہ کسی اللہ والے کے پاس جائے تو اسے تریاق مل جائے گا۔ عشق مجازی کے علاج کا ایک واقعہ بیان کیا کہ کسی کی محبوبہ کو جلاب دے کر اس سے گند نکال دیا گیا اور ایک ڈبے میں جمع کرتے رہے پھر عاشق کو دکھایا اور کہا کہ تیری محبوبہ سے یہی چیز الگ کی گئی ہے۔ یہ چیز اس کے اندر تھی تو وہ خوبصورت تھی تم اس پر عاشق تھے۔ اب کیوں اس کی طرف نہیں دیکھتے کیا اس کا حلیہ بگڑ نہیں گیا ہے۔ تمہاری محبوبہ میں سے سوائے بدبودار گند کے اور تو کوئی چیز نہیں الگ ہوئی اب کیوں نفرت کرتے ہو تم تو اسی گند کے عاشق تھے۔ فرمایا، سمجھنے والوں کے لئے یہی نصیحت کافی ہے۔

تصور شیخ:

ایک ساتھی نے تصور شیخ سے متعلق پوچھا تو ارشاد فرمایا، تصور شیخ مختلف طبائع کے لئے مختلف ہے۔ سب کے لئے نہیں ہے۔ جن پر محبت شیخ کا غلبہ ہوتا ہے۔ انہیں خود بخود ہر وقت خیال رہتا ہے وہ تصور میں ہی اپنے محبوب و شیخ سے باتیں کرتے ہیں اور صحبت کے لئے تڑپتے ہیں۔ ارشاد فرمایا، حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ جسم میں ایک لوتھڑا ہے اگر وہ خراب ہو جائے تو پورے اعضاء خراب ہو جاتے ہیں اور وہ درست ہو جائے تو پورا جسم درست ہو جاتا ہے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ وہ دل ہے۔ ایک حدیث کا مفہوم ہے اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور مالوں کو نہیں دیکھتا وہ تو تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے۔

دل کے امراض:

ارشاد فرمایا، دل کے مریض ہمیشہ خطرناک ہوتے ہیں۔ خواہ جسمانی مریض

ہوں یا روحانی مریض ہوں۔ اس لئے ضروری ہے کہ دل کے امراض کا علاج کراوئیں۔ حسد بغض، کینہ، تکبر، عجب، بدگمانی، غیبت وغیرہ گناہوں سے کس کو انکار ہے مگر ان کی اصلاح کی فکر نہیں ہے۔ سوچتے ہیں خود بخود اصلاح ہو جائے گی۔ اگر فکر نہ کی تو قیامت تک خود بخود اصلاح نہیں ہوگی۔ دل کی مثال زمین کی طرح ہے کہ اگر قرآن و حدیث سے نہ سینچا جائے تو دل بنجر زمین کی طرح ہو جاتے ہیں۔ لمبا عرصہ دل سے غافل رہے تو یہ بگڑ جاتا ہے۔ بنتا ہے اہل اللہ کی صحبت سے اور قرآن و حدیث پر عمل کرنے کی برکت سے۔ اگر دل بن گیا تو سمجھیں انسان بن جائے گا۔ اگر دل بگڑ گیا تو جسم تندرست ہونے کے باوجود انسان بگڑ جائے گا اور بے سکونی کی زندگی بسر کرے گا۔

سویا ہوا دل:

ارشاد فرمایا، دل ایک ہے اور ایک ہی کے لئے ہے۔ یہ نہیں کہ دو دل ہوں ایک اللہ کو دے دیا جائے اور دوسرا نفس و شیطان کو دے دیا جائے۔ بلکہ دل ایک ہی ہے اور ایک اللہ ہی کے لئے ہے۔ ارشاد فرمایا، ایک آدمی حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور کہا کہ آپ کی نصیحت کا دل پر اثر نہیں ہوتا۔ شاید دل سویا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا، ایسا دل سویا ہوا نہیں بلکہ ایسا دل جو نصیحت سے اثر لینے والا نہ ہو وہ دل مویا ہوا ہوتا ہے۔ کیونکہ سوئے ہوئے آدمی کو تو جھنجھوڑ کر اٹھا سکتے ہیں لیکن مردہ نہیں اٹھتا۔

دل مردہ دل نہیں ہے اسے زندہ کر دوبارہ
کہ یہی ہے امتوں کے مرض کہن کا چارہ
دل بیدار پیدا کر کہ دل خوابیدہ ہے جب تک
نہ تیری ضرب ہے کاری نہ میری ضرب ہے کاری

مجذوب کی توجہ:

ارشاد فرمایا، حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ بازار میں جا رہے تھے کہ ایک مجذوب نے پوچھا کہ انسان کہاں بستے ہیں؟ اس مجذوب کی توجہ ایسی تھی کہ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے جو ارد گرد نگاہ ڈالی تو کوئی سؤر نظر آیا، کوئی کتا اور کوئی درندہ نظر آیا۔ جس کی جیسی خواہشات نفس تھیں وہ اسی کی مثالی صورت میں دیکھا گیا۔ جب میری کیفیت ختم ہوئی تو وہ مجذوب جا چکا تھا۔ یہ واقعہ بیان فرما کے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ یہ کہا کرتے تھے ''مالک تو سب کا ایک ہے لیکن مالک کا کوئی ایک''۔ ہمیں دعا کرنی چاہئے

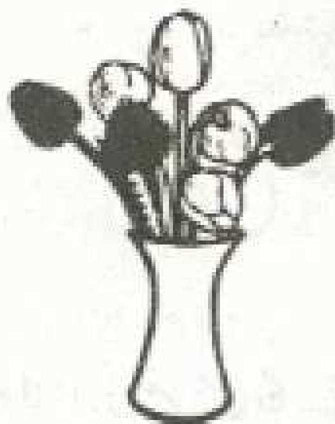
کوئی تجھ سے کچھ مانگتا ہے
الٰہی میں تجھ سے طلبگار تیرا
جو تو میرا تو سب کچھ میرا
فلک میرا زمیں میری
اگر ایک تو نہیں میرا
تو کوئی شے نہیں میری

اللہ تعالیٰ سے رابطہ:

ارشاد فرمایا، وہ نوجوان جو لاالٰہ کی ضربیں لگاتے تھے وہ اب کہاں نظر آتے ہیں۔ مال، پیسے نے بندے کے دل کے لئے کلوروفارم کا کام کیا ہے۔ تلاوت، نماز، تسبیحات کئے ہوئے مدت گزر جاتی ہے اور انسان کو احساس ہی نہیں ہوتا کہ میرا رابطہ اتنے عرصے سے میرے پروردگار سے ٹوٹ گیا ہے۔ اس رابطہ کے جوڑنے کی فکر ہی نہیں ہوتی۔ مال و دولت کمانے کی فکر ہے بیوی بچوں کی فکر ہے،

خاندان کی فکر ہے، مگر فکر نہیں ہے تو پروردگار عالم سے رابطہ رکھنے کی فکر نہیں ہے۔ انسان اتنا اندھا ہو جاتا ہے کہ سب کو اہمیت دیتا ہے مگر جو سب سے اہم ہے اسی اللہ تعالیٰ سے اپنے تعلقات خراب کئے پھرتا ہے۔ مگر صد افسوس یہ ہے کہ اسے ان تعلقات کی خرابی کا احساس ہی نہیں ہوتا۔ سینکڑوں دفعہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے مگر دل اور ضمیر ایسے مر چکے ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا احساس بھی دل سے مٹ چکا ہوتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے ڈرتے ہی نہیں ہیں۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا







پانچ نعمتیں:

ارشاد فرمایا، حضرت علیؓ کا قول ہے کہ جسے یہ پانچ نعمتیں مل گئیں تو سمجھے کہ مجھے دنیا کی سب نعمتیں مل گئیں۔

1. شکر کرنے والی زبان
2. ذکر کرنے والا دل
3. مشقت اٹھانے والا بدن
4. وطن کی روزی
5. نیک بیوی

ارشاد فرمایا نعمتیں کھاتے کھاتے دانت ٹوٹ جاتے ہیں لیکن شکر کرتے ہوئے زبان نہیں گھستی ۔ ارشاد فرمایا، نعمتیں کھاتے کھاتے دانت ٹوٹ گئے لیکن شکوے کرتے کرتے زبان نہیں تھکی ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اگر تم شکر کرو گے تو ضرور بہ ضرور نعمتیں زیادہ کردوں گا ۔ ایک شکر عملی طور پر ہوتا ہے اور اس کا کم

سے کم درجہ یہ ہے کہ زبان سے ہر وقت شکر ادا کرتے رہیں۔ آج انسان کے اندر قناعت نظر نہیں آتی وہ اوپر سے اوپر جانے کی کوشش کرتا ہے۔ مفہوم حدیث ہے کہ اگر انسان کو سونے کا ایک جنگل دے دیا جائے تو ایک اور کا سوال کرنے لگے گا۔

نعمتوں کی قدر کرنا:

ارشاد فرمایا، اگر انسان اپنے سے نیچے والے کو دیکھے تو شکر پیدا ہوگا۔ لوگ دنیا کے بارے میں اپنے سے اوپر دیکھتے ہیں اور دین کے بارے میں اپنے سے نیچے کو دیکھتے ہیں۔ حالانکہ ہونا تو یہ چاہئے کہ دین میں اپنے سے زیادہ نیک کو دیکھیں تاکہ نیکی کی رغبت ہو اور دنیا کے بارے میں اپنے سے غریب کی طرف دیکھے تاکہ شکر کا جذبہ پیدا ہو۔ جو جہاں کہیں ہے وہ کہتا ہے کہ مجھے کیا ملا؟ اللہ تعالیٰ نے ہمیں آنکھیں دیں اندھے کو دیکھیں جو امی ابو کہتا ہے لیکن انہیں دیکھ نہیں سکتا۔ ایک آدمی جا رہا تھا۔ سخت گرمی تھی، پاؤں میں چپل نہ تھی، ننگے پیر چل کر مسجد کی طرف جا رہا تھا۔ دل میں بات آئی کہ میرے پاس پہننے کے لئے جوتے تک نہیں ہیں، ننگے پاؤں چلنا پڑ رہا ہے۔ اتنے میں اس کی نظر ایک ایسے معذور آدمی پر پڑی جس کے پاؤں ہی نہیں تھے بیساکھیوں کے سہارے چل رہا تھا۔ یہ دیکھ کر دل میں ندامت محسوس ہوئی کہ میرے تو پاؤں سلامت ہیں۔ پھر بھی شکوہ کر رہا ہوں۔ اللہ کا شکر ادا کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اعضا تو سلامت دیئے۔ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ان نعمتوں کی قدر کرنی چاہئے۔

کمال درجے کا شکر:

ارشاد فرمایا، مکان والے کو چاہئے کہ انہیں دیکھے جو در بدر پھرتے ہیں اور

کوئی مکان سر چھپانے کے لئے نہیں ہوتا۔ یہ بات سوچیں گے تو دل میں شکر کے جذبات پیدا ہوں گے۔ مفسرین نے فرمایا کہ الحمدللہ رب العالمین میں کمال درجے کا شکر ہے۔ نرم بستر، گرم کھانا، اور آرام ملنے پر دل سے اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ موت کے علاوہ سورۃ فاتحہ میں ہر چیز کا علاج ہے۔ ہماری تو یہ حالت ہے کہ ہماری تو ریح بند ہو جائے تو کہیں کے نہیں رہتے۔ اگر پیشاب بند ہو جائے تو میں نے پہلوانوں کو بھی روتے ہوئے دیکھا ہے۔ جس کا سانس اکھڑ جاتا ہے اور جنہیں دمے کی بیماری ہوتی ہے سوچیں کہ کتنی تکلیف میں ہوتے ہوں گے۔ گونگے سے پوچھیں کہ بولنے کی کیا قدر و قیمت ہے۔ نعمتیں چھننے سے پہلے ان کا احساس شکر پیدا کر لیں بہتر ہے۔

اللہ کی پکڑ بڑی سخت ہے:

ارشاد فرمایا، بعض اوقات سادہ باتوں میں بھی بہت نصیحت ہوتی ہے۔ ذرا غور کرنے کی بات ہے، اگر غور و فکر نہ کریں تو بڑی بڑی باتوں اور واقعات سے بھی نصیحت حاصل نہیں ہوتی۔ اس لئے عبرت حاصل کرنے کے لئے غور و فکر ضروری ہے۔ گوجرانوالہ میں ایک آدمی کا بچہ ہوا وہ بچہ بہت زیادہ روتا تھا۔ وجہ سمجھ نہیں آتی تھی کہ بچہ روتا کیوں ہے؟ جب ڈاکٹروں نے چیک اپ کیا تو پتہ چلا کہ اس کے پاخانے کا سوراخ نہیں ہے۔ ڈاکٹروں نے آپریشن کر کے پاخانے کی جگہ بنائی لیکن مسلسل پاخانہ نکلتا رہتا تھا۔ وہ سوراخ بند نہیں ہوتا تھا۔ دنیا کے سارے ڈاکٹر مل کر بھی پاخانہ خارج ہونے کی جگہ نہیں بنا سکتے۔ انسان کی بے بسی اظہر من الشمس ہے پھر یہ اکڑنا کس بات پر ہے۔ ہماری زندگی کا ہر ہر لمحہ اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے گزرنا چاہئے۔ الحمدللہ تو ہر وقت ہماری زبان پر

جاری ہونا چاہئے۔ ہر نعمت پر الحمد للہ الحمد للہ ہی زبان سے نکلے ناشکری کے کلمات سے بچیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جب بندے کی پکڑ کرتے ہیں تو تگنی کا ناچ نچا دیتے ہیں۔ بڑے بول بولنے سے ہمیشہ بچنا چاہئے۔ ایک وکیل جو دہریہ بھی تھا اور بڑی باتیں بناتا تھا۔ بس اس کو اللہ تعالیٰ کی پکڑ آ گئی اس کو ایسی ابکائیاں آنے لگیں کہ اس میں پاخانہ نکلتا تھا۔ منہ کے راستے پاخانہ آنے لگا۔ بڑا تفصیلی واقعہ ہے لیکن مختصر کہنا یہ ہے کہ اللہ کی پکڑ بڑی ہی سخت ہے۔

اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے:

آنکھیں اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہیں اپنی نظر کی ہمیشہ حفاظت کرنی چاہئے۔ نظر کو بھٹکنے سے بچالیں نظر کسی غیر محرم پر مت ڈالیں۔ ورنہ باطنی بصیرت چھین لی جائے گی۔ اس کے علاوہ گناہ مصیبت کا سبب بھی بنتے ہیں۔ ہمارے ایک دوست ہیں ان کو یہ بیماری لگی ہوئی ہے کہ آنکھوں کے پپوٹے اوپر کو اٹھ گئے ہیں۔ تھوڑی تھوڑی دیر بعد آنکھیں دھوئی جاتی ہیں لیکن پریشانی یہ ہوتی ہے کہ بار بار پانی ڈالنے سے آنکھوں پر زخم بن گئے ہیں۔ آنکھیں بہت نازک چیز ہیں۔ آنکھوں کی پلکیں گرد و غبار کو تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد صاف کرتی رہتی ہیں۔ جب کوئی آنکھ کی تکلیف ہوتی ہے تو پھر احساس ہوتا ہے کہ آنکھ کا پانی معمولی سی چیز ہے مگر کتنی اہم ہے۔ اس کا کوئی نعم البدل نہیں۔ اگر ایک ایک نعمت کی تفصیل میں چلے جائیں تو بیان نہیں کر سکتے۔ امریکہ میں فورڈ ویگن بنانے والے مالک نے اعلان کیا کہ اگر مجھے کوئی آدھی روٹی کھانے کے قابل بنا دے تو میں اسے اپنی آدھی دولت دے دوں گا۔ بعض اوقات اللہ تعالیٰ نعمت دے دیتے ہیں مگر استعمال کرنے سے روک دیتے ہیں کہ انسان نعمتوں کو دیکھ دیکھ کر

ترستا رہتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شان بے نیازی سے ڈرتے رہیں۔

ایک ایک جوڑ کا شکر ادا کرنا:

ارشاد فرمایا، ہمارے جسم میں ایک لاکھ ساٹھ ہزار شریانیں ہیں۔ اگر کسی ایک میں خون جانا بند ہو جائے تو پتہ چلے کہ ایک ایک شریان کی کیا قدر و قیمت ہے۔ ہمارے جسم میں 360 جوڑ ہیں ایک ایک جوڑ کا شکر ادا کرنا چاہئے۔ اگر ہماری سانس کی نالی میں ایک قطرہ پانی چلا جائے تو پتہ چلے کہ اس نالی کی کتنی اہمیت ہے۔ بس خودکار نظام بنا دیا۔ اگر ایک لقمہ سانس کی نالی میں چلا جائے تو بس اسی وقت کام تمام ہو جائے۔ ارشاد فرمایا چند دن ہوئے لاہور سے آ رہا تھا کسی مانگنے والی بچی نے ویگن کا شیشہ کھٹکھٹایا۔ نامحرم ہونے کی وجہ سے آنکھیں جھکالیں۔ آخر وہ بھی تو کسی کی بیٹی ہے، کسی کی بہن ہے، جو اس طرح دوسرے لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتی پھر رہی ہے۔ الحمدللہ ہماری بہنیں، بیٹیاں، عزت سے گھر میں موجود ہیں یہ کتنا بڑا اللہ کا احسان ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم ہر وقت اللہ کا شکر ادا کرتے رہیں۔

شکایت کی پٹی:

ارشاد فرمایا، اگر کسی کے دانت میں درد ہو جائے تو کہے گا کہ مذاق رہنے دو مجھے کوئی بات اچھی نہیں لگ رہی۔ ایک دفعہ رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا نے ایک نوجوان کو سر پر پٹی باندھے ہوئے دیکھا۔ پوچھا یہ کیوں باندھی ہے؟ تو اس نے کہا کہ سر میں درد ہے۔ کہنے لگیں کہ تو نے 30 سال صحت کی زندگی بسر کی تو شکر کی پٹی نہ باندھی ایک دن درد ہوا تو فوراً شکایت کی پٹی باندھ لی۔ بھائی بھائی کا شکر

ادا نہیں کرتا۔ بیٹا باپ کو آنکھیں دکھاتا ہے اور بیوی کو کوئی چیز نہ ملے تو بس ناشکری کرجاتی ہے۔ حدیث کا مفہوم ہے جو انسانوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ رب تعالیٰ کا بھی شکریہ ادا نہیں کرسکتا۔

اگر انسانوں کا شکر ادا کرنا ہے تو جَزَاکَ اللّٰہُ خَیْرًا کہو اور اگر اللہ کا شکر ادا کرنا ہے تو الحمد للہ کہو۔ اللہ تعالیٰ نے سب نعمتوں سے بڑھ کر ہمیں اسلام کی نعمت عطا کی ہے۔ اگر گنہگار بھی ہیں تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ بخش دیں گے اور مہربانی کا معاملہ فرماتے ہوئے جنت میں داخل کریں گے۔ ہمیں تو ان روحانی نعمتوں پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے۔

شکریہ کہنے کی عادت:

ارشاد فرمایا، آج یہ پختہ ارادہ کرلیں کہ شکر کی عادت اپنانی ہے۔ اگر مشق کریں گے تو عادت پڑ جائے گی۔ اگر شکر کرو گے تو ضرور بالضرور اور زیادہ دیں گے (القرآن الحکیم)۔ اگر ہمیں کوئی پین بھی پکڑائے تو شکریہ ادا کریں بلکہ چھوٹی سے چھوٹی بات پر شکریہ کہنے کی عادت ڈالیں تاکہ پھر یہ عادت پختہ ہو جائے۔ ایک واقعہ ارشاد فرمایا، کہ میرے بھائی جان نے مجھے بتایا کہ ایک گاؤں میں بوڑھے باپ نے بیٹے سے کہا کہ مجھے پیشاب کرادو۔ اس نے نہیں کروایا۔ پھر کہا کہ پانی کا ایک گھونٹ ہی پلادو۔ تو اس نے جوتے میں گندی نالی سے پانی ڈال کر اس کے منہ میں ڈال دیا۔ استغفر اللہ

جو لوگ بچوں کو مسجد میں یا دینی مدارس میں جانے سے روکتے ہیں وہ بچے پھر دنیاوی تعلیمی اداروں میں دنیا کی تعلیم تو پالیتے ہیں لیکن ماں باپ کی خدمت کرنے کے قابل نہیں ہوتے اور اس قسم کی حرکتیں کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی عظمت کا استحضار:

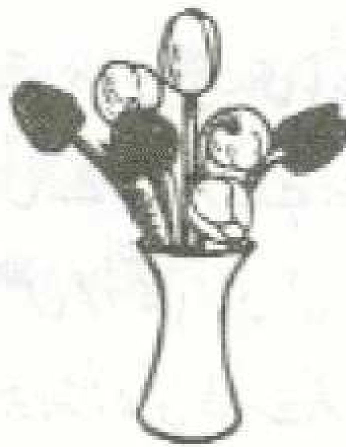
ارشاد فرمایا، ایک بزرگ ایک دفعہ نماز پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے نماز میں اتنا لمبا سجدہ کیا، لوگوں نے کہا اتنا لمبا سجدہ؟ فرمایا کہ مجھے ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ گویا میں نے اللہ تعالیٰ کے قدموں میں سر رکھ دیا ہے۔ سر اٹھانے کو دل ہی نہیں چاہ رہا تھا۔ اللہ والوں کی یہ شان ہے اور ہمیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں ادب سے بات کرنی بھی نہیں آتی۔ ایک دفعہ فیصل آباد ایک کارخانہ میں گیا ایک فورمین سے پوچھا کیا حال ہے؟ کہنے لگا کہ پہلے تو وہ (اللہ تعالیٰ) پانچ منٹ میں سن لیتا تھا اب پتہ نہیں کہاں چلا گیا ہے؟۔ اب تو میں نے نمازیں بھی پڑھنی چھوڑ دی ہیں۔ دیکھیں ہمارا کیا حال ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے متعلق ادب سے بات بھی نہیں کرنا آتی۔ کتنے افسوس کی بات ہے یہ سب بے ادبیاں اس لئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت کا استحضار نہیں ہے۔

ارشاد فرمایا، کہ تم سب شادی شدہ بیٹھے ہو، تمہاری بیویوں نے کبھی شکر کا لفظ بولا ہے۔ ساری عمر خدمت کرتے رہو بس ایک ہی بات میں ساری نعمتوں پر پانی پھیر دیں گی کہ یہ سب کچھ تم بچوں کے لئے کر رہے ہو۔ میرے لئے کیا کیا ہے؟ پانچ انگلیاں برابر نہیں ہوتی۔ بعض عورتیں ایسی بھی ہوتی ہیں جو خاوند کے دکھ بانٹ لیتی ہیں جو تکلیفوں کے باوجود خاوند کی خدمت کرتی ہیں۔

جرمن عورتوں کی فرمانبرداری:

ارشاد فرمایا، دنیا کے سروے کے مطابق جرمن عورتیں زیادہ خدمت گزار اور فرمانبردار ہوتی ہیں۔ ایک جرمن خاتون سے خدمت و برداشت کے متعلق پوچھا گیا اس نے کہا زندگی کا لطف ہی جب ہے کہ خاوند کی خدمت کی جائے۔

اس نے اپنا ایک واقعہ سنایا کہ میں اپنے پرانے اور نئے کپڑوں کو علیحدہ کر رہی تھی کہ پرانے کپڑے پھینک دوں گی اور نئے رکھ لوں گی اتنے میں میرا خاوند آ گیا۔ اس نے کہا یہ کام میں کر لیتا ہوں۔ آپ میرا فلاں کام کر دیجئے۔ میں اس کے کام میں لگ گئی۔ اس نے نئے کپڑے گندے ٹرک میں پھینک دیئے اور پرانے دھونے کو دے دیئے لیکن میں نے اسے اس کی غلطی کا احساس تک بھی نہیں ہونے دیا۔ اگر خاوند ہمارے ہاں بیوی کو یہ کہے کہ میں نے تیرے لئے یہ کیا وہ کیا کہے گی کہ اپنے بچوں کے لئے کیا ہے میرے لئے کیا کیا ہے؟ بس احسان تو کسی طور پر مانے گی نہیں ناشکری ہی کرتی رہے گی۔ ناشکری بہت بری عادت ہے اسے چھوڑنا چاہئے۔





مریدوں کی اصلاح

شیخ کی خدمت:

ارشاد فرمایا، حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ماموں سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد حضرت حسین قصاب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے اور انہی سے فردیت کی نسبت مل گئی اور کامل ہو گئے۔ فرمایا کرتے تھے کہ لوگ کہتے ہیں کہ میں حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کا مرید ہوں حالانکہ میں تو حسین قصاب رحمۃ اللہ علیہ کا احسان مند ہوں۔ اللہ والے روحانی نعمتیں ملنے پر مادی نعمتیں ملنے سے بھی زیادہ احسان مند ہوتے ہیں۔ ایسے اللہ والے بھی گزرے ہیں کہ اپنے شیخ کے احسان کی وجہ سے ساری عمر ان کی اولاد کی خدمت کرتے رہے۔ ارشاد فرمایا، اگر کوئی ایک دن کھانا کھلائے تو اس کا شکر ادا کرتے ہوئے ہماری زبان نہیں تھکتی جو ایک مہینہ کھلائے یا ایک سال کھلائے تو اس کا شکر کیسے ادا ہو سکتا ہے۔ جو شیخ جنت میں لے جانے کا باعث بنے تو اس کا کتنا احسان مند ہونا چاہئے۔ جس طرح بادشاہ کسی کو خدمت کے لئے چن لے تو غلام کا نہیں بادشاہ کا احسان ہے

اسی طرح شیخ کا بھی احسان ہوتا ہے کہ اگر کسی کو خدمت کا موقع دے دیں۔ اس بات پر شیخ کا احسان مند ہونا چاہیے جو بھٹکتے راہی کو منزل کی راہنمائی کرتا ہے۔

مرید کی اصلاح:

ارشاد فرمایا، میرے شیخ کی عادت شریفہ تھی کہ سب کے درمیان بھی ٹوک دیتے، حتیٰ کہ وعظ کے درمیان بھی ٹوک دیتے۔ اس کی مثال مالی کی طرح ہے کہ اگر پودوں کی کانٹ چھانٹ نہ کرے تو کیسے بھدے لگتے ہیں۔ اگر شیخ چوک میں کھڑا کر کے جوتے مارے تو مخلص مرید جوتا اٹھا کر دے اور یہ بھی نہ پوچھے کہ کیوں مار رہے ہیں۔ مرید کی اسی میں اصلاح ہے اور مرید کی ''میں'' اسی طرح مٹے گی۔ یہ میں کا مٹنا بہت مشکل کام ہے جو انسان بنتا ہے یا بناتا ہے وہ پتہ پاتا ہے۔ ایک دفعہ حضرت ابوبکرؓ گھر میں رو رہے تھے اور دعا کر رہے تھے کہ اے اللہ! حضور ﷺ کے دل میں یہ بات ڈال دے کہ میرے مال میں سے بھی اسی طرح تصرف فرمائیں جس طرح اپنے مال میں تصرف فرماتے ہیں۔ وہ سچے مرید تھے دل کی التجا اللہ نے پوری فرمادی۔ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے دل میں ڈال دیا اور آپ ﷺ حضرت ابوبکرؓ کے مال میں اسی طرح تصرف فرماتے جس طرح اپنے مال میں تصرف فرمایا کرتے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے ابوبکرؓ کے مال نے اتنا فائدہ دیا کہ اتنا کسی کے مال نے فائدہ نہیں دیا۔

دنیا کے مال کی مثال:

ارشاد فرمایا، آج کل کے پیروں کی یہ حالت ہے کہ مریدوں کو پڑھاتے ہیں کہ پیر کی خدمت کرو اور پیسے دو ہم تمہیں آگے بخشوا دیں گے۔ ایک واقعہ بیان فرمایا، حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس محمود غزنوی بیٹھے

ہوئے تھے اور مال پیش کر رہے تھے۔ حضرت نے لینے سے انکار فرما دیا اور روٹی کے چند سوکھے لقمے جو آگے رکھے تھے وہ محمود غزنوی کو پیش کیے وہ ان کے گلے میں اٹکنے لگے تو انہوں نے پانی سے بڑی مشکل سے ان سوکھے ٹکڑوں کو حلق سے نیچے اتارا۔ فرمایا جس طرح یہ سوکھے ٹکڑے تیرے گلے میں اٹک رہے ہیں اسی طرح یہ مال بھی میرے اندر نہیں اتر سکتا۔ محمود کو پھر بھی بات سمجھ نہ آئی پھر اصرار کیا کہ مال رکھ لیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جلال میں آ کر روپوں کی تھیلی کو پکڑ کر نچوڑا تو خون نکلنے لگا۔ فرمایا، کیا تو لوگوں کا چوسا ہوا خون مجھے پلانا چاہتا ہے۔ محمود نے یہ دیکھا تو آپ کے قدموں میں گر گیا اور معافی مانگنے لگا۔

بادشاہ کی آمد کا واقعہ:

ایک اور واقعہ ارشاد فرمایا، کہ حضرت خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں مریدین صفائی میں لگے ہوئے تھے۔ ایک مرید حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی جوئیں نکال رہا تھا اتنے میں محمود غزنوی آ گیا اور ایک آدمی دوڑا کہ حضرت کو بادشاہ کی آمد کی اطلاع دیں۔ جو خادم جوئیں نکال رہا تھا اسے اشارہ کیا تو وہ ایک دم اچھل پڑا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کیا ہوا؟ اس نے کہا، بادشاہ آ رہا ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، اوہو! میں سمجھا کوئی بڑی جوں تیرے ہاتھ لگی ہے۔ ارشاد فرمایا نِعْمَ الْاَمِیْرُ عَلٰی بَابِ الْفَقِیْرِ وَ بِئْسَ الْفَقِیْرُ عَلٰی بَابِ الْاَمِیْرِ (وہ امیر اچھا ہے جو فقیر کے دروازے پر ہو اور وہ فقیر برا ہے جو امیر کے دروازے پر ہو)

محمود غزنوی کی بخشش:

ارشاد فرمایا، محمود غزنوی کی وفات کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا، پوچھا

کہ بخشش کیسے ہوئی ؟ کہا کہ ایک دفعہ میں نے حضرت خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ کی مٹی کو برکت کے لئے چہرہ پر مل لیا تھا اس کی برکت سے معافی ہوگئی۔ ایک اور آدمی تھا اس کی وفات کے بعد کسی نے اسے خواب میں دیکھا تو پوچھا کیسے بخشش ہوئی۔ کہا کہ ایک دفعہ بایزید رحمۃ اللہ علیہ کو ولی سمجھ کر چہرے پر نظر ڈالی تھی تو اس عمل کی وجہ سے بخشش ہوگئی۔ خواجہ فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ بھی مٹی پر نماز پڑھ لیتے اور ایسے ہی مٹی لگی ہوئی مریدین میں آجاتے اور کچھ پرواہ نہ کرتے کہ لوگ کیا کہیں گے؟ یہ عاجزی اولیاء اللہ کی خاص نشانی ہے۔

عاجزی و انکساری میں کیسی لذت ہے
یہ رئیس و نواب کیا جانیں
ہم سے پوچھو مزے فقیری کے
یہ شیخ عالی جناب کیا جانیں

اہل دل بزرگ:

ارشاد فرمایا، حضرت خواجہ فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ ایک بزرگ کو ملنے کے لئے جانا چاہتے تھے۔ مگر مریدین کے ہجوم کے ساتھ جانا ادب کے خلاف لگ رہا تھا۔ حضرت خواجہ عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حضرت عمامہ کسی کو دے دیں، عصا کسی اور کو دے دیں اس طرح آپ ظاہر بھی نہیں ہوں گے اور ملاقات بھی ہو جائے گی۔ بس حضرت اسی طرح چل دیئے آگے سے وہ بزرگ بھی اہل دل تھے جب اس حالت میں دیکھا تو بھی پہچان لیا اور مریدین کو پیچھے ہٹاتے ہوئے حضرت سے گلے ملنے لگے۔ ایک مرید کو حال طاری ہوگیا وہ بار بار کہے جا رہا تھا کہ حضرت! آپ کیسے چھپ سکتے ہیں، آپ کیسے چھپ سکتے ہیں؟

مرید کا خواب:

ارشاد فرمایا، ایک دنیا دار پیر تھا اس کا ایک مرید اس کے پاس آیا اور خواب بیان کیا۔ مرید نے کہا میں نے خواب میں دیکھا کہ پیر کے ہاتھ پر شہد لگا ہوا ہے اور مرید کے ہاتھ پر گند لگا ہوا ہے۔ پیر نے کہا کہ بالکل سچا خواب دیکھا ہے۔ کہا ہم تو اللہ والے ہیں اور تم دنیا کے کتے ہو۔ مرید نے کہا، ذرا آگے بھی تو سنیے کہ آپ میرا ہاتھ چاٹ رہے ہیں اور میں آپ کا ہاتھ چاٹ رہا ہوں۔
ارشاد فرمایا، اس پیر کا مرید تو سچی طلب والا تھا اور خواب بھی سچا تھا۔ پیر کی نظر مرید کے مال پر تھی، یہ حرص اور لالچ ایسی بری بلا ہے کہ انسان کی روحانیت کو جڑ سے اکھاڑ کر رکھ دیتی ہے۔

ابراہیمی نظر پیدا مگر بہت مشکل سے ہوتی ہے
ہوس چھپ چھپ کے سینوں میں بنا لیتی ہے تصویریں





زندگی کی قدر کیجئے

پانچ چیزوں کی قدر:

چند انتہائی قیمتی اور اہم باتیں عرض کرتے ہوئے ارشاد فرمایا، اس بات کا احتمال ہے کہ رمضان المبارک کا آج آخری دن ہوگا۔ اسی لئے چند ضروری گذارشات عرض کئے دیتا ہوں۔ (حضرت جی کی بات سچ ثابت ہوئی اور تراویح کے بعد اعلان ہو گیا کہ کل دن کو عید ہوگی)۔

ارشاد فرمایا، مفہوم حدیث ہے کہ پانچ کی پانچ سے پہلے قدر کرو۔ زندگی کی قدر موت سے پہلے، جوانی کی قدر کرو بڑھاپے سے پہلے، مال کی قدر غربت سے پہلے، فرصت کی قدر کرو مشغولی سے پہلے، صحت کی قدر کرو بیماری سے پہلے۔ جن لوگوں نے اعتکاف کیا ہے اس بات کی تصدیق کریں گے کہ 9 دن گزرتے دیر نہیں لگی۔ صرف یہی نہیں بلکہ انسان کی زندگی بھی اسی طرح گذر جاتی ہے۔ صحت ایسی نعمت ہے کہ جس کے ملنے پر کئی اور نعمتوں کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ بیماری بھی ایک نعمت ہے یہ درجات کو بڑھاتی ہے لیکن اگر ناشکری کریں

اور اعمال چھوٹ جائیں تو وہ بیماری وبال جان بن جاتی ہے۔ بیماری میں بھی زبان پر شکر اور اعمال محفوظ ہوں تو یہ بہت بڑی نعمت ہے۔

مصیبت پر اجر:

ارشاد فرمایا، بندے کو جو بھی تکلیف پہنچتی ہے اس پر اجر ملتا ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ حضور ﷺ گھر میں موجود تھے کہ گھر کا چراغ بجھ گیا حضور ﷺ نے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھی۔ حضرت عائشہؓ حیران ہو کر پوچھنے لگیں۔ یہ آیت تو بڑی مصیبت اور غم پر پڑھی جاتی ہے۔ فرمایا، چراغ کا بجھ جانا بھی مومن کے لئے مصیبت ہے اور اس پر بھی اجر ملتا ہے۔ اس سے اندازہ کریں کہ بڑی مصیبتوں پر کتنا زیادہ اجر ملے گا۔ بیماری کے زمانے میں جو اعمال چھوٹ جاتے ہیں تو فرشتوں کو حکم ہوتا ہے کہ صحت کے زمانے کے اعمال کے برابر لکھتے رہو۔ تکلیف کی وجہ سے جو آواز نکلتی ہے اس پر فرشتوں کو حکم ہوتا ہے کہ ہر آواز اور آہ پر سبحان اللہ اور الحمد للہ لکھتے رہو۔

بیماری بھی رحمت ہے:

ارشاد فرمایا، جو بیماری رحمت بن کر آئے اس کی نشانی یہ ہے کہ اس میں سکون ہو اور اعمال کا ناغہ بھی نہ ہو بے چینی بھی نہ ہو تو یہ رحمت ہے۔ بعض دفعہ انسان برے اعمال کرتا ہے پھر ان کو بھول جاتا ہے اور توبہ بھی نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے اعمال کے لئے مہربانی کی صورت نکالی۔ چنانچہ اس پر کوئی نہ کوئی مصیبت بھیج دیتے ہیں اور اس مصیبت کو بہانہ بنا کر بخش دیتے ہیں۔ آدمی بعض خاص مقامات حاصل کرنے کے لئے دعا کرتا ہے اور اس میں اتنی استطاعت نہیں ہوتی کہ وہ مقام حاصل کرے تو اللہ تعالیٰ کوئی پریشانی کوئی مصیبت بھیج

دیتے ہیں تاکہ وہ قرب کی ان منازل کو پہنچ جائے۔

کالے علم کے اثرات:

ارشاد فرمایا، جو مصیبت اور تکلیف پہنچتی ہے ہم کہتے ہیں کہ کسی نے کچھ کر دیا ہے۔ حالانکہ کسی نے کچھ نہیں کیا بلکہ ہم نے خود اپنے ہاتھوں سے اپنے اوپر کچھ کیا ہے۔ برے اعمال کا وبال پڑتا ہے۔ جس کی وجہ سے انسان پریشان ہوتے ہیں۔ انسان اپنے ہاتھوں سے اپنا بیڑا غرق کر لیا کرتے ہیں۔ عورتیں چار رکعت نماز مصلّٰی پر نہیں پڑھ سکتیں بلکہ تعویذ گنڈوں والوں کے پیچھے بھاگتی ہیں۔ بعض لوگ کالے علم والوں کے پیچھے بھاگتے ہیں فرمایا، جیسا نام ''کالا علم'' ہے اس کے اثرات بھی بہت برے ہوتے ہیں۔ کیا سارے جن مسلمانوں کے لئے ہی بیٹھے ہیں۔ باہر کے ملکوں میں کیوں نہیں آتے۔ جب تک انسان نیک اعمال کرتا رہے جن اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ اگر انسان غافل نہ ہو اور برے کام نہ کرے تو جن انسان پر غالب نہیں آ سکتے۔

مخلوق کا مطیع ہو جانا:

ایک واقعہ ارشاد فرمایا، حضرت خواجہ عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ ایک جگہ تبلیغ کے لئے گئے اور تھک کر ایک جگہ ایک کمرے میں سو گئے۔ سوتے میں آنکھ کھلی تو دیکھا، کوئی پاؤں دبا رہا تھا۔ فرمایا، میں نے تو کنڈی لگائی تھی تم کون ہو؟ کہا ہم ساتھ والے درخت پر رہتے ہیں۔ ہم جن ہیں، ہم نے چاہا کہ کچھ خدمت کر کے آپ سے برکت حاصل کر لیں۔ جنوں کی مخلوق اس طرح اہل اللہ کی مطیع ہو جاتی ہے کہ حیرانی ہوتی ہے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کا مخلص بندہ بننا چاہئے۔ دل میں اللہ کے سوا کسی کا بھی ڈر نہ ہو۔ بیماریاں اور مشکلات اس لئے آتی ہیں

کہ انسان رجوع الی اللہ کرے۔ بعض بزرگوں نے لکھا ہے کہ صحت انسان کے لئے ایک رحمت ہے تو بیماری دوہری رحمت ہے کیونکہ دگنا اجر و ثواب ملتا ہے۔

بیماری کی وجہ سے گناہوں کا جھڑنا:

ارشاد فرمایا، بعض اوقات بیماری کی وجہ سے انسان کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح موسم خزاں میں درختوں کے پتے جھڑ جاتے ہیں۔ ہم تو کمزور لوگ ہیں ہم صحت والی رحمت مانگتے ہیں کیونکہ بیماری والی دہری رحمت برداشت نہیں کر سکتے۔ ایک واقعہ ارشاد فرمایا، حضرت ایوب علیہ السلام کے جگہ جگہ زخم ہو گئے تھے اور ان میں کیڑے پڑ گئے تھے۔ اگر کوئی کیڑا نیچے گر جاتا تو کیڑے کو اٹھا کر جسم میں رکھ لیتے کہ تیری غذا تو میرے جسم میں ہے۔ صحت کے بعد کسی نے پوچھا کہ آپ کی زندگی کا بہترین دور کونسا تھا۔ فرمایا، وہ وقت جب کہ میں بیمار تھا اور یہ عالم ہوتا تھا کہ صبح کو بھی اللہ تعالیٰ میری مزاج پرسی فرماتے اور شام کو بھی مزاج پرسی فرماتے۔ اس پوچھنے کی لذت اب تک نہیں بھول سکا۔ اللہ رب العزت کا مزاج پرسی کرنا میرے لئے سکون کا باعث تھا۔

100 شہیدوں کا ثواب:

ارشاد فرمایا، جتنی رکاوٹیں زیادہ ہوں عمل میں اتنا ہی اجر و ثواب زیادہ ملتا ہے۔ بعض دوست پوچھتے ہیں کہ مراقبہ میں خیالات بہت آتے ہیں اور رکاوٹ بنتے ہیں۔ فرمایا، تبھی تو اس کا اجر زیادہ ملتا ہے۔

تندیٔ باد مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لئے

ارشاد فرمایا، جو سنت پر عمل کرتا ہے تو اسے 100 شہیدوں کا ثواب ملے گا۔ مفہوم حدیث ہے کہ قرب قیامت میں ایک مجمع کے قریب سے ایک عورت گزرے گی۔ ان میں سے ایک آدمی اس عورت سے زنا کرے گا ان میں سے جو آدمی اس سے کہہ دے گا کہ اوٹ کر لیتے تو اسے کامل مومن کے برابر ثواب ملے گا۔ یعنی جتنا سنت پر عمل کرنا مشکل ہوگا اتنا ہی اس کا اجر و ثواب زیادہ ہوگا۔

احوال کی خرابی کی وجہ:

ارشاد فرمایا ٹی وی ایمان کے لئے ٹی بی ہے۔ جس گھر میں ٹی وی ہو ایسا ہے جیسے ایک بریگیڈ شیطان کی فوج گھر میں موجود ہے۔ اس شہر میں ایک بھی آدمی ایسا دکھا دیں جس نے ٹی وی دیکھ کر نیکی کی زندگی اختیار کی ہو۔ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے مزامیر توڑنے کے لئے بھیجا گیا ہے۔ اور ہم ٹی وی کے لئے دلائل دیتے پھرتے ہیں۔ ہمارے ملک میں ٹی وی کا روزمرہ کا استعمال بہت برا ہے۔ عورتیں جو کچھ ٹی وی پر دیکھتی ہیں ویسا ہی ڈیزائن اپنانے کی کوشش کرتی ہیں۔ ایک دوست کہنے لگے گھر کا ماحول خراب ہے۔ ٹی وی کی وجہ سے اثرات پڑتے ہیں۔ فرمایا، کہ اس خراب ماحول میں نیک کام کرنے کا اجر بڑھا دیا جاتا ہے۔ جتنا امتحان اور آزمائش مشکل ہوتی ہے اتنا ہی اجر و ثواب زیادہ ہوتا ہے۔

دکانداری میں پرہیز گاری:

ارشاد فرمایا، الحمدللہ ایسے بھی نوجوان ہیں جو کپڑے کا کاروبار کرتے ہیں اور تقویٰ اور پرہیز گاری اختیار کر رکھی ہے۔ اپنی نظر کی حفاظت کرتے ہیں۔ ایک بندہ گھر میں رہ کر کہے کہ میں غیر محرم کو نہیں دیکھتا تو یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔ حدیث کا مفہوم ہے کہ وہ شخص جو لوگوں سے میل جول رکھتا ہے اور ان کی طرف

سے تکلیف ملنے پر صبر کرتا ہے وہ اس شخص سے بہتر ہے جو سب سے کٹ کر تنہا زندگی گزارتا ہے۔ باہر ہجوم میں نکل کر اللہ کی حدود کا خیال رکھا جائے، نظر کی حفاظت کی جائے، شریعت کا لحاظ رکھا جائے تب بات بنتی ہے۔ سنت پر عمل یہ ہے کہ ہر عمل کے بعد استغفار کرے۔ اِعْمَلْ وَ اسْتَغْفِرْ عمل بھی کرو اور استغفار بھی کرو کیونکہ اگر نیک عمل میں کوئی کمی رہ گئی ہو تو وہ پوری ہو جائے گی اور وہ عمل قبول ہو جائے گا۔ اور برا عمل ہو تو اللہ تعالیٰ توبہ کی برکت سے بخش دیں گے۔

خشیت الٰہی:

ارشاد فرمایا، نماز کے اختتام پر اللہ اکبر اور استغفر اللہ تین دفعہ کہے تو نماز کی کمی دور کر دی جاتی ہے۔ ایک مار کا ڈر ہوتا ہے ایک خشیت ہوتی ہے۔ خشیت ایسا خوف ہوتا ہے کہ جو شخص جتنا اللہ تعالیٰ کی عظمتوں سے واقف ہو جاتا ہے اتنا ڈر زیادہ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے پیارے محبوب ﷺ بادل کے آجانے پر بھی ڈرتے تھے۔ کیونکہ پہلے اس طرح بادلوں سے پتھروں کی بارش ہو جایا کرتی تھی۔ ایک واقعہ بیان فرمایا، ایک محدث درس دے رہے تھے اوپر سے بادل گزرا تو خاموش ہو گئے۔ شاگردوں نے وجہ پوچھی۔ فرمایا، مجھے خوف ہوا کہ کہیں اس سے پتھروں کی بارش نہ شروع ہو جائے۔

عبادت پر استغفار:

ارشاد فرمایا، بزرگ ساری رات عبادت کرتے لیکن صبح کو استغفار کرتے اور کہتے کہ ہم نے عبادت کا حق ادا نہیں کیا۔ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ساری رات عبادت کرتے اور صبح کو اپنی داڑھی پکڑ کر فرماتے، اے اللہ! ابو

حنیفہ تیرا مجرم ہے اس سے تیری عبادت کا حق ادا نہیں ہو سکا اسے معاف فرما۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی موت کے بعد ان کے پڑوسی کے بچے نے اپنے ابا سے پوچھا وہ ستون جو چھت پر ہوا کرتا تھا وہ کہاں چلا گیا؟ باپ نے بتایا کہ وہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ تھے جو ساری رات کھڑے عبادت میں گزار دیتے تھے وہ تو اب وفات پا گئے ہیں۔ اب تو وہ ستون قیامت تک نہیں دیکھے گا۔

گناہوں کی چادر:

ارشاد فرمایا، ہم اللہ تعالیٰ سے ایسی خشیت مانگا کریں جس سے انسان گناہ سے رک جائے۔ ہم تو گناہ کو مکھی کی طرح سمجھتے ہیں بس ہاتھ مارا اڑا دی۔ بعض علما نے لکھا ہے کہ کوئی گناہ صغیرہ نہیں ہے کیونکہ نافرمانی نافرمانی ہی ہوتی ہے خواہ کتنی ہی چھوٹی ہو۔ ہمارے دلوں میں خشیت اس لئے پیدا نہیں ہوتی کیونکہ دل پر گناہوں کی چادر چڑھی ہوئی ہوتی ہے۔ بعض اوقات معمولی غلطی پر انسان کی پکڑ ہو جاتی ہے۔ اس لئے ہمیں ہر وقت اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے رہنا چاہئے۔

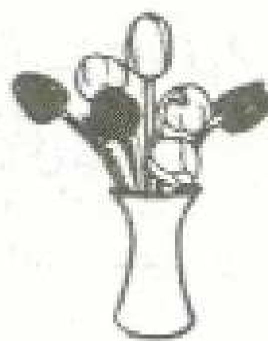
منافقین کے نام:

ارشاد فرمایا، حضرت عمرؓ نے حضرت حذیفہؓ کو بلا بھیجا۔ حضرت حذیفہؓ کو حضور ﷺ نے منافقین کے نام بتا دیئے تھے۔ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا مجھے ایسا علم ملا ہے کہ بتاؤں تو گلوں پر چھرے پھر جائیں۔ پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا میں آپ سے منافقین کے نام نہیں پوچھتا لیکن اتنا بتا دو کہ ان میں عمر کا نام تو نہیں ہے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی اور انکساری کے ساتھ آہ و زاری کرتے رہنا چاہئے کہ ہمیں نیکی اور پرہیزگاری کی نعمتیں مل جائیں۔ اعتکاف کرنے کے باوجود بھی ہماری بخشش نہ ہوئی تو افسوس کرنا چاہئے۔ اعتکاف والوں کو یقین

ہوتا ہے کہ لیلۃ القدر مل جائے گی اگر اعتکاف میں بھی ہم نے لایعنی کام نہ چھوڑے تو پھر ہمارا کیا بنے گا؟ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس اتنے شاگرد ہوتے تھے کہ ایک دفعہ دواتیں گنی گئیں تو 40 ہزار دواتیں تھیں۔ ایک مجمع میں 1200 مکبرین کو گنا گیا۔ گویا 1200 ہارن فٹ کئے ہوئے تھے۔ لیکن اس کے باوجود بوقت موت اشارہ کر کے فرمایا کہ مجھے مٹی پر لٹا دو شاگردوں نے پہلے توقف کیا مگر بعد میں لٹا دیا تو حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اپنے رخسار کو زمین پر رگڑنے لگے اور بار بار فرمانے لگے اے اللہ! عبداللہ کے بڑھاپے پر رحم فرما دے، اے اللہ! رحم فرما دے۔

شیطان کی کوشش:

ہماری مثال تو ایسے ہے جیسے کہ کسی کے پاس پونجی کم ہو اور اسے سامان زیادہ خریدنا ہو۔ شیطان کوشش کرتا ہے کہ ہمیں لایعنی باتوں میں مصروف کر دے اور واپسی کے گھر جانے کی تیاری میں سستی اور غفلت کرائے۔ ہمیشہ کام کرتے وقت بات کرتے وقت یہ سوچیں کہ یہ کام یا یہ بات قبر حشر میں ہمارے کام آئے گی۔ اگر دل کہے کہ کام نہیں آئے گی تو اسے چھوڑ دیں۔ یہ بھی سوچیں اگر آخرت میں معافی کے بغیر چلے گئے تو اپنے پیر و مرشد کے سامنے اور حضور ﷺ کے سامنے شرمندگی اٹھانا پڑے گی۔





حقوق العباد

زندگی کا مقصد:

ارشاد فرمایا، ہماری مثال اس طالب علم کی طرح ہے جس کے امتحان کا وقت معین ہو چکا ہو۔ وہ طالب علم ایسے وقت میں ایڑی چوٹی کا زور لگاتا ہے اور حتی المقدور کوشش کرتا ہے کہ وہ کامیابی حاصل کرے۔ ہم اس دنیا میں آرام کے لئے پیدا نہیں ہوئے بلکہ مشقت کے لئے پیدا ہوئے ہیں۔ کام کام اور بس کام ہونا چاہئے۔ نیند کی وجہ سے صبح کی نماز مشکل اور عشاء کی رکعات زیادہ معلوم ہوتی ہیں۔ یہ دنیا جاگنے کی جگہ ہے سونے کی جگہ نہیں ہے جب کہ قبر سونے کی جگہ ہے۔ اگر کوئی نوکر سارا دن کام کرے اور شام کو آقا کہہ دے کہ اچھا کام کیا تو اس کی ساری تھکاوٹ اتر جاتی ہے۔ اسی طرح جب اللہ تعالیٰ قبر میں فرمائے گا میرے بندے تھکے ماندے آئے ہیں اور فرمایا جائے گا کہ دلہن کی طرح سو جا بس ساری تھکاوٹ اتر جائے گی۔

؎ موت کے بعد ہے بیدار دلوں کو آرام
نیند بھر کے وہی سویا جو کہ جاگا ہوگا

سلف صالحین کا معمول:

ارشاد فرمایا، سلف صالحین چالیس سال کی عمر ہونے پر بستر لپیٹ دیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اتنی عمر گزرنے کے بعد ہمیں رب تعالیٰ سے شرم آتی ہے کہ ٹانگیں پھیلا کر سوئے رہیں۔ سلف صالحین وقت گزرنے کے ساتھ عبادت کا وقت اور بڑھا دیا کرتے تھے۔ ایک بزرگ نے اپنے بیٹے کو بلا کر نصیحت کی اس گھر کے فلاں کونے میں گناہ نہ کرنا کیونکہ اس میں میں نے 6 ہزار دفعہ قرآن ختم کیا ہے۔ تن آسان شخص تو دنیا میں بھی کامیاب نہیں ہوتا بھلا وہ آخرت میں کیسے کامیاب ہو سکتا ہے۔ ہمارے پیر و مرشد فرمایا کرتے تھے کہ اتنی عبادت کرو کہ خالق اور مخلوق کو تم پر ترس آنے لگ جائے۔ انگریزی زبان کا ایک مقولہ ہے کہ دوست کے گھر کا راستہ لمبا نہیں ہوا کرتا۔ ہر انسان کے کچھ کام اپنی ذات کے لئے ہوتے ہیں اور کچھ دوسروں کے لئے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے مصلی، تسبیح، مراقبہ کو ہی کافی نہیں سمجھتے بلکہ دوسروں کے حقوق بھی ادا کرتے ہیں۔ یہ بھی بڑی بات ہوتی ہے۔ آج کسی کے پاس بیٹھ کر دیکھو چند دن میں توبہ توبہ کرنے لگو گے۔ مقولہ ہے برتن میں جو چیز ہوتی ہے اس کو انڈیلا جائے تو وہی چیز باہر آئے گی جو اس کے اندر ہو گی۔ اس لئے جو انسانوں کے اندر ہے وہی باہر آتا ہے۔

انسان کی اصلیت:

ارشاد فرمایا، کسی کو کچھ دیر کے لئے تو دھوکہ دے سکتے ہیں یا کچھ لوگوں کو کچھ دیر کے لئے دھوکہ دے سکتے ہیں لیکن سب لوگوں کو ہمیشہ دھوکہ نہیں دے سکتے۔ اس لئے ضروری ہے کہ آخرت کی پیشی کی فکر ہمیشہ دامن گیر رہے۔ انسان گناہ

اس وقت کرتا ہے جب آخرت سے بے فکر ہو جاتا ہے۔ صحابہ کرامؓ کو ہر وقت آخرت کی فکر لگی رہتی تھی وہ کسی شخصیت کا اندازہ لگانے کے لئے اس کی دنیا دیکھتے تھے۔ حضرت عمرؓ کے سامنے کسی کی تعریف کی گئی۔ فرمایا، کیا تو نے اس کے ساتھ سفر کیا ہے؟ کاروبار کیا ہے؟ جواب دیا نہیں۔ فرمایا، شاید تم نے اسے مسجد سے نکلتے ہوئے دیکھ لیا ہوگا کیونکہ مسجد میں تو سبھی نیک نظر آتے ہیں۔ انسان کی اصلیت کا اندازہ تو دنیا کے کاموں سے چلتا ہے کہ وہ دنیا کے کاموں میں دین کا کتنا خیال رکھتا ہے۔

حقوق العباد کی فکر:

ارشاد فرمایا، ماں باپ سے بیٹے کی بات پوچھو، بہن سے بھائی کی بات پوچھ لیں، بیوی سے خاوند کی بات پوچھ لیں، بیچاری کے آنسو پر آنسو گریں گے مگر آنسو پونچھنے والا کوئی نہیں ہوگا۔ آج تو یہ حال ہے کہ جس کے اوپر احسان کردو تو وہ دشمن بن جائے گا۔ ہماری توقعات تو یہ ہیں کہ ساری دنیا ہمارے حقوق پورے کردے لیکن ہم دوسروں کے حقوق پورے کرنے کی فکر نہیں کرتے۔ آج تو یہ حال ہے کہ جو جتنا قریب ہے اسے شریک کہہ کر دشمن خیال کرتے ہیں۔ یہ عجیب منطق ہے کہ جو جتنا قریب ہے وہ اتنا ہی متنفر ہے۔ اصل وجہ یہ ہے کہ ہم خود غرضی اور مفاد پرستی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اللہ والے تو دشمنوں کے دل بھی تنگ نہیں کرتے، تمہیں یہ حق کس نے دیا کہ دوستوں سے ہی برسرپیکار رہو۔

عبادت کا حصہ:

ارشاد فرمایا، تسبیح کرنا اور مصلی پر بیٹھنا عبادت کا ایک حصہ ہے۔ پوری عبادت نہیں ہے۔ انسان کی اصل آزمائش تو دوسروں سے سلوک کرنے کے

وقت ہوتی ہے۔ مسلمان کی پوری زندگی ہی عبادت ہونی چاہئے۔ مسلمان اگر ہر کام اتباع سنت کے مطابق کرے اور رضائے الٰہی کے لئے کرے تو یہ سب کچھ عبادت بن جائے گا۔ قیامت میں ایک بندہ ڈھیروں نیکیاں لے کر آئے گا لیکن لوگوں کے ساتھ جو برائیاں کی ہوں گی تو لوگوں کو اس کی نیکیاں دے دی جائیں گی اور وہ خالی ہاتھ رہ جائے گا۔ اس طرح جہنم میں اوندھے منہ ڈال دیا جائے گا۔ اگر ہمیں ہر معاملہ میں آخرت کی فکر ہو تو ہم یہ ظلم و زیادتی نہ کریں آخرت سے غفلت تمام گناہوں کی بنیاد بنتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا خوف ہر معاملہ میں ہو تو زندگی اس دنیا میں بھی جنت کا نمونہ بن جائے گی۔

جانوروں پر مہربانی کے واقعات:

ارشاد فرمایا، اللہ والوں کا تو یہ حال ہوتا ہے کہ انسان تو کیا وہ جانوروں کے بھی حقوق ادا کرتے ہیں۔ دوسروں کے حقوق ادا کرتا رہے اور خود بہتر سلوک کی توقع نہ رکھے یہی مومن کی نشانی ہے۔ دوسروں کا فائدہ سوچنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک کتنا پیارا کام ہے۔ آپ سوچ بھی نہیں سکتے۔ ایک واقعہ بیان فرمایا۔ ایک مرتبہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نیند سے بیدار ہوئے اور تہجد پڑھنے لگے، فارغ ہوئے تو دیکھا کہ ایک ٹھٹھری ہوئی بلی آپ کے کمبل میں لپٹی ہے تو بقیہ ساری رات ایسے مصلے پر ہی بیٹھے رہے۔ کیونکہ آپ کا یہ معمول تھا کہ دو نیندوں کے درمیان اٹھ کر نماز تہجد پڑھا کرتے تھے یہی سنت بھی ہے۔ جو لوگ جانوروں کا اتنا لحاظ رکھتے ہوں وہ انسانوں کا کتنا خیال رکھتے ہوں گے۔ حضرت عمرو بن عاص رحمۃ اللہ علیہ فاتح مصر کے خیمے میں کبوتر نے گھونسلہ بنا لیا تھا۔ آپؓ نے خیمہ یونہی چھوڑ دیا تاکہ کبوتر کو تکلیف نہ ہو اسی جگہ پھر ایک شہر

فسطاط کے نام سے آباد ہو گیا۔ جو جانوروں پر اتنا مہربان ہو انسانوں کا کیسا خیر خواہ ہو گا۔

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ:

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ کہیں جا رہے تھے۔ راستے میں ایک کتا سویا ہوا تھا۔ آپ اس وقت تک کھڑے رہے جب تک وہ کتا نیند پوری کرتا رہا۔ جب کتا سو کر اٹھا اور اس نے راستہ چھوڑ دیا تو آپ گزرے۔ پھر آپ نے مثنوی لکھی جن کے متعلق کہنے والوں نے کہا ''نیست پیغمبر و لے دارد کتاب'' جو شخص دوسرے کے عذروں کو جتنی جلدی قبول کر لیتا ہو گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اتنی جلدی اس کے عذروں کو قبول کرے گا۔ پھلدار درختوں کو اگر پتھر ماریں تو بدلے میں وہ پھل دیتے ہیں۔ ہم سے تو درخت اچھے ہیں۔ جس ہتھیلی نے پھول کو مسل دیا پھول نے اس ہتھیلی کو بھی خوشبودار بنا دیا۔ اگر ان چیزوں میں ایسا اخلاق ہے تو انسان کا مرتبہ تو بہت اونچا ہے۔ ہمیں تو ان سے آگے بڑھ جانے کی ضرورت ہے۔ مجھے یہ مثال بڑی اچھی لگتی ہے کہ اے انسان! یہ گند اور گوبر جس فصل میں ڈال دیا جائے یہ اسے فائدہ پہنچاتا ہے اگر ہم اپنے ساتھیوں کو فائدہ نہیں پہنچا سکتے تو ہم سے تو یہ گوبر کتنا اچھا ہے جو فصل کو فائدہ پہنچاتا ہے۔

عورت کی خرابی کی وجہ:

ایک واقعہ ارشاد فرمایا، کہ ایک بزرگ نے اپنی بیوی کے ساتھ بہت اچھا معاملہ کیا، لیکن بیوی نے ناشکری کی تو اللہ تعالیٰ نے اس عورت کے سب اعمال ضائع کر دیئے۔ ناشکری کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بھی ناراض ہو جاتے ہیں۔ اللہ

تعالیٰ کی ناراضگی بہت بڑا گناہ ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی ناراضگی والے کاموں سے بچیں۔ عورت کے ساتھ جو جتنا اچھا سلوک کرے عموماً ناشکری ہی رہے گی حالانکہ چھوٹی چھوٹی چیزوں پر ایک دوسرے کا شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ عورتوں کی اس خرابی کی یہ بھی وجہ ہے کہ ہم انہیں صحیح تعلیم کے مواقع فراہم نہیں کرتے۔ تعلیم و تربیت کے بغیر انسان و حیوان میں بہت کم فرق رہ جاتا ہے۔ عورت خاوند کی زندگی میں اس کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتی لیکن جب خاوند وفات پا جائے تو کہتی ہے کہ میرے سر پر میرا سائیں جو نہ ہوا اس لئے لوگ میرے ساتھ زیادتی کرتے ہیں۔ اے عورت! تیرا خاوند تیری جنت کا دروازہ ہے چاہے تو اسے کھول لے چاہے تو اسے بند کر لے۔ یہ اختیار تیرے پاس ہے۔ جس طرح چاہے کر لے۔

نیک عورت کے لئے اجر:

ایک واقعہ ارشاد فرمایا، جو نیک عورت نیک اعمال کرنے والی ہو اور خاوند کی فرمانبرداری کرتی ہو تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ ایک بیوی اپنے بزرگ خاوند سے اچھا سلوک نہیں کرتی تھی۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ کوئی ایسی چیز عطا فرما دے کہ میری بیوی کو معلوم ہو اور یہ کچھ قدر کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں پرواز عطا کر دی۔ وہ اڑ کر گھر کے اوپر سے گزرے۔ بیوی نے دیکھا لیکن پہچان نہ سکی۔ پھر جب وہ بزرگ گھر واپس آئے تو بیوی کہنے لگی بزرگ بنا پھرتا ہے۔ بزرگ تو وہ تھا جو اڑ کر گزرا تھا۔ بزرگ بولے نیک بخت وہ میں ہی تو تھا۔ فوراً کہنے لگی تبھی ٹیڑھے ٹیڑھے اڑ رہے تھے۔ ہم نے اصل میں عورتوں کی تعلیم کا کوئی بند و بست صحیح طور

پر کیا ہی نہیں۔ مردوں کو تو مولوی صاحب نے یا تبلیغ والوں نے یا کسی پیر صاحب نے دین کی راہ دکھا دی لیکن عورتیں کیسے درست ہوں؟ ان کی کیسے اصلاح ہو؟ انہیں تو ایسا کوئی ماحول ہی میسر نہیں ہوتا اور نہ ہم ان کے لئے نمونہ بنتے ہیں۔ اس میں ان کا بھی کیا قصور ہے؟

باوضو دودھ پلانے کی برکت:

ارشاد فرمایا، حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ بنگال کے دورہ پر گئے آپ کے ہاتھوں سات لاکھ مسلمان ہوئے اور 70 لاکھ بیعت ہوئے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ جب دورے سے واپس گھر آئے اور والدہ کو بتایا کہ میرے ہاتھوں اتنے اتنے لوگوں نے اسلام قبول کیا ہے۔ اتنے خوش نظر آ رہے تھے۔ ماں نے فرمایا، اس میں میرا بھی حصہ ہے۔ میں نے تجھے کبھی بغیر وضو کے دودھ نہیں پلایا تھا۔ یہ اس کا اثر ہے۔ آج یہ حالت ہوگئی ہے کہ بہت سی مائیں تو اپنا دودھ پلاتی ہی نہیں ہیں اور اگر پلاتی ہیں تو پورا تقویٰ وطہارت کا اہتمام نہیں کرتیں۔ بعض مائیں جس وقت ٹی وی اور وی سی آر دیکھتی ہیں ساتھ ہی بچوں کو Feed کرواتی ہیں۔ جو مائیں ٹی وی دیکھتے ہوئے بچوں کو دودھ پلاتی ہیں بھلا وہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ، مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کیسے پیدا کر سکتی ہیں۔ باوضو رہ کر کام کرنے کی بہت برکات ہوتی ہیں۔

؎ طفل سے بو آئے کیا ماں باپ کے اطوار کی
دودھ ہے ڈبے کا تعلیم ہے سرکار کی

بزرگوں کا تذکرہ بھی دل نور سے بھر دیتا ہے:

ارشاد فرمایا، ایک بزرگ کا دریائے دجلہ سے چند قدم دور وضو ٹوٹ گیا وہیں تیمم کر لیا۔ پوچھنے پر فرمایا کہ مجھے کوئی بھروسہ نہیں کہ دریا کے پانی تک پہنچنے تک زندہ رہوں گا یا نہیں۔ اللہ والوں کو ہر وقت اپنی آخرت کی فکر لگی رہتی ہے۔ وہ ہر وقت موت کے لئے تیار رہتے ہیں۔ کیونکہ وہ اپنے محبوب رب تعالیٰ سے ملنے کے لئے بے تاب ہوتے ہیں۔ (بزرگوں اور اپنے مشائخ کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت جی پر گریہ طاری ہو گیا اور کچھ سامعین پر بھی گریہ وزاری کی کیفیت طاری ہو گئی)۔ ہمیں پرانے بزرگوں کی باتیں اچھی لگتی ہیں اور ہمیں اس پر فخر ہے بزرگوں کی باتوں میں بھی نور ہوتا ہے بلکہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بزرگوں کا تذکرہ کرتے ہوئے بھی نور دلوں میں بھر جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اولیاء اللہ کی 21 پشتوں کے ایمان کی حفاظت کرتا ہے۔ قرآن حکیم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کے قصہ کے ضمن میں فرمایا گیا کہ دو یتیم بچوں کی یہ دیوار تھی اس لئے اس کے بنانے کا حکم دیا کیونکہ ان کے باپ نیک تھے وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا

اللہ والوں کی شان:

ارشاد فرمایا، حضرت خواجہ فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدین سے فرماتے جو کھانا آپ کے سامنے پڑا ہے اس کے لئے پانی وضو کے ساتھ لگایا گیا، کٹائی وضو کے ساتھ کی گئی، چکی وضو کے ساتھ چلائی گئی، آٹا بھی باوضو گوندھا گیا، روٹی بھی باوضو بنائی گئی، کاش کھانے والے بھی اسے وضو سے کھالیں۔ حضرت خواجہ فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ کے وقت میں بزرگوں کی نیند بھی عجیب

نیند ہوتی تھی وہاں کسی کو حال پڑتا اور وہ اللہ اللہ کی صدائیں بلند کرتا دوسرے ساتھی بھی اٹھ جاتے پھر سوتے تو کوئی اور جذبات سے مغلوب ہو کر پکار اٹھتا اللہ اللہ اللہ۔ اسی طرح کے شب و روز گزرتے تھے۔ اللہ والوں کی محفل کی بھی کیا شان ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے لئے تواضع اختیار کرنا:

ارشاد فرمایا، حضرت خواجہ فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں مولانا عبدالغفور مدنی رحمۃ اللہ علیہ لکڑیوں کے بڑے بڑے گھٹڑ اٹھا اٹھا کر لاتے۔ مقامی جاہل لوگ کہتے دیکھو جی پیر قریشی نے خراسان سے گدھا منگوایا ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا کو بلایا اور فرمایا کہ یہ لوگ آپ کے بارے میں باتیں بناتے ہیں آپ اتنے بڑے بڑے گھٹڑ نہ لایا کریں۔ مولانا نے فرمایا کہ یہ لوگ مجھے پہچانتے ہیں اس لئے مجھے گدھا کہتے ہیں۔ میری اوقات ہی کیا ہے یہ مولانا کی تواضع تھی۔ مفہوم حدیث ہے جو اللہ تعالیٰ کے لئے تواضع اختیار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں بلند فرما دیتے ہیں۔ اسی عاجزی و انکساری کی بدولت اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو شیخ العرب والعجم بنا دیا۔ حضرت خواجہ فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ کا فیض ملکوں ملکوں آپ کے ذریعے اور حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعے پھیل گیا۔



مجلس 9

علم وعمل

آخرت سے غفلت:

ارشاد فرمایا، جو بندہ دل سے اللہ تعالیٰ کے در پر اپنے سر کو جھکا دیا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے فیض کو دنیا میں پہنچا دیا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے بندوں کی قدر کرتے ہیں۔ حدیث قدسی میں ہے کہ میرے شوق والے بندوں کا شوق میرے لئے بڑھ گیا اور میں ان کے لئے ان سے زیادہ بے چین ہوں۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے بندوں کی قدر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی بے چینی بڑی سعادت اور غنیمت ہے اس میں سب سے بڑی رکاوٹ دنیا کی محبت ہے۔ ضرورت سے زیادہ مصروفیت انسان کو تباہ کر دیتی ہے اور آخرت کے معاملات سے غافل کرتی ہے۔ دنیا کے دھندوں میں کھو کر انسان اللہ تعالیٰ کو فراموش کر دیتا ہے اس لئے کوشش کرنی چاہئے کہ غیر ضروری مصروفیات میں پڑ کر وقت کو ضائع کرنے کی بجائے ذکر فکر میں وقت لگائیں اور ایسے کام کا جذبہ اپنے اندر پیدا کریں جو آخرت کے نکتہ نظر سے فائدہ مند ثابت ہو سکے۔

زندگی ایک مہلت ہے:

ارشاد فرمایا، زندگی ایک مہلت ہے جس نے اس مہلت کی قدر کی وہ کامیاب ہوا۔ سلف صالحین وقت کو خرچ کرنے میں ایسا معاملہ کرتے تھے جیسا کوئی کنجوس کرتا ہے۔ جس طرح کنجوس انسان پیسے کو وہاں خرچ کرتا ہے جہاں زیادہ فائدہ کی امید ہو اس طرح سلف صالحین اپنے ایک ایک لمحے کو ایسی عبادت میں گزارتے ہیں جس میں اجر زیادہ ہو۔ ان کا کوئی لمحہ لایعنی باتوں میں نہیں گزرتا تھا۔ وہ لوگ اپنی زندگی بسر کرتے تھے کہ فرشتے ورطہ حیرت میں پڑ جاتے تھے۔ ان بزرگوں کے ساتھ بھی نفس وشیطان لگے ہوتے تھے۔ لیکن وہ ان پر قابو پاکر تقویٰ و پرہیزگاری کی زندگی بسر کرتے تھے۔ لوگ اللہ والوں کی زندگیوں پر حیران ہوتے ہیں حالانکہ حیرانگی کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ انہوں نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ بیچ دیا ہوتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے غلاموں کی طرح زندگی بسر کرتے تھے۔ ہر وقت اللہ تعالیٰ کو اپنے سامنے موجود سمجھتے تھے یہی سمجھتے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حضور بیٹھے ہیں۔

اصل زندگی:

ارشاد فرمایا، ایک باریش باخدا آدمی سے کسی نے پوچھا آپ کی عمر کتنی ہوگی۔ اس نے جواب دیا یہی دس بارہ سال ہوگی۔ سننے والا حیران ہوگیا۔ فرمایا، اس بات پر حیران ہونے کی ضرورت نہیں۔ یہی عمر ہے جس میں میں نے اپنے رب تعالیٰ سے صلح کی ہے۔ یہی زندگی ہے پہلے تو شرمندگی تھی۔ جو زندگی اللہ تعالیٰ کی بندگی میں اور اطاعت میں گزرے وہی اصل زندگی ہے۔ جو وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بغیر گزرے اس پر جو افسوس ہوگا وہ جنت میں بھی پیچھا نہیں

چھوڑے گا۔ مفہوم حدیث ہے جنت میں بھی ان لمحات پر افسوس ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بغیر دنیا میں گزارے ہوں گے۔ اس لئے انتہائی ضروری ہے کہ ہم ہر وقت اللہ کی یاد میں زندگی بسر کریں۔ بزرگ نصیحت بھی وصیت کے رنگ میں کیا کرتے ہیں وہ تقریر دل پذیر نہیں کیا کرتے بلکہ درد دل سے بات کیا کرتے ہیں جو دل سے بات نکلتی ہے پھر دل پر جا کر اثر کرتی ہے۔

موت سے پہلے توبہ:

ارشاد فرمایا، کل افسوس بھی کریں گے تو اس کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ کہتے ہیں صبح کا بھولا شام کو گھر آ جائے وہ بھولا ہوا نہیں کہلاتا۔ جو زندگی میں موت سے پہلے پہلے توبہ کر لیتے ہیں وہ بڑے خوش نصیب ہوتے ہیں اس لئے ہمیں جلد از جلد توبہ کر کے خوش نصیب بن جانا چاہئے۔ اگر یہ موقع ہاتھ سے نکل گیا تو پھر بڑی مشکل سے موقع ملے گا۔ حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بعض لوگ ایسی توبہ کرتے ہیں کہ اگر وہ توبہ شہر بھر میں تقسیم کر دی جائے تو پورے شہر کے گناہگاروں کی بخشش ہو جائے ایسی توبۃ النصوح ہونی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کو رحم آ جائے۔

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی
میرے جرم خانہ خراب کو تیرے عفو بندہ نواز میں

موت کی تیاری کی فکر:

موت سے پہلے کم از کم ایسا چہرہ تو بنا لو کہ بارگاہ الٰہی میں پیش ہونے کے قابل ہو جائے۔ اگر چہرہ ہی سنت کے مطابق نہ بنا سکے تو بقیہ زندگی کو کیسے سنت کے سانچے میں ڈھالیں گے۔ انسان آج کل آج کل کرتا جاتا ہے اور لینے

والے پہنچ جاتے ہیں۔ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ انسان کے کفن کا کپڑا بازار میں پہنچ جاتا ہے اور وہ غافل پھر رہا ہوتا ہے۔ ہمیں ہر وقت اپنی قبر اور آخرت کی فکر میں رہنا چاہئے۔ اگر ہم اللہ تعالیٰ سے غافل ہو گئے اور اللہ تعالیٰ سے تعلقات خراب کر لئے پھر سوچیں ہم تعلقات کس سے بنانا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے ہم شاندار بنگلوں میں بھی خوش نہیں رہ سکتے۔ جسے شک ہو وہ ذرا غافل امراء کی زندگی کا نظارہ کرے۔

آخرت کے پیپر:

ارشاد فرمایا، وہ جوان کہاں ہیں جو ساری رات عبادت کرتے اور صبح استغفار اس طرح کرتے جیسے وہ رات بھر گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوتے رہے ہوں۔ ایسے جوانوں کی دعائیں قبول ہوتی تھیں۔ ایسے جوان ہاتھ اٹھاتے تھے اور لوگوں کی زندگیاں بدل دیتے تھے۔ وہ جوان دنیا سے محبت نہیں کرتے تھے۔ دنیا ایک پل کی طرح ہے کوئی عقل مند پل پر گھر نہیں بنایا کرتا۔ سلف صالحین کسی گناہ کو چھوٹا نہیں سمجھتے تھے ارشاد فرمایا، ہمارے آخرت میں دو پیپر ہوں گے ایک A پیپر قبر میں ہوگا اور B پیپر آخرت میں ہوگا اور وہ بھی لیک آؤٹ کر دیا گیا ہے۔ قبر میں تو یہ پیپر ہوگا کہ تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی ان کا جواب بن پڑے گا۔

چار سوال:

ارشاد فرمایا، مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنَّا (جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں) بعض لوگوں نے دفتر کو خدا بنا رکھا ہے۔ اور رشوت اور بے ایمانی کرتے ہیں اور ملاوٹ کرتے ہیں گویا وہ رب تعالیٰ کو پروردگار نہیں سمجھتے۔ دنیا کی زندگی

میں ایک انگلی جل جائے تو رشتہ دار پوچھنے کو آتے ہیں اور جہاں تنہائی ہوگی قبر جہنم کا گڑھا بن چکی ہوگی نہ اپنا نہ پرایا کوئی بھی کام نہیں آئے گا وہاں کیا بنے گا۔

آغوش لحد میں جب کہ سونا ہوگا
جز خاک تکیہ نہ بچھونا ہوگا
تنہائی میں آہ کون ہووے گا انیس
ہم ہوئیں گے اور قبر کا کونا ہوگا

انسان کا B پیپر قیامت کے دن ہوگا۔ انسان جب تک چار سوالوں کے جواب نہیں دیں گے پاؤں ہل نہ سکیں گے۔

① زندگی کیسے گزاری؟
② مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا؟
③ جوانی کس عمل میں صرف کی؟
④ علم پر کتنا عمل کیا؟

علم کے باوجود گمراہی:

ارشاد فرمایا، علم بغیر عمل کے وبال ہے اور عمل بغیر علم کے ضلال (گمراہی) ہوا کرتا ہے۔ زر پرستی، زن پرستی، شہوت پرستی، یہ خدا پرستی نہ ہوئی یہ تو نفس پرستی ہوئی۔ (کیا آپ نے اس کو دیکھا ہے جس نے اپنی خواہشات کو اپنا خدا بنا رکھا ہے) القرآن۔

بہت کچھ جان لینے پر تو بخشش نہیں ہوگی، جان لینا اور بات ہے اور مان لینا اور بات ہے۔ جو سگریٹ نوشی کرتا ہے وہ دوسروں کو نصیحت بھی کرتا ہے کہ مضر ہے، کمپنی بھی لکھتی ہے مضر صحت ہے۔ معلوم یہ ہوا کہ مضر صحت ہونے کا علم تو ہے مگر

سگریٹ نوشی نے جڑ پکڑ لی ہے اور اس کو چھوڑنا مشکل ہو رہا ہے۔ یہ علم کے باوجود گمراہ ہو جاتا ہے۔ معلوم بھی ہے کہ یہ چیز میرے لئے نقصان دہ ہے پھر بھی اس کو اختیار کئے ہوئے ہیں۔

علم کا غرور:

ارشاد فرمایا، نامحرم پر نظر ڈالنا اللہ تعالیٰ کے غصے کا سبب بن جاتا ہے۔ اس لئے اس گناہ سے بالکل بچنے کی کوشش کریں۔ معمولی شرمندگی سے بچنے کے لئے جھوٹ بول دیتے ہیں بلکہ بعض لوگوں کی یہ حالت ہے کہ بلا وجہ ہی مذاق کے طور پر جھوٹ بولتے پھرتے ہیں۔ علم کے حاصل کرنے والو! مغرور نہ ہو جانا۔ جب تک اس میں خلوص پیدا نہ ہو جب تک تواضع پیدا نہ ہو جائے علم بہت کم فائدہ مند ہوا کرتا ہے۔ علم کا تکبر و غرور بہت ہی باریک راستہ سے آتا ہے کہ انسان کو اس کا پتہ ہی نہیں چلتا۔ جب تک کوئی رہبر و مرشد راہنمائی نہ کرے اس وقت تک علم کے تکبر سے بچنا بہت مشکل ہے۔

اللہ کی رضا:

حضرت خواجہ فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں لوگ کبھی کڑ کبھی لسی سے روٹی کھالیا کرتے تھے۔ کبھی پھولوں کو پکا کر بھتہ ملتا تھا تو سالکین بہت خوش ہوتے تھے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے پیاروں کی خاص نشانی ہوا کرتی ہے ان کی زندگی کی یہ خاص عادت ہوا کرتی ہے کہ جو کچھ مل گیا اسی پر راضی برضا ہوتے ہیں۔

دین کی خدمت کا جذبہ:

ارشاد فرمایا، حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی ماں نے دوسرے شہر تعلیم

کے لئے بھیجا۔ وہاں کچھ دیر تعلیم حاصل کی، گھر کی محبت اور ماں کی محبت کی خاطر چھٹی لے کر آئے۔ دروازہ کھٹکھٹایا اندر سے ماں نے پوچھا کون ہے؟ کہا، بایزید ہوں۔ اندر ہی سے ماں نے کہا تم کون بایزید ہو؟ میرا بایزید تو تعلیم حاصل کرنے کے لئے گیا ہوا ہے۔ بس وہیں سے لوٹ گئے اور اس وقت واپس ہوئے جب عالم بن چکے تھے۔ ماں نے یہ جدائی دین کی خدمت کے جذبے سے برداشت کی کیونکہ اگر بچہ شروع ہی سے بن جائے تو بعد میں بڑی آزمائش میں نہیں پڑنا پڑتا۔ جس گھر میں باپ نصیحت کرے اور جھڑکے لیکن ماں جھڑکنے نہ دیتی ہو تو اس گھر میں کبھی تربیت نہیں ہو سکتی۔ تربیت کے لئے دب کر رہنا ضروری ہے ورنہ ادب نہیں آتا۔ جو مائیں تربیت درست انداز سے کرتی ہیں وہ پیار بھی بہت کرتی ہیں اور شیرنی کی آنکھ سے بھی دیکھتی ہیں۔ ابتدائی تربیت میں بچوں کو شروع میں واقعات اور کہانیاں سنائی جاتی ہیں اور تھوڑی تھوڑی تعلیم دی جاتی ہے۔ یہی فطری طریقہ تعلیم ہے۔ معصوم بچے پر ایک دم زیادہ بوجھ ڈالنا مناسب نہیں ہے۔ مومن مائیں مومن بچے پیدا کرتی ہیں۔

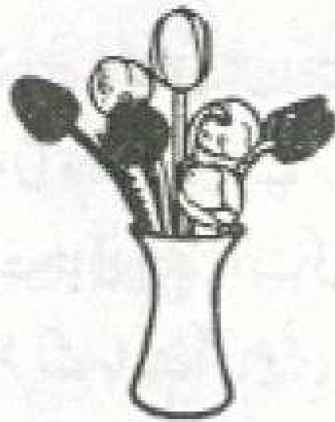
والد کی نصیحت:

پاکستان میں کسی جگہ کا واقعہ ہے۔ کلاس میں استاد نے سوال جواب شروع کرائے۔ چھوٹے چھوٹے سوال و جواب ہوتے رہے۔ کلاس میں ایک دن انسپکٹر آیا اور ایک بچے نے نعت سنائی، بچہ ادب کی وجہ سے نعت میں والا کی بجائے والے پڑھتا تھا اور انسپکٹر کے سامنے بھی یونہی پڑھ دیا حالانکہ اسے کہا گیا تھا کہ والا پڑھنا ہے۔

؎ وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والے
مرادیں غریبوں کی بر لانے والے

انسپکٹر نے بھی بچے سے کہا کہ والا پڑھتا ہے والے نہیں۔ بچوں کو غلط یاد کرا دیتے ہیں۔ اس پر استاد نے اپنی سبکی محسوس کی حالانکہ بچہ تو ادب و احترام کی وجہ سے والے پڑھ رہا تھا۔ بچے سے پیار سے وجہ پوچھنی چاہئے تھی۔ اس میں سبکی کی تو کوئی بات نہ تھی۔ بعد میں استاد نے کلاس لی اور اسی بچے سے دینی سوال پوچھے اور اپنے نبی ﷺ کا نام پوچھا لیکن وہ لڑکا خاموش رہا۔ کئی بار حضور ﷺ کا نام اس سے پوچھا گیا لیکن ہر بار وہ خاموش رہا۔ استاد نے بہت مارا حتیٰ کہ خون بہنے لگا۔ تفریح کے بعد استاد نے پھر کلاس لی اور نام پوچھا تو اس نے نبی ﷺ کا نام بتا دیا۔ اب استاد نے پیار سے پہلے نہ بتانے کی وجہ پوچھی تو بچے نے عجیب جواب دیا۔ پہلے میرا وضو نہیں تھا، میرے والد نے فوت ہونے سے پہلے مجھے نصیحت کی تھی کہ بغیر وضو کبھی حضور ﷺ کا نام نہ لوں گا۔ اب استاد نے سوچا

ہم الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا







علم کا مقصد:

ارشاد فرمایا، فارس کی فتح کے دوران ایک صحابیؓ بغیر زین کے گھوڑے اور ساز وسامان کے صرف ایک نیزے کے ساتھ عیسائی بادشاہ سے ملنے گئے۔ ان کی نظر ہتھیاروں پر نہیں تھی۔ بلکہ مسبب الاسباب پر تھی۔ ان کی قمیص میں ببول کے کانٹے بٹن کے طور پر لگے ہوئے تھے۔ بادشاہ نے راستے میں نوجوان فوجی کھڑے کر دیئے اور قالین بچھا دیئے تا کہ وہ صحابیؓ مرعوب ہو جائیں۔ دربان نے ہوشیار باش وغیرہ کا نعرہ لگایا۔ صحابیؓ مسکراتے ہوئے بادشاہ کی طرف بڑھے اور فرمایا تو ایک گندے قطرے سے بنا ہے اور تکبر کے بول بولتا ہے۔ ماحول سے متاثر ہوئے بغیر بادشاہ کے برابر بیٹھ گئے اور فرمایا ہم غلامان محمد ﷺ ہیں، ہم دنیا دار بادشاہوں کے پاس اسی طرح جایا کرتے ہیں۔ بادشاہ نے اسلام قبول کرنے اور ذمی بننے سے انکار کر دیا۔ صحابیؓ بولے، تلوار تمہارا اور ہمارا فیصلہ کرے گی اور تمہاری بیٹیاں ہمارے بستر بنایا کریں گی۔ اس

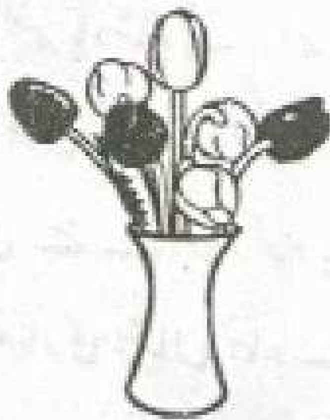
نوجوان صحابیؓ کو اللہ تعالیٰ کے خوف کے علاوہ کسی کا خوف نہ تھا۔

ہزار خوف ہو لیکن زبان ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

صحابہ کرامؓ نے حملہ کر کے ملک فتح کیا اور بادشاہ کی بیٹی گرفتار کر کے حضرت عمرؓ کے پاس بھیج دی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اگر یہ شہزادی ہے تو ہم اس کا شہزادہ حسینؓ سے نکاح کرتے ہیں۔ حضرت امام حسینؓ کی تمام اولاد انہی شہر بانو سے چلی ہے۔

عبادت کا نچوڑ:

ارشاد فرمایا اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ دعا عبادت کا مغز ہے۔ اَلدُّعَاءُ ھُوَ الْعِبَادَةُ دعا ہی عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سوال کرنے والے کے بارے میں فرمایا اِذَا سَئَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ جب میرے بندے میرے متعلق سوال کرتے ہیں پس میں قریب ہی ہوں دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں۔ جس طرح جسم میں دماغ بنیادی حیثیت کا حامل ہے اسی طرح عبادت میں دعا کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ دعا عبادت کا نچوڑ ہوتی ہے۔ اپنی حاجات کھل کر اللہ سے مانگیں۔





قبولیت دعا کے طریقے

اللہ تعالیٰ سے اللہ تعالیٰ کو مانگنا:

ارشاد فرمایا، ختم قرآن کی مجلس دراصل مجلس دعا ہوتی ہے کیونکہ ختم قرآن پر دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جوتے کا تسمہ بھی ٹوٹے تو اللہ تعالیٰ سے ہی سوال کرو۔ جو ہر حال میں اللہ سے مانگے اور ہر چیز اللہ تعالیٰ سے مانگے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنا ولی بنا لیتا ہے۔ آج بیوی بچے، عہدہ، کرسی مانگنے والے تو بہت ہیں لیکن اللہ سے اللہ کو مانگنے والے بہت کم ہیں۔ آج اللہ کو اللہ سے مانگ لیجئے۔

تجھ سے تجھی کو مانگ کر ہم نے سب کچھ مانگ لیا
سو سوالوں سے یہی اک سوال اچھا ہے

سیزن کا وقت:

ارشاد فرمایا، رمضان میں کام کر لو یہ سیزن کا وقت ہے۔ ابھی نیکیاں کرنے کا سیزن لگا ہوا ہے۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ 63 قرآن رمضان میں ختم کرتے

تھے۔ یہ لوگ اگر اللہ تعالیٰ کے پاس اتنی عبادتیں لے کر پہنچیں گے تو ہم وہاں کیا لے کر جائیں گے۔ یاد رکھیں! ادھر ہمارے بہانے نہیں چلیں گے اور اگر ہم نے اپنی اصلاح احوال نہ کی تو پکڑ لیا جائے گا۔ قرآن سننا اور سنانا اتنا بابرکت ہے کہ اس موقع پر اللہ تعالیٰ دعا قبول کرتا ہے اصل مقصد گناہوں کی معافی مانگنا ہے۔ اس لئے اس قبولیت دعا کے موقع پر سچی اور پکی توبہ کیجئے۔ جس شخص کو دعا مانگنا نصیب ہو جائے اس پر اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سوال کرنے والوں کو اور مانگنے والوں کو پسند کرتے ہیں۔

طریقہ دعا:

ارشاد فرمایا، الحمد للہ رب العالمین پڑھ لیا کرو کیونکہ مفسرین نے فرمایا کہ جس نے یہ پڑھا حمد کا حق ادا کر دیا۔ دعا میں پہلے الحمد پڑھے پھر دوسرے نمبر پر درود پڑھے اور پھر اپنی درخواست پیش کرے۔ دعا کا طریقہ یہ ہے کہ سراپا دعا بن جائے۔ جتنی مضطرب ہو کر دعا مانگی جائے گی جلدی قبول ہوگی۔ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ (مضطرب کی کون دعا قبول کرتا ہے)

اللہ تعالیٰ ہمیں دعا کی لذت نصیب فرما دے۔ جس کو یہ مل جائے وہ بڑا خوش نصیب ہوا کرتا ہے۔ یہ نہ ہو کہ زبان سے الفاظ نکل رہے ہوں اور دل متوجہ نہ ہو۔ جو دعا دل سے نکلے وہ جلدی قبول ہوتی ہے۔

؎ دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

جو جائز دعا دل میں آئے وہ مانگے، اللہ دینے میں غصے نہیں ہوتا بلکہ دے کر خوش ہوتا ہے۔ اگر نہ مانگیں تو غصے ہوتا ہے کہ میرا بندہ مجھ سے سوال کیوں نہیں

کرتا۔

تہجد کے وقت کی دعا:

ارشاد فرمایا، تہجد کے وقت فرشتے ندا کرتے ہیں کہ ہے کوئی سوال کرنے والا جس کو عطا کیا جائے۔ بندہ اگر دعا مانگے اور دل کا تار اللہ تعالیٰ سے جوڑے، بڑی توجہ سے اور دل کھول کر مانگے، مانگ مانگ کر تھک جائے، تھک تھک کر بھی پھر مانگتا ہے تو پھر دعا قبول ہو جاتی ہے۔

مالی دا کم پانی دینا تے بھر بھر مشکاں پاوے
مالک دا کم پھل پھل لانا لاوے یا نہ لاوے

مالی کا کام ہے کہ وہ پانی کی مشکیں بھر بھر کر باغ کو دے اور یہ مالک حقیقی کا کام ہے کہ پھل اور پھول لگائے یا نہ لگائے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم اپنا کام کرتے رہیں، ہم دعا مانگتے رہیں اگر نہیں مانگیں گے تو پھر نقصان اپنا ہی ہوگا۔

اہل وصف لوگ:

ارشاد فرمایا، حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا تہجد کے وقت یہ دعا مانگتیں کہ اے اللہ! دنیا کے بادشاہوں نے اپنے دروازے بند کر لئے ہیں اب تیرا ہی در کھلا ہے اور تجھی سے مانگتی ہوں۔ اپنے آپ کو مٹا دینا عاجزی وانکساری کرنا یہ چیز بھی قسمت والوں کو نصیب ہوتی ہے۔ جس شاخ پر زیادہ پھل ہوتے ہیں وہ زیادہ جھکی ہوئی ہوتی ہے۔ تواضع والا بندہ اللہ کا محبوب بن جاتا ہے۔ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ متکبر کی دعا قبول نہیں ہوتی کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کا مخالف ہے۔

جو اہل وصف ہوتے ہیں ہمیشہ جھک کے رہتے ہیں
صراحی سرنگوں ہو کر بھرا کرتی ہے پیمانہ

تواضع کا طریقہ سیکھ لو لوگو صراحی سے
کہ جاری فیض بھی ہے اور جھکی جاتی ہے گردن بھی

حسن ظن رکھنا:

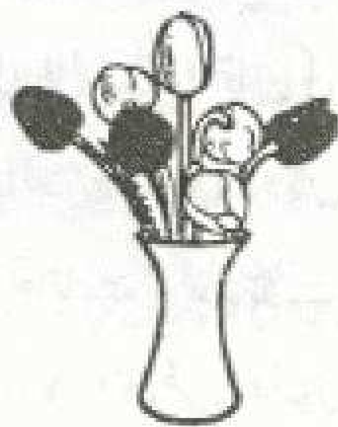
ارشاد فرمایا، دعا حسن ظن سے مانگے۔ایک واقعہ ارشاد فرمایا، ایک دفعہ کہیں قحط پڑا ایک غلام کو دیکھا کہ خوشگوار تروتازہ چہرہ ہے کوئی فکر نہیں ہے۔ ایک فقیر نے وجہ پوچھی غلام نے کہا، مجھے قحط کی کیا پرواہ ہے۔ میرا آقا بڑا مالدار ہے۔اس فقیر نے کہا، میں بھی تو اس کا بندہ ہوں جو ہر چیز کا مالک ہے پھر مجھے بھی فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں بھی اپنے اللہ سے حسن ظن رکھتا ہوں۔ وہ مجھے بھی دے گا۔حدیث مبارکہ ہے اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِی بِی میں بندے کے گمان کے مطابق معاملہ کرتا ہوں۔ حضرت علیؓ فرمایا کرتے تھے ''اے اللہ! میرے لئے یہی عزت کافی ہے کہ تو میرا پروردگار ہے اور میرے لئے یہی فخر کافی ہے کہ میں تیرا بندہ ہوں'' اسی طرح ہم مانگیں اور حسن ظن سے مانگیں، دل کھول کر مانگیں پھر دیکھیں اللہ تعالیٰ کس طرح جھولیاں بھر بھر کے دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کتنے غفورورحیم ہیں:

ارشاد فرمایا، اللہ نے اپنے بندوں کو معاف کرنے کے لئے قسمیں اٹھا رکھی ہیں۔اس لئے وہ ضرور معاف کرے گا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے کَتَبَ عَلٰی نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ اس نے رحمت کرنا اپنے اوپر لکھ لیا ہے۔وہ پروردگار جو دوسروں کو حکم دیتا ہے کہ فَالْيَعْفُوْا وَالْيَصْفَحُوْا معاف کردو اور درگذر کرو۔سوچیں کہ وہ خود کتنا زیادہ معاف کرنے والا ہے۔سینکڑوں بندے روزمرہ زندگی میں ایک دوسرے کو معاف کرتے رہتے ہیں۔ پھر بھلا ان تمام بندوں کا پروردگار کتنا

زیادہ معاف کرنے والا ہوگا۔ انسان میں ہزاروں خامیاں ہیں مگر پھر بھی اسے معاف کرنے کا حکم ہو رہا ہے۔ وہ پروردگار تو پاک و صاف اور مہربان ہے۔ سوچیں ذرا کتنا زیادہ معاف کرنے والا ہوگا۔ کمی ہماری ہے کہ ہم اس سے معافی مانگتے نہیں ہیں بلکہ بعض دفعہ تو مانگنا یاد ہی نہیں رہتا اور غافل بنے رہتے ہیں اس لئے ضروری ہے کہ ہم زیادہ سے زیادہ اپنے گناہوں کی معافی مانگتے رہیں۔ بلکہ کوئی بھی حاجت اور ضرورت ہو تو اسی پروردگار سے سوال کریں۔ اس سے بڑھ کر کوئی بھی بڑا ذریعہ نہیں ہے۔ دنیاوی ذرائع پر کبھی بھی اعتبار نہ کریں کوئی کسی کی مدد نہیں کر سکتا جب تک اللہ رب العزت کی مدد شامل حال نہ ہو۔

دل میں تو کبھی ضعف عقیدت کو جا نہ دے
کوئی کچھ دے نہیں سکتا اگر اللہ نہ دے





اخلاص

دنیا امتحان گاہ:

ارشاد فرمایا، نبی علیہ السلام کے ارشادات گرامی اتنے جامع ہیں کہ زندگی بھر بھی ان کا ذکر کرتا رہے تو بھی ان کی حکمتیں بیان نہیں کر سکتا۔ آپ ﷺ اتنے اختصار سے بڑی بڑی چیزوں کو بیان کر دیتے تھے جیسا کہ دریا کو کوزہ میں بند کر دیا جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا، اُوْتِیْتُ جَوَامِعُ الْکَلِم مجھے جامع باتیں دی گئی ہیں۔ دنیا امتحان گاہ ہے۔ کوئی طالب علم امتحان کی تیاری کر رہا ہو تو اس کو سر کھجانے کا بھی وقت نہیں ملتا، والدین اس کی مدد نہیں کر سکتے کیونکہ یاد تو خود کرنا پڑتا ہے۔ دوست احباب سے تعلقات کم کر دیتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ اگر کامیاب ہو گیا تو وہ اس کے لئے اعزاز ہوگا۔ اسی طرح انسان کی زندگی ہے جب انسان روز محشر اللہ تعالیٰ کے روبرو جائے گا تو معلوم ہوگا کہ یہ کامیاب ہوا یا ناکام ہوا۔

نیکی کی فصل:

ارشاد فرمایا، وقت بہر حال گزر جایا کرتا ہے اگر نیکی کمائے گا تو بھی اور اگر

برائی کمائے گا تو بھی نتیجہ دیکھ لے گا۔ یہ نیکی کمانے کا زمانہ ہے اس نیکی کی فصل کو کاشت کرو گے تو آخرت کی کٹائی ہو گی۔ حضرت نوح علیہ السلام نے لمبی عمر پائی اللہ تعالیٰ نے وفات کے بعد پوچھا کہ تو نے زندگی کو کیسے پایا؟ انہوں نے فرمایا، جیسے مکان میں ایک دروازے سے داخل ہوا اور دوسرے سے باہر نکل گیا۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اس تھوڑی سی عمر میں زیادہ سے زیادہ نیکیاں اکٹھی کر لیں تاکہ قیامت میں سرخرو ہو سکیں۔ اوقات کو بے کار ضائع کر دیا تو پچھتاوا ہی پچھتاوا ہو گا۔

ایمان کی حفاظت:

ارشاد فرمایا، دعا کریں ہمیں اللہ تعالیٰ ایسی طبیعت عطا کر دے کہ سنت طبیعت کا تقاضا بن جائے اور خلاف سنت کرنا ایسا ہو جیسے سر پر پہاڑ آ پڑا ہو۔ سنت کا غم کرنے والے بہت کم ہیں اور سنتوں کو ذبح کرنے والے بہت زیادہ ہیں۔ پہلے زمانے میں احد پہاڑ کے برابر ایمان والے بھی اپنے ایمان کے بارے میں لرزاں و ترساں رہتے تھے اور ہم ٹمٹماتے ایمان والے اس زمانے میں اپنے ایمان کی حفاظت سے ہی بے فکر ہیں۔ ساری دنیا سے آگاہی حاصل کرنے والا اپنے آپ سے آگاہی حاصل نہیں کرتا۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ جس نے اپنے نفس کی برائی کو پہچان لیا پس اس نے گویا اپنے رب کو پہچان لیا۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا جنازہ:

ارشاد فرمایا، زندگی ایک نعمت ہے، ایک مہلت ہے، اس قدر قیمتی ہے کہ اگر ہم اس کو کما لیں تو آخرت میں بڑے بڑے مرتبے حاصل کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ

کے نیک بندے جب رخصت ہوتے ہیں تو آسمان کے دروازے جن سے رزق آتا تھا اور وہ زمین جس پر انسان ذکر کرتا تھا وہ روتے ہیں۔ حضرت سعدؓ کی جب وفات ہوئی تو ان کے جنازے میں حضور ﷺ پنجوں کے بل ایڑیاں اٹھا کر چل رہے تھے۔ کسی نے سوال کیا کہ آج آپ ﷺ کو اس انداز میں چلتے ہوئے دیکھا کہ پہلے اس طرح کبھی نہ دیکھا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا، سعدؓ کے جنازے میں شرکت کے لئے اتنے فرشتے اترے کہ مجھے پاؤں رکھنے کی جگہ نہیں مل رہی تھی۔ آج وقت ہے جتنی جلدی ہو سکے اپنے رخ کو بدل لیں اور کسی لمحہ یہ نہ سمجھیں کہ میں نے اصلاح کر لی ہے بلکہ زندگی بھر اپنی اصلاح کے لئے لگا رہے۔

اصل کامیابی:

ارشاد فرمایا، ہمیں بندگی کرتے کرتے مرنا ہے اور مرتے بھی بندگی کرنا ہے۔ سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ ہم غافل ہو جاتے ہیں۔ اپنی اچھائی برائی کا تجزیہ نہیں کرتے۔ حضرت جی دامت برکاتہم نے ایک واقعہ بیان فرمایا کہ ایک آدمی کے پاس سے گزر ہوا نہ فرائض کی پابندی ہے نہ واجبات کی پابندی اور حرام کے مال سے پرورش پانے والا ہے۔ کسی نے پوچھا، کیسی گزر رہی ہے؟ اس نے کہا، جو گزر رہی ہے واہ واہ ہے۔ فرمایا، واہ واہ نہیں بلکہ آہ آہ ہے۔ اس دنیا میں تو عیش کر رہے ہیں اصل مسئلہ تو اخروی زندگی کا درپیش ہے۔ ارشاد فرمایا، کامیابی اور واہ واہ اس کے لئے ہے جس نے آخرت کے لئے تیاری کر لی اور اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کرنے کے لئے نیک اعمال کا ذخیرہ کر لیا۔

زبان کی تاثیر:

ارشاد فرمایا، سلف صالحین اپنے کلام کو لکھ لیا کرتے تھے اور رات کے وقت اس کا جائزہ لیتے کہ کیا ٹھیک تھا کیا غلط تھا۔ ہمیں ہمیشہ اپنی گفتگو کا جائزہ لیتے رہنا چاہیے۔ عقلمند کی زبان دل میں ہوتی ہے اور بے وقوف کا دل بھی زبان میں ہوتا ہے۔ زبان ایسی چیز ہے جس کی تاثیر دلوں میں انقلاب برپا کر کے رکھ دیتی ہے۔ زبان کی نرمی جہاں اثر کر سکتی ہے وہاں تلوار کی تیزی بھی کام نہیں کرتی۔ اس لئے زبان کا استعمال ہمیشہ سوچ سمجھ کر کرنا چاہیے۔ سخت کلمات بولنے سے ہمیشہ پرہیز کرنا چاہیے۔

جنت والے کی طلب:

ارشاد فرمایا، کتنے ہی لوگ تھے کہ موت کے وقت انہیں جنت دکھائی گئی تو فرمایا ہمیں تو جنت والے کی طلب ہے۔ حضرت ممشاد رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے 20 سال تک جنت پیش کی جاتی رہی۔ ایک شاگرد سے فرمانے لگے مجھے تو جنت والے کی طلب ہے۔ جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچ جائے تو وہ وقت قبولیت دعا کا وقت ہوتا ہے۔ بلی کی آنکھیں بند ہوں یا چلتی پھرتی ہو چھچھڑوں کے خواب دیکھ رہی ہوتی ہے۔ اسی طرح مومن جاگتے سوتے بیٹھتے اٹھتے ہر وقت یاد الٰہی اور رضائے الٰہی کی فکر میں ہوتے ہیں۔

؎ غنیمت سمجھ زندگی کی بہار
آتا نہ ہوگا یہاں بار بار

نیت اور ارادہ میں اخلاص:

ارشاد فرمایا، زندگی کی باقی اشیاء تو پھر بھی کبھی نہ کبھی مل جایا کرتی ہیں لیکن

زندگی پھر نہیں مل سکتی۔ نازک اندام نازنین اور وقت کے اطباء بھی اپنی زندگی کو بڑھا نہیں سکتے۔ ہر روز ہر دن ہمارا ارادہ ہو کہ آج ہم نے گناہوں کے بغیر دن گزارنا ہے۔ کاش ہماری زندگی میں کوئی ایک دن تو ایسا ہو جس میں ہم گناہ نہ کریں۔ جو وقت گزر چکا تو گزر چکا اب ہر دن یہ نیت کریں کہ ہم نے کسی صورت میں بھی گناہ کی طرف نہیں جانا اگر ارادہ ہی نہ ہو تو پھر کیا ہو سکتا ہے۔ نیت اور ارادہ میں اخلاص کی دعا کیا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہماری نیتوں اور ارادوں کو خالص کر دے۔ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

زندگی کا حقیقی مزا:

ارشاد فرمایا، غافل آدمی تو جیتے ہوئے بھی ہارا ہوا ہوتا ہے۔ کاش یہ جسم جو دنیا کے کاموں میں تھکتا ہے یہ عبادت میں تھکے۔ پھر زندگی کا حقیقی مزہ آئے گا۔ اسٹیشن، ائیر پورٹ وغیرہ پر ایک مخلوق ہے کہ دنیا کے لئے جاگ رہی ہے۔ اس امید پر کہ ہمیں 50 روپے مل جائیں گے۔ کیا ہم نے رات جاگنے کو 50 روپے کے برابر بھی نہیں سمجھا۔ جب دودھ زمین پر انڈیل دیا جائے پھر رونے کا فائدہ نہیں ہے۔ اسی طرح اگر زندگی کی مہلت ختم ہو جائے تو پھر رونے کا فائدہ نہیں ہے۔ آج ہم اپنی زندگی کے تمام نقصان کی کمی پوری کر سکتے ہیں۔ ہمیں تو ہر لمحہ توبہ کرتے رہنا چاہئے۔ ہم تو ایسے ہیں کہ نیکیاں تو جو چند ایک ہوتی ہیں انہیں یاد رکھتے ہیں مگر گناہوں کی کثرت کو بھول جاتے ہیں۔ بڑے بڑے گناہ بھی یاد نہیں رہتے کہ کئے بھی ہیں یا نہیں۔

سچی توبہ:

ارشاد فرمایا، مفہوم حدیث ہے کہ ایک آدمی نے 99 قتل کئے پھر اس نے

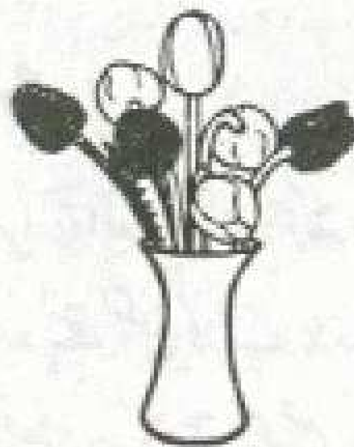
توبہ کی۔ جب توبہ کا ارادہ ہوا تو ایک عابد کے پاس گیا اور کہا کہ میں توبہ کرنا چاہتا ہوں۔ ہم ہوتے تو جواب دیتے کہ سوچو بے کھا کر بلی حج کو چلی۔ ایک مہمل سی بات ہے لیکن انسان چاہے کتنا ہی گنہگار کیوں نہ ہو توبہ کا دروازہ کھلا ہے، توبہ ہوسکتی ہے۔ اس قاتل نے پوچھا میرے لئے توبہ کی کوئی سبیل ہوسکتی ہے؟ اس آدمی نے کہا تیری کوئی بخشش نہیں۔ اس نے اس آدمی کو بھی قتل کر دیا۔ 100 قتل پورے ہوگئے پھر وہ قاتل ایک اور عالم کے پاس گیا اس نے کہا فلاں بستی میں باعمل علما ہیں وہاں چلے جاؤ۔ وہ معافی کے تصور اور توبہ کے ارادے سے جا رہا ہے، راستے میں موت آ گئی۔ دونوں قسم کے فرشتے آ گئے، نیکی کے بھی اور بدی کے بھی۔ دونوں میں مباحثہ ہوگیا کہ روح کون قبض کرے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے کہ دونوں طرف کی زمین کی پیمائش کرو۔ جب پیمائش کی جاتی ہے تو نیکی کی طرف راستہ طویل ہو جاتا ہے اور برائی کی طرف کا راستہ جو چھوڑ چکا ہوتا ہے وہ سکڑ جاتا ہے۔ پس اس بندے کی روح نیک روحوں والے فرشتے قبض کرتے ہیں۔

حضرت فتح علی رحمۃ اللہ علیہ کا خلوص:

ارشاد فرمایا، حضرت خواجہ سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت فتح علی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ بالکل ان پڑھ تھے لیکن بڑے بڑے علما ان کے مرید تھے۔ جب خلافت ملی تو انہوں نے کہا، حضرت مجھے تو کچھ نہیں آتا۔ فرمایا، بس اللہ تعالیٰ کام کر دے گا۔ انتہائی خدمت گار تھے، سون سکیسر کے علاقے میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو بہت سی زمین لوگوں نے خانقاہ کے لئے دے رکھی تھی۔ اس میں ایک جگہ چٹان تھی اگر توڑ دی جاتی تو کافی زمین آباد ہو جاتی کیونکہ دریا کا راستہ مختصر

ہو جاتا۔ بس حضرت فتح علی رحمۃ اللہ علیہ نے اکیلے ہی چٹان کو توڑ دیا۔

خلافت ملنے کا واقعہ سناتے ہوئے ارشاد فرمایا، ایک دفعہ حضرت فتح علی رحمۃ اللہ علیہ گارا بنا رہے تھے، سخت گرمیوں کے دن تھے اور عین دوپہر کے وقت گارا بنا رہے تھے۔ پسینے سے شرابور کام میں لگے ہوئے تھے۔ اتنا خلوص کہ گرمی کا بھی کوئی خیال نہیں اور اپنے کام میں لگے ہوئے ہیں۔ حضرت سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ پڑی تو اسی وقت انہیں بلا کر خلافت کی ذمہ داری سونپ دی۔ بعض مشائخ استخارہ کے بعد خلافت دیتے ہیں، بعض الہامی کیفیت کے بعد اور بعض حضور ﷺ سے واضح اشارہ پا کر خلافت دیتے ہیں۔ پیر غلام حبیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جو خلافت کا لالچ لے کر آئے تو وہ شرک خفی میں مبتلا ہے۔



مجلس 13

مساجد کی اہمیت

اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ جگہیں:

ارشاد فرمایا، رمضان المبارک میں ہر ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں برس رہی ہوتی ہیں۔ متقی و پرہیزگار آدمی نہ صرف مسجد کی رونق کا باعث ہیں بلکہ برکت کا باعث بھی بنتے ہیں۔ جس نے کسی نیک کام کی بنیاد رکھی جب تک وہ کام ہوتا رہے گا تو اسے ثواب ملتا رہے گا۔ ایک دفعہ جبرائیل علیہ السلام حضور ﷺ کی خدمت میں آئے، حضور ﷺ نے پوچھا، اللہ تعالیٰ کی سب سے پسندیدہ جگہیں کونسی ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا، پوچھ کر بتاؤں گا۔ فرمایا، اللہ تعالیٰ کی سب سے پسندیدہ جگہیں مسجدیں اور ناپسندیدہ جگہیں بازار ہیں۔ جس کو مسجد کی محبت عطا ہو جائے تو وہ اس کے ایمان کی علامت ہوا کرتی ہے۔ مفہوم حدیث ہے کہ مومن مسجد میں ایسے ہوا کرتا ہے جیسے مچھلی پانی میں ہوا کرتی ہے۔

باجماعت نماز پڑھنے کے لئے 1200 میل کا سفر طے کرنا:

ارشاد فرمایا، سلف صالحین میں سے جب کوئی رہنے کے لئے مکان

ڈھونڈتے تو پہلے دیکھتے کہ مسجد قریب ہے یا نہیں۔ بعض ایسے مقامات بھی دیکھنے میں آئے جہاں بہت نمازی ہیں تو وہاں بار بار جماعت کرانا پڑتی ہے۔ جن مساجد میں جماعت نہیں ہوتی اس کے قرب و جوار میں رہنے والے مسلمانوں کے لئے یہ لمحہ فکریہ ہے۔ فرمایا، ایک دفعہ میں امریکہ میں گیا تو 60 یا 70 میل دور مسجد ہوتی۔ اگر 20 میل دور ہوتی تو قریب سمجھی جاتی۔ ہمیں تو مساجد قریب ہونے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے۔ واشنگٹن میں ایک جگہ بیان کیا اور اس کے بعد ایک ڈاکٹر صاحب سے ملاقات ہوئی اور پوچھا کتنی دور سے آئے ہو؟ کہا، کچھ دور سے آیا ہوں۔ میں نے کہا، دو یا تین سو میل دور سے آئے ہوں گے۔ وہ بتانے لگا کہ صرف جمعہ کی نماز پڑھنے کے لئے 1200 میل کا سفر طے کر کے آیا ہوں۔ اور ہم مسجدیں قریب ہونے کے باوجود پابندی سے مسجد میں نہیں جاتے تو قیامت میں اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے۔

مسجد کی صفائی:

ارشاد فرمایا، مسجد کے بنانے والے ایسے ہیں گویا جنت میں اپنا گھر بنا رہے ہیں۔

خوشا مسجد و مدرسہ و خانقاہے
کہ در وے بود قیل و قال محمد

حدیث پاک میں ہے کہ مسجدیں بیت اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ ایک اور حدیث کا مفہوم ہے جس نے اذان سنی اور نماز کے لئے نہ آیا تو اتنا نقصان ہو گیا جیسے کسی کے گھر بار وغیرہ کو آگ لگ گئی۔ یہ ایک نماز کا نقصان ہے پانچ نمازوں کا سوچیں کہ کتنا بڑا نقصان ہوگا۔ پہلے زمانے میں پڑوسی خواتین مسجد کی صفائی کا

اپنے خاوند کے ساتھ تہجد کے وقت فجر سے پہلے انتظام کرتیں یہ ان کے دل کی صفائی کا باعث ہوتا تھا۔ جو اللہ تعالیٰ کے گھر کو صاف رکھنے کی کوشش کرے گا اللہ اس کے دل کو روشن کر دے گا اور دل کی روشنی تمام روشنیوں سے اعلیٰ وارفع ہے اس لئے ضروری ہے کہ دل کی روشنی کی دعا کریں۔

دل بینا بھی کر خدا سے طلب
آنکھ کا نور دل کا نور نہیں





ایمان کی حفاظت

زندگی اور شرمندگی:

ارشاد فرمایا،

؎ زندگی آمد برائے بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی

اگر انسان میں بندگی نہ ہو تو وہ گندا ہوتا ہے۔ ایک بزرگ اپنی جماعت کے ساتھ کہیں جا رہے تھے۔ گند کے قریب سے گزرنے لگے تو کھڑے ہو گئے۔ لوگ حیران کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ یہاں آکر رک گئے۔ کسی نے دریافت کیا، آپ یہاں آکر کیوں رک گئے؟ فرمایا، اس گندگی نے مجھ سے زبان حال سے گفتگو کی ہے۔ اے انسان! تو اپنی حقیقت کو سمجھ لے کہ میں کتنی خوشنما میوے تھی، تیری تھوڑی دیر کی صحبت نے مجھے بدبودار بنا دیا۔ میں ذائقہ دار پھل اور کھانے تھی مگر تھوڑی دیر تیرے اندر رہ گئی تو بدبو ہی بدبو بن گئی۔ بندہ تو وہی ہے جس میں بندگی ہو ورنہ وہ گندگی کا ڈھیر ہے۔

گناہ کا وبال:

ارشاد فرمایا، جوانی کا نشہ شاید شراب کے نشے سے بھی زیادہ ہوتا ہے۔ یہ جوانی اگر مستانی دیوانی بن جائے تو بہت نقصان دہ ہوتی ہے۔ مال کو اگر اپنی خواہشات کے لئے خرچ کیا تو وبال بن جاتا ہے۔ مال و دولت کا بھی ایک نشہ ہوتا ہے۔ جب تک کسی کامل کے ہاتھ نہ لگیں تب تک یہ نہیں اترتا۔ کتنے لوگ تھے جو نیکی کے لئے آج کل کرتے رہے اور دنیا سے رخصت ہو گئے۔ سوچیں جو ہم کماتے ہیں وہ اکثر دوسروں کے لئے ہوتا ہے۔ مگر گناہ کا وبال کسی اور کے سر نہیں ہوتا وہ ہم نے اپنے سر لے لیا ہوتا ہے۔

ایمان کی کشتی:

ارشاد فرمایا، جو دنیا کو پرے دھکیل دے دنیا اس کے پیچھے چلتی ہے۔ مال و دولت اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اس کا استعمال اسے اچھا یا برا بنا دیتا ہے۔ یاد رکھو! ہمیں اسے اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ بنانا ہے۔ مال کی مثال پانی اور کشتی کی سی ہے۔ اگر مال دل کے اندر آجائے تو یہ بھی ایمان کی کشتی کے ڈوبنے کا سبب بن جایا کرتا ہے۔ حلال کا مال ایمان کی کشتی کو چلانے میں مدد دیتا ہے۔ مثل مشہور ہے سونے کی کنجی ہر قفل کو کھول دیتی ہے۔

مال و دولت ایک فتنہ ہے:

ارشاد فرمایا، اچھے اچھے لوگ جب مال و دولت کو دیکھتے ہیں تو ان کی آنکھیں چکا چوند ہو جاتی ہیں۔ مال و دولت انسان کے لئے فتنہ بن جایا کرتا ہے۔ انسان کے پاس جب مال و دولت آجائے تو وہ اپنوں کو بھول جاتا ہے اور جب انسان مال و دولت سے جدا ہو جائے یعنی مر جائے تو لوگ اسے بھلا دیتے ہیں۔ مال و

دولت کا موجود ہونا کوئی عیب نہیں ہے۔ نقص نہیں ہے دنیا دار مال والے کو نہیں کہتے دنیا دار صرف امیر آدمی کو نہیں کہتے۔ دنیا داری اللہ سے غفلت کو کہتے ہیں۔

؎ چیست دنیا از خدا غافل بدن
نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

والدین کے چہرے پر محبت کی نظر ڈالنا:

ارشاد فرمایا، ایک دفعہ حضورﷺ کی خدمت میں ایک بوڑھا ایک نوجوان کا سہارا لے کر حاضر ہوا۔ اس بوڑھے نے نبیﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں باپ ہوں یہ میرا بیٹا ہے۔ جب یہ کمزور تھا میں طاقتور تھا، جب یہ غریب تھا میں امیر تھا، جب یہ محتاج تھا میں اس کا مددگار تھا۔ آج یہ میرا مددگار نہیں بنتا۔ وہ بوڑھا یہ کہہ کر رو پڑا۔ حضورﷺ بھی رو پڑے اور بیٹے سے فرمایا، تو اور تیری دولت تیرے باپ کی ہے، تیرا باپ جنت کا دروازہ ہے تو چاہے تو اسے کھول لے چاہے تو بند کر لے۔ اگر کوئی اپنے باپ کے چہرے پر ایک نظر محبت کی ڈالے گا تو اسے ایک مقبول حج کا ثواب ملے گا۔ ایک صحابیؓ نے عرض کیا، جو بار بار دیکھے گا۔ فرمایا، جو بار بار دیکھے گا تو بار بار ہر نظر کے بدلے میں ایک مقبول حج کا ثواب ملے گا۔

اولاد کے لئے دعائیں:

ارشاد فرمایا، انسان جس اولاد کے لئے اپنے بچپن سے لے کر بڑھاپے تک دعا کرتا رہتا ہے مثلاً نماز میں رَبِّ اجْعَلْنِی پڑھنے کی دعا کی گئی پھر اس کے بچے جن کی خاطر اس نے ڈھیروں دعائیں کی ہوتیں ہیں وہ اس کی عزت نہیں کرتے تو اس کے دل پر کیا گزرتی ہوگی۔ فرمایا ایک ہوتا ہے دعائیں کروانا

ایک ہوتا ہے دعائیں لینا۔ دعائیں کروایا نہ کریں بلکہ دعائیں لیا کریں۔ ماں باپ کی خدمت کر کے ان سے دعائیں لیں۔

قبولیت دعا کا وقت:

ارشاد فرمایا، اگر کوئی ولی یا وقت کا قطب آ کر بتائے کہ یہ قبولیت دعا کا وقت ہے تو کیا حال ہوگا۔ اگر فرض کریں کوئی صحابیؓ آ کر بتائے کہ اس وقت دعا کرو تو کیا حالت ہوگی۔ اب بتائیں کہ اگر نبیوں کے سردار اور محبوب آقا ﷺ کہیں تو کتنی بڑی بات ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ افطاری کا وقت قبولیت دعا کا وقت ہے۔ جو بھی دعا دل سے کریں گے قبول ہوگی۔ کسی کا محبوب کاروبار، کسی کا محبوب عہدہ، کسی کی محبوب عورت، بھلا ایسوں کی دعا کیسے قبول ہوگی۔ دعا کے لئے تو دل مضطرب چاہئے جو اللہ کی یاد میں بے چین ہو۔

سچے دل سے نکلی ہوئی دعا:

ارشاد فرمایا، حجاج بن یوسف نے دیکھا ایک نابینا بوڑھا مقام ابراہیم کے قریب بیٹھا اپنی آنکھوں کے لئے دعا مانگ رہا تھا۔ بعض جگہ آیا ہے کہ غلاف کعبہ کو پکڑ کر اپنی آنکھوں کی بینائی کے لئے دعا مانگ رہا تھا۔ حجاج نے کہا، بوڑھے میں طواف کر رہا ہوں پانچ چکر باقی ہیں میرے طواف سے پہلے پہلے دعا قبول ہونی چاہئے ورنہ تمہیں قتل کروادوں گا۔ اب بوڑھا تڑپ اٹھا اور کہا پہلے تو آنکھ کا سوال تھا اب تو پوری زندگی کا سوال ہے۔ دل نے دعا نکلی اور عرش تک جا پہنچی اور قبولیت حاصل ہوگئی۔ حجاج نے کہا اگر تو پہلے طریقے پر یعنی بغیر عاجزی کے مانگتا رہتا تو قیامت تک دعا قبول نہ ہوتی۔ جب پوری طرح متوجہ ہو کر دل کی گہرائیوں سے مانگیں تو اللہ کی رحمت فوراً متوجہ ہوتی ہے۔

متوجہ ہو کر مانگیں:

ارشاد فرمایا، ایک روپیہ مانگنے والے سوالی کا ہاتھ زبان آنکھ بلکہ پورا جسم سراپا سوال بنا ہوتا ہے۔ اسی طرح اللہ سے اللہ کو مانگتے ہوئے کیا طریقہ ہونا چاہئے اگر کسی امیر کے آگے ہاتھ پھیلائے اور چہرہ کسی اور طرف کرلے تو کیا ملے گا۔ اگر ایک دنیا دار کے دروازے پر چلے جائیں تو وہ کہتا ہے کہ میرے دروازے پر آگیا مجھے ٹالتے ہوئے شرم آتی ہے تو رب تعالیٰ کا بھلا کیا معاملہ ہوگا۔ جو دعا دل سے نہ نکلے وہ پھٹے پرانے کپڑے کی طرح منہ پر ماردی جاتی ہے۔ ایک بزرگ تھے، جب دعا مانگتے تو فرماتے کہ ہماری دعا قبول ہوگئی۔ کسی نے پوچھا، یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ فرمایا، جب اتنے زیادہ آدمی چار آنے لینے کے لئے کسی امیر کے دروازے پر چلیں جائیں تو کیا وہ نہیں دے گا۔ اللہ تعالیٰ کا لوگوں کو بخشش دینا اس سے کہیں زیادہ آسان ہے۔

اللہ کے فضل سے:

ارشاد فرمایا، دارالعلوم دیوبند کے ایک خادم تھے۔ جن کا تکیہ کلام تھا اللہ کے فضل سے۔ ایک رات تہجد کے لئے اٹھے تو دیکھا کہ چور مال کے کمرے میں تالا توڑ رہے تھے یہ تہجد اور نفلیں پڑھنے لگ گئے اور آخر میں ان چوروں کے پاس سے گزرتے ہوئے کہا کہ یہ ساری رات نہیں ٹوٹا تو اب کیا ٹوٹے گا۔ وہ بھاگ گئے۔ یہ خادم فجر کی نماز پڑھنے مسجد آئے تو مولانا سے آکر اپنے تکیہ کلام کے مطابق کہا، آج تو اللہ کے فضل سے اللہ کا غضب ہوگیا۔ مولانا نے کہا یہ کیا کہہ رہے ہو۔ وہ خادم چوروں کا واقعہ بیان فرمانے لگے، اگر یہ قیامت تک بھی توڑتے رہتے تو تالا نہیں توڑ سکتے تھے کیونکہ میں نے مال کی زکوۃ ادا کی ہوئی

ہے۔

ہمارے ایمان کی حالت:

ارشاد فرمایا، عورتیں زیورات کی انشورنس کے پیسے تو بھر دیتی ہیں لیکن زکوۃ ادا کر کے انشورنس اللہ کے ہاں نہیں کرواتیں۔ اگر ہم بنک میں مال رکھوا دیں تو ہمیں حفاظت کا یقین ہو جاتا ہے اور اگر اللہ کے ہاں رکھ دیں تو ہمیں بے یقینی ہونے لگتی ہے۔ یہ ہمارے ایمان کی حالت ہے۔ بہتر یہ ہے کہ زکوۃ ادا کر کے اللہ تعالیٰ کے ہاں انشورنس کروالیں۔ بعض لوگ چڑھتے سورج کے پجاری ہوتے ہیں۔ حاکم وقت کی ریح نکلنے پر بھی الحمد کہیں گے مگر غریب کی بات سننے کے لئے کوئی تیار نہیں ہوگا۔

پیسے سے ہر چیز نہیں خریدی جاسکتی:

ارشاد فرمایا، آج جھگڑوں کا بنیادی سبب زن، زر اور زمین ہے۔ زن اور زمین بھی آج زر کی محتاج ہے۔ کسی عورت کو 60 سال کی عمر کے مالدار آدمی کا پیغام ملے تو شادی کے لئے تیار ہو جائے گی۔ لیکن غریب متقی پرہیزگار آدمی سے شادی نہیں کرے گی۔ آج کل تو انسان یہ سمجھتا ہے کہ روپے پیسے سے وہ ہر چیز خرید سکتا ہے لیکن غور کریں کہ مال سے بستر تو خرید سکتے ہیں مگر نیند و آرام تو نہیں خرید سکتے، پیسے سے لباس تو خرید سکتے ہیں مگر حسن تو نہیں خرید سکتے۔

اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا:

ارشاد فرمایا، مال و دولت کے اکٹھا کرنے سے اللہ تعالیٰ کو راضی نہیں کر سکتے بلکہ خرچ کرنے سے اللہ تعالیٰ کو راضی کر سکتے ہیں۔ حضور ﷺ کی مجلس کے پاس ایک امیر کا گزر ہوا تو لوگوں نے کہا کہ اگر کسی کو نکاح کا پیغام دے تو قبول کر لیا

جائے اور بات کرے تو لوگ توجہ سے سنیں۔ پھر ایک غریب شخص کا گزر ہوا تو لوگوں نے کہا کہ اس کو نہ کوئی قرض دے نہ کوئی نکاح کا پیغام قبول کرے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس امیر جیسوں سے خواہ دنیا بھر جائے اس غریب کے برابر نہیں ہو سکتے۔

محنت کرنا عبادت ہے:

ارشاد فرمایا، انسان کی زندگی میں اتار چڑھاؤ آتے رہتے ہیں۔ انسان سوچ لے کہ تنگی میں صبر اور فراخی میں شکر کرنا ہے۔ اَلْکَاسِبُ حَبِیْبُ اللّٰہِ (کمانے والا اللہ کا دوست ہے) محنت کرنا عین عبادت ہے لیکن اتنا بھی نہیں کہ ہماری نمازیں قضا ہو جائیں۔ حدود کے اندر رہتے ہوئے مال کمانا محنت کرنا بھی عبادت ہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو وحی ہوئی کہ اے پیارے پیغمبر! اگر تجھے سڑی ہوئی سبزی مل گئی تو یہ سوچ کے میرے رب نے رزق کی تقسیم کے وقت میرا بھی خیال رکھا۔ کچھ تو بندے کی ضروریات ہوتی ہیں جو کہ بنیادی چیزیں ہیں اور کچھ خواہشات ہوتی ہیں۔ خواہشات تو لامحدود ہیں ان کی تو کوئی حد نہیں ہے۔ ضرورت سے زائد خواہشات ترک ضروری ہے۔

اعتکاف سے افضل عمل:

ارشاد فرمایا، حضور ﷺ کی پوری عمر مبارک میں تین دن متواتر ایسے نہیں آئے کہ پیٹ بھر کر کھایا ہو اور ہم دن میں تین تین دفعہ پیٹ بھر کر کھاتے ہیں۔ اس کے باوجود ناشکری کے بول بولتے پھرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ میری دعائیں قبول کیوں نہیں ہوتیں۔ حضرت ابن عباسؓ کے پاس ایک غمزدہ شخص آیا اور کہا مجھ پر فلاں کا قرض ہے اور میں اس پر قادر نہیں ہوں کہ قرض ادا کروں۔

حضرت ابن عباسؓ اس وقت اعتکاف میں تھے اسی وقت اعتکاف سے باہر آئے اور حدیث سنائی جو اپنے مسلمان بھائی کی ضرورت کی مدد کے لئے کوشش کرے گا وہ 10 سال کے اعتکاف سے افضل ہے۔

اعتکاف کا ثواب:

ارشاد فرمایا، امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے جو دس دن کا نفلی اعتکاف کرتا ہے اسے دو حجوں اور عمروں کا ثواب ملتا ہے۔ جو عصر و مغرب کے درمیان اعتکاف کرتا ہے تو اس کے لئے جنت میں ایک محل بنایا جاتا ہے۔ دوران اعتکاف درود و استغفار اور تلاوت قرآن پاک کی کثرت کریں، قضا نمازیں ادا کریں اور اس وقت کو قیمتی بنالیں۔

زندگی اور وقت میں برکت:

ارشاد فرمایا، قرآن کا مہینہ ہے اس لئے اس میں کثرت تلاوت ضروری ہے۔ مختصر یہ کہ اس مہینہ میں ایسا ٹائم ٹیبل ہونا چاہئے کہ ایک ایک منٹ استعمال ہو جتنی وقت کی حفاظت کریں گے وقت میں برکت ہوتی جائے گی۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دن رات اللہ والوں کے پاس بھی 24 گھنٹے کے ہوتے ہیں مگر ان میں برکت ہو جاتی ہے۔ گناہ چھوڑنے سے زندگی میں برکت پیدا ہو جاتی ہے۔ ہم جب بازار سے کپڑا خریدتے ہیں تو وہ کپڑا خریدنے کی کوشش کرتے ہیں جس کا عرض لمبا ہوتا ہے کیونکہ اس طرح کپڑا زیادہ آتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے پیارے بندوں کے وقت کا عرض لمبا فرما دیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے اسی 60-50 سالہ زندگی میں وہ بڑے بڑے کام اور بڑی بڑی کتابیں لکھ دیتے ہیں۔



مجلس 15

مصروفیات کے بہانے

موت کو قریب سمجھنا:

ارشاد فرمایا، اللہ والوں کے دن نیکیوں سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں اور ان کی راتیں بھی ان کے دنوں کی طرح نیکیوں سے بھری ہوئی ہوتی ہیں۔ ہمارے بزرگ 40 سال کی عمر میں اپنے بستر لپیٹ دیا کرتے تھے کہ اب ٹانگیں پھیلا کر غفلت کی نیند سونے کا وقت گزر گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا، میری امت کی عمریں 60 اور 70 سال کے درمیان ہوں گی اس سے زیادہ عمر کے بہت کم لوگ ہوں گے۔ حضور ﷺ نے ایک صحابیؓ سے پوچھا موت کے بارے میں کیا جانتے ہو؟ صحابیؓ نے جواب دیا جب نماز پڑھتا ہوں تو اتنا یقین نہیں ہوتا کہ چار رکعت بھی پوری کر سکوں گا یا نہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میری تو یہ کیفیت ہے کہ ایک طرف سلام پھیر لیا اب یہ یقین نہیں ہے کہ دوسری طرف سلام پھیر سکوں گا یا نہیں۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جو جتنا زیادہ نیک ہوتا ہے وہ اتنا زیادہ موت کو قریب سمجھتا ہے اور جو جتنا زیادہ غافل ہوتا ہے وہ اتنا زیادہ موت کو دور سمجھتا

ہے۔

ظہر وعصر کے بعد کا وقت:

ارشاد فرمایا، ہم 50 سال کے قریب عمر کے لوگ اپنی زندگی کے ظہر اور عصر کے بعد کا وقت گزار رہے ہیں۔ظہر وعصر کے بعد سورج غروب ہوتے دیر نہیں لگا کرتی۔ ہماری زندگی کا یہ سورج پتہ نہیں کس وقت غروب ہو جائے۔ ہماری مثال بھی اس غلام کی طرح ہے جو بھاگنے کے بعد واپس آ جائے اور پھر اپنے آقا سے معافی چاہے۔ہم بھی اپنے آقائے حقیقی کے حضور سجدہ ریز ہو جائیں اور اس غلام کی طرح کہیں آقا و مولا معاف فرما دے۔ وہ بندے کی فریاد رد نہیں فرماتا۔

مال ودولت کی مثال:

ارشاد فرمایا، مفہوم حدیث ہے مال کی قدر کرو غربت سے پہلے، مال و دولت کی مثال چھری کی طرح ہوتی ہے چھری نہ اچھی ہوتی ہے نہ بری ہوتی ہے اس کا استعمال اسے اچھا یا برا بناتا ہے۔ اسی چھری سے سبزی پھل کاٹیں گے تو استعمال اچھا ہوگا اگر کسی کا گلا کاٹیں گے تو استعمال برا ہوگا۔ اسی طرح مال و دولت ہے اگر مال کو دوسروں کے دکھ بانٹ لینے کے لئے استعمال کیا جائے تو یہ بڑی بات ہے اگر اسے لوگوں کے حقوق پامال کرنے اور اپنی طاقت کا سکہ بٹھانے کے لئے استعمال کیا جائے تو یہ وبال بن جائے گا۔ مال وبال بھی ہے ذحال بھی ہے۔ ہمارا جسم مکان کی مانند ہے اور روح مکین کی طرح ہے۔ جسم اور روح کی ضروریات مختلف ہیں جسم کی ضروریات مادہ سے تعلق رکھتی ہے اور روح کی ضروریات تجلیات سے تعلق رکھتی ہیں جو کہ ذکر اذکار سے حاصل ہوتی

ہیں۔

صبر و برداشت سے کام لینا:

ارشاد فرمایا، مفہوم حدیث ہے قریب ہے کہ تنگدستی تمہیں کفر تک پہنچا دے۔ پنجابی کا مقولہ ہے کہ پیٹ نہ پیاں روٹیاں تے سبھی گلاں کھوٹیاں (جب تک پیٹ میں روٹیاں نہ پڑیں تمام باتیں کھوٹی نظر آتی ہیں) جب تک انسان میں صبر و برداشت کی خوبیاں وغیرہ پیدا نہ ہوں تو غربت سے کفر کا خطرہ رہتا ہے۔ ارشاد فرمایا، جن لوگوں کی نظر مادہ سے پرے دیکھنے کی عادی نہ ہو تو انہیں مال و دولت ہی سب کچھ نظر آتا ہے۔ جس کے پاس مال و دولت آ جائے تو برائیاں چھپ جاتی ہیں جس طرح پانی زمین کے نشیب و فراز کو ڈھانپ دیتا ہے اسی طرح مال کے ذریعے دولت مند کے نقائص ظاہر بین لوگوں کے نزدیک ڈھک جاتے ہیں۔ لیکن اہل اللہ سے نہیں چھپتے۔

برائی کی دلیل:

ارشاد فرمایا، میں آج کل کے دولت مندوں کی ذہنیت کا تجزیہ کر رہا ہوں کہ وہ کس طرح کی سوچ رکھتے ہیں۔ وہ یہی سمجھتے ہیں کہ دولت پری کو شیشے میں بند کر سکتی ہے بلکہ شیرنی کا دودھ بھی خریدا جا سکتا ہے۔ دولت آتی ہے تو انسان کو اندھا بنا دیتی ہے اور جاتی ہے تو آدمی کو بے وقوف بنا دیتی ہے۔ شیطان دولت کے پجاری کو دلائل بھی سمجھاتا ہے۔ راشی سے بات کریں تو کہے گا کہ رشوت اپنے لئے نہیں بلکہ بیوی بچوں کے لئے لیتا ہوں۔ یہ اس کی نفس پرستی ہے۔ یہ کہاں لکھا ہے کہ بیوی بچوں کا پیٹ حرام ہی سے پالنا ہے۔ آج کل ہر برائی کی دلیل نکالی جاتی ہے حتیٰ کہ عصمت فروش عورت بھی، قتل کرنے والا شخص بھی کوئی دلیل گھڑ لیتا

ہے۔ یہاں تک کہ انسان کو گمان رہتا ہے کہ جو وہ کرتا ہے اس کی مجبوری ہے اور ٹھیک ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ تو ان کی مجبوری کو نہیں دیکھے گا۔ انسان کو اپنے حالات وسائل کے اندر خواہشات کو محدود کرنا چاہئے۔

اعمال افضل ہیں:

ارشاد فرمایا، حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ایک عورت بال کاٹتی تھی اور کہتی تھی کہ اگر بال لمبے رکھے جائیں تو جوئیں پڑ کر آپس میں زنا کرتی ہیں۔ اس لئے بال کٹواتی ہوں۔ یہ اس کی فضول بہانہ بازی تھی۔ جھوٹی دلیل بندے کو تباہ کر دیتی ہے۔ اس قسم کے دلائل شریعت کی باتوں کو رد نہیں کر سکتے۔ کہا تو یہ گیا ہے کہ ایمان سب سے بڑی دولت ہے لیکن دنیا دار سمجھتا ہے کہ دولت سب سے بڑی چیز ہے۔ آج کل مال کی جو قدر ہے وہ اعمال کی قدر نہیں ہے۔ حالانکہ حقیقت یہی ہے کہ اعمال افضل ہیں۔

عصر حاضر ملک الموت ہے تیرا جس نے
قبض کی روح تیری دے کے تجھ کو فکر معاش

کمائی کا ذریعہ:

ارشاد فرمایا، بہت کم بیویاں ایسی ہوں گی جو پوچھتی ہوں گی کہ آپ کا ذریعہ معاش حلال ہے یا حرام ہے۔ وہ بڑی قسمت والی ہوگی جو یہ پوچھتی ہوگی کہ آپ کی کمائی کا کیا ذریعہ ہے۔ پیسہ کہاں سے کما کر لا رہے ہو۔ آج کی عام عورت پیسہ چاہتی ہے صرف پیسے کو ہی سب کچھ سمجھا ہوا ہے خواہ حرام کا ہی لے کر آ جائے۔ عورت مرد کو مجبور بھی کرتی ہے اور عورت ہی مرد کو حرام کمانے سے بچا بھی سکتی ہے۔ پیسے کا کمانا ایسا ہے جیسے پتھر کو پہاڑ کی چوٹی پر لے جانا اور خرچ کرنا

ایسا ہے جیسے چونٹی سے پتھر کو لڑھکا دینا۔ غیر ضروری اشیاء کو خریدنے والے بعض اوقات ضروری اشیاء کو بھی بیچنے پر بھی مجبور ہو جاتے ہیں۔

زکوٰۃ اور سود کی مثال:

ارشاد فرمایا، بعض آدمیوں کو پیسے کی زکوٰۃ دینا بوجھ اور مصیبت نظر آتا ہے۔ حدیث کا مفہوم ہے زکوٰۃ شدہ پیسہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں آجاتا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ کی حفاظت پر ہمیں اعتماد نہیں ہے؟ زکوٰۃ میں برکت ہوتی ہے۔ زکوٰۃ دی ہوئی دولت بڑھتی ہے اور سود کا پیسہ گھٹتا ہے۔ اس کی مثال اس طرح ہے کہ بکری دو یا تین بچے دیتی ہے۔ شہروں میں سینکڑوں کی تعداد میں بکریاں ذبح ہوتی ہیں مگر پھر بھی بکریوں کے ریوڑ پھرتے نظر آتے ہیں اور سود کی مثال کتیا کے بچوں کی طرح ہے۔ کتیا دس دس بچے بھی دیتی ہے مگر ذبح نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ کو راضی رکھنے سے ہی کام میں اور مال میں برکت ہوتی ہے۔

مصروفیت کو عذر بنانا:

ارشاد فرمایا، اگر دفتر والے سے پوچھیں تو کہتا ہے کہ ترقی کے بعد نماز شروع کروں گا۔ کوئی کہتا ہے کہ ریٹائرمنٹ کے بعد نماز کی پابندی کروں گا، کچھ لوگ کہتے ہیں کہ حج کرنے کے بعد نماز کی پابندی کریں گے۔ حدیث کا مفہوم ہے آج کل آج کل کرنے والے ہلاک ہو گئے۔ ہم ان مصروفیتوں کو اپنا عذر نہ بنایا کریں۔ ہمیں ان مصیبتوں اور معذوریوں کے ساتھ ہی عبادت کرنی ہے۔ یہی ہمت کے کام ہیں۔ بڑے بڑے ائمہ نے مصیبتوں میں ہی بڑے بڑے کام کئے ہیں۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ جیل سے نکل رہا ہے، کبھی امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو کوڑے مارے جا رہے ہیں، کبھی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو

گدھے پر بٹھا کر سڑکوں پر پھرایا جا رہا ہے۔ لیکن پھر بھی ان کی عبادت و معمولات میں کوئی فرق نہ آیا۔ وہ اللہ تعالیٰ کو راضی رکھنے کی سر توڑ کوشش کرتے ہیں۔

مصروفیت کا جواز:

ارشاد فرمایا، قیامت میں ایک آدمی کو لایا جائے گا وہ کہے گا میرا کنبہ بڑا تھا اس لئے مصروف رہتا تھا۔ تو حضرت سلیمان علیہ السلام کو سامنے لایا جائے گا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے حالات بتائے جائیں گے پھر پوچھا جائے گا کہ بتا تو عبادت کے وقت کو مصروف کیوں رکھتا تھا۔ اگر دل سے مان لیا جائے تو کام آسان ہو جاتا ہے۔ دل میں اللہ کی یاد ہونی چاہئے۔

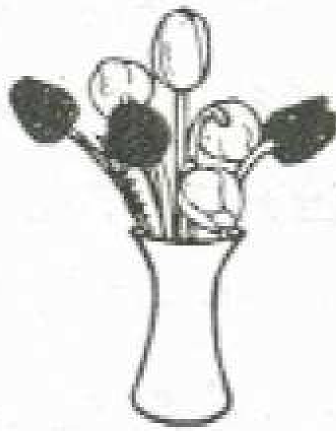
چار خوبیوں والا آدمی:

ارشاد فرمایا، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے وصیت فرمائی کہ چار خوبیوں والا آدمی میری نماز جنازہ پڑھائے گا۔ بعض کا جنازہ پڑھنے سے جنازے والے کو فائدہ ہوتا ہے اور بعض جنازے والے کی وجہ سے لوگوں کو فائدہ ہوتا ہے۔ چار شرائط یہ تھیں۔

1. پہلی بات یہ ہے کہ بلوغت کے بعد کبھی تہجد کی نماز قضا نہ ہوئی ہو۔
2. کبھی بھی کسی غیر محرم پر اس کی نظر نہ پڑی ہو۔
3. کبھی بھی عصر کی سنتیں نہ چھوڑی ہوں۔
4. کبھی بھی تکبیر اولیٰ فوت نہ ہوئی ہو۔

جب ان شرائط کو پڑھا جاتا ہے تو دل کانپ جاتا ہے۔ آج کے دور میں ایک شرط کا پایا جانا بھی بڑی بات ہے۔ یہ ساری شرائط و خوبیاں وقت کے

بادشاہ شمس الدین التمش رحمۃ اللہ علیہ میں تھیں۔ جس نے قسم کھا کر اعلان کیا کہ یہ چاروں خوبیاں مجھ میں پائی جاتی ہیں۔ انہوں نے پھر نماز جنازہ پڑھائی۔ سوچنے کی بات ہے کہ اگر بادشاہ ایسی خوبیاں لے کر دربار خداوندی میں حاضر ہوں گے تو ہمارے بہانے وہاں کیسے چل سکیں گے۔ دوستو! ان بہانوں کو ختم کرو اپنی زندگی میں سنت نبوی کو لاگو کرو تاکہ صالح انقلاب آئے۔ اگر انہی بہانے بازیوں میں موت آ گئی تو پھر آخرت میں ہمارا کیا بنے گا۔



مجلس 16

ماہ رمضان کی برکات

جنت کی سیل:

ارشاد فرمایا، قرآن پاک ضابطہ حیات ہے، منشور حیات ہے، بلکہ سچ پوچھو تو آب حیات ہے۔ 3 رمضان المبارک کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو صحیفے ملے، 6 رمضان کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تورات ملی، 12 رمضان کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل ملی، 18 رمضان کو حضرت داؤد علیہ السلام کو زبور ملی، 27 رمضان کو حضور ﷺ پر قرآن حکیم نازل ہوا۔

ارشاد فرمایا، حضور ﷺ اس رمضان کے مہینہ کے منتظر رہا کرتے تھے اور دعا کرتے تھے کہ یا اللہ! تو ہمیں رمضان تک پہنچا دینا۔ اگر رمضان میں آنکھ، دل، دماغ، زبان نہ بدلی تو پھر ہم نے رمضان سے کیا پایا۔ بعض شہروں میں سیل لگی ہوتی ہے زیادہ قیمت کی چیز کم قیمت پر مل جاتی ہے۔ جب رمضان پر نگاہ ڈالی جاتی ہے تو رمضان میں ایسے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے جنت کی سیل لگا دی گئی ہے۔ اس سیل کا اندازہ مندرجہ ذیل حدیث سے کیجئے کہ رمضان میں نفلوں کا ثواب

فرضوں کے برابر اور فرضوں کا ثواب ستر فرضوں کے برابر کر دیا جاتا ہے۔ مفہوم حدیث ہے اللہ تعالیٰ رمضان کی ہر رات میں ایک قبیلہ کی بھیڑوں اور بکریوں کے بالوں کے برابر انسانوں کی بخشش فرما دیتے ہیں۔

امت کی فکر:

ارشاد فرمایا، ایک دفعہ صحابہؓ نے آپ ﷺ کو گھر میں دیکھا، مسجد میں دیکھا، کہیں نہ ملے صحابہؓ تو مدینہ کی گلیوں میں حضور ﷺ کی خوشبو سے پہچان لیتے تھے۔ آپ ﷺ ایک باغ میں سجدہ ریز تھے اور امت کی بخشش کی دعا مانگ رہے تھے۔ نبی ﷺ کو امت کی فکر رہتی تھی۔ رمضان میں بخشش نہ ہونے والے کے لئے جبرئیل علیہ السلام نے بددعا کی اور حضور ﷺ نے اس پر آمین کہی۔ سوچیں ذرا اگر ہم نے رمضان میں بھی اپنی بخشش نہ کروائی تو ہمارا کیا بنے گا؟ اولیاء اللہ رمضان میں بار بار بخشش مانگتے تھے کہ پتہ نہیں تو نے معاف کر دیا ہے یا نہیں؟ وہ اس مہینہ میں خوب عبادت اور دعائیں کرتے تھے۔ اگر کوئی دعا مانگے اور دل کسی اور طرف ہو تو ایسے ہی ہے جیسے ہاتھ پھیلائے کسی اور آدمی کے سامنے اور منہ کر لے کسی اور کی طرف۔

توبہ کی قبولیت:

ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ نے شیطان سے کہا نکل جا تو مردود ہے۔ شیطان نے قسم کھا کر کہا، اے اللہ! اولاد آدم میں سے اکثر کو تو شکرگزار نہیں پائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم ہے کہ مرنے سے پہلے تک توبہ قبول کرتا رہوں گا۔ اگر گناہوں کی بدبو ہوتی تو ہمارے جسموں کے اندر سے اتنی بدبو آیا کرتی کہ لوگ قریب ہی نہ بیٹھ سکتے۔ اگر کسی کے گناہ ستاروں کے برابر،

درختوں کے پتوں اور ریت کے ذروں کے برابر بھی ہوں تو توبہ کرنے پر بخش دیئے جائیں گے۔

صبح توبہ ہے شام توبہ ہے
میرے لب پہ دوام توبہ ہے
باثر ہے بے اثر تو جان
میرے کرنے کا کام توبہ ہے

نیت کی خرابی:

ارشاد فرمایا، اگر تو سو دفعہ بھی توبہ توڑ دے گا اور پھر توبہ کرے گا تو وہ پھر توبہ قبول کرے گا۔ توبہ میں بنیادی کوتاہی یہ ہوتی ہے کہ ہماری نیت خراب ہوتی ہے کیونکہ سچے دل سے توبہ کرتے ہی نہیں ہیں۔ اگر پچھلے گناہوں پر ندامت ہو اور آئندہ نہ کرنے کا عزم ہو تو یہ توبہ جلدی قبول ہو جاتی ہے۔ بسا اوقات انسان احد پہاڑ کے برابر گناہ کر لیتا ہے۔ زمین چیختی ہے کہ اے اللہ! مجھے پھٹنے کی اجازت دے کہ فلاں کو اس کے گناہوں کی وجہ سے نگل جاؤں۔ مگر اللہ تعالیٰ مہلت دیتے رہتے ہیں کہ شاید باز آجائے۔ جب انسان حد سے بڑھ جاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی پکڑ آجاتی ہے۔ یہاں کسی نے مستقل نہیں رہنا۔ نہ فرعون رہا، نہ ہامان رہا، بلکہ اطباء، حکماء نہ رہے نہ افلاطون رہا، نہ شیکسپیئر رہا، نہ موتا لیزا رہی نہ ام کلثوم رہی سب کو موت نے پچھاڑ دیا۔

کیسے کیسے گھر اجاڑے موت نے
کھیل کتنوں کے بگاڑے موت نے
اک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے



دعا مانگنے کا مقصد

اللہ تعالیٰ کی رضا:

ارشاد فرمایا، ختم قرآن کا موقع اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی رحمت کا موقع ہوتا ہے۔ جو لوگ قرآن کی زبان کو سمجھتے ہیں وہ اس کی لذت اور چاشنی کو مانتے ہیں۔ ختم قرآن کے وقت عجیب انوارات نازل ہوتے ہیں جو کہ دل والوں کو محسوس بھی ہوتے ہیں۔ ارشاد فرمایا، اصل چیز ہے اللہ تعالیٰ کی رضا، جس کو یہ نصیب ہو جائے وہ بڑا خوش نصیب ہے۔ ہمیشہ اپنی دعاؤں میں اللہ کی رضا کو مانگا کریں۔ اگر اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا تو آخر کار سب راضی ہو جائیں گے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے تقویٰ اور پرہیزگاری مانگیں جو کہ تمام نیکیوں کی جڑ ہے۔ حضرت اماں عائشہ صدیقہؓ نے حضور ﷺ سے پوچھا اگر شب قدر کو پاؤں تو کیا دعا مانگوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا، اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّی یہ بہت ہی جامع دعا ہے دل سے پڑھا کریں۔

دعا مانگنے کا اصل مقصد:

ارشاد فرمایا، دعا مانگنے کا ہمارا اصل مدعا تو معافی ہے لیکن دعا سے پہلے تمہید باندھنی بھی ضروری ہے۔ جب بھی دعا مانگے پہلے حمد پڑھے، پھر درود، پھر دعا اور پھر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرے۔ جیسے کوئی نوکر ہو وہ آقا سے سوال کرتا ہے تو پہلے انعام واحسان کا تذکرہ کر کے پھر مانگتا ہے۔ کہتا ہے پہلے ہی تیرے بڑے احسان ہیں مزید عطا کر دیں تو تیری مہربانی ہوگی۔ ہم اللہ سے مزید نعمتیں تو مانگتے ہیں لیکن پہلی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرتے۔ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو گن نہیں سکتے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کی اتنی نعمتوں کا شکر ادا کرنا چاہئے۔ کسی غریب بندے کو بھی کہیں کہ 10 لاکھ لے لو آنکھیں نکالنے دو وہ بھی اس بات پر نہیں تیار ہوگا۔ یہ ہمارا جسم ہمارے پاس اللہ کی ایسی نعمت ہے کہ صرف اسی نعمت کا ساری زندگی شکر ادا کرتے رہیں تو نہیں کر سکتے۔

دعا کی لذت حاصل کرنا:

ارشاد فرمایا، جنہیں دعائے نیم شبی کی لذت مل جاتی ہے وہ بھی بڑے بخت والے لوگ ہوتے ہیں۔ دعا کی لذت کا مل جانا بڑی بات ہے۔ حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ دعا میں دل لگنا یہ بھی روحانی ترقی کی علامت ہے۔ دعا کرتے ہوئے دل کا تار اللہ سے جڑ جائے تو پھر دعا مانگنے میں اتنا سرور ملتا ہے کہ انسان اردگرد کے ماحول کو بھی فراموش کر دیتا ہے کیونکہ رب تعالیٰ کے ساتھ راز و نیاز میں اتنا ڈوب جاتا ہے۔

صبر و شکر کا واقعہ:

ارشاد فرمایا، صحابہؓ کی کیفیت سنتے ہیں تو حیران ہوتے ہیں۔ ایک صحابیؓ کے ایک تہبند نیچے اور ایک تہبند جسم کے اوپر ہوتی تھی۔ صحابہؓ نے ایک دفعہ حضورﷺ سے عرض کیا کہ فلاں صحابیؓ پتہ نہیں جلدی کیوں چلے جاتے ہیں۔ حضورﷺ نے اس صحابیؓ سے پوچھا، آپ نماز پڑھ کر جلدی کیوں چلے جاتے ہیں؟ فرمایا، میرے اور میری بیوی کے ستر کو چھپانے کے لئے صرف دو چادریں ہیں ہم نے گھر میں غار بنا لیا ہے۔ ایک اس میں چھپ کر بیٹھ جاتا ہے تو دوسرا نماز پڑھ لیتا ہے۔ عورت کو گھر جا کر یہ بات بتائی تو عورت کہنے لگی کہ تو نے اللہ کے محبوب ﷺ کے سامنے اللہ تعالیٰ کی شکایت کی ہے۔ اگر شریعت مجھے اجازت دیتی تو میں تجھے طلاق دے دیتی۔ سبحان اللہ، صحبت نبوی ﷺ کے صدقے صحابیات کے اندر بھی ایسا صبر و تحمل تھا کہ حیرت ہوتی ہے۔ اگر زندگی میں صبر و استقامت کی صلاحیت پیدا ہو جائے تو یہ ہزار کرامتوں سے بھی بہتر ہے۔ صبر اور شکر کے ساتھ زندگی گزارنا بڑی بات ہے۔

مشکل حالات سے گھبرائیں نہیں:

ارشاد فرمایا، اماں عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ ہمارے چولھے میں گھاس اگ آیا کرتی تھی۔ کتنا کتنا عرصہ گزر جاتا تھا آگ جلانے کی نوبت ہی نہیں آتی تھی۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کے حالات زندگی یوں تھے کہ انسان کو نصیحت حاصل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے لئے تنگی ترشی کو پسند کیا اس لئے امتیوں کو دل چھوٹا نہیں کرنا چاہئے۔ اماں عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ ہمارا گزارا

دو چیزوں پر ہوا کرتا تھا۔ایک پانی دوسری کھجور۔ ارشاد فرمایا، صحابہؓ ایک غزوہ میں گئے تو ہر روز ایک کھجور ملا کرتی تھی اور پھر پتے کھانے لگ گئے۔صحرا میں ایسا وقت آیا کہ پانی بھی نہیں ملتا تھا، پھر حد یہ ہوگئی کہ جانوروں کو ذبح کر کے ان کی آنتوں سے منہ کی خشکی کو دور کرتے اور اس حال میں جہاد کے لئے سفر کرتے رہے۔فرمایا کبھی ایسے مشکل حالات ہمارے لئے پیدا ہو جائیں تو ان واقعات سے سبق سیکھتے ہوئے ہمارے قدم ڈگمگانے نہیں چاہئے۔

یہ شہادت گہہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

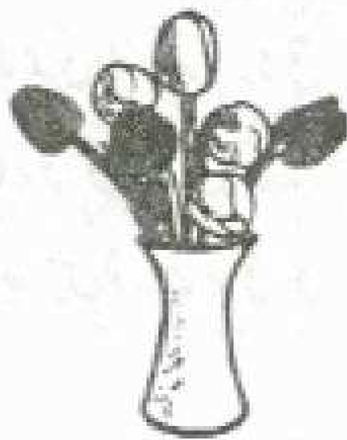
تقویٰ کی زندگی:

ارشاد فرمایا، حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سکھ گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایمان کی دولت سے نواز دیا۔ احمد علی رحمۃ اللہ علیہ سکھ کا بیٹا ہو کر تفسیر لکھتا ہے اور وارث شاہ سید ہو کر ہیر رانجھا لکھتا ہے۔مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے دیوبند میں شیخ الہند سے تعلیم پائی۔ حضرت لاہوری کے پاس کوئی آدمی آیا اور اپنی تنگدستی بیان کی۔حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، تقویٰ کی زندگی بسر کرو رزق کے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔تقویٰ اور پرہیزگاری کی زندگی سے رزق میں برکت ہو جاتی ہے اور گناہوں کی دلدل میں پھنس جائیں تو بے برکتی ہی بے برکتی ہے۔

جیتی جاگتی جنت:

ایک اور واقعہ ارشاد فرمایا، حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اپنی زندگی کا واقعہ سناتے ہوئے فرماتے ہیں، میرے سسر بڑے دانش مند تھے انہوں نے مجھے اس

وقت پہچان لیا جب احمد علی، احمد علی نہیں تھا۔ اب تو احمد علی، احمد علی ہے۔ میرے سسر کی بچی جب جوان ہوئی تو انہوں نے اس کے لئے ایک قابل اور نیک بندہ ڈھونڈنے کے لئے مدارس کا دورہ کیا اور دیوبند پہنچے۔ حضرت لاہوری کے بارے میں پتہ چلا تو ان کے حالات معلوم کیے اور استادوں کے ذریعے بات طے ہوگئی۔ نکاح کے بعد بیوی کو لے آئے، بڑی تنگدستی سے وقت گزار احتی کہ میاں بیوی کئی کئی دن پتے کھا کر گزارا کرتے تھے۔ بیوی جب میکے واپس گئی تو ماں کے پوچھنے پر کہا کہ اماں میں تو سنتی تھی کہ مر کر جنت میں جائیں گے میں تو دنیا میں ہی جیتی جاگتی جنت میں پہنچ گئی ہوں۔ اللہ تعالی نے ایسی صابرہ شاکرہ بیوی عطا کی۔ ان کے صبر کی برکت سے پھر رزق کے دروازے کھلتے چلے گئے حتی کہ پھر ایسا وقت آیا کہ سرگودھا کے کلیار خاندان کی عورتیں برکت کے لئے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے گھر جھاڑو دینے کے لئے آتیں تھیں۔



مجلس 18

دین اور دنیا کو برابر سمجھنا

خوبی اور خامی۔

حضور ﷺ نے فرمایا، دنیا کی زندگی مومن کے لئے قید خانہ اور کافر کے لئے جنت ہے۔ زندگی ادھار کا مال ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ہماری مہلت کم ہو رہی ہے۔ یہ باتیں اگر کسی کی سمجھ میں آ جائیں تو عبادت میں ایڑی چوٹی کا زور لگانا مشکل نہ رہے۔ زندگی سے دل نہ لگائیں یہ رہنے کی جگہ نہیں ہے۔ کسی نے دنیا کی زندگی کو عیش کی زندگی بنا لیا اور کوئی اخروی زندگی کی عیش ڈھونڈنے کی فکر کر رہا ہے۔ فرض کریں کسی گلاس میں آدھا پانی بھرا ہے۔ کوئی کہتا ہے الحمدللہ گلاس آدھا بھرا ہوا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ دیکھو جی، آدھا گلاس خالی ہے۔ ایک نے خوبی کو ڈھونڈا دوسرے نے خامی کو ڈھونڈا۔ اللہ والے اس انداز سے سوچتے ہیں کہ ہماری زندگی کی مہلت کم ہو رہی ہے۔

استحضار رکھنا:

ارشاد فرمایا، ایک تو ہوتا ہے کسی چیز کو جاننا اور ایک ہوتا ہے کسی چیز کا

استحضار رکھنا۔ مثلاً کیا کوئی شخص یقین سے کہہ سکتا ہے کہ مجھے شام تک موت نہیں آئے گی؟ یا کوئی یہ کہہ دے کہ میں نے موت کی تیاری کر لی ہے۔ موت کی تیاری کرنے والوں کا حال ایسا نہیں ہوتا کہ لمبی تان کر سوتے رہیں۔ وہ نیک اعمال کو مؤخر نہیں کرتے ہیں۔ دنیا کی سب چیزیں فانی ہیں جو فانی چیزوں سے دل لگائے وہی بیوقوف ہوتا ہے۔ ہم زندگی کو اس انداز سے دیکھیں کہ ہماری مہلت دن بدن گھٹ رہی ہے!

تین قسم کے دن:

ارشاد فرمایا، بزرگوں نے لکھا ہے کہ دن تین قسم کے ہوتے ہیں ایک گذشتہ کل، ایک آئندہ کل اور تیسرا آج کا دن ہے۔ آج کے دن کی قدر کرنی چاہئے۔ آج کی فکر جس نے کر لی وہ کامیاب ہو گیا اور جس نے اپنے آج کو فراموش کر دیا وہ بھٹک گیا وہ ناکام و نامراد ہو گیا۔ آج وقت ہے موقعہ ہے پکی اور پکی توبہ کر لیں۔ اس کل کے دھوکے نے کئی انسانوں کو تباہ کر دیا۔ جیسے دکان پر بیٹھ کر کہتے ہیں کہ دولت کمانی پڑتی ہے تب ملتی ہے اسی طرح نیکی بھی کمانی پڑتی ہے۔ اگر دل میں اللہ کی محبت کی آگ لگی ہو تو انسان تڑپتا رہتا ہے۔ یہی تڑپ اسے راہ راست پر رکھنے میں مدد دیتی ہے اور نیک کام کا جذبہ عروج پر پہنچ جاتا ہے۔

زندگی کی مثال:

ارشاد فرمایا، بزرگوں نے لکھا ہے کہ ایک شخص کے پیچھے شیر لگ گیا۔ وہ بھاگا اور کنویں میں چھلانگ لگانا چاہی۔ دیکھا تو ایک ناگ کنویں میں تیر رہا ہے۔ وہ آدمی کنویں کی گھاس پکڑ کر لٹک گیا۔ اس نے دیکھا کہ دو سفید اور سیاہ چوہے ہیں جو اس گھاس کو کاٹ رہے ہیں۔ پھر کیا دیکھتا ہے کہ شہد کا ایک چھتہ ہے جس پر

باس نقیر
سے مکھیاں اڑ چکی ہیں اور چھتہ خالی ہو گیا ہے۔ یہ آدمی سب چیزوں کو بھول کر شہد کھانے میں مشغول ہو گیا۔ بزرگوں نے یہ مثال ہماری زندگی کے لئے دی ہے۔ ملک الموت شیر کی طرح ہے قبر کنواں ہے۔ گھاس زندگی ہے اور لذات دنیا شہد کی طرح ہیں اور دن رات چوہے ہیں جو زندگی کو کاٹ رہے ہیں۔

عقلمند انسان:

ارشاد فرمایا، ایک ہے پھنس جانا اور ایک ہے دھنس جانا، دھنس جانے کا مطلب ہے کہ وہ بغیر کسی سہارے کے نکل نہیں سکتا اس لئے کسی باخدا آدمی کے سہارے کی ضرورت ہے۔ جو ہمارے نکلنے سے پہلے ہمیں ان مصروفیات سے نکالے۔ فرمایا زندگی کی قدر موت سے پہلے کر لینا ہی عقلمندی ہے۔ یہ چار دن کی چاندنی ہے۔ جوانی کے ان دنوں کی قدر کر لیں۔ جو جوان عبادت میں مستغرق رہتا ہو قیامت میں وہ اللہ تعالیٰ کے سائے میں رہے گا۔ بڑھاپے میں دل تو بعض اوقات ساتھ دیتا ہے مگر جسم ساتھ نہیں دیتا۔ جوانی میں سوچتے ہیں کہ ابھی تو لذت حاصل کرنے کے دن ہیں بڑھاپے میں عبادت کر لیں گے اور جب جوانی کے دن گزر جاتے ہیں تو بڑھاپا انسان کو کمزور اور لاغر کر دیتا ہے۔ پھر انسان چاہتا ہے کہ کوئی نیک کام کرے مگر ہمت نہیں ہوتی۔

دین دنیا برابر:

ارشاد فرمایا، ایک آدمی حکیم کے پاس گیا کہا، روٹی ہضم نہیں ہوتی۔ حکیم نے کہا بڑھاپا ہے۔ کہا کہ تھک جاتا ہوں، حکیم نے کہا، بڑھاپا ہے۔ تو وہ بوڑھا ناراض ہو گیا۔ حکیم صاحب نے کہا، معاف کرنا یہ بھی بڑھاپے کا نتیجہ ہے۔ بوڑھے بھی جوانی کے گناہوں سے معافی مانگ سکتے ہیں۔ اگر بڑھاپے میں بھی

غفلت سے جان نہ چھوٹے تو بڑھاپے میں بھی معافی مانگنا مشکل ہو جاتا ہے۔ دین و دنیا کو برابر رکھنا ہو تو جتنا وقت دنیا کو دیتے ہیں اتنا دین کو بھی دیں۔ جتنے بچے انگریزی سکولوں میں بھیجتے ہیں اتنے دینی مدارس میں بھی بھیجیں۔ چھ بچے ہیں تو تین دنیا کے لئے اور تین دین کے لئے وقف کریں۔ سارا وقت تو دنیا کے لئے خرچ کرتے ہیں اور نعرہ لگاتے ہیں کہ دین دنیا برابر ہیں۔

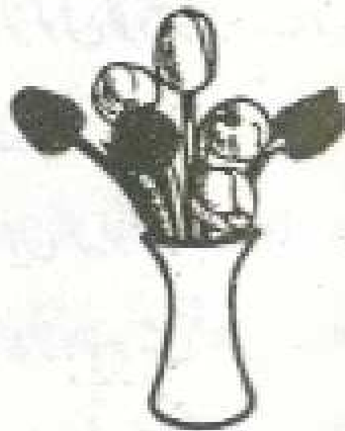
ساری زندگی ضائع کردی:

ایک اور واقعہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا، کچھ بچے ایک جزیرہ میں رہتے تھے۔ دوسرے جزیرہ میں سکول جایا کرتے تھے۔ ایک دن کشتی میں سوار ہو کر جا رہے تھے بوڑھے ملاح سے سوال کرنے شروع کر دیئے۔ ایک بچہ پوچھنے لگا، مسئلہ فیثا غورث کیا ہے؟ بوڑھے نے کہا، نہیں آتا۔ دوسرے نے پوچھا، کیمسٹری آتی ہے؟ کہا، نہیں آتی اور خاموش ہو گیا۔ تیسرے نے کہا، ہمارے جزائر خط استوا کے کس طرف ہیں۔ بچے بوڑھے کے جواب پر ہر دفعہ کہتے بوڑھے! تم نے تو آدھی زندگی ضائع کر دی۔ کچھ دیر بعد سمندر میں طوفان آ گیا۔ ملاح نے کہا، کیا تمہیں تیرنا آتا ہے؟ انہوں نے کہا، نہیں آتا۔ ملاح نے کہا، پھر تو تم نے ساری زندگی ضائع کر دی۔ اسی طرح سب لوگوں کو آخرت میں پتہ چلے گا کہ کیا کچھ ضائع کر دیا۔ کتنا وقت کسے دینا چاہئے تھا وہ زندگی میں کیا کرتے رہے۔

شیخ سے محبت وعقیدت:

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ ان کی خود اپنی پرواز اتنی تیز تھی کہ اپنے شیخ و مرشد کو ایک مقام پر رکا ہوا دیکھا ترقی نہیں ہو رہی

تھی تو شیخ سے عرض کیا۔ شیخ نے ان سے توجہ کرنے کے لئے کہا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیخ کو توجہ دی جس سے ان کو ترقی نصیب ہوئی۔ 6-5 دن تک توجہ دیتے رہے۔ لیکن اس کے باوجود اپنے شیخ سے محبت وعقیدت اور ادب واحترام میں کوئی فرق نہ پڑا۔ جو واقعی حقیقت میں مخلص ہوتے ہیں وہ ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں۔ خود بے شک اعلیٰ مدارج تک پہنچ جائیں مگر مشائخ کی قدر ومنزلت میں کمی نہیں آنے دیتے۔





دولت اور ہوس

دنیا دار طبقہ:

ارشاد فرمایا، اگر کوئی بازار میں ایمانداری سے کاروبار کر رہا ہے تو وہ عبادت کر رہا ہے۔ کتنے لوگ ہیں جو مصلیٰ پر بیٹھے دنیا دار ہیں۔ یعنی دل میں طلب دنیا ہے اور طلب حق نہیں ہے محض لوگوں کو دھوکا دے رہے ہیں۔ بقول امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کتنے لوگ ایسے ہیں جو غلاف کعبہ کو پکڑے ہوئے روتے ہیں اور غلاف کعبہ کو پکڑ کر یہی چاہتے ہیں کہ لوگ مجھے عبادت کرتے ہوئے دیکھیں؛ دنیا دار طبقہ ہے۔ انسان دنیا کے کاروبار میں مصروف تو رہے لیکن اس کا دل اللہ کی یاد سے غافل نہیں ہونا چاہئے دل ذاکر رہے اور ہاتھ کام کاج کرتے رہیں۔

مال و دولت کی ہوس:

ارشاد فرمایا، کتنے اولیاء اللہ ایسے گزرے ہیں جن کو مال و دولت دیا گیا لیکن اللہ تعالیٰ کی خاطر دل میں مال و دولت کی ہوس نہ رکھی بلکہ اللہ رب العزت

کی پسندیدہ زندگی گزاری اور کتنے ہی غریب لوگ ایسے ہوں گے کہ ان کا حشر
قارون کے ساتھ ہوگا کیونکہ ان کے دلوں میں مال و دولت کی ہوس ہوگی۔ دیکھنا
تو یہ ہے کہ مال و دولت دل میں ہے یا جیب میں ہے۔ مال و دولت کی حقیقت ہی
کیا ہے یہ تو چار دن کی چاندنی ہے، یہ تو ادھار کا مال ہے جو واپس لے لیا جائے
گا۔ ہمیں مال و دولت پر تکبر و غرور نہیں کرنا چاہیے۔ مال و دولت کسی کا نہیں بنتا
یہ ہاتھوں کی میل ہے بہت جلد زوال پذیر ہو جائے گا۔

متکبر بادشاہ کا واقعہ:

ارشاد فرمایا، کہ ایک متکبر بادشاہ تھا جس کے پاس خزانے بہت سارے تھے
اور اس دولت کے نشے نے اس کے دماغ کو خراب کر دیا تھا۔ بیمار ہوا، پیٹ میں
ریح پیدا ہوئی، خارج نہ ہوتی تھی۔ ریح شدت اختیار کر گئی تو اطباء کو بلایا۔ اطبا
کی دوائیوں کا مطلق اثر نہ ہوا، بچوں کی طرح دھاڑیں مار مار کر رو رہا تھا۔
اطباء کی منتیں کرتا رہا لیکن کوئی دوا کارگر نہ ہوئی۔ ادھر سے ایک اللہ والے کا
گزر ہوا۔ بادشاہ کی بابت پتہ چلا کہ ریح کا اخراج نہیں ہو رہا۔ تکلیف برداشت
سے باہر ہو رہی ہے اور بادشاہ منت سماجت کر رہا ہے۔ یہ اللہ والے فرمانے
لگے، میرے پاس ایک دوا ہے جس سے تکلیف دور ہو جائے گی لیکن یہ تخت و تاج
اس کی قیمت ہوگی۔ بادشاہ نے کہا، تخت و تاج دے دوں گا لیکن میری تکلیف
دور ہو جائے۔ بزرگ نے پانی پر دم کر کے پلایا ریح خارج ہو گئی۔ اگر ایک
جنرل کے حکم میں اتنا اثر ہے کہ فوجیں حرکت میں آ جاتی ہیں تو کلام الٰہی میں کیا
اثر ہوگا۔ کلام الٰہی کی یہ تاثیر تھی کہ تکلیف دور ہو گئی۔ بادشاہ نے تخت و تاج
بزرگ کو دینا چاہا تو انہوں نے فرمایا، میں ایسے تخت و تاج کو کیسے قبول کروں جس

کی قیمت گندی ریح کا خارج ہونا ہے۔ فرمایا، بس ایک بات یاد رکھنا کہ آئندہ حکومت بہت ایمانداری سے کرنا۔

ایمان سے غفلت:

ارشاد فرمایا، اگر نماز کے لئے کسی کو کہا جائے تو کہتے ہیں بالکل فرصت نہیں ہے۔ ایمان کو بھی تو بچانا ہے یہ کہاں لکھا ہے کہ کسب حلال کی خاطر ایمان ہی سے غفلت اختیار کرلی جائے۔ اگر حلال فرض ہے تو ایمان کو بچانا اس سے بھی زیادہ فرض ہے۔ ایمان پر تمام چیزوں کا دارومدار ہے اگر اس ایمان میں خلل آگیا تو سارے اعمال کا بیڑہ غرق ہو جائے گا۔

مسلمانی کے تقاضے:

ارشاد فرمایا، ایک دکان دار دوسری دکان لینے کے لئے دعا کرتا ہے، پوچھا جائے کہ دوسری دکان کیسے چلے گی آپ کو تو فرصت نہیں ہے۔ کہتا ہے کہ وقت نکال لیں گے۔ اگر دکان کے لئے فرصت نکل سکتی ہے تو ایمان کے لئے کیوں فرصت نہیں نکلتی۔ اصل وجہ یہ ہے کہ ایمان کی اہمیت دلوں میں نہیں ہے۔ بہت سے لوگوں کو پتہ ہی نہیں کہ ایمان کے ارکان کیا ہیں؟ غسل کے فرائض کیا ہیں؟ بس نام کے مسلمان ہیں اور مسلمانی کے تقاضوں سے شدید غفلت کا شکار ہیں۔ بعض دوست معمولی معمولی بہانہ سے اپنے اوراد و وظائف چھوڑ دیتے ہیں۔ دنیا میں رہتے ہوئے ایسی گھڑی کبھی نہیں آئے گی کہ کوئی پریشانی نہ ہو، انہی پریشانیوں اور مشکلات میں رہ کر اوراد و وظائف کرنا ہیں۔

عبادت کا شغل:

ارشاد فرمایا، ہم امید تو بڑی آگے تک رکھتے ہیں مگر عمل کی کوشش نہیں

کرتے۔ توقع جنت کی فضا کی رکھتے ہیں اور ذرا سی پریشانی آجائے تو گھبرا جاتے ہیں۔ دنیا میں کوئی نہ کوئی غم و پریشانی رہا ہی کرتی ہے۔ ان تفکرات کے ساتھ عبادت کرنے کی عادت بنالیں۔ جیسے کوئی شوگر کا مریض احتیاط کے ساتھ زندگی گزار لیتا ہے اسی طرح ہم سمجھیں کوئی نہ کوئی فکر تو رہنی ہے۔ پھر وقت کیوں ضائع کریں۔ ہر فکر کے ساتھ عبادت کا شغل جاری رکھیں بچپن میں جوانی میں شادی کے بعد ہر دور کی جدا پریشانی ہوتی ہے اور عبادت کرنے والے ان سب حالات میں عبادت کرتے ہیں۔

پریشانی کے ساتھ عبادت:

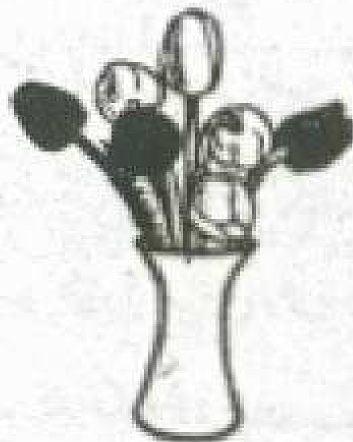
ارشاد فرمایا، ہم زندگی کی تمام فکروں اور پریشانیوں کو زندگی کا حصہ سمجھتے ہوئے خوب محنت کیا کریں۔ ہم نے انہی حالات کے ساتھ رہ کر اللہ کی عبادت کرنی ہے۔ ورنہ یہ کہنا پڑے گا اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔ ایک واقعہ ارشاد فرمایا، میرے ایک دوست کے رشتہ دار 90 سال کی عمر کے ہیں بھنویں بھی سفید ہیں اور اس سے عاجزی سے عرض کیا کہ پابندی سے نماز پڑھا کریں۔ بوڑھے میاں نے کہا، ذرا گھٹنے میں درد ہے یہ ختم ہو جائے پھر پڑھوں گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی غفلت سے بچائے ہمیں ان پریشانیوں کے ساتھ عبادت کرنا ہے اور اللہ کو راضی کرنا ہے۔ غفلت کی زندگی سے توبہ کریں اور رب کو راضی کرنے کا پکا ارادہ کرلیں یہی موقع ہے۔ الحمدللہ۔

ارشاد فرمایا، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے جہاز تجارت کے لئے آیا جایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایک دوست نے آکر خبر دی کہ آپ کا جہاز غرق ہو گیا۔ آپ نے کہا کہ الحمدللہ اور خاموش ہو گئے۔ پھر ایک اور دوست

آئے اور کہا کہ ابھی ابھی خبر آئی ہے کہ وہ جہاز صحیح وسلامت پہنچ گیا۔ پھر الحمد للہ کہا۔ قریب بیٹھنے والے نے وجہ پوچھی۔ فرمایا، ڈوبنے کی اطلاع پر دل کی کیفیت دیکھی دل مطمئن تھا اس پر الحمد للہ کہا دوسری خبر آنے پر دل کی کیفیت دیکھی کہ کوئی خوشی تو نہیں ہوئی اس کیفیت پر الحمد للہ کہا۔ اس طرح دل سے دنیا کی محبت نکل گئی تھی۔

محبت کرنے والا دل:

ارشاد فرمایا، ہم تو سونے کی سل مانگتے ہیں کاش کہ ہم اللہ تعالیٰ سے محبت کرنیوالا دل مانگ لیا کریں۔ اگر اللہ کو مانگ لیں گے تو بس کام آسان ہو جائیں گے۔ آج یہ حالت ہوگئی ہے کہ تجارت والا، دفتر والا، حتیٰ کے بغیر کام والا بھی بہانہ کرتا ہے اور خود مطمئن ہو جاتا ہے کہ واقعی میں معذور ہوں لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ بہانے بازی نہیں چلے گی وہ تو پوچھے گا کہ میرے حکموں کو سیکھا کیوں نہیں تھا اور عمل کیوں نہیں کیا تھا۔ اس وقت ندامت، خاموشی اور پچھتاوا ہوگا۔





اللہ کی رحمت

طلب کی مثال:

ارشاد فرمایا، دعا مانگنے میں چند باتوں کا خیال رکھیں ۔ پہلے حمد و ثنا درود شریف پڑھ کر دل کے یقین سے مانگیں پھر آخر میں درود ہو ۔ یقین ایک قلعہ ہے جو اس میں داخل ہو جاتا ہے وہ محفوظ ہو جاتا ہے ۔

یقیں محکم عمل پیہم محبت فاتح عالم
جہاد زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

ارشاد فرمایا، کوئی لچھے دار تقریروں کی ضرورت نہیں ہے اگر مجمع میں طلب ہو تو عجیب عجیب باتیں اللہ تعالیٰ خود ہی زبان سے نکلوا دیتا ہے ۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مثال اس طرح بیان فرمائی کہ دودھ تو ماں کی چھاتی میں ہوتا ہے لیکن بچے کے رونے سے وہ جوش مارتا ہے اور ماں پلانے کے لئے دوڑتی ہے ۔

اللہ کی رحمت:

ارشاد فرمایا، سائل بن کر بیٹھو جس طرح ایک روپے کا سوالی سراپا سوال بن جاتا ہے اسی طرح ہمیں اللہ سے مانگنا ہے۔ دعا بھی عبادت ہے جس کا دل دعا مانگنے میں لگا رہا یہ بڑی خوش قسمتی کی بات ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ اگر کوئی ہزار سال گناہوں میں ایڑی چوٹی کا زور لگائے تو اللہ کی رحمت اس سے بھی بڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ لامحدود ہے اس کی رحمت بھی لامحدود ہے۔ انسان خواہ کتنے ہی گناہ کر جائے پھر بھی وہ گناہ محدود ہیں، اس لئے لامحدود رحمت کے ساتھ محدود گناہوں کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ حتیٰ کہ رحمٰن نے رحمت کرنے کی قسمیں کھائی ہیں۔

جب گنہگاروں نے رو کے یا غفور کہا
برس پڑا ہے کرم کا سحاب کیا کہنا

اللہ تعالیٰ کی پہچان:

ارشاد فرمایا، ایک نوجوان انڈیا سے ہجرت کر کے آیا اور مکان بنانا چاہا اور اس کے رشتہ دار بچھڑ گئے تھے۔ ایک دن ایک بوڑھا آیا اور مزدوری کے لئے منتیں کرنے لگا اور ہاتھ جوڑنے لگا اور کہتا تھا میرے سفید بالوں کی لاج رکھ لے، مجھے مزدوری پر رکھ لے اس نوجوان کو احساس پیدا ہوا۔ اس کو رکھ لیا اور وہ بڑھاپے کی وجہ سے پورا کام نہ کر سکتا اور اسے باتیں گالیاں اور ڈانٹیں سننا پڑتیں۔ کچھ دن تو بڑے تنگ ہو کر اور دکھی ہو کر گزارے لیکن اس نوجوان کی یہ عادت بن گئی کہ وہ اسے ذلیل کرتا۔ ایک دن بوڑھے نے کہا کہ میرے بھی رشتے دار انڈیا میں تھے وہ آتے ہوئے ادھر ادھر ہو گئے اور پورے حالات

پہچان کر دیئے۔ اس سے پتہ چلا کہ بوڑھا اس نوجوان کا رشتہ دار ہے، نوجوان کو یہ جان کر بڑی شرمندگی ہوئی، معافی مانگی اور اسے اپنی کوٹھی میں لے گیا اور ہر طرح عزت افزائی کی۔ معلوم ہوا کہ پہچان نہ تھی تو بے قدری کرتا تھا پہچان ہوئی تو قدر کرنے لگا۔ ہمیں بھی جب اللہ کی پہچان نصیب ہوئی تو ہم اس کی قدر کرنے لگیں گے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے تعلق بنا کر اور دل کے تار کو جوڑ کر دعا کریں کیونکہ ایسی دعا کی تاثیر ہی اور ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مضبوط تعلق ہوگا تو اللہ تعالیٰ ہمیں ضائع نہیں کرے گا۔ ہماری دعاؤں کو رد نہیں فرمائے گا۔

؎ دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے





دعا کے اوقات و مقامات

دعا کی قبولیت:

ارشاد فرمایا، کچھ مقامات ہیں جہاں دعا قبول ہوتی ہے، کچھ اوقات ہیں جن میں دعائیں قبول ہوتی ہیں اور کچھ اشخاص ایسے ہوتے ہیں جن کی موجودگی میں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

(1) مقامات:

محدثین کرام نے لکھا ہے کہ مطاف کے اندر 17 مقامات ایسے ہیں جن پر دعا قبول ہوتی ہے، ملتزم وہ جگہ ہے جو حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان ہے۔ حضور ﷺ اس مقام پر آ کر دعا فرماتے تھے اور اس سے لپٹ جایا کرتے تھے۔ محدثین کرام نے یہ حدیث بھی بیان فرمائی اور اپنی قبولیت دعا کا تجربہ بھی لکھا ہے۔ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ یہ حدیث اور یہ تجربہ تواتر کے ساتھ ہم تک پہنچا ہے۔ حضور ﷺ نے حاجیوں کے لئے ایک عجیب دعا فرمائی، یا

اللہ! تو حاجی کی بھی مغفرت فرما اور جس کے لئے حاجی مغفرت کی دعا کرے تو اس کی بھی مغفرت فرما۔

اوقات:

ارشاد فرمایا، حاجی کی پہلی نظر جو بیت اللہ شریف پر پڑے اس وقت جو بھی دعا مانگے وہ قبول ہوتی ہے۔

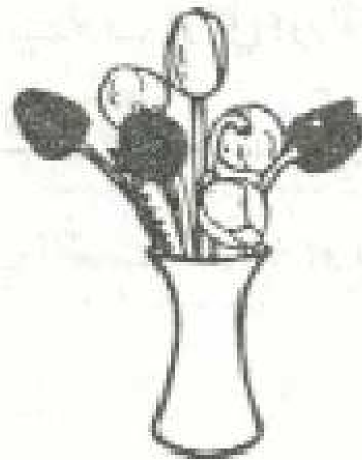
اشخاص:

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جو کوئی قرآن پاک رات کے وقت میں ختم کرے تو پوری رات فرشتے اس کی مغفرت کی دعائیں کرتے رہتے ہیں۔ اور اگر دن میں ختم کرے تو دن کے وقت مغفرت کی دعا کرتے رہتے ہیں۔ دعا دل کا عمل ہے، زبان کا عمل نہیں۔ ماں باپ کی دعائیں اثر رکھتی ہیں خواہ گنہگار ہوں اور ایسے قبول ہوتی ہیں جیسے اولیاء اللہ کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ کسی بزرگ کی والدہ فوت ہوئیں تو ندا آئی جس کی دعائیں تیری حفاظت کرتی تھیں وہ ہستی اٹھ گئی ہے اب سنبھل کے رہنا۔ ایسے لوگ جو نیکی اور تقویٰ کی زندگی بسر کرتے ہیں اور اخلاص سے اللہ کو راضی رکھنے کی کوشش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں کو قبول فرماتے ہیں۔ جس کا تعلق اللہ سے مضبوط ہو جائے اس کی دعا کا اثر بھی زیادہ ہوتا ہے۔

دعائیں لینے کی کوشش:

ارشاد فرمایا، آج دنیا کے جس انسان سے پوچھو وہی پریشان ہے جس سے بھی بات کریں، کچھ پوچھیں ایسے لگتا ہے جیسے ساری دنیا کی پریشانیاں اسے ہی

لگ گئی ہیں۔ اللہ کی نافرمانیاں کر کے اور اس کو ناراض کر کے ہم کبھی بھی خوش نہیں رہ سکتے چاہے دنیا کے خزانوں کے مالک ہی کیوں نہ بن جائیں۔ غفلت سے دعائیں کرتے ہیں جو حلق سے اوپر اوپر نکلتی ہیں دل سے نہیں نکلتیں۔ جو نوجوان کوشش کرے بڑوں کی دعائیں لے تو کامیابی اس کے قدم چومے گی، زندگی کی گاڑی کوشش اور دعا کے ذریعہ کامیابی سے چلتی ہے۔ ہمیں دعائیں لینے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے۔ آج کا نوجوان اپنے باپ سے یوں نفرت کرتا ہے جیسے پاپ (گناہ) سے نفرت کی جاتی ہے۔ ماں باپ کی دعاؤں کا یقین نہیں ہے اگر ماں باپ کی دعاؤں کی قبولیت کا یقین ہو تو برا سلوک نہ کریں۔





معمولات کی پابندی

اللہ تعالیٰ کی عادت اور قدرت:

ارشاد فرمایا، ایک اللہ تعالیٰ کی عادت ہے اور ایک قدرت ہے۔ قدرت یہ ہے کہ آدم علیہ السلام کو بغیر ماں باپ کے پیدا کر دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا کر دیا۔ عمومی طریقہ یہ ہے کہ کارخانہ قدرت عادت اللہ کے مطابق چلتا ہے۔ عام زندگی میں بھی کبھی قدرت کا مظاہرہ ہوتا ہے اور اکثر عادت اللہ کے مطابق کارخانہ قدرت چلتا ہے۔ جوع البقر ایک ایسی بیماری ہے جس میں کھانا کھانے سے پیٹ نہیں بھرتا۔ عام قاعدہ یہی ہے کہ کھانے پینے سے بھوک پیاس بجھ جاتی ہے لیکن اگر اللہ تعالیٰ اثر اٹھالے تو پھر یہ چیزیں کچھ نہیں کر سکتیں۔ اللہ تعالیٰ باکمال ہے قدرتوں والا ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے ہمیں اس کی شان بے نیازی سے ڈرنا چاہئے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ نبوت:

ارشاد فرمایا، مدین سے واپسی پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ ہم

کلام ہوتے ہیں۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو آگ نظر آتی ہے۔ اہلیہ سے فرماتے ہیں کہ میں آگ لاتا ہوں یا کوئی اور خبر لے کر آتا ہوں اور وہاں نبوت سے سرفراز فرمائے جاتے ہیں اور ایک سبق بھی دیا گیا جو قابل توجہ ہے۔ پوچھا گیا آپ کے ہاتھ میں کیا ہے؟ کہا، یہ عصا ہے۔ اس سے بکریوں پر پتے وغیرہ جھاڑتا ہوں، عصا پھینکنے کا حکم ہوا وہ اژدھا بن گیا۔ فرمایا، ڈریں نہیں اس کو اٹھا لیں۔ یہاں سے سبق یہ دینا مقصود تھا کہ ان اشیاء میں نفع ونقصان ذاتی نہیں ہے۔ جب ہم چیزوں میں نفع ونقصان رکھ دیتے ہیں تب نفع نقصان ہوتا ہے۔

فاعل حقیقی:

ارشاد فرمایا، ہمارے سلسلے کے پہلے سبق پر جو کیفیات ہوتی ہیں اس میں یقین حاصل ہو جاتا ہے کہ فاعل حقیقی اللہ تعالیٰ ہے۔ سالک کسی عہدے میں اشیاء میں کامیابی نہیں جانتا بلکہ حقیقی کامیابی اللہ تعالیٰ کی طرف سے جانتا ہے۔ پہلا سبق صحیح طور پر کر لینے سے اسباب پر نظر نہیں رہتی بلکہ مسبب الاسباب پر ہو جاتی ہے۔ ایسے شخص کو رشوت کا مال لینے میں مزہ نہیں آئے گا بلکہ فجر میں قرآن کی تلاوت سے حقیقی مزہ آئے گا۔ معمولات کی پابندی سے کیفیات کو دوام رہتا ہے اگر رابطہ شیخ سے انہیں تازہ کرواتا رہے گا تو کام جلدی بن جائے گا۔ معمولات کی پابندی کرنا اس سلسلہ کے فرائض و واجبات میں سے ہے مخلوق سے تعلقات سے یہ کیفیات سرد ہو جاتی ہیں انہیں تخلیہ کے ذریعے تازہ کرتا رہے۔

تخلیہ ضروری ہے:

ارشاد فرمایا، حضرت زکریا علیہ السلام باہر سے حضرت مریم علیہا السلام کے پاس آئے اور پوچھا یہ پھل کہاں سے آئے ہیں؟ حالانکہ پیغمبر جانتے ہیں کہ اللہ

تعالیٰ ایسا کر سکتے ہیں لیکن چونکہ حضرت زکریا علیہ السلام نے دعوت کے کام میں وقت گزارا تھا اس لئے ان پر اسباب غالب تھے ۔ حضرت مریم علیہا السلام نے تخلیہ کی وجہ سے فرمایا، یہ پھل تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے ہیں۔ تخلیہ میں تھیں تو یہ جواب دیا اور اس کے بعد جب تخلیہ میں نہ تھیں تو حضرت جبرائیل علیہ السلام کے بشارت دینے پر کہتی ہیں کہ مجھے اولاد کیسے ہوگی ؟ مجھے تو کسی بشر نے چھوا نہیں ہے۔ اس لئے اپنے وقت کا کچھ حصہ تخلیہ میں گزارنا بہت ضروری ہے، اگر نہ گزارے تو لطائف ٹھنڈے ہو جاتے ہیں، کیفیات ختم ہو جاتی ہیں۔

کیفیات کی مثال:

ارشاد فرمایا، سالک کامل وہ ہے جو اپنے معمولات پر کھانے سے بھی زیادہ پابند ہے۔ جن کو کیفیات میسر ہیں اور جن کو نہیں ہیں ان کی مثال یوں ہے کہ جیسے کراچی جانے کے لئے کچھ لوگوں کو ریل گاڑی کے ایک ڈبے میں بند کر دیا جائے اور دوسرے ڈبے والوں کے شیشے کھول دیئے جائیں، اپنی اپنی منزل پر پہنچیں گے تو دونوں ہی لیکن باہر کے نظارے کچھ لوگ دیکھ سکیں گے اور کچھ کو نظر نہیں آئیں گے۔

بزرگوں نے کہا طالب الکیفیات طالب المولیٰ نیست (کیفیات کا طالب مولا کا طالب نہیں ہے) ہمیشہ رضائے الٰہی اور محبت الٰہی کی دعا اور کوشش کرے کیفیات کے پیچھے نہ پڑے ۔ ہمیں عبداللطیف بننا چاہئے عبدالطف نہیں بننا چاہئے۔

کشف بصری:

حضرت عثمانؓ نے فرمایا بعض لوگ ہماری مجلس میں اس حالت میں چلے آتے

ہیں کہ ان کی آنکھوں سے زنا ٹپک رہا ہوتا ہے، یہ کشف بصری تھا۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک آدمی کے نہانے کے پانی کو دیکھا اس میں زنا کے اثرات دیکھ لئے۔ اسے بلوایا اور پوچھا تو اس نے اعتراف کیا اور پکی پکی توبہ کی۔ ارشاد فرمایا، ساتھ قفل کے اندر بھی عبادت کرو تو اللہ تعالیٰ چہرے کے نور سے عبادت کو ظاہر کر دے گا۔ جو معمولات کی پابندی کرتا ہے اور پھر بیٹھ کر محفل میں باتیں کرتا ہے اور دکھاوا کرتا ہے تو اس کے اثرات نکل جاتے ہیں۔ اس کی خود خبر دینے کی کیا ضرورت ہے؟ اللہ تعالیٰ تو خود ہی خبر کر دیا کرتا ہے۔

نورانی چہرے:

حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت قریشی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت صدیقی رحمۃ اللہ علیہ گاڑی میں جایا کرتے تھے لوگ اسٹیشنوں پر دیکھنے لگ جایا کرتے تھے کیونکہ چہرے نورانی تھے۔ وہ تو اسٹیشن سے بھی واقف نہیں ہوا کرتے تھے۔ عبادت و معمولات کی کثرت کی وجہ سے چہرہ سے ایسے نور جھلکتا تھا کہ لوگ دور سے دیکھتے تو دیکھتے ہی رہ جاتے اور آج یہ حالت ہے کہ پوچھا جائے کہ معمولات کیسے ہیں، مراقبہ کیسا ہے کہتے ہیں کہ جی ہم سے تو دو منٹ بھی نہیں بیٹھا جاتا۔ معمولات کی کمی محبت الٰہی کی کمی کی وجہ سے ہے۔

اللہ ہمیں کافی ہے:

اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبۡدَہٗ کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں ہے۔ ارشاد فرمایا، اس آیت پر غور کریں کتنی عجیب آیت ہے۔ بے شک اللہ رب العزت کی ذات بھی ایسی ذات ہے جو کافی ہے اس کے آگے کسی وسیلے یا سہارے کی ضرورت نہیں رہتی۔ اس آیت میں ہمارے لئے ترغیب ہے کہ ہم

اللہ تعالیٰ کو اپنے لئے کافی سمجھیں۔ اللہ کو ہی اپنا معبود جانیں۔ حَسْبِیَ اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ۔ (اللہ مجھے کافی ہے اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں) اللہ کو ہی اپنا سب کچھ مان لیا تو دنیا کے بنائے ہوئے بت دل سے خود بخود نکل جائیں گے۔

70 رحمتوں کا نزول:

ارشاد فرمایا، جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے خوش ہوتے ہیں تو 70 رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ ایک دنیا کے کاموں کے لئے کافی ہو جاتی ہے اور 69 آخرت کے لئے ہوتی ہیں۔ مفہوم حدیث ہے تم دن کے شروع میں مجھے یاد کر لیا کرو میں تمہیں سارے دن کے لئے کافی ہوں گا۔ ارشاد فرمایا، اگر غلط طریقے سے 30 ہزار بھی کما کر لے آئیں تو ضرورتیں پوری نہیں ہوتیں کیونکہ ان سے برکت اٹھالی جاتی ہے۔ ایمان دار آدمی کو تمام چیزیں اور مال و دولت بھی مل جائے مگر وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کر دے گا۔ وہ ان چیزوں کو لات مار دے گا مگر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرے گا۔ دولت کے نشے میں اللہ کو نہیں بھولے گا۔

دل میں حرارت پیدا کرنا:

حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے تصوف کے متعلق پوچھا گیا فرمایا کہ جو اجمالی معاملہ ہے وہ تفصیلی ہو جاتا ہے۔ جو ظنی ہے وہ کشفی ہو جاتا ہے۔ ذکر و مراقبہ کرنے سے تعلق و محبت کی کیفیات کھلتی ہیں۔ ذکر و مراقبہ سے حقائق اشیاء کا پتہ چل جاتا ہے۔ قلب پر اردگرد کے ماحول اور دوسروں سے تعلقات کی گرد پڑ جاتی ہے۔ ذکر و مراقبہ کرنے سے یہ گرد صاف ہو جاتی ہے اور دل میں حرارت پیدا ہو جاتی ہے۔ سلسلے کے ایک بزرگ سے کسی نے پوچھا

دل میں حرارت کیسے پیدا ہوتی ہے؟ فرمایا، ہاتھ کو ہاتھ پر ملو کیا کچھ حرارت پیدا ہوئی؟ کہا، پیدا ہوئی ہے۔ فرمایا، اگر ہم دل پر اللہ کے نام کو رگڑیں تو حرارت پیدا نہیں ہوگی۔ ضرور ہوگی۔ دل سے اللہ کا نام لے کر تو دیکھیں معمولات اور مراقبہ کی پابندی کریں تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ دل میں حرارت پیدا نہ ہو۔

ذکر مراقبے کے اثرات:

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ڈاکٹر کتنے یقین سے کہتا ہے کہ فلاں دوائی کا یہ اثر ہے اور فلاں دوائی کا یہ اثر ہے۔ اس سے کہیں زیادہ ہمیں ذکر و مراقبے کے اثرات کا یقین ہے۔ یہ بھی ہمارے لئے روحانی بیماریوں کی دوائی ہے۔ ذکر و مراقبہ صرف ہم ہی نہیں کرتے شروع سے لوگ یہ کرتے آ رہے ہیں۔ کروڑوں انسان ان معمولات سے مستفید ہو چکے ہیں۔ کتنا بڑا اسپیشلسٹ ہو اگر اس کے نسخہ کے ساتھ پرہیز نہ ہو تو اتنا بڑا نسخہ بھی فائدہ نہیں دے گا۔ اسی طرح ذکر و مراقبہ کے ساتھ ساتھ گناہوں سے پرہیز بھی ضروری ہے ورنہ نتائج حاصل نہیں ہوتے جو کہ حاصل ہونے چاہئیں۔ اس لئے گناہوں سے بچنا بہت ضروری ہے۔

پرہیز علاج سے بہتر ہے:

ارشاد فرمایا، مدت لگتی ہے کیفیات اور اتباع سنت کو حاصل کرنے میں لیکن پرہیز نہ کرنے سے یہ کیفیات جلدی ضائع ہو جاتی ہیں۔ گناہوں سے بچ بچ کے رہنا بہت ہی ضروری ہے۔ پرہیز علاج سے بہتر ہے۔ جسمانی بیماری کے لئے بھی اور روحانی بیماری کے لئے بھی یہ مثل صادق آتی ہے۔ لوگ سوال کرتے ہیں کہ کیفیات کیسے حاصل ہوتی ہیں۔ اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ رابطہ شیخ ہو، معمولات کی پابندی ہو، اتباع شریعت ہو۔ جب شیخ کے سامنے ہو تو بہت زیادہ

خدمت کرے اور جب شیخ موجود نہ ہوں تو معمولات کی پابندی کریں۔ بعض اوقات کسی کامل ولی کی انگلی رکھنے سے قلب متحرک ہو جاتا ہے اور پابندی معمولات سے دل جاری ہو جاتا ہے مختصر یہ کہ رابطہ اور معمولات بہت ضروری ہیں۔

پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ

گٹھلی کا کلام کرنا:

ارشاد فرمایا، حضرت خواجہ فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ گٹھلیاں پڑھ رہے تھے۔ ایک ذرا بھدی شکل کی تھی اسے یونہی اٹھا کر رکھ دیا۔ وہ قدرت الٰہی سے ہم کلام ہوئی کہا، اگر میں بھدی ہوں تو میرا بنانے والا تو خوبصورت ہے۔ اس سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر گریہ طاری ہو گیا اور اس کو چوم لیا پھر جب بھی اس پر پڑھنے لگتے اس کو چوم لیتے۔ محبت الٰہی اور اتباع سنت سے مکروہات شرعیہ مکروہات طبعیہ بن جاتی ہیں۔ معمولات کی پابندی سے اللہ کی ایسی محبت حاصل ہو جاتی ہے کہ دنیا کے دھندوں سے بھی کچھ فرق نہیں پڑتا اہل دل کے سینے میں تو آگ لگی ہوتی ہے۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (ایمان والے اللہ تعالیٰ سے شدید محبت رکھتے ہیں)

نسبت کا نور:

حضرت جی نے جھنگ میں ایک آدمی کو آگے سبق دے دیا۔ کہنے لگا، پہلے اسباق کی تو کوئی کیفیات محسوس نہیں ہوتی۔ آپ نے آگے سبق دے دیا۔ فرمایا، شیخ کوئی اندھا نہیں ہوتا، کچھ دیکھ کر ہی آگے سبق دیتا ہے۔ آپ کو نظر نہیں آتا تو کیا شیخ کو بھی نظر نہیں آتا۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک مرید کو

سینکڑوں میل دور سے دیکھ لیا تھا فرمایا، اس کے نسبت کے نور کو میں یہاں بیٹھ
دیکھ رہا ہوں۔

قضا کے سامنے بیکار ہوتے ہیں حواس اکبر
کھلی ہوتی ہیں گو آنکھیں مگر بینا نہیں ہوتیں

ارشاد فرمایا، سلسلے کے افراد کے لئے معمولات کی پابندی سلسلے کے فرائض
واجبات میں سے ہیں۔ سفر میں یا حضر میں ہو پابندی سے معمولات کرتا رہے۔

مشائخ کے پسندیدہ اشعار

ہر تمنا دل سے رخصت ہوگئی
اب تو آجا اب تو خلوت ہوگئی
ایک ان سے کیا محبت ہوگئی
ساری دنیا ہی سے نفرت ہوگئی
لاکھ جھڑکو اب کہاں پھرتا ہے دل
ہوگئی اب تو محبت ہوگئی
حال دل جس سے میں کہتا کوئی ایسا نہ ملا
بت کے بندے تو ملے اللہ کا بندہ نہ ملا

حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے

میری پرواز تم کیا جانو
عشق کی اک جست نے طے کر دیا قصہ تمام
اس زمیں و آسماں کو بیکراں سمجھا تھا میں
تیرے عشق کی انتہا چاہتا ہوں
میری سادگی دیکھ کیا چاہتا ہوں

بعض اشعار کے پردے میں ایسی باتیں کہہ دی جاتی ہیں کہ پڑھ کر مزہ آ جاتا ہے۔

سنی نہ مصر و فلسطین میں وہ اذاں میں نے
دیا تھا جس نے پہاڑوں کو رعشۂ سیماب
وہ سجدہ روح زمین جس سے کانپ جاتی تھی
اسی کو آج ترستے ہیں منبر و محراب
شاید اسی کا نام محبت ہے شیفتہ
اک آگ سی ہے سینے کے اندر لگی ہوئی

محبت الٰہی کا درد:

ارشاد فرمایا، اے انسان! سوچ کہ تیرا جینا بھی کیا جینا ہے کہ جس جینے میں محبت الٰہی کا درد نہیں ہے۔ اے اللہ! ہمیں بھی یہ کیفیات عطا کر دے کہ تیرے عشق میں ماسوا کو بھول جائیں۔

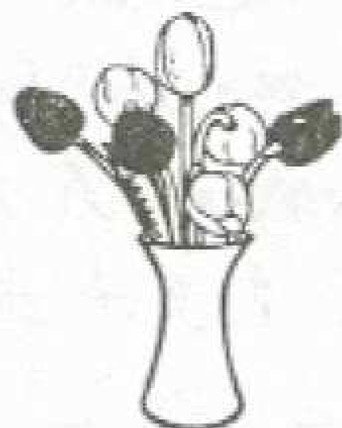
بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی
عشق فرمودۂ قاصد سے سبک گام عمل
عقل سمجھتی ہی نہیں معنی پیغام ابھی
پختہ ہوتی ہے اگر مصلحت اندیش ہو عقل
عشق ہو مصلحت اندیش تو ہے خام ابھی
بہتر ہے دل کے ساتھ رہے پاسبان عقل
لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے

عقل عیار ہے سو بھیس بنا لیتی ہے
عشق بے چارہ نہ ملاں ہے نہ زاہد نہ حکیم

کیفیات کا اظہار:

ارشاد فرمایا، حالات و کیفیات کو اپنے دل میں رکھے باہر نہ نکالے ان کو ڈھک کر رکھے اور پکنے دے کیونکہ ڈھکنا لگا ہو تو چیز جلدی پک جاتی ہے۔ ہر بندے کے سامنے کیفیات کا اظہار نہیں کرنا چاہیے صرف اپنے شیخ کے سامنے اپنی کیفیات بیان کر سکتے ہیں تاکہ وہ ان کی تصحیح کر سکے۔

نالہ ہے بلبل شوریدہ ترا خام ابھی
اپنے سینے میں اسے اور ذرا تھام ابھی
قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمدؐ سے اجالا کر دے



مجلس 23

طہارت و پاکیزگی کی اہمیت

پاکیزگی اور صفائی میں فرق:

ارشاد فرمایا، پاکیزگی اور چیز ہے صفائی اور چیز ہے۔ ممکن ہے کہ کوئی چیز میلی ہو لیکن پاک ہو اور کوئی چیز صاف ستھری ہو لیکن ناپاک ہو۔ خواتین بعض اوقات بے احتیاطی کر جاتی ہیں۔ گھر کی صفائی کرتے ہوئے گیلا کپڑا فرش پر لگا رہی ہوتی ہیں اور اسی سے دروازوں کو صاف کرنا شروع کر دیتی ہیں۔ بچوں والی عورتیں جن ہاتھوں سے بچوں کو پاک کرتی ہیں انہیں اچھی طرح پاک کیے بغیر دوسرے کام سرانجام دیتی ہیں۔ جب تک ظاہری پاکیزگی حاصل نہ ہوگی تب تک باطنی پاکیزگی کیسے حاصل ہوگی۔ ارشاد فرمایا، بعض اوقات ظاہری ناپاکی کی وجہ سے ذکر و مراقبہ کے اثرات مرتب نہیں ہوتے۔ اگر ہم نے پاکیزگی نہ سیکھی تو ہمارا معاملہ کافی گڑبڑ ہے۔ اکثر اوقات فرش پر پانی کے قطرے ہوتے ہیں اسی پر ننگے پاؤں رکھ دیتے ہیں۔ یا گیلے فرش پر ننگے پاؤں چلنا شروع کر دیتے ہیں اگر فرش پر ناپاکی ہوگی تو گیلے فرش کی وجہ سے ناپاکی دوسری چیزوں کو بھی لگ جائے گی۔

طہارت و پاکیزگی کی اہمیت:

ارشاد فرمایا، پاکیزگی اور طہارت کو ہماری زندگی میں بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ لیکن بعض جگہوں پر دیکھنے میں آیا ہے کہ جہالت اور بے دینی کی وجہ سے لوگ پاکیزگی اور طہارت کا بھی خیال نہیں کرتے۔ ایک عورت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک مسجد کے متولی کے گھر کا واقعہ ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم میاں بیوی اکٹھے ہوئے۔ میں نے غسل کر کے نماز پڑھ لی۔ مسجد سے گھر آیا، بیوی نے مجھے کھانا کھلایا میری بیوی نے بھی اتنی دیر میں نماز پڑھ لی تھی۔ میں نے پوچھا بڑی جلدی غسل کر لیا۔ آج تو پانی بڑا ٹھنڈا تھا۔ کہنے لگی، میں نے تو غسل نہیں کیا۔ میں تو سمجھتی ہوں ناپاک تو عورت اس وقت ہوتی ہے جب کسی غیر مرد سے صحبت کرے۔ آپ تو میرے میاں ہیں اس وقت ان کی شادی کو 16 سال گزر چکے تھے۔

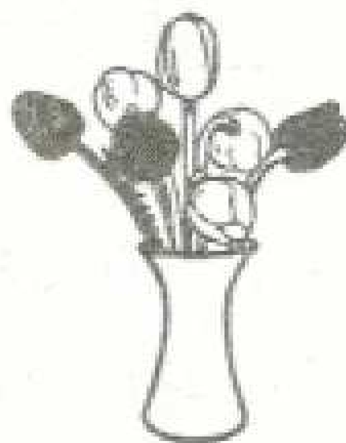
ناپاکی اور جہالت:

ارشاد فرمایا، ایک لڑکی جس کی عمر 25 سال تھی۔ میری اہلیہ صاحبہ کے پاس آئی کہ میری شادی ہونے والی ہے مجھے غسل کا طریقہ بتادیں۔ پوچھا، کہ پہلے جب تم ہر مہینے ناپاک ہوتی تھی تو پھر کیا کرتی تھی۔ کہنے لگی، ہم نے تو سنا ہے کہ شادی کے بعد بندے کو غسل اور پاکیزگی کی ضرورت ہوتی ہے۔ زندگی کے 10 سال ناپاکی کی حالت میں گزار دیئے۔ یہی ناپاک رہنے والی عورتیں کراکری صاف کرتی ہیں، کھانے پکاتی ہیں، کئی مرتبہ کھانے کی ٹرے لاکر بے دھڑک دستر خوان پر رکھ دیتی ہیں۔ حالانکہ اس کا تکوا اکثر ناپاک ہوتا ہے۔ پاکیزگی کے بارے میں ہمارا معاملہ خطرناک حد تک بگڑا ہوا ہے۔ کچھ لوگ غسل

کر کے غسل خانے میں گیلے فرش پر چپل پہن لیں گے۔ انسان کو پاکیزگی کا شعور ہونا بہت ضروری ہے۔ شروع میں انسانی ذہن دھوکہ دیتا ہے کہ ہمیں ان مسائل کا پتہ ہے۔ لیکن ذہن کو بنانے کے لئے کوشش کرنا پڑتی ہے۔

بے نمازیوں کے ہاتھ کا کھانا:

حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ فرزندان حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی باطنی کیفیات بہت بڑھ جاتی تھیں تو حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ ان کو بازار کا کھانا کھلاتے۔ پھر ان کی کیفیات ذرا کم ہو جاتی تھیں۔ فرمایا یہ اس وقت کے بازار کے کھانے کی کیفیت تھی۔ آج کل تو اللہ رحم کرے بازاروں کی ایسی حالت ہوگئی ہے کہ کھانا بنانے والے اکثر لوگوں کو غسل کے فرضوں تک کا علم نہیں ہوتا۔ بعض لوگ تو کئی کئی دن تک نماز کے قریب نہیں جاتے سوچیں ایسے لوگوں کے ہاتھوں کے پکے ہوئے کھانے سے دلوں میں نور آئے یا اندھیرا آئے گا۔ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَار (اے آنکھوں والو! عبرت حاصل کرو)





ذکر کے فوائد و ثمرات

فیض کا مفہوم:

ارشاد فرمایا، فیض کا مفہوم انوار و برکات ہیں۔ منازل دراز ہیں، مراقبہ حقیقت قرآن، مراقبہ کعبہ ربانی وغیرہ سب کو دائرہ لاتعین تک پہنچانا ہے۔ اپنے بارے میں ارشاد فرمایا، مجھے 20 سال ہوئے ہیں کوئی دن ذکر اور مراقبہ میں ایسا نہیں آیا کہ میں دنیاوی کام کے قابل نہ رہا ہوں۔ اگر سالک غافل ہے یا کوئی کمی کوتاہی ہے تو بھاگے نہیں بلکہ شیخ سے ملے اور شیخ کی توجہات حاصل کرے اور ان کی بابرکت صحبت سے فائدہ اٹھائے۔ مزہ تو تب ہے کہ معرفت میں کمال حاصل کر کے اس دنیا سے جائے۔

قلبی رابطہ کی اہمیت:

مرید اگر قلبی رابطہ زیادہ نہیں رکھتا تو سستی آجاتی ہے۔ قلبی رابطہ محبت سے بڑھتا ہے۔ ارشاد فرمایا، جس کو مراقبہ میں جتنے خیالات آئیں گے اتنا ہی اجر زیادہ ملے گا۔ جس طرح حدیث پاک میں آتا ہے کہ جو شخص قرآن مجید کو اٹک

الگ کر پڑھتا ہے اسے دگنا اجر ملتا ہے۔ بعض اوقات شیخ مرید کے حالات دیکھ کر اسے لیٹ کر بھی مراقبہ کرنے کی اجازت دے دیتا ہے۔ وہ کیا طبیب ہے جو سب کو ایک جیسی دوا دیتا رہے۔

سالک اور مجذوب کا فرق:

ایک لفظ ہے سالک اور ایک لفظ ہے مجذوب۔ اس کا معنی یہ نہیں ہے کہ مجذوب عقل سے فارغ ہے۔ فرمایا، جنہیں از خود عبادت کا شوق ہے تو وہ مجذوبی کیفیت والا ہے اور جنہیں پہلے از خود عبادت کرنی پڑے تو وہ سالک ہے۔

توجہ کے حیران کن اثرات:

ارشاد فرمایا، حضرت خواجہ محمد عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ میں نے سوچا یہ دیوار پر جو کوا بیٹھا ہے آخر اس کا بھی تو دل ہے۔ بس کوا اسی وقت اڑ کر میرے کندھے پر آ کر بیٹھ گیا۔ حضرت نے ایک اور واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک دفعہ انڈیا کے دورے پر تھے تو مجھے عجیب کیفیت محسوس ہوئی۔ میں نے تاریخ اور وقت لکھ کر رکھ لیا۔ کچھ دن کے بعد میرے شیخ حضرت فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ کا خط آیا جس سے معلوم ہوا کہ شیخ کی روحانیت اسی وقت اور اسی دن کو میری طرف متوجہ ہوئی تھی۔ توجہ کے بہت ہی زیادہ حیران کن اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

دعا کی مقبولیت کا راز:

ارشاد فرمایا، دعا کی قبولیت کے لئے ضروری ہے کہ مضطرب ہو کر مانگے، سراپا دعا ہو۔ اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ (مضطرب کی دعا کو کون قبول کرتا

ہے)

روتے جیسا منہ بنالو گر ہوئے آنسو خفا
اس کی رحمت کو تو بخشش کا بہانہ چاہیے

شیخ کے سامنے بے ادبی:

ارشاد فرمایا، شیخ کی طرف دیکھنے سے بھی فیض ملتا ہے بعض اوقات ایسے ہوتا ہے کہ شیخ سامنے بیٹھے ہوتے ہیں اور مریدین لوگوں کی اوٹ میں پیچھے بیٹھے باتیں کر رہے ہوتے ہیں۔ اگر کسی کو بہت مجبوری ہے تو وہ ایک طرف اوجھل ہو کر بات کرے۔ آداب شیخ بھی اسی طرح ضروری ہیں۔ جس طرح آداب استاد ضروری ہیں۔

مشتبہ چیزیں کھانے سے کیفیات زائل:

ارشاد فرمایا، توجہ سے پیر مرید کی غفلت کو دور کرتا ہے۔ ایک دفعہ حضرت خواجہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کوئی مشتبہ کھانا کھا لیا تو کیفیات ختم ہو گئیں۔ وہ اپنے شیخ مرزا مظہر جان جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے اور اپنی حقیقت حال بیان کر دی۔ انہوں نے کئی دن توجہ دی تب کہیں اس چیز کا اثر زائل ہوا۔ ہمارے مشائخ ایسے عالی ہمت ہیں کہ ان کی توجہات اکسیر کی طرح سریع الاثر ہیں۔ شرط یہ ہے کہ مرید سچی طلب لے کر آئے۔ آج کل مریدین میں ایسی لاپرواہی ہے کہ آداب شیخ سے ہی واقف نہیں ہیں۔ بے ادبی بھی کر جاتے ہیں اور بے ادبی کی نحوستیں بھی پاتے ہیں۔ حالانکہ یہ مشہور ضرب المثل ہے۔

با ادب با نصیب بے ادب بے نصیب

ادب کا تقاضا:

ایک دفعہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے کوئی چیز قلمبند فرمائی اور مولانا رشید احمد رحمۃ اللہ علیہ کو کہا کہ نقل کر کے لاؤ۔ ایک لفظ غلط لکھا ہوا تھا، سارا نقل کر کے لائے اور غلط لفظ کے بارے میں کہا کہ یہ سمجھ نہیں آ رہا۔ حضرت نے بتا دیا۔ یہ نہیں کہا کہ آپ نے غلط لکھا ہے اور ادب کا تقاضا بھی یہی تھا جیسا انہوں نے کیا۔

ذکر اذکار کے فوائد:

ارشاد فرمایا، لایعنی سے پرہیز، طنز و مزاح، غیبت سے بچنا تصوف کی ابتدائی چیزیں ہیں۔ اگر ان سے نہ رکے تو ذکر کا اثر زائل ہو جاتا ہے۔ ذکر پھر فائدہ نہیں دیتا۔ مرید کے لئے ضروری ہے کہ وہ ذکر اذکار بھی کرتا رہے اور شیخ کو اپنے حالات سے بھی باخبر رکھے۔ بہت دفعہ شیخ پر کشفاً مرید کے حالات واضح ہو جاتے ہیں لیکن جب تک مرید خود دلچسپی ظاہر نہ کرے تو بعض اوقات شیخ از خود نہیں پوچھتا۔ اس لئے مرید کو اپنے حالات خود تفصیل سے بتانے چاہئے۔ یہ نہ سوچے کہ حضرت کو کشف کے ذریعے خود ہی معلوم ہو جائے گا۔

خوابوں کے شہزادے:

فرمایا، شیطان کئی دفعہ خوابوں کے ذریعے لوگوں کو گمراہ کرتا ہے۔ کبھی کبھی بعض صوفیوں کو بڑے خواب نظر آتے ہیں۔ ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا، حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید تھا۔ وہ خواب میں جنت دیکھتا تھا۔ حضرت کو پتہ چلا تو فرمایا کہ اب اگر دیکھو تو لاحول پڑھنا۔ مرید نے ایسے ہی کیا

جب لاحول پڑھی تو ہر چیز غائب ہو گئی۔ تب معلوم ہوا کہ سب شیطان کا دھوکہ تھا۔ مرید کو خوابوں کا شہزادہ نہیں بننا چاہئے کہ میں نے خواب میں یہ دیکھا اور وہ دیکھا۔ خواب خواب ہی رہتا ہے حقیقت نہیں بن جاتا۔ خواب پر نازاں نہیں ہونا چاہئے اس سے عجب پیدا ہوتا ہے۔ بعض جاہل صوفیوں کی گفتگو کی ابتدا بھی خواب سے اور انتہا بھی خواب پر ہی ہوتی ہے۔ بظاہر سنت پر عمل نہ ہو تو خواب میں زیارت نبی ﷺ کا ہو جانا بھی اتنی فضیلت کی بات نہیں ہے۔ ہمارے بزرگ خوابوں کا زیادہ تذکرہ نہیں فرماتے تھے۔ کئی لوگوں کو پوچھا جاتا ہے کہ حالات بتاؤ تو وہ خواب ہی سنائے جاتے ہیں۔

ایک ہی خواب کی مختلف تعبیریں:

ارشاد فرمایا، کہ امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کو علم الرؤیا دیا گیا تھا۔ ایک آدمی نے کہا خواب میں اذان دے رہا ہوں۔ فرمایا عزت ملے گی۔ دوسرے نے کہا خواب میں اذان دے رہا ہوں۔ فرمایا تیرے ہاتھ کٹیں گے۔ دونوں کے ساتھ وہی معاملہ پیش آیا۔ ایک اور آدمی آیا کہا، خواب میں آگ جلتی دیکھی۔ فرمایا تمہیں مال ملے گا۔ دوسرے کو اسی خواب کی یہ تعبیر دی کہ تمہیں اذیت ملے گی۔ ایک ہی جیسے خواب کی تعبیر میں اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ ایک کو خواب سردی میں آیا تھا دوسرے کو گرمی میں آیا تھا۔ خوابوں کی دنیا میں گمراہی کے مواقع زیادہ ہوتے ہیں۔ جو شخص اوندھے منہ سوتا ہے یا گیس کا مسئلہ ہوتا ہے تو اسے خواب بہت نظر آتے ہیں۔ بعض عورتوں کو خواب دیکھنے کی بڑی عادت ہوتی ہے۔ اگر خواب میں مردہ نظر آجائے تو ڈرتی پھرتی ہیں، صدقہ دیتی پھرتی ہیں مگر نماز نہیں پڑھتی ہیں۔

خواب گمراہ کر سکتے ہیں:

ارشاد فرمایا، اپنے خواب کی تعبیر خود ہی نہیں کرنی چاہیے۔ عام سالک کے لیے خطرہ ہوتا ہے کہ شیطان ان کو گمراہ کر دے۔ ایک واقعہ بیان فرمایا، زبیدہ خاتون نے خواب میں اپنے آپ کو ننگا دیکھا۔ چرند، پرند اور انسان وحیوان سب اس کی عزت خراب کر رہے تھے۔ اس نے لونڈی کو علامہ امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیجا اور کہا یہ خواب اپنی طرف منسوب کر کے بیان کرنا۔ امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے خواب سن کر فرمایا، لونڈی یہ خواب دیکھ ہی نہیں سکتی۔ وہ زبیدہ کے پاس گئی تو انہوں نے کہا کہ اچھا میرا نام ظاہر کر دو۔ امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، ہاں زبیدہ یہ خواب دیکھ سکتی ہے۔ فرمایا، اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ کوئی ایسا کام کرے گی کہ سب مخلوق اس سے فائدہ اٹھائے گی۔ چنانچہ انہوں نے نہر زبیدہ بنوائی جس سے حاجی لوگ اور دوسرے جانداروں نے فائدہ اٹھایا۔

استخارہ اور اذکار مسنونہ کرنا:

فرمایا، استخارہ کسی دوسرے بندے سے بھی کروا سکتے ہیں لیکن معاملہ جتنی جلدی خود پر ظاہر ہوتا ہے شاید دوسرے کے باطن پر زیادہ جلدی ظاہر نہ ہو۔ شریعت کے واضح احکام کے بارے میں استخارہ نہیں کر سکتے۔ اذکار مسنونہ اور دورد مسنونہ بغیر اجازت کے بھی پڑھ سکتے ہیں۔

وظیفہ کی برکات:

ارشاد فرمایا، بعض لوگوں کو وظائف کا بڑا چسکا ہوتا ہے۔ خاص طور پر عورتوں میں وظیفے کا بڑا رواج ہے۔ لیکن خود ساختہ وظیفہ کرنے کی بجائے وہ وظیفہ کرنا

چاہئے جو شیخ بتا دیں۔ اس کے علاوہ نہ کرے۔ پوچھ کر وظیفہ کرنے کی بہت برکات ہوتی ہیں۔ جو شخص جمعہ کے دن عصر کے بعد 80 دفعہ درود شریف پڑھے اس کے 80 سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا

فرمایا، شیخ کے سامنے ذکر نہیں کرنا چاہئے نہ ہی کسی اور طرف توجہ دینی ہے بالکل متوجہ ہو کر بیٹھنا ہے۔ بلکہ خود کو خالی سمجھنا ہے اور یہ خیال کرنا ہے کہ شیخ کی طرف سے فیض ہمارے دل میں پہنچ رہا ہے۔ اس کو رابطہ قلبی کہتے ہیں۔

وقت کی اڑان:

ارشاد فرمایا، وقت ہر لمحے کٹ رہا ہوتا ہے۔ سو رہے ہوں یا جاگ رہے ہوں، ہر لمحے خواہ کوئی کام کر رہے ہوں ہمیں اپنی منزل سے قریب کر رہا ہے۔

غافل تجھے گھڑیال یہ دیتا ہے منادی
گردوں نے گھڑی عمر کی اک اور گھٹا دی

کوئی بھی عقلمند آدمی لمبی امیدیں نہیں باندھا کرتا۔ یہاں کی خوشیاں بھی عارضی اور یہاں کے غم بھی عارضی ہیں۔ ہم مانتے تو ہیں کہ ہمیں حساب کتاب دینا ہوگا لیکن ہم سنجیدہ نہیں ہوتے۔ ہمارا یقین پختہ نہیں ہے۔ صحابہ کرام کا یقین اتنا کامل ہوتا تھا، ایسا استحضار حاصل تھا کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اگر جنت و دوزخ میرے سامنے لائی جائے تب بھی میرے یقین میں کوئی اضافہ نہیں ہوگا۔

قرآن اور فکر آخرت:

حضرت جی بیان فرما رہے تھے تو ایک ساتھی نے قرآن مجید سامنے لا کر رکھ دیا۔ فرمایا، جب یہ قرآن سامنے آتا ہے تو جوش آ ہی جاتا ہے۔

مغوی تو ملیں گے تمہیں شیطان سے بہتر
ھادی نہ ملے گا کوئی قرآن سے بہتر

آج پولیس والے محلے میں آ کر کسی کا نام پوچھ لیں تو گھبرائے پھرتے ہیں۔ پوچھ گچھ سے ڈرتے ہیں۔ لیکن ملک الموت بھی تو پیچھے لگا ہوا ہے۔ اس کی فکر نہیں ہے۔ اگر ایک ڈی سی کے سامنے پیشی ہونی ہو تو مشورہ کرتے پھرتے ہیں کہ کیسے سامنا کریں اور اللہ تعالیٰ کے حضور پیشی کو بھولے ہوئے ہیں۔ کوئی غم نہیں ہے کوئی فکر نہیں ہے۔ مومن تو نیک عمل کرنے کا حریص ہوتا ہے۔ آنے والے وقت کی فکر کرتا ہے۔ رب کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرتا ہے۔

مومن کا دل:

فرمایا مفہوم حدیث ہے قَلْبُ الْمُؤْمِنِ (مومن بندے کا دل) عَرْشُ اللّٰہِ (اللہ کا عرش) ہوتا ہے۔ ایک اور حدیث کا مفہوم ہے میں نہ تو آسمان میں سماتا ہوں نہ زمینوں میں سماتا ہوں بلکہ میں تو مومن بندے کے دل میں سما جاتا ہوں۔ جو دل بیدار نہیں ہوتے وہ دل نہیں ہوتے پتھر ہوتے ہیں۔ کئی بندوں کے سینوں میں دل نہیں ہوتا بلکہ سل ہوتی ہے۔ بعض اوقات تو انسان کا دل پتھر سے بھی زیادہ سخت ہو جاتا ہے۔

دعائیں لینا اور کروانا:

فرمایا، عمل کا شوق پیدا ہونا بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔ حضرت ربیعہؓ کو حضور ﷺ کی خدمت کا بڑا شوق تھا۔ ایک دفعہ حضور ﷺ حضرت ربیعہؓ سے اتنے خوش ہوئے فرمایا، جو کہو گے تمہارے لئے وہ دعا کروں گا۔ حضرت ربیعہؓ نے کہا میرے لئے یہ دعا فرما دیں کہ جنت میں آپ کا اس طرح ساتھ ہو جس طرح دو

انگلیاں ساتھ ہوتی ہیں۔

فرمایا، آدمی اپنے شیخ کی اتنی خدمت کرے اتنی خدمت کرے کہ بے اختیار شیخ کے دل سے اس کے لئے دعائیں نکلیں۔ اللہ والے تو دعائیں لیتے ہیں کرواتے نہیں ہیں۔

دشمن کے لئے ہدایت کی دعا:

فرمایا، ایک دفعہ ایک صحابیؓ بڑے جلال میں تلوار ہاتھ میں لئے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی والدہ کا سر اڑا دینے کی اجازت چاہی۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ ان کی والدہ نے حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کا کوئی لفظ بولا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا، کیا میں اس کی ہدایت کے لئے دعا نہ کروں؟ اب یہ بات سن کر صحابی کا جلال جمال میں تبدیل ہو گیا۔ بولے ضرور دعا فرمادیجئے۔ دعا کے بعد صحابیؓ جلدی سے گھر کی طرف بھاگے کہ دیکھوں میں پہلے پہنچتا ہوں یا نبی ﷺ کی دعا پہلے پہنچتی ہے۔ جیسے ہی گھر میں داخل ہوئے والدہ نے کلمہ پڑھ کر سنایا۔

زہر کی گولی:

فرمایا، فرض کریں کہ آپ کے پاس 1000 گولیاں ہیں جن میں سے 999 میٹھی ہیں اور ایک زہر سے بھری ہوئی ہے۔ کیا ان میں سے کوئی گولی آپ کھالیں گے۔ نہیں، کبھی نہیں کھائیں گے۔ اپنی جان کی خاطر خطرہ مول نہیں لیں گے۔ سوچیں دنیا کی خاطر تو ذرا سا خطرہ مول نہیں لیتے اور آخرت کے لئے اتنا بڑا خطرہ لے لیتے ہیں کہ کبھی تو اللہ تعالیٰ معاف کر ہی دیں گے حالانکہ شروع ہی سے معافی کی کوشش کرنی چاہیے۔

امید اور خوف:

ارشاد فرمایا، کہ حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ اگر آواز آئے کہ ایک شخص کے علاوہ سب کو بخش دیا جائے گا تو میں ڈروں گا کہ کہیں وہ شخص میں ہی نہ ہوں اور اگر یہ آواز آئے کہ سب دوزخ میں جائیں گے اور ایک بندے کو معاف کیا جائے گا اور وہ جنت میں جائے گا تو مجھے امید ہوگی کہ ہوسکتا ہے کہ وہ شخص میں ہی ہوں۔

بناؤ سنگار اور گناہ:

شیطان بعض اوقات ایسے گناہ کرواتا ہے کہ جو گناہوں کی ماں ہوتے ہیں۔ مثلاً عورتیں سجاوٹ کے لئے ناخن پالش لگاتی ہیں۔ بظاہر تو یہ معمولی سا گناہ معلوم ہوتا ہے لیکن یہ گناہوں کی ماں ہے۔ نہ اس سے غسل ہوگا نہ وضو ہوگا۔ یہ پکا شریعت کا مسئلہ ہے پھر یونہی ناپاک زمین پر پھرے گی۔ اگر پوچھا جائے کہ یہ بناؤ سنگھار کس لئے ہے تو کہے گی کہ خاوند کے لئے بنتی سنورتی ہوں۔ بن سنور کر باہر نکلنا خاوند کے لئے تو نہیں ہوتا۔ اگر عورت خاوند کے لئے بنی سنوری ہے تو گھر میں رہے، گھر میں تو کوئی سنگار نہیں کرتی لیکن رشتے داروں کی طرف جانا ہو یا کہیں پارٹی میں جانا ہو تو پھر بنتی سنورتی ہے تاکہ دکھاوا ہو، نمائش ہو۔ سوچتی ہے کہ دوسری عورتیں دیکھ کر کیا کہیں گی، کہیں ناک نہ کٹ جائے۔ سوچنا چاہئے کہ اگر قیامت میں انبیا کے سامنے ناک کٹ گئی تو پھر کیا بنے گا۔ عورتیں ناخن پالش کو معمولی گناہ نہ سمجھیں اس کی بجائے مہندی بھی تو لگائی جا سکتی ہے۔

گھر کا ماحول:

عورت کی بے دینی میں خاوند کا بھی قصور ہوتا ہے۔ اگر سب باتوں کا نچوڑ

نکالیں تو گھر والے زیادہ قصوروار نکلتے ہیں۔ اگر مرد سربراہ ہے، سمجھدار ہے تو اسے چاہئے کہ اپنے آپ کو بھی دین کا پابند رکھے اور گھر والوں کو بھی نیکی کی تلقین کرے۔ اگر عورتیں سمجھ جائیں تو مرد سے زیادہ نیکی کی پابند ہو جاتی ہیں اور مرد کو بھی راہ راست پر رکھ سکتی ہیں۔ فرمایا، کئی مائیں ایسی ہیں کہ ان کی آگے بیٹیاں بھی بیاہی جاتی ہیں یعنی ان کی شادی ہو جاتی ہے لیکن غسل کے فرائض تک کا پتہ نہیں ہوتا۔ اگر گھر کا ماحول ایسا ہوگا دین سے دوری ہوگی تو بچے بھی وہی کچھ کریں گے جو بڑوں کو کرتا دیکھیں گے۔

زیورات کی زکوٰۃ:

عورت تو اگر چھپکلی بھی دیکھ لے تو ڈر جاتی ہے۔ اگر اسے شہد کی مکھی کاٹ لے یا بھڑ کاٹ لے تو شور مچا دیتی ہے۔ مگر دوزخ کے عذاب سے نہیں ڈرتی۔ یہ نہیں سوچتی کہ جن زیورات سے بناؤ سنگار کرتی ہے اگر ان کی زکوٰۃ نہیں دے گی تو ان زیورات کی سلاخیں بنا کر دوزخ میں اس کی پیشانیوں کو داغا جائے گا اس بات سے اسے ڈر کیوں نہیں لگتا۔

بچوں کی تربیت:

ارشاد فرمایا، جب والدین بچوں کی تربیت صحیح طرح سے نہیں کریں گے تو پھر رونا کس بات کا ہے۔ جو کچھ بویا ہوتا ہے وہی کچھ کاٹنا پڑتا ہے۔ کانٹے بوئیں گے تو پھر کانٹے ہی کاٹیں گے۔ جو اولاد اللہ تعالیٰ کی فرمانبردار نہیں بنتی وہ ماں باپ کی فرمانبردار کیسے بن سکتی ہے۔ جس طرح سے بچپن میں بچے کو سکھایا جائے گا وہ بڑا ہو کر ویسا ہی عمل کرے گا۔ زیادہ توجہ بچوں کی تربیت کی طرف ہونی چاہئے۔

دعویٰ:

ارشاد فرمایا، کوئی ہے جو میرے اس دعوے کا جواب دے دے کہ کوئی عالم باعمل یا حافظ باعمل بھوکا ایڑیاں رگڑتے رگڑتے مر گیا ہو۔ لیکن میرے سامنے سینکڑوں ایسی مثالیں ہیں کہ B.A-M.A-P.hd والے ایڑیاں رگڑتے ہوئے مرے ہیں۔

ماحول کی پیداوار:

ہم اپنے گھر میں جس طرح کا ماحول بنائیں گے، ویسے ہی اثرات بھی مرتب ہوں گے۔ اگر خوشگوار ماحول ہوگا، دیندار ماحول ہوگا تو خوشیوں کے پھول اگیں گے۔ اگر ماحول ایسا نہیں ہوگا تو پھر کانٹے ہی پیدا ہوں گے۔ بے سکونی ہی بے سکونی ہوگی۔ پھر بچے اسی ماحول کے اثرات قبول کریں گے۔ قیامت میں کتنے ہی ماں باپ ایسے ہوں گے جو بچوں کی صحیح تربیت نہ کرنے کی وجہ سے جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے۔

مقصد زندگی:

ارشاد فرمایا، اگر ایک لاکھ ماؤں کی رائے سروے کے ذریعے معلوم کی جائے تو شاید ہی ایک ایسی نکلے جو اپنے بچوں کو یہ بات سکھائے کہ تجھے وقت کا ولی بننا ہے، مجدد بننا ہے۔ فرمایا، جب بچے ماں باپ سے بار بار یہی سنتے ہیں، بار بار اسی کی تکرار ہوتی ہے کہ تجھے لیفٹیننٹ بننا ہے، جنرل بننا ہے، ڈاکٹر بننا ہے MBA کرنا ہے تو پھر بچہ جب بار بار یہی کچھ سنتا ہے تو اسی کو مقصد زندگی بنا لیتا ہے۔

ڈاکٹر اور جنازے کی دعا:

ارشاد فرمایا، ایک پی ایچ ڈی ڈاکٹر اپنے باپ کے جنازے میں شامل ہوا تو بہت زیادہ رو رہا تھا۔ سب نے تسلی دی اور اس قدر زار و قطار رونے کی وجہ پوچھی تو کہنے لگا موت تو سب کو آنی ہے، یہ تو اٹل حقیقت ہے۔ میں اس وجہ سے نہیں رو رہا بلکہ میں تو اس بات پر رو رہا ہوں کہ میرے باپ نے مجھے اتنی دنیاوی تعلیم دلوائی مگر دین کی تھوڑی سی بھی تعلیم نہ دلوائی کہ مجھے جنازے کی دعا اور نماز ہی آ جاتی۔ میں ڈاکٹر تو بن گیا مگر جنازے کی دعا یاد نہیں کہ باپ کے جنازے پر پڑھوں۔

انصاف کا تقاضا:

ارشاد فرمایا، ہم یہ نہیں کہتے کہ دنیا کی تعلیم نہ دلائیں بلکہ یہی کہتے ہیں کہ انصاف کریں اگر چھ بچے ہیں تو تین مدرسے اور تین سکول میں بھیجیں۔ اگر بچوں کو دنیاوی تعلیم دلا رہے ہیں تو دینی تعلیم سے بھی بے بہرہ نہ رکھیں۔ 90 فیصد گھرانے ایسے ہیں کہ جن کے بچے آدھی زندگی انگریزی سکولوں میں گزارتے ہیں اور بعد کی زندگی دفتروں کے چکر میں پھنس کر گزر جاتی ہے اور دین سیکھنے کے لئے فرصت ہی نہیں ملتی۔

سنتوں کو توڑنا:

ارشاد فرمایا، آج زندگی کے ہر معاملے میں ہم سنتوں کی پرواہ نہیں کرتے، سنتوں کو توڑتے پھرتے ہیں۔ سنتوں کو توڑ کر پھر دل میں شفاعت کی کس طرح تمنا رکھتے ہیں۔ نبی ﷺ کا سامنا کیسے کریں گے۔



کامل شیخ کی برکات

بادشاہ کی بہن کا واقعہ:

ارشاد فرمایا، کہ مجھے انگلینڈ کے عجائب گھر میں ایک خط دکھایا گیا۔ یہ اس زمانے میں لکھا گیا تھا جب کہ سپین علم کا گہوارہ تھا۔ انگلینڈ کے بادشاہ نے سپین کے مسلمان حکمران کو لکھا تھا کہ میں اپنی بہن کو بھیج رہا ہوں آپ اسے اسپین کی کسی درسگاہ میں داخلہ دلوا دیں۔ فرمایا، ایسا وقت بھی گزرا ہے اور اب ہماری بچیاں تعلیم حاصل کرنے یورپ جاتی ہیں۔ جس طرح آج ہم انگلش کو لازمی سمجھتے ہیں اسی طرح پہلے زمانے میں انگریز عربی کو لازمی سمجھتے تھے۔ اس حقیقت کو دیکھیں کہ افریقہ کے بعض ممالک میں صحابہ کرامؓ پہنچے تو ان کی زبانیں تک بدل کر رکھ دیں۔ عربی کو ان کی زبان بنا دیا وہی لازمی ہوگئی۔

عورت کی فرمانبرداری:

ارشاد فرمایا، آج اگر مختلف قوموں کی تہذیبیں دیکھی جائیں تو ہر تہذیب میں کوئی نہ کوئی خاص بات ہے۔ مثلاً جاپانی عورت کی خاص بات یہ ہے کہ خواہ وہ

کتنے ہی امیر گھر کی ہو خاوند کے جوتے خود پالش کرے گی۔ دفتر جاتے ہوئے اسے جوتے پہنائے گی، اسے دروازے تک چھوڑنے جائے گی اور یہ خدمت کرنے کے بعد یہی سمجھے گی کہ چونکہ خاوند مجھے اپنی بیوی سمجھتا ہے اس لئے مجھے اس نے خدمت کا موقع دیا ہے۔ اگر ہم اپنی اسلامی تاریخ پر نظر ڈالیں تو ہمارے ہاں بھی عورت کی قربانی، خدمت اور فرمانبرداری کے اس سے بھی زیادہ عجیب واقعات سامنے آتے ہیں۔

عورت کا صبر وتحمل:

ایک عجیب واقعہ بیان فرمایا کہ ایک صحابیؓ کہیں جنگ میں گئے ہوئے تھے۔ کافی عرصہ کے بعد واپسی ہوئی۔ جس دن ان کی واپسی کی اطلاع ملی اسی دن ان کا بیٹا وفات پا گیا۔ ان کی بیوی نے ان کے پہنچنے سے قبل ہی اسے نہلا دھلا کر لٹا دیا اور جب خاوند نے گھر آ کر بچے کا پوچھا تو کہہ دیا کہ آرام کر رہا ہے۔ اتنے صبر وضبط کا مظاہرہ کیا کہ رات خاوند کے ساتھ بسر کی مگر کسی چیز کا پتہ نہیں چلنے دیا۔ صبح اٹھیں تو خاوند سے کہنے لگیں کہ اگر کوئی امانت کسی کے پاس رکھوائے اور پھر واپس مانگے تو کیسا ہے؟ خاوند نے کہا، اسے لینے کا حق ہے۔ پھر بیوی نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارا بیٹا واپس لے لیا ہے۔ خاوند نے کہا کہ آپ نے مجھے پہلے کیوں نہ بتایا۔ خدمت گزار اور صابر بیوی نے اس لئے ذکر نہیں کیا تھا کہ خاوند سفر سے تھکا ہارا آیا تھا۔ سن کر پریشان ہو جائے گا۔ اس کی تسلی اور آرام کا سب سامان کر کے پھر بڑے تحمل سے خبر دی۔ یہ بات جب حضور ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ نے ان کو دعا دی اور اللہ تعالیٰ نے پھر ان کو ایک بیٹا عطا کیا جو بڑا ہو حافظ الحدیث بنا۔

بیان کا اثر:

ایک اور واقعہ بیان فرمایا کہ آج کل کی عورت بھی صحیح معنوں میں مومنہ بن سکتی ہے اگر اس کو اچھے طریقے سے سمجھایا جائے اور دین سیکھنے کے مواقع فراہم کئے جائیں۔ میں نے کسی ملک میں ایک مسجد دیکھی جہاں مرد اور عورتیں الگ الگ بیٹھتے تھے۔ عورتوں کے لئے پردے کا خصوصی انتظام تھا۔ جب بیان ہو جاتا تو پھر مرد اور عورتیں سوال پوچھتیں تھیں۔ بیان کے بعد جب میں اوپر گیا تو میری اہلیہ صاحبہ نے بتایا کہ ہم بیان سن رہے تھے کہ ایک عجیب بات ہوئی۔ ایک عورت بیان سننے آئی بالکل مردوں کے کپڑے پہنے ہوئے، پینٹ شرٹ میں ملبوس تھی۔ وہ وہاں کے ایک مسلمان ڈاکٹر کی بیوی تھی۔ جب بیان سن کر گئی تو اگلی دفعہ اس سے بھی عجیب بات یہ ہوئی کہ بیان کے دوران ایک عورت لپٹی لپٹائی آئی اور ایک طرف بیٹھ گئی۔ بعد میں پوچھنے پر معلوم ہوا کہ یہ وہی ڈاکٹر کی بیوی تھی۔ یہ پچھلی دفعہ کے بیان کا اثر تھا۔ بیان بڑی توجہ سے سنتی تھی اور اپنی چھوٹی سی ٹیپ کے ذریعے ریکارڈ کر کے بھی لے جاتی تھی۔ وہاں کے ریڈیو سے نشر کرواتی جو تقریباً چالیس ملکوں میں سنا جاتا تھا۔ یہ بات بعد میں سامنے آئی جب ایک دن وہ بیان سننے نہ آسکی۔ کوئی یہ تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ اتنے ملکوں تک بات پھیلے گی۔ ارشاد فرمایا، کوئی عورت یہ نہیں چاہتی کہ اس کی قبر گندی ہو۔ ہم اپنی عورتوں کو سمجھا نہیں پاتے۔ اگر صحیح طرح سے سمجھا دیں تو وہ چھوٹی چھوٹی باتوں کا بھی خیال رکھتی ہیں تو قبر کا خیال کیوں نہ رکھیں گی۔

شیخ کامل کی برکات:

ارشاد فرمایا، جس نے رب کی معرفت کو پالیا۔ اس کی زبان لمبی ہو گئی، یعنی

اسے دعوت وارشاد کے کام پر فائز کر دیا گیا اور بعض بزرگ ایسے گزرے ہیں جن کی زبان چھوٹی ہوگئی یعنی وہ مقام حیرت میں تھے۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے شیخ کے بارے میں اتنا پختہ یقین تھا، ایسا پکا عقیدہ تھا کہ فرماتے، حضرت ابوبکرؓ کے بعد اگر کسی کو شیخِ کامل ملا ہے تو مجھے شیخِ کامل ملا ہے۔ اسی محبت کی برکت سے مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ بنا دیے گئے۔

یک در گیر محکم بگیر

(ایک در پکڑو اور مضبوط پکڑو)

پیر طریقت اور پیر صحبت:

ارشاد فرمایا، ایک پیر طریقت ہوتا ہے اور ایک پیر صحبت ہوتا ہے۔ مثلاً کسی بزرگ سے بیعت کا تعلق ہے لیکن وہ کسی دوسرے ملک میں رہتے ہیں اگر آدمی اپنے ملک اور دیس کے پیر کے پاس بیٹھے یہ پیر صحبت ہوگا۔ لیکن پیر طریقت کی اجازت کے بغیر ایسا نہ کرے۔ اگر پیر وفات پا جائے تو دوسرے سے بیعت کر لے جہاں اسے عقیدت محبت اور صحبت کا موقع ملے اور فائدہ اٹھائے۔ مثلاً ایک واقعہ بیان فرمایا کہ کہیں کتاب میں پڑھا تھا کہ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے بہت سے مریدان کی وفات کے بعد دنیا داری میں مبتلا ہو گئے۔ کیوں کہ انہوں نے تکمیل کی خاطر آگے بیعت نہیں کی تھی۔ ایسے لوگ پھر عدم صحبت کی وجہ سے وقت کے ساتھ ساتھ ڈھیلے پڑ جاتے ہیں۔ بعض اوقات بہت ہی گراوٹ ہوتی ہے۔

روحانی علاج کی اہمیت:

ارشاد فرمایا، اگر بڑا ڈاکٹر وفات پا جائے تو کیا کسی چھوٹے ڈاکٹر سے

جسمانی علاج نہیں کراؤ گے؟ ظاہر ہے کہ مجبوری میں اسی چھوٹے ڈاکٹر سے علاج کروانا پڑے گا۔ یہی حالت بیعت کی ہوتی ہے جو کہ روحانی علاج ہے کہ ایک شیخ کے وفات پا جانے پر دوسرے شیخ سے رجوع کرنا ضروری ہے۔ فرمایا، کہ ہرجائی بھی نہ بنیں۔ ایک امام صاحب تھے جو ہر مسجد میں آنے والے بزرگ سے بیعت ہو جاتے۔ فرمایا یہ ہرجائی پن ہے۔

شیخ کی خدمت اور ادب:

ارشاد فرمایا، ارادت کے معنی محبت وعقیدت کے ہیں۔ ایک مرید کے بے اصولی کرنے پر فرمایا، یہ شجرہ طیبہ محض برکت کے لئے گھروں میں رکھنے کے لئے نہیں ہے بلکہ پڑھنے کے لئے ہے۔ ایک دفعہ حرم میں ایک مرید کو فرمایا کہ تو نے شجرہ کے فلاں نمبر کی خلاف ورزی کی ہے۔ اگر بادشاہ کسی غلام کو خدمت کے لئے رکھ لے تو اس کا احسان ہے۔ اسی طرح اگر پیر کسی مرید کو خدمت کا موقع دے تو یہ پیر کا احسان سمجھے۔ اگر مرید کوئی بات نہ سمجھے تو چاہئے کہ سوال کرے۔

جاہل پیر کا واقعہ:

ارشاد فرمایا، ایک دفعہ ہم گلگت گئے وہاں پر ایک بے عمل پیر تھے۔ جو مریدوں کو کہتے تھے کہ مرد اور عورت بیعت کے بعد بک چکے ہوتے ہیں۔ حدیث مبارکہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت کرنا جائز نہیں۔ وہ بدمعاش پیر اپنی مرید عورتوں سے صحبت کرتا اور اس پیدا شدہ بچے کو بڑا مقدس سمجھتا۔ لہٰذا ہمیشہ باعمل پیر ڈھونڈیں ایسے پیروں سے بچیں جو پیری کا لبادہ اوڑھ کر عوام کو گمراہ کرتے ہیں۔

مشائخ کے معمولات:

ارشاد فرمایا، بعض مشائخ کے اپنے معمولات ہوتے ہیں اس لئے اپنے شیخ سے اجازت لئے بغیر کچھ نہ کرے۔ مثلاً اگر شیخ بے نمازی کے ہاتھ کا کھانا نہیں کھاتے تو مرید کے لئے ایسا کرنا مشکل ہوگا۔ شیخ کا ظرف اور ہوتا ہے مرید کا ظرف اور ہوتا ہے۔ مرید کو یہی سمجھنا چاہئے کہ شیخ جو عمل کر رہا ہے وہ صحیح ہے میں اپنی کمزوری کی وجہ سے ایسا نہیں کر پا رہا۔ اپنے شیخ کی صحبت میں باوضو رہنے، ان کے چہرے کو دیکھنے اور باتیں سننے سے بھی فیض ملتا ہے۔ فرمایا الحمدللہ میں نے اپنے شیخ کا چہرہ اکثر و بیشتر باوضو دیکھا ہے۔

شیخ کی خدمت میں باوضو رہنا:

ارشاد فرمایا، ایک دفعہ میں حضرت شیخ کی خدمت کر رہا تھا، باہر جانے کی اجازت مانگی تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا، نہیں ادھر ہی سو جاؤ۔ میرا وضو ٹوٹ گیا، میں روتا رہا، حضرت کی آنکھ کھلی تو فوراً فرمایا، جاؤ وضو کر کے آؤ۔ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ سب لوگ نفل پڑھ رہے ہیں اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کوئی بات کہنا چاہ رہے ہیں تو یہ فقیر اس وقت نفل نہیں پڑھتا تھا۔ ایسے وقت میں نفل نماز نہ پڑھیں تو فائدہ ہے۔ اگر بات کرنی ہو تو حضرت شیخ کی اجازت سے بات کریں کہ حضرت جی اگر اجازت ہو تو ایک بات پوچھ سکتا ہوں۔ اگر ان چھوٹے چھوٹے آداب کا بھی خیال رکھیں گے تو بڑی ترقی ہوگی۔

مجلس 26

شیخ کے حقوق

اپنے آپ کو سب سے کمتر سمجھیں:

اصحاب کہف کے کتے کی مثال دیتے ہوئے فرمایا، شیخ کے پاس جماعت میں اس طرح رہے جیسے اصحاب کہف کے ساتھ ان کا کتا تھا۔ اور اصحاب کہف کے صدقے میں کتا بھی جنت میں چلا جائے گا۔ یعنی جماعت میں اپنے آپ کو سب سے کمتر سمجھے۔ شیخ کی غیر موجودگی میں بھی آداب کا خیال رکھنا چاہئے۔ اس سے اخلاص پیدا ہوگا۔ علماء نے شیخ اور باپ کے مرتبہ میں بحث کی ہے اور شیخ کے بلند مرتبے کے لئے زیادہ دلائل دیئے ہیں کیونکہ وہ روحانی والد ہیں۔ اپنے شیخ کو اچھے برے حالات و کیفیات بتانے کا بہت فائدہ ہوتا ہے کیونکہ پھر شیخ مرید کے لئے استغفار کرتا ہے اور توجہ فرماتا ہے۔

بے ادبی کا نقصان:

ارشاد فرمایا، حضرت خواجہ فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید تھا۔ اس کے لطائف بند ہو گئے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، سوچو تم نے کوئی بے ادبی

کی ہوگی۔ اس نے بہت سوچا اور پھر کہنے لگا کہ ایک دفعہ آپ کے عصا کے اوپر سے گزر گیا تھا۔ فرمایا، ہاں یہی بے ادبی ہوئی۔ پھر حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے توجہ فرمائی اور لطائف جاری ہو گئے۔

عقل سے باہر ہیں باتیں عشق و مستی کی
سمجھ میں اس قدر آیا کہ دل کی موت ہے دوری

شیخ کا مرید کے لئے استخارہ کرنا:

ارشاد فرمایا، ایک بزرگ خواجہ طاہر بندگی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بچوں کے استاد تھے۔ بچوں کو پڑھا رہے تھے کہ حضرت ان کی طرف متوجہ ہوئے۔ معلوم ہوا کہ بد بخت ہے۔ آپ نے بچوں کو بتایا۔ بچوں نے جا کر استاد صاحب کو بتایا۔ پھر جب استاد صاحب کو اپنی حالت معلوم ہوئی تو انہوں نے بچوں کے سامنے آہ وزاری کی کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے دعا و استغفار کی سفارش کر دیجئے۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے تین دن تک ان کے لئے استغفار کیا اور بخشش ہوگئی۔ بتایا گیا کہ تقدیر مبرم اور تقدیر معلق دو تقدیریں ہوتی ہیں۔ ایک تو اٹل ہے دوسری دعاؤں اور کوشش وعمل سے بدل سکتی ہے۔ یہ دوسرے والی تقدیر تھی بعد میں حضرت خواجہ طاہر بندگی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے پنجاب کی قطبیت عطا کر کے پنجاب بھیجا۔ مزار شریف لاہور کے میانی شریف قبرستان میں مطلع انوار ہے۔

حکمت کی بات:

ارشاد فرمایا، اگر بظاہر شیخ سے کوئی خلاف شریعت امر بھی ثابت ہو تو اعتراض نہ کرے اور یہی سمجھے کہ اس میں کوئی حکمت ہے اور میری موٹی عقل اس

حکمت تک نہیں پہنچ پا رہی ہے۔ بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ کاملین پر امتحان آ جاتے ہیں۔ مثلاً ابدال کے دل میں برائی کا اگر وسوسہ بھی آ جائے تو پکڑ ہو جاتی ہے کسی کا قول ہے کہ ابرار کی نیکیاں بھی کاملین کی برائیاں سمجھی جاتی ہیں۔

سبق آموز واقعہ:

ایک سبق آموز واقعہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا، حضرت عبداللہ اندلسی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد اور اپنے وقت کے شیخ کامل تھے۔ ایک دفعہ سفر پر تھے۔ کنویں پر وضو کے لئے گئے۔ وہاں لڑکیوں کی طرف نظر کی۔ بس نظر کا اٹھنا تھا کہ کیفیت بدل گئی۔ جماعت اصرار کرنے لگی کہ نماز پڑھائیں۔ فرمایا، اب میرے پاس کچھ نہیں ہے آپ چلے جائیں۔ مریدین نے منتیں کیں لیکن حضرت رحمۃ اللہ علیہ نہ مانے۔ ان لڑکیوں کے گاؤں کی طرف چلے گئے۔ اس یہودی لڑکی کے والد سے ملے۔ اس نے کہا لڑکی تب دوں گا جب ہماری خدمت اور ملازمت کرو گے اور تمہیں سؤر بھی چرانے پڑیں گے۔ اب وہی عصا لئے ہوئے اسی حالت میں سؤر چرانے لگے اور کافی عرصہ گزر گیا۔ ایک سال بعد حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ آئے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو اس حال میں دیکھا۔ آپ حضرت کے پاس گئے، پوچھا آپ کو قرآن حفظ تھا کچھ یاد ہے۔ کہا، بس اتنا ہی یاد ہے۔ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ (جسے اللہ تعالیٰ بے عزت کر دے اسے کوئی عزت دینے والا نہیں) پوچھا حدیث میں سے کچھ یاد ہے۔ فرمایا مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهٗ فَاقْتُلُوْهُ (جو اپنا دین بدلے اسے قتل کر دیں)

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ رونے لگے، ان کو دیکھ کر شیخ بھی روئے اور کہا۔ اے اللہ! آپ سے یہ توقع تو نہ تھی۔ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ رو دھو کر واپس دریا کے پاس سے گزرے تو حضرت کو وہاں موجود پایا۔ اللہ تعالیٰ نے فضل فرما کر پہلی

حالت پر لوٹا دیا تھا۔ حضرت نے فرمایا، یہ پکڑ اس بات پر ہوئی کہ میں نے عیسائیوں کی صلیب دیکھ کر کہا کہ یہ اتنے بے عقل ہیں کہ صلیب کو مانتے ہیں۔ بس اسی بات پر پکڑ ہو گئی اور کہا گیا، کیا ایمان تمہارا کمال ہے؟ یہ تو ہماری مہربانی ہے۔ پھر ایک پرندے کی شکل کی چیز سینے سے خارج ہو گئی۔ بس اس فتنے میں مبتلا ہو گیا۔ انسان کو ہمیشہ ڈرتے رہنا چاہئے، پکڑ ہو جائے تو ایسی باتوں پر بھی ہو جاتی ہے۔ فرمایا، خانقاہیں پھر سے آباد ہو گئیں اور وہ یہودی قبیلہ بھی مسلمان ہو گیا۔ اس لڑکی اور اس کے والد نے نکاح کی پیش کش کی لیکن حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اب میں اس سے مستغنی ہو چکا ہوں۔

میں کو مٹانا:

عاجزی وانکساری کے ضمن میں بات کرتے ہوئے فرمایا، اگر شیخ چوراہے پر کھڑا کر کے مرید کو جوتے مارے تو مرید کو چاہئے کہ جوتے اٹھا کر دے اور شکر کرے کہ عجب وتکبر کی اصلاح ہو رہی ہے اور سوچے میں تو ہوں ہی اسی قابل۔ اس سے بھی بندے کی ''میں'' ختم ہوتی ہے اور عاجزی پیدا ہوتی ہے۔ بعض دفعہ مرید خواب بیان کرتے ہیں تو شیخ خاموش رہتے ہیں خواب یا تو اضغاث واحلام (اوٹ پٹانگ) کی قسم میں سے ہوتا ہے یا اس کی تعبیر بتانے سے مرید کے فتنے میں پڑنے کا اندیشہ ہوتا ہے اور بعض اوقات اچھے خوابوں کی تعبیر بھی شیخ اس لئے نہیں دیتے کہ مرید غرور وتکبر کا شکار نہ ہو جائے اور اپنے کو کچھ سمجھنے نہ لگ جائے۔ شیخ جو کچھ سوچ رہا ہوتا ہے مرید کی وہاں تک تو رسائی ہوتی نہیں اور سوچنے لگتا ہے پتہ نہیں جواب کیوں نہیں دیتے۔ ایک دفعہ پیر غلام حبیب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کوئی شیخ صاحب آئے انہوں نے کچھ پوچھا حضرت رحمۃ اللہ علیہ خاموش رہے۔ کچھ

دیر ہو گئی تو فرمایا اس کا جواب تو اب آ رہا ہے۔ وہ شیخ صاحب کہاں ہیں۔ اس کو جاؤ ہم نے کہا وہ تو نہیں ہیں۔ بغیر اجازت کے چلے جانا یہ بھی بے ادبی ہے۔

انفرادی اور اجتماعی توجہ کی اہمیت:

ارشاد فرمایا، بعض دفعہ انفرادی توجہ ڈالنی پڑتی ہے اور بعض دفعہ اجتماعی طور پر توجہ کرنی پڑتی ہے۔ علیحدہ توجہ ڈالنے کی حکمت یہ ہے کہ کئی لوگوں پر سلب گناہ کی توجہ ڈالنی پڑتی ہے اور کئی لوگوں پر شہوت پرستی کو دور کرنے کے لئے توجہ ڈالنی پڑتی ہے۔ حضرت خواجہ احمد سعید قریشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ بعض لوگوں کے دلوں پر توجہ دیتا ہوں تو فیض لوٹ کر واپس آ جاتا ہے اور محسوس ہوتا ہے کہ میرے لئے ان دلوں میں کوئی جگہ نہیں ہے۔ شیخ خصوصی توجہات کے ذریعے غیبت جھوٹ، بری عادتوں وغیرہ کو دور کرتا ہے۔ توجہات کے ذریعے مرید کو دھکا لگایا جاتا ہے۔ جس طرح بعض دفعہ انجن دھکا سٹارٹ ہوجاتا ہے اور دھکا لگانے سے چلتا ہے۔

شیخ کی مہربانی:

ارشاد فرمایا، حضرت خواجہ احمد سعید قریشی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک آدمی کو بیعت کے تیسرے دن ہی خلافت دے دی۔ پرانے لوگوں نے کہا، حضرت! ان کو اتنی جلدی خلافت دے دی۔ فرمایا یہ اپنا چراغ درست کر کے لایا تھا۔ بس ہم نے تو آگ لگا دی۔ بعد میں پتہ چلا کہ اس کا والد سعودی عرب میں مسجد کا حوالی تھا اور وہ اپنے والد کے ساتھ حرم شریف میں کثرت سے آتا جاتا تھا۔ شیخ کے ادب کے بارے میں بات کرتے ہوئے فرمایا، ہم نماز باجماعت کی نیت اور تکبیر تحریمہ بھی اپنے شیخ کی نیت کے باندھنے کے بعد باندھتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے کوئی بات کہنی ہو۔



ایمان کا کمال

عقل معاد اور عقل معاش:

ارشاد فرمایا، موت کے لئے بوڑھا ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ مہلت کا پورا ہونا ضروری ہے۔ ایک عقل معاش ہوتی ہے یعنی دنیا کی فکر کرنے والی عقل اور ایک ہوتی ہے عقل معاد یعنی آخرت کی فکر کرنے والی عقل۔ جو عقل معاد کو ترجیح دے گا حقیقت میں کامیاب وہی ہوگا۔ ایک آدمی جس نے دنیا میں سب سے زیادہ عیش کی ہوگی۔ قیامت کے دن اسے دوزخ کے کنارے لے جایا جائے گا۔ جب اسے دوزخ کا دھواں لگے گا تو وہ قسم کھا کر کہے گا کہ میں نے تو دنیا میں کبھی آسانی کو دیکھا ہی نہیں۔ اسی طرح ایک آدمی جس نے دنیا میں سب سے زیادہ مصیبت اٹھائی ہوگی جب اسے جنت کے کنارے پر لے جایا جائے گا تو اسے دنیا کے تمام مصائب و تکالیف بھول جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ کی کرم نوازیاں:

ارشاد فرمایا، چیزوں میں نفع و نقصان کے اثرات تو اللہ تعالیٰ رکھ دیتے

ہیں۔ کبھی دودھ پیتے ہیں تو فائدہ ہوتا ہے اور کبھی دودھ ہی سے انسان بیمار بھی ہوتا ہے اور موت بھی واقع ہو سکتی ہے۔ قربان جائیں اللہ تعالیٰ پر کہ اس کی اتنی مہربانیاں اور کرم نوازیاں ہوتی ہیں لیکن ہم لوگ سمجھ نہیں پاتے۔ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ مالک اور نوکر سب کو نوازتا ہے۔ جو کسی کو کھانا کھلاتا ہے تو اس کے پکانے والے، اٹھا کر مہمان کے سامنے لانے والے اور کمانے والے تینوں کو اللہ رب العزت بخش دیتے ہیں۔ فرمایا، خواجہ عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جب خرچ ختم ہو جاتا تو جو کچھ موجود ہوتا وہ بھی خرچ کر دیتے تھے اور پھر فتوحات کے دروازے کھل جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ پر توکل بڑی چیز ہے۔ ہم اللہ پر توکل ہی تو نہیں رکھتے ان بڑے لوگوں کا توکل بھی بڑا ہوتا ہے۔

نفع کا سودا:

ارشاد فرمایا، حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایک انتہائی غریب آدمی نے کہا، کہ اللہ تعالیٰ سے کہیں مجھے میری زندگانی کا رزق اکٹھا ہی دے دیں۔ چند دن تو سہولت سے گزریں گے۔ بس اس کا رزق اسے چند بوری گندم دے دیا گیا۔ کچھ دن بعد دیکھا کہ اس آدمی کا بڑا لمبا دستر خوان ہے۔ لوگوں کو خوب کھلا پلا رہا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر اللہ رب العزت سے اس کی حکمت پوچھی۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا جس کا مفہوم کچھ یوں ہے، اس نے رزق میں سے صدقہ کیا، لوگوں کو کھلایا۔ اس نے نفع مند سودا کیا تو ہم نے اسے اور دیا۔

بیوی کے ساتھ عدل وانصاف:

ارشاد فرمایا، کتنے شوہر ایسے ہوں گے کہ بیوی سے ناانصافی کی وجہ سے جہنم میں جائیں گے۔ سب سے بہتر انسان وہ ہے جو اہل خانہ سے بہتر سلوک

کرتا ہے۔ فرمایا اَلنِّكَاحُ نِصْفُ الْاِيْمَان (نکاح نصف ایمان ہے)۔ آدھا ایمان نماز، روزہ وغیرہ اور بقیہ آدھا ایمان بیوی کے ساتھ عدل و انصاف ہے۔ دیکھیں اس طرح اللہ تعالیٰ کو خوش کرنا کتنا آسان ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ جب خاوند اپنی بیوی کو دیکھ کر مسکراتا ہے اور بیوی خاوند کو دیکھ کر مسکراتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان دونوں کو دیکھ کر مسکراتے ہیں لیکن شیطان بڑا ملعون ہے یہ انسان کو گھر میں خوش رہنے ہی نہیں دیتا۔ ارشاد فرمایا کہ عورت کا خاوند اس کی جنت بھی ہے اور دوزخ بھی ہے۔ اگر خاوند اپنی بیوی سے خوش ہے تو جنت کے آٹھوں دروازے عورت کے لئے کھول دیئے جائیں گے۔

عزت کا معیار:

نماز کی اہمیت کے متعلق ارشاد فرمایا، کہ اگر ہم اپنے گھر والوں کو نماز کے لئے ایک دفعہ کہیں دو دفعہ کہیں پھر بھی وہ نماز نہ پڑھیں تو ہمیں کتنا غصہ آتا ہے۔ تمہیں اتنی دفعہ کہا کہ نماز پڑھو لیکن تم نے نہیں پڑھی۔ سوچیں ذرا کہ اللہ تعالیٰ نے تقریباً ساڑھے سات سو دفعہ نماز کے لئے حکم فرمایا۔ جب ہم حکم عدولی کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کا غصہ کتنا بھڑکتا ہوگا۔ آج لوگ ناپائیدار عزت کو چاہتے ہیں ایک عزت مال و دولت اور کرسی سے ملتی ہے جو ناپائیدار ہوتی ہے اور ایک عزت اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق سے اور اس کی یاد سے ملتی ہے جو پائیدار ہوتی ہے۔ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ اصل عزت تو اللہ ہی کے لئے ہے۔ عزت وہی پائیدار ہے جو نیک اعمال سے ملتی ہے، اللہ کی فرمانبرداری سے ملتی ہے، اللہ کی محبت سے ملتی ہے۔ عزت کا یہ معیار اگر انسان کے سامنے ہو تو وہ دنیاوی عیش و عشرت والی عزت کی ذرا برابر پرواہ نہیں کرتا مگر یہ چیز ذرا مشکل ہے، ہمت سے کام لینا پڑتا

ہے۔

خدا کی یاد میں محویت دل کی بادشاہی ہے
مگر آسان نہیں ہے ساری دنیا کو بھلا دینا

اللہ تعالیٰ سے محبت والی نظر کی تاثیر:

ارشاد فرمایا، جس میں دو رنگی نہیں ہوتی وہ کامیاب ہے۔ یہ دو رنگی بڑی مشکل سے ختم ہوتی ہے۔

دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا
سراسر موم ہو جا یا سنگ ہو جا

کتاب وسنت رنگ ہیں، علما رنگ فروش ہیں اور صوفیا کرام رنگ ریز ہیں۔ اولیائے کرام کی نگاہوں میں بھی تاثیر ہوتی ہے جس سے وہ بندے پر دین کا رنگ چڑھا دیتے ہیں۔

نہ کتابوں سے نہ وعظوں سے نہ زر سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

اگر بدی اپنا رنگ دکھا سکتی ہے اور انسان کو گمراہ کر سکتی ہے تو شفقت کی نظر اور اللہ تعالیٰ سے محبت والی نظر میں کیوں اثر نہیں ہوگا۔ اللہ والوں کی نظر ہی دل میں انقلاب برپا کرتی ہے۔

عبادتوں کے مزے:

ارشاد فرمایا، دسترخواں پر جب کھانے لگے ہوتے ہیں سب کھانوں کا مزہ جدا ہوتا ہے۔ اسی طرح نوافل کا مزہ جدا ہے اور قرآن کا مزہ کچھ اور ہوتا ہے، درود شریف کا مزا اور ہوتا ہے۔ ہمیں عبادتوں کے مزوں سے بھی واقف ہونا

چاہئے۔ جب ان مزوں سے واقف ہوئے تو کھانوں کے مزے بھول جائیں گے۔ ہمیں ایسی عبادت کرنی چاہئے کہ عبادت کرتے وقت دل کو سکون مل رہا ہو، جو عبادت اس دنیا میں مزہ نہیں دے گی تو اس دنیا میں زیادہ اجر بھی نہیں دلا سکے گی۔ اگر ہم اپنے ایمان پر محنت کریں تو دل زندہ ہو جائے۔ دل میں ایمان و یقین کی گرمی ہو تو عمل کرنا بہت آسان ہو جاتا ہے۔ آج ایمان و یقین میں ضعف آ گیا جس کی وجہ سے امت مسلمہ زوال کا شکار ہو رہی ہے۔ صحابہ کرام ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ تھا اور اللہ کے بھروسے پر دریاؤں میں گھوڑے ڈال دیتے تھے اور دریا انہیں راستہ دے دیتے تھے۔

دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

نمازوں کی حضوری نصیب ہونا:

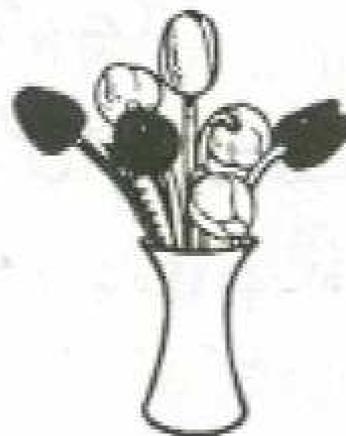
ارشاد فرمایا، سلف صالحین کی نمازیں ایسی ہوتی تھیں کہ نماز کے وقت ڈھول بھی بجاتے رہو تو انہیں خبر نہیں ہوتی تھی۔ کیونکہ نماز میں حضوری اتنی ہوتی تھی کہ ارد گرد کی بھی خبر نہیں ہوتی تھی۔ بارگاہ الٰہی میں پیشی کا تصور ایسا تھا کہ نماز پڑھتے ہوئے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے۔ مسلمان سجدہ کرتا تھا تو زمین کانپ جاتی تھی۔ ارشاد فرمایا، انسان کے بننے کے بعد انسان میں وہ تبدیلیاں آتی ہیں کہ ایٹم بم کے پھٹنے سے بھی وہ تبدیلیاں نہیں آیا کرتیں۔ اپنے آپ کو بنانے پر انسان کو زور لگانا چاہئے تب انسان کامل بنتا ہے۔ جب کسی کامل کے ہاتھ میں ہاتھ دیتا ہے اور فرماں بردار بن کر اپنی اصلاح کرواتا ہے تو پھر ایمان میں جان آ جاتی ہے۔

ایمان کا معیار:

ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ کے ہاں ایمان کا ایک معیار ہے جو عمومی طور پر نظر نہیں آتا۔ ہمارا لوگوں کے سامنے ایک چہرہ ہوتا ہے اور اندر کا چہرہ اور ہوتا ہے مثلاً ایک جگہ پر 100 فٹ پر پانی نکلتا ہے اگر 60 فٹ کے سینکڑوں بور بھی کر دیے جائیں تو پانی نہیں نکلے گا۔ اسی طرح ایمان کا بھی ایک معیار ہے جس پر رحمت اترتی ہے۔ کلمہ پڑھنے سے تو ہماری مسلمانی کا آغاز ہوا۔ ایمان کو مضبوط کرنے کے لئے محنت کی ابتداء شروع ہوئی ہے۔

خرد نے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں

ابھی ایمان کا کمال نصیب ہوتا رہتا ہے کمال ایمان نصیب ہوگا تو پھر ہم کامل ہوں گے۔



مجلس 28

علم اور استاد کی اہمیت

علم کا حاصل کرنا کس کس پر فرض ہے؟

علم ایک نور ہے جس سینے میں داخل ہوتا ہے وہاں سے ظلمتوں کو ختم کر دیتا ہے۔ جس دل میں علم کا نور آ جاتا ہے اس دل میں عمل کا شوق پیدا کر دیتا ہے۔ جس انسان کی زندگی میں آ جاتا ہے اسے سیدھے راستے کی رہنمائی کرتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَةٍ (علم کا حاصل کرنا ہر مرد اور عورت پر فرض ہے)

علم کا حاصل کرنا زندگی کے کس حصے میں ضروری ہے؟

حضور ﷺ کی حدیث اس کا جواب دیتی ہے۔ اُطْلُبُوا الْعِلْمَ مِنَ الْمَهْدِ اِلَى اللَّحْدِ۔ مہد کہتے ہیں پنگھوڑے کو اور لحد کہتے ہیں قبر کو۔ فرمایا کہ تم پنگھوڑے سے لے کر قبر میں جانے تک علم حاصل کرو۔ گویا تم پوری زندگی طالب علم بن کر رہو، سیکھنے کا جذبہ اور شوق ہو جو انسان پوری زندگی طالب علم بن کر رہے اللہ

تعالیٰ اس کے درجات کو بڑھا دیتے ہیں۔ قرآن پاک میں اس کی گواہی ہے۔
یَرْفَعِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ (اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بلندیاں عطا فرماتے ہیں اور ان کے درجات بلند کرتے ہیں)۔

علم کیسے حاصل ہوتا ہے؟

علم کا حاصل کرنا ایک شوق ہے، ایک جذبہ ہے جس کو نصیب ہو جائے وہ خوش نصیب ہے۔ بن مانگے یہ نہیں ملتا۔ کوئی آدمی اگر علم کے ساتھ بے نیازی کا معاملہ کرے وہ کتنا ہی ذہین کیوں نہ ہو وہ علم حاصل نہیں کر سکتا۔ علم ہمیشہ طلب سے حاصل ہوتا ہے۔ مَنْ طَلَبَ فَقَدْ وَجَدَ جس نے طلب کیا اس نے پالیا اَلْعِلْمُ بِالتَّعَلُّمِ (علم سیکھنے سے آتا ہے)۔

کون سا علم صحیح ہے؟

صحیح علم وہ ہے جو استادوں کے پاس بیٹھ کر حاصل ہوتا ہے۔ ہر چیز کا ایک دروازہ ہوتا ہے اور علم کا دروازہ تکرار ہے۔ لِکُلِّ شَیْءٍ بَابٌ وَ بَابُ الْعِلْمِ تَکْرَارٌ۔ گویا استاد سے علم حاصل کرنا پڑتا ہے دوسرا اس کا تکرار بھی کرنا پڑتا ہے۔ یہ چیزیں شخصی مطالعہ سے حاصل نہیں ہوتیں اگر کوئی آدمی از خود کتاب پڑھ لے اور سمجھے کہ میں نے علم حاصل کر لیا ہے تو اس نے علم صحیح طریقے سے حاصل نہیں کیا۔ کچھ باتیں وہ صحیح سمجھے گا اور کچھ باتوں میں خامی رہے گی، کوتاہی رہے گی۔ لہٰذا ایسے علم کو پورا اور صحیح علم نہیں کہیں گے۔ اس قسم کی کئی غلطیاں لوگ کرتے رہتے ہیں اس لئے اصول یہ ہے کہ کوئی قرآن پاک کی تفسیر اردو میں پڑھ لے، حدیث پاک کا ترجمہ اردو میں پڑھ لے اور یہ سمجھنے لگ جائے کہ میں بڑا علم والا بن گیا وہ دھوکے میں ہے۔ جب تک پڑھ کر استاد سے تصدیق نہ کروا

لی جائے اس وقت تک کتاب سے پڑھ لینے سے علم کا سمجھنا اور دعوی کرنا صحیح نہیں ہے۔

عجیب واقعہ:

ایک بہت بڑے محدث تھے۔ ان کے پاس ایک شاگرد پڑھا کرتا تھا۔ اس شاگرد کے والد کے پاس احادیث کا بڑا ذخیرہ تھا۔ انہوں نے اس کو ایک کتاب میں جمع کر رکھا تھا۔ جب فوت ہونے لگے تو انہوں نے وہ حدیث کی کتاب اپنے بیٹے کو دے دی۔ اب ان کے بیٹے اس مجموعہ کو پڑھتے اور لوگوں کو سنایا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ وہ اپنے انہیں استاد کے سامنے بیٹھے حدیث پڑھ رہے تھے، روایت پڑھتے ہوئے انہوں نے پڑھا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَنْ جِبْرَائِيْلَ عَنِ اللّٰهِ عَنْ رَجُلٍ اب یہ جو حدیث پڑھ رہے تھے اس کا مطلب ہے فلاں صحابیؓ نے حضور ﷺ سے روایت کی انہوں نے جبرائیل علیہ السلام سے روایت کی اور انہوں نے اللہ تعالیٰ سے روایت کی اور اللہ تعالیٰ نے ایک بندے سے روایت کی۔ انہوں نے پڑھا تو استاد نے انہیں ٹوکا کہ کیا پڑھ رہے ہو؟ اس شاگرد نے پھر ویسے ہی پڑھ دیا۔ پھر استاد نے اسے ڈانٹا کہ ذرا ہوش سے پڑھو۔ اس نے کہا لکھا ہوا تو یہی ہے۔ استاد نے کہا کہ ذرا مجھے کتاب دکھاؤ۔ جب کتاب دکھائی تو استاد نے دیکھا کہ لکھا ہوا تھا عَنْ جِبْرَائِيْلَ عَنِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے عزوجل لکھا ہوا تھا لیکن لکھنے والے نے اس طرح لکھ دیا تھا کہ الفاظ آپس میں مل گئے اور وہ رجل پڑھا جا رہا تھا۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اتنے بڑے بڑے اہل علم کو فقط کتاب پڑھنے سے غلطی لگ سکتی ہے تو پھر ایک عام آدمی صرف کتاب پڑھ کر علم صحیح کا دعویٰ کیسے کر سکتا ہے۔

بغیر استاد کے کتاب پڑھنے والے کا واقعہ:

ایک واقعہ ہے کہ ایک صاحب تھے جسے بغیر استاد کے کتاب پڑھنے کا بہت شوق تھا۔ اب وہ فجر کی نماز پڑھاتے تو وہ خوب ہلتے تھے جیسے کوئی جھوم رہا ہوتا ہے۔ ایک دن تو مقتدیوں نے کچھ نہ کہا کہ شاید کوئی وجہ ہوگی لیکن جب وہ دوسرے دن بھی جھوم جھوم کر نماز پڑھانے لگے تو بعد میں لوگوں نے کہا کہ یہ آپ نماز میں جھومتے کیوں ہیں؟ وہ کہنے لگا کہ حدیث میں ہے۔ لوگ حیران ہوئے کہ پہلے تو کبھی نہیں سنا۔ اس نے کہا، بس میں تو حدیث پر عمل کرتا ہوں۔ ایک آدمی بزرگوں کا صحبت یافتہ تھا۔ اس نے کہا، کہ ہمیں ذرا حدیث دکھا دیجئے۔ انہوں نے جب کتاب لے کر دیکھا تو اس پر لکھا ہوا تھا کہ حضور ﷺ فجر کی جو نماز تھی وہ ہلکے ہلکے پڑھا کرتے تھے۔ اصل میں جو ترجمہ تھا وہ یہ تھا کہ خفیف خفیف پڑھ لیتے تھے۔ ذرا جلدی جلدی پڑھ لیتے تھے، ہلکی ہلکی نماز پڑھ لیتے تھے۔ اور ان صاحب نے اس کو پڑھا کہ ہل ہل کر پڑھا کرتے تھے۔ چنانچہ وہ فجر کی نماز میں جھوما کرتے تھے۔ ان چند مثالوں سے واضح ہوا کہ فقط عبارت پڑھ کر بندہ صحیح نہیں سمجھ سکتا۔ کبھی ٹھیک سمجھے گا تو کبھی غلطی بھی ہوسکتی ہے۔

دلچسپ واقعہ:

ایک سعودی عرب کے آدمی تھے۔ پہلی دفعہ پاکستان آئے تھے۔ ہم ان دنوں انجینیرنگ کے طالب علم تھے جیسے ہی وہ ایئر پورٹ سے نیچے آئے انہوں نے شہر میں مختلف سائن بورڈ پڑھے اور شہر کو دیکھا۔ ہمارے ایک دوست نے پوچھا بتایئے شہر پسند آیا۔ وہ کہنے لگا، یہ جو سامنے لکھا ہوا ہے حبیب بینک اس کا کیا مطلب ہے۔ وہ اصل میں حبیب بنک لکھا ہوا تھا اور وہ عربی اس کو پڑھ رہے

تھے۔ حبیب ہبنک۔ اب اسے کیا پتہ کہ ان کی زبان میں بینک ہوتا ہے اور ہماری زبان میں اسے بنک پڑھتے ہیں۔ سوچیں ایک صاحب زبان ہے مگر لکھی ہوئی بات کو پڑھتے اور سمجھتے ہوئے اسے غلطی لگ سکتی ہے۔ یہ پکا اصول بنالیں کہ علم اساتذہ سے حاصل ہوتا ہے علم علماء سے حاصل ہوتا ہے۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ صرف مطالعہ کرلیں علم حاصل ہو جائے گا وہ بے چارے دھوکا کھا لیتے ہیں۔ اسی لئے قرآن وحدیث کے معانی مفہوم کو ٹھیک نہیں سمجھ سکتے۔ اس قسم کی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ چند مثالیں بیان کر دی گئیں ہیں۔

خطرناک غلطیاں:

ایک غلطی تو لوگ یہ کرتے ہیں کہ اردو کی کتابیں اور ترجمہ پڑھ کر اپنے آپ کو عالم سمجھنا شروع کر دیتے ہیں اور اس سے بڑھ کر غلطی یہ کرتے ہیں کہ اس پر اجتہاد بھی شروع کر دیتے ہیں۔ یعنی فتوے دینے شروع کر دیتے ہیں۔ اپنی رائے سے مسئلے بتانے شروع کر دیتے ہیں یہ چیز انتہائی خطرناک ہے۔ دین کا کوئی مسئلہ اگر اپنی رائے سے بتا دیا تو اس کا بوجھ بتانے والے کے اوپر ہوتا ہے۔ چند باتیں پڑھ کر یہ سمجھ لینا کہ میں بہت کچھ جانتا ہوں، یہ اس کی دوسری بڑی غلطی ہے ان دونوں کاموں سے بچنا چاہئے۔ اگر انسان کوئی بات پڑھے اور وہ سمجھ آئے تو فوراً استادوں سے اس کی تصدیق کرائے کہ میں نے فلاں کتاب پڑھی ہے اور میں نے اسے اس طرح سمجھا ہے۔ کیا میں ٹھیک سمجھا ہوں یا میرے سمجھنے میں کوئی غلطی ہے؟ ہمیشہ یہ اصول یاد رکھیں کہ باعمل علماء سے خود سمجھی ہوئی بات کی تصدیق کرائے۔

اصلاحی تقریر

کیا اپنی رائے ضروری ہے؟

اگر دین کے معاملے میں کسی بات کا پتہ نہ ہو تو صاف کہہ دے کہ مجھے نہیں پتہ۔ یہ الفاظ کہہ دینا کہ مجھے نہیں پتہ یہ عظمت کی دلیل ہوتی ہے، ذلت کی دلیل نہیں ہوتی۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اتنے بڑے محدث تھے، اتنے بڑے عالم تھے، اتنے بڑے فقیہہ تھے ان کے بارے میں آتا ہے کہ کئی دفعہ لوگ ان سے سوال کرتے تو وہ بھری محفل میں کہہ دیتے کہ مجھے اس کا علم نہیں ہے اور فرماتے تھے ایسا کہنا مجھے اچھا لگتا ہے۔ آج کل پتہ ہو یا نہ ہو جہاں دین کی بات چلے لوگ کہنا شروع کر دیتے ہیں میری رائے یہ ہے، میری رائے وہ ہے۔ ان چیزوں سے بچنا چاہئے یہ اصول بنیادی ہیں تاکہ انسان کی زندگی صحیح گزر سکے۔

کیا استاد ضروری ہے؟

آپ کو کئی عورتیں ملیں گی جو کہیں گی کہ معاشرے میں کسی استاد کے پاس جانے کی کیا ضرورت ہے؟ گھر میں تفسیر پڑی ہوئی ہے اور اسے پڑھ کر آپ کو دین کی ''تفہیم'' حاصل ہو جائے گی۔ یہ بہت بڑی غلطی ہے کہ فقط اردو کی تفسیر پڑھ کر ہمیں قرآن کی تفسیر یاد ہو جائے گی۔

واقعہ:

مجھے یاد ہے کہ سرحد کے ایک استاد تھے۔ انہیں مدارس میں پڑھاتے ہوئے ایک مدت گزر گئی۔ ان کا دعویٰ تھا کہ مجھے اردو بہت اچھی آتی ہے۔ ہمیشہ وہ یہی دعویٰ کرتے تھے ایک دن کسی صاحب نے ان سے پوچھ لیا، حضرت! اس کا مطلب بتائیے کہ ایک کریلا دوسرا نیم چڑھا۔ انہوں نے کہا یہ بھی کوئی مشکل بات

ہے بس ایک کریلا تھا دوسرا جب اس کا سالن بنانے لگے تو وہ ٹھیک طرح پکا نہیں اور جب کریلا ٹھیک طرح پکے نہیں تو وہ اور بھی کڑوا ہوتا ہے۔ ایک تو وہ کریلا تھا دوسرا پکا ٹھیک نہیں تھا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ بہت کڑوا پکا ہوا کریلا۔ اب اپنی طرف سے انہوں نے یہ ترجمہ بنا دیا۔ حالانکہ اس کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ پہلے زمانے میں حکیم لوگ علاج معالجے کے لئے کریلے کی بیل کو نیم کے درخت پر چڑھا دیا کرتے تھے اس کریلے میں نیم کے درخت کی کچھ خصوصیات آجاتی تھیں وہ کریلا خود بھی کڑوا ہوتا تھا اور نیم کی کڑواہٹ بھی اس میں آجاتی تھی اس کے علاج معالجہ میں بہت سے فائدے ہوتے تھے۔ اس لئے اسے کہتے تھے ایک کریلا اور دوسرا نیم چڑھا اور ہم نے اس کا ترجمہ سمجھ لیا ایک کریلا دوسرا نیم پکا۔ معلوم ہوا کہ انسان فقط اردو کے الفاظ پڑھ کر صحیح علم حاصل نہیں کرسکتا۔ وہ علم کچا ہوا کرتا ہے وہ راسخ علم نہیں ہوتا۔ اسی لئے جامعات کی ضرورت پڑی کہ بچیاں یہاں آکر استادوں سے علم حاصل کریں اور استاد بھی کون جنہوں نے اپنے استادوں سے پڑھا ہو۔ یہ علم حاصل کرنے کی جو ذمہ داری ہے وہ فقط گھروں میں بیٹھ کر پوری نہیں ہوتی۔

محدثہ عورت:

پہلے وقتوں میں یہ حال ہوتا تھا کہ ہر گھر میں عالم ہوتے تھے وہ اپنے گھر کی مستورات کو رات میں شام میں یا کسی بھی وقت میں درس دے کر پڑھایا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بیوی کو مشکوۃ تک کی کتابیں خود پڑھائی تھیں۔ چنانچہ حضرت قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے مشکوۃ شریف اپنی دادی اماں سے سبقاً سبقاً گھر میں رہ کر

پڑھی۔ یہ عورتیں گھروں میں اپنے بچوں کو سبقاً سبقاً خود پڑھایا کرتی تھیں۔

حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور محدثہ عورتیں:

میں حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی پڑھ رہا تھا اس میں یہ لکھا تھا کہ انہوں نے بچپن میں جو علم حاصل کیا تو ان کے استادوں میں سات عورتیں بھی شامل تھیں۔ جنہوں نے انہیں علم حدیث پڑھایا تھا۔ پانچ دس سال کے بچے تھے اس چھوٹی عمر کے بچے تو عورتوں کے پاس پڑھ سکتے ہیں۔ تو اس زمانے میں یہ معلمات گھروں میں حدیث پڑھاتی تھیں۔ انہوں نے ان سے حدیث پڑھی حضرت حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ میں ان سات محدثات کے نام بھی آتے ہیں جو کہ عالمہ تھیں بڑی ماہرہ تھیں۔

استاد کی ضرورت کیوں ہے؟

اگر کوئی یہ سمجھے کہ علم حاصل کرنا تو ضروری ہے مگر ہم گھر میں صرف کتابیں خود ہی پڑھ لیں گی تو یہ علم حاصل ہونے کی دلیل نہیں ہے اس سے انسان کو پکا علم حاصل نہیں ہوتا۔ اگر خود ہی ایک مسئلہ غلط سمجھ لیا تو پتہ نہیں اس سے اس کا بنے گا کیا؟ قدم قدم پر انسان سے غلطیاں ہو سکتی ہیں۔ آج حالت یہ ہے کہ جنہیں صحیح اردو پڑھنی نہیں آتی وہ یہ کہتے پھرتے ہیں کہ ہمیں استادوں کی ضرورت نہیں ہے ہم خود ہی کتابوں سے علم حاصل کر لیں گے۔ اصل میں استاد بیزار ماحول بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ طالب علم اور استاد کے درمیان فاصلہ پیدا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ جب طالب علم اور استاد کے درمیان دوری ہو جائے گی تو پڑھنے والا اب جو چاہے سمجھتا رہے، اس کی مرضی۔ کتاب اس کے سامنے ہے جو چاہے سمجھتا پھرے۔ استاد سے تو سمجھا نہیں کہ غلطی دور ہو سکے۔

انتہائی ضروری باتیں:

یہ دو باتیں ذہن میں خوب اچھی طرح بٹھالیں تا کہ عمل کی توفیق ملے۔

1. علم کا حاصل کرنا مرد پر بھی فرض ہے اور عورت پر بھی فرض ہے۔
2. علم حاصل ہوتا ہے اہل علم حضرات سے اور استادوں سے۔ فقط کتابوں سے صحیح علم حاصل نہیں ہوتا۔

کتاب نہ بھی ہو استاد ہو تو علم حاصل ہو جاتا ہے۔ مگر فقط کتاب ہو اور استاد نہ ہو تو علم حاصل نہیں ہوسکتا۔ اگر کتاب اور استاد دونوں ہوں تو یہ نور علیٰ نور ہے۔

مدارس اور جامعات کی ضرورت کیوں پڑی؟

سوال یہ ہے کہ استاد اور کتاب کہاں ملے؟ تو صاف ظاہر ہے کہ ہمیں مدارس اور جامعات کے ماحول میں آنا پڑے گا۔ گھر میں کہیں بھی ایسا ماحول نہیں کہ جہاں بچیاں دین کا علم صحیح طریقہ سے حاصل کرسکیں۔ الا ماشاءاللہ۔ بڑے بڑے علماء اتنا وقت نہیں دے سکتے کہ بچیاں گھروں میں ان کے پاس پڑھیں۔ اس لئے ضرورت پڑی ان جامعات کے بنانے کی۔ مگر آپ حیران ہوں گی کہ لوگ اس پر بھی اعتراض کرتے ہیں حضور ﷺ نے ہفتے میں ایک دن مقرر کیا ہوا تھا کہ جس میں عورتوں کو بلا کر حضور ﷺ وعظ ونصیحت فرمایا کرتے تھے اور یہی دلیل ہے عورتوں کو علم حاصل کرنے کی یہ بھی ایک صورت ہے لہٰذا جس جگہ پر عورتیں باپردہ ماحول میں علم حاصل کرسکتی ہوں ایسی جگہ پر عورتوں کا گھروں سے چل کر جانا اور وہاں جامعات ومدارس میں رہنا یہ شرعاً سو فیصد جائز اور ٹھیک ہوتا ہے۔ اس پر ان کو اللہ کی طرف سے اجر ملتا ہے۔ جیسے کوئی اللہ کے راستے میں نکلے تو اسے جہاد کا ثواب ملتا ہے اسی طرح طالبات گھر سے طلب

علم کے لئے نکلیں تو انہیں جہاد کا ثواب ملتا ہے۔

طالب علم کی فضیلت:

بعض روایات میں آتا ہے کہ طالب علم جب گھر سے نکلتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کو حکم دیتے ہیں کہ تم اپنے پران کے قدموں تلے بچھا دو کہ یہ میرے راستے میں علم حاصل کرنے کے لئے چلا ہے۔ یاد رکھنا! اگر نیک نیت ہو تو طالب علم سے افضل کوئی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خاص رحمتیں ہوتی ہیں اس پر جو علم کا طلب کرنے والا ہوتا ہے۔





طالبات کے لیے خصوصی ہدایات

خوش نصیب بچیاں:

علم کا حاصل کرنا، یہ ابتدا ہے۔ اگر سچی طلب ہوگی اور علم بھی حاصل ہو گیا تو پھر عمل بھی آئے گا اور اخلاص بھی نصیب ہوگا۔ لہٰذا وہ تمام بچیاں جو گھروں سے اپنے اوقات فارغ کر کے آئیں اور ان کا مقصد علم کو حاصل کرنا ہے تو وہ تمام کی تمام بچیاں خوش نصیب ہیں۔ وہ زندگی کے بہترین وقت کو گزار رہی ہیں یہی وقت ان کا اللہ تعالیٰ کے ہاں ذخیرہ آخرت بنے گا۔

علم دین پر اعتراض کیوں؟

آج روزانہ بچیاں گھروں سے اپنے سکولوں اور کالجوں میں جاتی ہیں مگر کوئی اعتراض نہیں کرتا۔ صبح صبح ایک فوج ہوتی ہے اس امت کی جو سکولوں اور کالجوں کی طرف جارہی ہوتی ہے۔ کوئی اپنی گاڑی پر جارہی ہوتی ہے کوئی ویگن اور بسوں پر اتنی مشکلات سے جارہی ہوتی ہے مگر کوئی اعتراض نہیں کہ یہ کیوں اس طرح جارہی ہیں۔ ہر کوئی کہے گا کہ جی پڑھنا تو ضروری ہے۔ اگر دنیا کی

تعلیم اتنی ضروری ہے کہ جس سے دنیا کی زندگی اچھی گزرے گی تو پھر دین کا علم حاصل کرنا کتنا ضروری ہے کہ جس سے اللہ تعالیٰ کی ملاقات نصیب ہوگی اور انسان کی آخرت بنے گی۔ اس لئے اصل علم تو علم قرآن اور علم حدیث ہی ہے اور یہی دین کا علم ہے۔

علم اور معلومات میں کیا فرق ہے؟

جو علم اسکولوں اور کالجوں میں پڑھایا جاتا ہے وہ ضروری ہے مگر وہ صرف ضرورت زندگی ہے اور دین کا علم مقصد زندگی ہے۔ مقصد اور ضرورت میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ مقصد کو انسان نہیں چھوڑ سکتا مگر ضرورت کو انسان کم وبیش کر لیا کرتا ہے۔ اس لئے جتنی بچیاں یہاں آئی ہیں یا آئیں گی وہ مقصد زندگی کو پورا کرنے والی ہوں گی۔ انشاء اللہ پروردگار عالم ان کو علم عطا فرمائیں گے۔ کچھ علم ہوتا ہے اور کچھ معلومات ہوتی ہیں۔ علم اور معلومات میں بڑا فرق ہے کہ معلومات یہ ہوتی ہیں کہ کوئی کہے کہ مجھے اس کا بھی پتہ ہے اس کا بھی پتہ ہے مگر اس کا عمل کسی پر بھی نہ ہو۔ یہ ایسا انسان ہے کہ اس کے پاس معلومات ہیں علم نہیں ہے۔ علم کی دلیل ہی یہی ہے کہ جب انسان کے سینے میں آتا ہے تو انسان کو عمل کے بغیر چین نہیں آتا۔ علم ہمیشہ عمل کے رنگ میں ڈھل جاتا ہے۔

مدارس کے ماحول میں برکات:

اَلْعِلْمُ بِلَا عَمَلٍ كَشَجَرَةٍ بِلَا ثَمَرٍ (علم عمل کے بغیر ایسا ہے کہ جیسے کوئی درخت پھل کے بغیر ہو) علم بھی اسی طرح عمل کے بغیر فائدہ نہیں دیتا جس طرح چراغ بغیر جلے روشنی نہیں دیتا۔ مدارس کے ماحول میں رہ کر علم حاصل کرنا یہ بہت ضروری ہے۔ بڑی سعادت یہ ہے کہ وہ تمام بچیاں جو حصول علم کے لئے آئی

ہوئی ہیں وہ اپنے آپ کو سمجھیں کہ میں اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہوں۔ مثلاً جیسے معتکف کو ہر وقت اجر مل رہا ہوتا ہے چاہے وہ کوئی ظاہراً عبادت کر رہا ہو یا نہ کر رہا ہو مگر اجر پھر بھی مل رہا ہوتا ہے۔ کیونکہ اعتکاف کی نیت سے جو ہے، جیسے اعتکاف والے کو ہر وقت اعتکاف کی نیت کی وجہ سے اجر ملتا ہے اسی طرح جو اپنے گھروں سے چل کر علم حاصل کرنے کے لئے اداروں میں آئیں ان کو بھی اگر وہ کسی وقت فارغ بھی بیٹھی ہوں تو اس وقت بھی اللہ تعالیٰ انہیں اجر عطا فرماتے ہیں مگر نیت خالص ہونا ضروری ہے۔

شیطان سے بچاؤ کا طریقہ:

طالب علمی کا وقت گویا آپ کا قیمتی وقت ہے اس میں آپ پروردگار کے دین کا علم حاصل کرنے کے لئے آئی ہیں، نبی ﷺ کے پیارے ارشادات کو پڑھنے سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کے لئے آئی ہیں۔ لیکن یاد رکھیں، شیطان ناامید نہیں ہوتا، یہ نہ سمجھنا کہ آپ گھروں سے پڑھنے کے لئے یہاں آگئی ہیں تو شیطان ناامید ہوگیا ہوگا کہ فلاں تو جامعہ میں چلی گئی ہے اب تو میں اس کا پیچھا چھوڑ کر کسی اور کام میں لگتا ہوں۔ شیطان ہر ایک کے پیچھے لگا ہوا ہے اور اس کا کام اسے بہکانا ہے۔ وہ کبھی بھی انسان کو نہیں چھوڑتا۔ آپ یہاں آئیں تو وہ شیطان بھی آپ کے پیچھے یہاں آپہنچا۔ اب اس سے پیچھا کیسے چھڑانا ہے؟ اس کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں، توبہ کریں اور اپنے آپ کو ہر وقت علم میں مشغول رکھیں۔ اللہ کی یاد سے غفلت اگر آپ کے دلوں میں آئی تو یہاں پہنچ کر بھی شیطان آپ کو نقصان پہنچائے گا۔

شیطان کا سب سے بڑا داؤ کیا ہے؟

شیطان کا سب سے بڑا داؤ گمراہ کرنے کا یہ ہوتا ہے کہ وہ طالب علم کو حصول علم سے ہٹا دے۔ (واقعہ) کہتے ہیں کہ ایک دفعہ شیطان کو خیال آیا کہ ہم بھی اپنی کانفرنس کریں ویسے بھی آج کل کانفرسوں کا زور ہے۔ اس نے بھی سوچا ہوگا کہ چلو ہم بھی عوامی کانفرنس کرتے ہیں۔ چنانچہ اس نے اپنی تمام شیطانی فوج کو دعوت دی اور اس طرح دعوت دی ہوگی۔

سب　قدم　سب　راستے

کانفرس　کے　واسطے

چنانچہ سب کے سب شیطان اور شطونگڑے کانفرس میں پہنچ گئے۔ شیطان نے پوچھا کہ تم لوگ بتاؤ۔ تم لوگوں نے انسانوں کو گمراہ کرنے کے کیا کیا کارنامے سرانجام دئے ہیں۔ اب وہ اپنی اپنی کارگزاری سنانے لگے۔ ایک نے کہا کہ فلاں دو بھائی تھے۔ ان کا کاروبار اکٹھا تھا ان میں غلط فہمیاں ڈال کر انہیں آپس میں لڑوا دیا۔ ایک شیطان نے اپنا کارنامہ بتایا کہ میں نے دو پڑوسیوں کو لڑوا دیا اور ایک نے دوسرے کو قتل کر دیا۔ کسی نے کہا میں نے فلاں کو چوری پر اکسایا، یا کسی نے کہا میں نے فلاں کو غلط کام پر اکسایا۔ اپنی اپنی باتیں کرتے رہے۔ کسی نے کہا کہ میں نے فلاں عورت کو کہا کہ تو اپنے خاوند کی ذرا بات نہ سننا۔ خاوند کے دل میں بات ڈالی کہ بیوی تو تیری بات سنتی نہیں ہے حتیٰ کہ دونوں میں خوب جھگڑا ہوا اور بالآخر طلاق ہوگئی۔ شیطان سب کی کارگزاری سنتا رہا۔ مگر ایک چھوٹا سا شیطان پیچھے ایک طرف کو بیٹھا ہوا تھا۔ شیطان نے کہا کہ تو ایک طرف کو کیوں بیٹھا ہوا ہے؟ اس نے کہا کہ میں تو چھوٹا ہوں اور میں

نے چھوٹا سا کام کیا ہے۔ اس نے کہا کہ وہ کیا؟ اس چھوٹے شیطان نے کہا، ایک طالب علم جا رہا تھا میں نے اس کے دل میں یہ خیال ڈالا کہ چھوڑ کیا پڑھنا ہے، جو مزہ کھیلنے میں ہے وہ کسی چیز میں نہیں ہے۔ لہٰذا میں نے اسے مدرسے سے ناغہ کروا دیا اور اسے کھیل میں لگا دیا۔ شیطان نے کہا جو کام تو نے کیا ہے وہ تو کسی نے نہیں کیا۔ واہ واہ۔ چنانچہ اس چھوٹے سے شیطان کو بڑے شیطان نے مین آف دی میچ قرار دیا۔ وجہ کیا تھی؟ وجہ یہ تھی کہ آج اگر یہ طالب علم دین کا علم پڑھنے سے محروم رہا تو ساری زندگی عمل سے محروم رہے گا۔ دوسروں نے تو ایک ایک گناہ کروایا تھا اس نے علم سے محروم رکھ کر اسے جہالت میں رکھنے کی کوشش کی اور گناہوں کا دروازہ ہی کھول دیا تھا اس لئے اسے انعام ملا اور وہ فسٹ آیا۔ شیطان کی یہ حالت ہوگی کہ وہ طبیعت میں عجیب بے چینی پیدا کرے گا۔ کبھی گھر یاد دلائے گا کبھی ماں باپ بہن بھائی یاد دلائے گا اور علم سے توجہ کو ہٹائے گا۔

شیطان کے گمراہ کرنے کی خاص نشانی:

شیطان کی انسان کو علم سے محروم رکھنے کی ایک خاص علامت یہ ہے کہ جب پڑھنے کا وقت ہوگا اس وقت نیند طاری کرے گا اور جب سونے کا وقت ہوگا تو ہشاش بشاش میں باتوں لگا دے گا۔ یہ شیطان کے گمراہ کرنے کی خاص نشانی ہے۔ جلدی فارغ ہو گئے تو جلدی سو جاؤ تا کہ تہجد میں جلدی اٹھ سکو۔ لیکن وہ ایسا نہیں ہونے دے گا۔ سونے کے وقت ہشاش بشاش تازہ دم بیٹھے ہوں گے جیسے کہ نیند پوری ہو چکی جیسے کہ نیند کی تو ضرورت ہی نہیں۔ لہٰذا کیا ہوگا؟ باتیں ہوں گی۔ کبھی یہ بات ہو رہی ہے، کبھی وہ بات ہو رہی ہے، کبھی ادھر کروٹ لے رہی ہیں اور کبھی ادھر کروٹ لے رہی ہیں، کبھی یہ خیال کبھی وہ خیال۔ کرتے

سونے میں دیر کر دیں گی۔ شیطان کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ کسی طرح سونے میں دیر کر دیں تاکہ تہجد بھی قضا کر دیں اور فجر کا بھی گنہگار رہے گا اور اگر فجر پوری کر بھی لی تو جب پڑھنے کے لئے بیٹھیں گی تو اس وقت ان کو نیند کے جھونکوں میں مبتلا کروں گا۔

طالبات کا سب سے بڑا پرابلم کیا ہے؟

پڑھنے والی طالبات سے کبھی پوچھیں کہ انہیں سب سے بڑا پرابلم کیا ہے؟ کہیں گی نیند پوری نہیں ہوتی۔ نیند پوری ہونے کے لئے دو چیزیں ضروری ہیں۔

1. پہلی بات یہ ہے کہ انسان سونے کے وقت سوئے اور جاگنے کے وقت جاگے۔ اگر کوئی سونے کے وقت جاگ رہا ہوتا ہے تو Under stood ہے کہ وہ جاگنے کے وقت سوئے گا۔ یہ پکی بات ہے۔

2. دوسری بات یہ ہے کہ نیند کو انسان کنٹرول کرلے۔ یہ نیند ایسی عادت ہے کہ انسان اسے اپنے اختیار سے گھٹا بڑھا سکتا ہے۔ اس کی مثال لسی کی طرح ہے کہ لسی کو ایک گلاس پتلا کریں یا دو گلاس یا پانچ گلاس، لسی پتلی ہوتی جائے گی۔ اسی طرح نیند بھی گھٹائی بڑھائی جا سکتی ہے۔ میڈیکل کا علم رکھنے والے لوگ کہتے ہیں کہ جوان العمر انسان کو 24 گھنٹوں میں 6-5 گھنٹے نیند کافی ہے۔ اس کی صحت اور باقی ضروریات کے لئے اتنی نیند کافی ہے۔ اگر کوئی اس کو کم کرنا چاہے تو کر سکتا ہے مگر اس سے زیادہ سوئے گا تو خواہ مخواہ اپنا وقت ضائع کرے گا۔ 5 گھنٹے نیند کافی ہے تو باقی وقت اپنے کاموں اور حصول علم میں لگا سکتا ہے۔

طالبات کو نیند کا وقت متعین کرنا چاہئے:

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ سردیوں میں راتیں لمبی ہوتی ہیں اور سو سو کر تھک جاتے ہیں۔ چاہئے کہ ان دنوں میں نیند کو لمبا نہ کرے بلکہ جو 6-5 گھنٹے نیند کی عادت ہے وہی پوری کرے۔ دیکھا گیا ہے کہ لوگ چونکہ نیند کے بارے میں کبھی سوچتے نہیں ہیں اس لئے غفلت میں بڑا وقت ضائع کرتے ہیں۔ چنانچہ سردیوں میں جم کر سونے کو معمول بنا لیتے ہیں۔ اکثر لوگوں کو آپ نے دیکھا ہوگا کہ عشا کے وقت سوئے اور فجر کے وقت یا فجر کے بعد سو کر اٹھے۔ اس طرح دس دس بارہ بارہ گھنٹے سوئے رہتے ہیں۔ اب بتائیے کہاں پانچ گھنٹے اور کہاں بارہ بارہ گھنٹے نیند کرتے ہیں۔ کتنا فرق ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں چونکہ رات ہے اور رات تو ہوتی ہی نیند کے لئے ہے اس لئے سوتے رہو۔ کوئی پرواہ نہیں ہے۔ ایسا نہیں کرنا چاہئے بلکہ نیند کو متعین کر لینا چاہئے اور پوری زندگی اس معمول پر عمل پیرا ہونا چاہئے۔ 6-5 گھنٹے انسان کی نیند بہت زیادہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے بھی ہمیں اس بارے میں ہدایات فرمادی ہیں۔ اگر گرمیوں کے دن ہوں اور رات کو نیند پوری نہ ہوسکتی ہو اور تہجد میں انسان اٹھنا چاہتا ہے تو چار گھنٹے ہی انسان سو سکتا ہے۔ اس لئے چاہئے کہ ایک گھنٹہ انسان دوپہر کو قیلولہ کی نیت سے لیٹ جائے تا کہ تہجد کے وقت اٹھنے میں آسانی ہو سکے۔

قیلولہ اور جدید سائنس:

آج تو امریکہ اور یورپ میں جو دل کے مریض ہیں انہیں کہا جاتا ہے کہ دوپہر کو ایک گھنٹہ سویا کریں تو صحت پر بہت اچھا اثر پڑتا ہے۔ یہ ہمارے نبی ﷺ کی چودہ سو سال پہلے کی سنت ہے کہ دوپہر کو قیلولہ کی نیت سے آرام کرنا چاہئے۔

اگر دوپہر کو ایک گھنٹہ بھی سنت کی نیت سے سوئے اور پھر رات کو کم سوئے تو بھی نیند پوری ہو جائے گی۔ اس لئے روایات میں آتا ہے کہ دوپہر کو قیلولہ کرنا انسان کو تہجد کے وقت اٹھنے میں قوت بخشتا ہے۔ مگر دوپہر کو کون سوئے طالبات کو تو دوپہر میں باتوں سے فرصت نہیں ہوتی۔ ہر سنت عمل کا فائدہ ہے۔ اس لئے قیلولے کی سنت کا بھی فائدہ ہے۔

نیند لانے کا آسان طریقہ:

آپ یہاں جامعہ میں اپنا جو نظام الاوقات رکھیں تو سونے جاگنے کے اوقات متعین ہوں اور سونے کے وقت کا مطلب یہ ہے کہ سونا ہے۔ نیند آئے تو بھی سونا ہے اور نیند نہ آئے تو بھی سونا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ بستر پر لیٹ جائیں اور اللہ کا ذکر شروع کر دیں۔ پھر دیکھیں کہ نیند کیسے آتی ہے۔ باتیں سوچتی رہیں گی تو ہو سکتا ہے کہ آپ ایک گھنٹہ بھی لیٹی رہیں اور نیند نہ آئے مگر نیند لانے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ جب بستر پر لیٹیں تو ذکر شروع کر دیں۔ اور پھر دیکھیں، آپ کو پتہ بھی نہیں چلے گا کہ آپ کو نیند کب آئی۔ رات کو اپنے وقت پر سونا اور تہجد میں اپنے وقت پر جاگ جانا کہ جس سے نیند بھی پوری ہو جائے اور تعلیم پر بھی کوئی اثر نہ پڑے، یہ طالبات کے لئے بہت ضروری ہے۔

طالبات کے لئے قیمتی مشورہ:

طالبات کو ہم یہ نہیں کہتے کہ وہ ایک گھنٹہ پہلے اٹھ کر تہجد پڑھیں۔ بلکہ عورتوں کے لئے فجر اول وقت میں پڑھنا افضل ہے۔ وہ اذانوں سے آدھا گھنٹہ پہلے اٹھ کر نماز پڑھ لیں اور پھر فجر بھی پڑھ لیں اور اپنے کاموں میں مصروف ہو جائیں۔ اگر دوپہر میں تعلیم اور دوسرے کاموں سے جلدی فارغ ہو گئیں تو خواہ

ایک کی بجائے دو گھنٹہ سونے کا معمول بنالیں تو یہ بہتر ہے۔ قیلولہ کی نیت سے جو ایک دو گھنٹہ سوئیں گی، اجر بھی ملے گا اور نیند بھی پوری ہو جائے گی۔

فجر کے بعد سونے کی نحوست:

بہت ہی نقصان دہ چیز جو آج امت میں پیدا ہو رہی ہے وہ ہے فجر کے بعد سونا۔ اس لئے ایک روایت میں آتا ہے کہ جو فجر کے بعد سوتا ہے اس کی عقل ختم کر دی جاتی ہے۔ آپ دیکھیں جو عورتیں فجر کے بعد سوتی ہیں ان کی عقل میں وہ گہرائی نہیں رہتی اور ان سے اچھے اچھے کام آسانی سے ہو نہیں پاتے۔ لہٰذا اس عادت کو ہمیشہ ختم کرنا چاہئے۔ اور بعض کتابوں میں پڑھا کہ جو فجر کے بعد متصل سوتا ہے تو اس کے رزق سے اللہ برکت نکال لیتے ہیں۔ رزق سے برکت نکلے یا انسان کے ذہن سے برکت نکلے، بات تو ایک ہی ہوگی کہ انسان کی زندگی میں پریشانیاں ہوں گی۔ لہٰذا اس عادت کو ختم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

کبھی کبھار فجر کے بعد سونا کیسا ہے؟

ایک آدمی ساری رات جاگتا رہا۔ اس کو فجر کے بعد سونا پڑے گا تو کوئی بات نہیں۔ کبھی کبھار ایسا ہو جانا نقصان دہ نہیں ہے۔ عادت نہیں بنانا چاہئے۔ مثلاً ایک بچی ہے جو امتحان کی تیاری کرتی رہی۔ اس کو تیاری کے دن ملے ہوئے تھے۔ وہ پڑھ رہی تھی اور پڑھنے کا سلسلہ دیر تک رہا۔ اگر یہ بچی فجر کے بعد سو جاتی ہے تو ایک آدھ دفعہ سو جانا، یہ خلاف سنت نہیں۔ ہاں، اس کو فجر کے بعد سونے کی عادت نہیں بنانی چاہئے۔ مثلاً رمضان شریف میں عورتیں مردوں سے جلدی اٹھتی ہیں کھانے بناتی ہیں اور پھر فجر کے بعد ان کو نیند آتی ہے تو وہ سو جاتی ہیں۔ یہ چیز خلاف سنت نہیں کہلاتی مگر عادت نہیں بنانی چاہئے۔

پہلے کی عورتوں اور آج کی عورتوں میں کیا فرق ہے؟

یہ فقیر کہا کرتا ہے کہ پہلے کی عورتیں تہجد بین النومین پڑھا کرتی تھیں۔ رات کو عشاء کے بعد جلدی سو جایا کرتی تھیں پھر اٹھ کر تہجد پڑھا کرتی تھیں اور یہی نبی کریم ﷺ کی سنت ہے۔ اگر آپ طالبات ایسا نہیں کر سکتیں تو فجر کی اذان سے آدھا گھنٹہ پہلے اٹھ کر تہجد پڑھیں تو تہجد ہو جائے گی۔ پہلے وقت کی نیک عورتیں دو نیندوں کے درمیان تہجد کی نماز پڑھا کرتی تھیں اور آج کی نیک عورتیں فجر کی نماز دو نیندوں کے درمیان پڑھتی ہیں، اب سوچیے ہم کتنا پیچھے ہٹ گئے۔

طالبات کے لئے انتہائی اہم چیزیں:

سب سے پہلے جو چیز طالبات کے لئے انتہائی زیادہ اہم ہے وہ اپنی نیند کے اوقات کو متعین کرنا ہے۔ نیند کے متعین کرنے کے کچھ لوازمات ہیں۔

(۱) وقت پر سو جانا۔

(۲) اگر انسان ضرورت سے زیادہ کھائے یا ضرورت سے زیادہ پانی پیے تو انسان کی نیند بڑھ جاتی ہے۔ اگر کھانے کی مقدار پر کنٹرول ہوگا تو نیند پر بھی کنٹرول ہوگا۔ یہ چیزیں ایک دوسرے سے ملی ہوئی ہیں۔

نظام الاوقات کی اہمیت:

جس طالبہ نے اپنے سونے جاگنے کے نظام کو درست کر لیا تو وہ ایک ایسی گاڑی کی طرح ہے جس کے اندر آپ پٹرول ڈالیں تو یہ سیدھی اپنے مقصد کی طرف چلنے کے لئے تیار ہے۔ سب سے پہلی چیز جس پر کہ طالبات کو قابو پانا چاہئے وہ سونے جاگنے کا نظام الاوقات ہے۔ اگر نظام الاوقات کی عادت پختہ

ہو گی تو کامیابی ہی کامیابی ہے۔

مثلاً کوئی معلمہ اگر پڑھا رہی ہے۔ایک بچی پیچھے بیٹھی ہوئی ہے، اسے نیند آ رہی ہے، اس کا دماغ سو رہا ہے، دوسروں کو دکھانے کے لئے بظاہر آنکھیں تو کھلی ہوتی ہیں مگر دماغ بالکل سویا ہوتا ہے بلکہ خراٹے لے رہا ہوتا ہے، ایسی حالت میں پڑھنے کا کیا فائدہ ہے۔سب سے پہلی چیز طالب علم ہونے کے ناطے سے، جس کو آپ نے کنٹرول کرنا ہے وہ سونے جاگنے کا نظام الاوقات ہے۔ ایک طالبہ نے نہیں بلکہ سب نے مل کر نظام کو کنٹرول کرنا ہے۔سونے کے موقع پر جلدی سو جائیں اور جاگنے کے موقع پر جلدی جاگا کریں۔اس نصیحت کو بہت زیادہ اہمیت دیں۔

گپیں مارنے کا کونسا وقت ہوتا ہے؟

جاگنے کے وقت میں کچھ آپ کی ضروریات کا وقت ہوگا اس کا نظام الاوقات تمام مدارس میں بتا دیا جاتا ہے۔کوئی مدرسہ بھی ایسا نہیں ہے جس کے اندر یہ نظام الاوقات نہ بنا ہوا ہو۔ چنانچہ بتا دیا جاتا ہے کہ فلاں وقت یہ پڑھنا ہے اور فلاں وقت یہ پڑھنا ہے۔ پڑھائی کے دوران جو تھوڑا سا وقت نماز کے لئے دیا جاتا ہے یا وضو کے لئے دیا جاتا ہے یہ ان کے لئے بہترین وقت ہوتا ہے گپیں مارنے کے لئے۔ استانی تو ساتھ ہوتی نہیں اور یہ ایک دوسرے سے سوال کرتی ہیں کہ فلاں کیسی ہے اور فلاں کو کیا ہوا۔ یہ موضوع ہوتا ہے ایک دوسرے سے باتیں کرنے کا اور گپیں لگانے کا۔ اگر آپس میں بات کریں بھی تو ہمیشہ نیکی کی بات کریں۔ یہ بات یاد رکھیں کہ غیر ضروری بات نہ کریں۔ ایک زبردست اصول سمجھ لیں کہ کسی تیسرے آدمی کی بات کرنے سے ہمیشہ بچیں، جو

کہ موجود نہیں ہے۔ ذرا سی بات آپ کی زبان سے کچی نکل گئی تو وہ غیبت بن جائے گی اور یہ حرام ہو جائے گی۔

فضول باتوں پر کنٹرول کیسے کریں؟

اصول یہی ہے کہ جو آپ کے سامنے حاضر ناظر ہے اس کی بات کریں، غائب لوگوں کی بات نہ کریں۔ جب کبھی تیسرے آدمی کی بات کریں گی تو شیطان غیبت کروا دے گا۔ کبھی چغلی پر اکسائے گا، کبھی کیا اور کبھی کیا اور ایسے ہی گناہ کروا دے گا۔ باتوں پر کنٹرول کرنا انتہائی ضروری ہے۔ جو اچھی اور جائز باتیں ہیں وہ ضرور کی جائیں۔ جو لایعنی گفتگو ہے اس سے پرہیز کریں۔ لایعنی گفتگو کا کیا مطلب ہے؟ لایعنی گفتگو سے کیا مراد ہے؟ یہ جو فضول باتیں ہوتی ہیں بے مقصد باتیں ہوتی ہیں۔

وحدت مطلب کیا ہے؟

طالب علم کے اندر وحدت مطلب ہونی چاہئے۔ وحدت مطلب کیا ہے؟ مطلب کہتے ہیں مقصد کو اور وحدت کہتے ہیں ایک کو۔ اس سے مراد یہ ہے کہ طالب علم کا مقصد ایک ہونا چاہئے۔ مثلاً طالب علم پڑھنے کے لئے آیا ہے تو اسے چاہئے کہ ہر وقت پڑھنے کی فکر میں لگا رہے۔ یہ اس کا وحدت مطلب ہوگا۔ یہ وحدت مطلب آپ کو حاصل ہونی چاہئے۔ اگر یہ صفت طالب علم کے اندر ہے تو اس کا سبق کبھی قضا نہیں ہو سکتا اور وہ اپنے علم میں کبھی پیچھے نہیں رہ سکتا۔

طالبات کے لئے انتہائی ضروری باتیں:

① ایک انتہائی ضروری بات یہ ہے کہ نظام الاوقات کی پابندی ہو یعنی

سونے جاگنے کے وقت کی پابندی ہو۔

② دوسری بات، دن کے پڑھائی کے اوقات کو ان کے ٹائم ٹیبل کے مطابق صحیح طریقے سے گزارنا ضروری ہے۔

③ تیسری بات، لایعنی گفتگو سے بچیں۔

پڑھائی میں کیا نیت ہونی چاہئے:

پڑھائی میں یہ نیت رکھیں کہ ہم جو کچھ یہاں پڑھیں گی اس پر ساتھ ساتھ عمل کریں گی۔ جو طالبہ اپنی پڑھائی کے دوران پڑھتے ہوئے پر عمل کرتی چلی جاتی ہے وہ تو عمل میں آگے بڑھ جاتی ہے۔ کئی مرتبہ ذہن میں شیطان یہ خیال ڈالتا ہے کہ ابھی تو تم پڑھ رہی ہو جب سارا پڑھ لوگی تو اکٹھا عمل کرنا شروع کریں گے۔

طالبہ کا عمل سے محروم ہونا:

میری یہ بات یاد رکھیں کہ جس طالبہ نے یہ سوچ لیا کہ جب پڑھ لیں گے تو اکٹھا عمل شروع کریں گے تو یہ طالبہ عمل سے محروم ہو جائے گی۔ اگر اللہ نے اسے توفیق دینا ہوتی تو اسے اسی حال میں توفیق عطا فرما دیتے۔ جو پڑھیں اس پر عمل کریں۔ آپ جو جامعہ میں آئی ہوئی ہیں، اپنے مقصد یعنی پڑھائی کے لئے آئی ہوئی ہیں۔ اس مقصد کو ہر وقت پورا کریں۔

استادوں کی صحبت غنیمت ہے:

استادوں کی صحبت میں رہ کر پڑھائی کے انسان کی زندگی کے دو چار سال ہی ہوا کرتے ہیں۔ اس کے بعد تو انسان کی زندگی کے اور مراحل شروع ہو جاتے ہیں۔ جو وقت بھی گزاریں اسے اللہ تعالیٰ کی یاد کے ساتھ گذاریں یہ تھوڑا سا

طالب علمی کا وقت مشقتوں کا وقت ہوتا ہے۔

شیطان کی چالیں:

یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ اگر طالبہ شادی شدہ ہے اور اس نے سوچا کہ میں پڑھ لوں تو چھوٹی چھوٹی باتوں پر شیطان اس کو چھٹی منانے کی ترغیب دے گا۔ ذرا ذرا سی بات پر چھٹی منالے گی اور شیطان ذہن میں ڈالے گا کہ کوئی بات نہیں پھر پڑھ لوں گی۔ میں باجی جان سے پھر وقت لے کر پڑھ لوں گی۔ میں ان کے نوٹس لے کر سیکھ لوں گی، ان شیطان کی چالوں سے بچنا چاہئے اور حتی الامکان یہ کوشش کرنی چاہئے کہ سبق کا ناغہ نہ ہو۔

سبق کا ناغہ اور نقصان:

ہمارے اکابرین کی زندگی کا مطالعہ کریں کہ انہوں نے 27-27 برس پڑھا پڑھایا۔ لیکن ان کے درس میں کبھی ناغہ نہیں ہوا کرتا تھا۔ اس طرح انہوں نے پابندی کے ساتھ علم کی خدمت کی اور اللہ تعالیٰ نے انہیں قبولیت بھی عطا فرمائی۔ اپنے سبق کو قضا کرنا ہمارے نزدیک ایسا معتبر ہونا چاہئے گویا کہ کسی کی نماز کا قضا ہو جانا۔ سبق کا قضا ہونا نماز کے قضا ہو جانے کی طرح خطرناک سمجھیں تاکہ ہمیں اسباق کی پابندی نصیب ہو۔

سبق پڑھنے کے شوق کا واقعہ:

حضرت امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شاگرد تھا۔ وہ بادشاہ کے پاس گیا اور رو رہا تھا۔ بادشاہ نے کہا کہ بھئی! کیوں روتے ہو؟ کہنے لگا کہ ایک درخواست لے کر آیا ہوں۔ اس نے کہا کیا ہے؟ اس شاگرد نے کہا کہ پورا

کرنے کا وعدہ کریں۔ بادشاہ نے دیکھا کہ چہرے پر نور ہے، نوجوان ہے، چہرے پر شرافت ہے۔ بادشاہ نے کہا، اچھا نوجوان بتاؤ کیا بات ہے؟ میں تیری بات پوری کر دوں گا۔ کہنے لگا، آپ مجھے جیل بھجوا دیں۔ آپ نے میرے استاد کو کسی وجہ سے جیل میں ڈال دیا ہے۔ میرے سبق قضا ہو رہے ہیں۔ میں درخواست لے کر آیا ہوں کہ مجھے بھی جیل بھیج دیں۔ اس لئے کہ میں جیل کی تنگی تو برداشت کر لوں گا مگر اپنے استاد سے سبق بھی پڑھ لیا کروں گا۔ اب سوچئے کہ اتنے شوق سے ہمارے اکابرین نے سبق پڑھے ہیں۔

ہمارے لئے بہترین مثال:

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ جب ایک جگہ سے دوسری جگہ گھوڑے پر سوار ہو کر جاتے تو ان کے کئی شاگرد ان کے ساتھ ساتھ چلتے تھے اور اس سفر کے وقت بھی ان سے کتابیں پڑھا کرتے تھے۔ پڑھنے کا اتنا ذوق شوق تھا جو کہ ہمارے لئے نصیحت ہے۔

طلب علم کا عجیب واقعہ:

ایک بزرگ تھے بادشاہ نے انہیں سزا دی کہ انہیں کنویں کے اندر بند کر دیا۔ کنواں کھدوا کر انہیں نیچے ڈال دیا اور حکم دیا کہ تم باہر نہیں نکل سکتے۔ وہ وہیں کنویں کے اندر سے بیٹھ کر سبق پڑھاتے تھے اور شاگرد کنویں کی منڈیر کے پاس جمع ہو کر سبق کو پڑھتے تھے۔ حتیٰ کہ ان کے شاگرد اتنا علم پانے والے بن گئے کہ جب شاگردوں نے اس بزرگ کی ساری باتوں کو کتابوں میں جمع کیا تو وہ ساری لکھی ہوئی کتابیں اتنی تھیں کہ ایک اونٹ سے ان کتابوں کا وزن اٹھایا نہیں جا

تھا۔ اب بتائیے کہ کنویں کے اندر ان کی کتابیں بھی نہیں تھیں مگر ان کی یادداشت کے اندر جو کچھ تھا اس کو انہوں نے شاگردوں کو پڑھایا۔ شاگردوں نے اس کو کتابوں کے اندر جمع کیا اور علم اتنا زیادہ بن گیا کہ ان کی کتابیں ایک اونٹ بھی نہ اٹھا سکا۔ علم کے طلب کرنے والوں نے اس طرح علم حاصل کیا۔ سبحان اللہ

نماز کا اہتمام ضروری ہے:

آپ علم کے وقت میں علم کی طرف خوب متوجہ رہیں اور عبادات کے وقت میں خوب ڈٹ کر عبادت کیا کریں۔ نمازوں کا وقت ہو تو نمازوں کو خوب سنوار کر پڑھیں۔ نماز کو بھی جلدی میں ایسے پڑھنا جیسے کوئی عبادت کو گھسیٹ رہا ہو، یہ ٹھیک نہیں ہوتا۔ ہر نماز کو ایسے سنوار کر پڑھیں کہ گویا یہ میری زندگی کی آخری نماز ہے۔ ہر طالبہ کو چاہئے کہ وہ ہر نماز کو اہتمام سے پڑھے۔

تعدیل ارکان اور نماز:

نماز میں تعدیل ارکان کا بڑا خیال رکھنا چاہئے۔ تعدیل ارکان کیا ہے؟ انسان نماز کے جن ارکان کو ادا کرتا ہے انہیں نہایت سکون کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر ادا کرنے کو تعدیل ارکان کہتے ہیں۔ رکوع، قومہ، سجدہ، جلسہ، وغیرہ سب آرام آرام سے ادا کرنے کو تعدیل ارکان کہتے ہیں۔

زندگی میں سکون لانے کا طریقہ:

اس بات کو ذرا غور سے سنیں۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ جس انسان میں تعدیل ارکان جتنی زیادہ ہوگی، اتنا ہی زیادہ اللہ اس کے دل میں سکون عطا فرمائے گا۔ آج چونکہ نماز میں تعدیل ارکان نہیں اسی لئے زندگیوں میں پریشانی نظر آتی

ہے۔ جو آدمی یا عورت کہے کہ میں پریشان ہوں تو آپ اس کی نماز کو دیکھیں۔ آپ دیکھیں گی کہ وہ نماز ایسے پڑھ رہی ہے کہ جیسے صرف اٹھک بیٹھک میں ورزش ہو رہی ہے۔ ادھر رکوع کیا اور ادھر جلدی سے سجدہ ہو گیا۔ نہ رکوع کے بعد تسلی سے کھڑی ہوئی نہ سجدوں کے درمیان تسلی سے بیٹھی۔ وہ تسلی سے تعدیل ارکان نہیں کرتی ہوگی۔ یقیناً بھاگی دوڑی والا کام کرتی ہوگی، اس لئے بے سکون رہتی ہوگی۔ انہیں پتہ نہیں ہوتا کہ بے سکونی کی وجہ کیا ہے۔ جو نماز کو اس طرح گھسیٹے گا وہ پرسکون کیسے رہے گا۔ سوچیں جو نماز ہی نہ پڑھتا ہو وہ کتنا بے سکون ہوگا۔

نماز کی چوری کیا ہے؟

نبی ﷺ نے فرمایا کہ کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو نماز کے چور ہوتے ہیں۔ سب جانتے ہیں کہ کچھ لوگ مال کے چور ہوتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ کچھ لوگ نماز کے چور ہوتے ہیں۔ صحابہ کرامؓ نے حیران ہو کر پوچھا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! نماز کی چوری کیا ہے؟ فرمایا، جو جلدی جلدی نماز پڑھنے والا ہو اور نماز کے ارکان کو ٹھیک طرح ادا نہ کرتا ہو وہ نماز کا چور ہے۔

چھ اہم نصیحتیں:

1. اپنی پڑھائی کے وقت خوب اچھی طرح پڑھیں۔
2. اعمال کے وقت میں خوب ڈٹ کر اعمال کریں۔
3. نماز کی چوری سے بچیں۔
4. تسلی کے ساتھ نماز پڑھا کریں۔

5 تلاوت کرنی ہو، تسبیحات کرنی ہوں اپنے اپنے وقت پر سب کچھ کریں۔

6 اللہ سے دعا مانگتی رہیں کہ اے اللہ! ہمیں علم کا نور عطا فرما۔

دو مرض جو علم سے محروم رکھتے ہیں:

فرض کریں اگر آپ ذہنی لحاظ سے کمزور بھی ہوں گی مگر محنت میں پکی ہوں گی تو آپ کے ذہن کی کمزوری آپ کو محروم نہیں رکھے گی۔ آپ کبھی نہ کبھی کامیاب ہو جائیں گی۔ یاد رکھیں! اگر آپ ذہن کی جتنی مرضی تیز ہوں گی مگر آپ کو باتوں کا چسکا ہے اور دوستیاں لگانے کا مرض ہے تو آپ کبھی بھی اپنے علم میں کامیاب نہیں ہو سکیں گی۔ یہ چیزیں بہت اہم ہیں، ان کو آپ پلے باندھ لیجئے۔

دو چیزیں حصول علم کو آسان کر دیتی ہیں:

پڑھنے کیوقت پڑھا کریں، آرام کرنے کے وقت آرام کیا کریں اور کوشش کیا کریں کہ اگر کوئی فارغ وقت ہو تو استاد کی خدمت میں گزاریں۔ استاد کی نصیحت سننے میں وہ وقت گزاریں۔ استاد کی نصیحتیں اور ادب کرنا، یہ شاگرد کے لئے علم حاصل کرنا آسان بنا دیتا ہے۔ ہمارے بزرگ حضرات کتاب کا بھی ادب کرتے تھے، استاد کا بھی ادب کرتے تھے اور آج یہ چیز کم ہوتی جا رہی ہے۔ اگر آپ چاہتی ہیں کہ علم کے نور سے آپ کا سینہ روشن ہو تو استاد کا ادب کریں۔ بڑوں کا ادب کریں۔ چھوٹوں پر شفقت کریں۔ یہ نبی ﷺ نے نصیحت فرمائی۔ اس سے ان شاء اللہ نیکیوں کے دروازے کھلتے چلے جائیں گے۔ یہ دو چار سال کا وقت ہوتا ہے، کسی نے فاضلات کا کورس کرنا ہوگا تو کسی نے حدیث کا

پورا کورس کرنا ہوگا۔ یہ دو سال، پانچ سال اور سات سال کیا چیز ہوتی ہے؟ اگر یہ چھوٹی سی تنگی برداشت کرلیں گی تو اللہ تعالیٰ اہل علم میں شمار فرمادیں گے۔ کسی نے کیا خوب فرمایا ہے۔

نور میں ہو یا نار میں رہنا
ہر جگہ یاد یار میں رہنا
چند جھونکے خزاں کے بس سہہ لو
پھر ہمیشہ بہار میں رہنا

☆ بس یہ چند جھونکے مشکلات کے سہہ لو پھر علم کی روشنی، علم کا نور تمہاری زندگی میں بہار پیدا کردے گا۔

بڑے لوگ دنیا میں کیسے بڑے بنے:

جو سلف صالحین دنیا میں مشاہیر بنے اگر ان کی زندگیوں کو دیکھیں تو دو چیزیں خاص نظر آئیں گی وہ یہ ہیں۔

① محبت الٰہی
② خشیت الٰہی

محبت الٰہی اور خشیت الٰہی، یہ اللہ کی دو بڑی نعمتیں ہیں۔ نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ سے دونوں مانگا کرتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ حُبَّکَ (اے اللہ! میں آپ سے آپ کی محبت کو مانگتا ہوں)

ایک جگہ نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے خشیت مانگی اور عرض کی۔ اے اللہ! اپنے خوف کو مجھ پر تمام چیزوں سے بڑا فرمادے۔

پس خشیت کی بھی دعا مانگے اور محبت کی بھی دعا مانگے۔ یعنی محبت زندگی میں

ہو اور خوف بھی ہو تو وہ انسان کو گناہوں سے بچاتا ہے۔ محبت ہو تو وہ انسان کو اعمال میں لگا دیتی ہے۔ یاد رکھیں! ان دو چیزوں کو اپنے اندر پیدا کیجئے ہر وقت یہ چیزیں دل کے اندر رہنی چاہئے۔ ان دو چیزوں کے رہنے سے پھر انسان ریاکاری سے بچ جاتا ہے۔

ریاکاری سے کیسے بچا جائے؟

ریاکاری سے بچنا بڑا مشکل ہے، بڑی محنت کرنا پڑتی ہے۔ ریاکاری سے انسان کی جان تب چھوٹتی ہے جب انسان کے اندر محبت الٰہی پیدا ہوتی ہے اور خشیت الٰہی پیدا ہوتی ہے۔ عمل کی کوشش کرتی رہیں۔ وہ اعمال جن سے محبت الٰہی بڑھے وہ اعمال کرتی رہیں۔ کوئی وقت ایسا ہو جس میں اکابرین کی باتیں اور ان کے ملفوظات پڑھ کر سنائے جائیں۔

جامعہ کی روح:

عبادت کے وقت عبادت کرنا اور علم کے وقت علم حاصل کرنا ان تمام اعمال کی ایک بنیاد ہے اور روح رواں ہے۔ روح ہوگی تو جامعہ زندہ ہوگا۔ روح نہ ہوگی تو سمجھیں جامعہ کی روح ختم ہوگئی۔ جامعہ کی روح کو زندہ رکھنے کا نام معصیت سے پاک ماحول پیدا کرنا ہے۔ جامعہ میں جتنا وقت گزرے تو کسی کے جسم کے کسی بھی عضو سے کوئی گناہ سرزد نہ ہو۔ یہ ایسی بات ہے کہ جس کی وجہ سے ادارے دین کے سرچشمے بنا کرتے ہیں اور جس کے نہ ہونے کی وجہ سے ادارے مٹ جایا کرتے ہیں۔ چنانچہ جن اداروں میں معصیت سے پاک ماحول نہیں ہے ان کا فیض بھی نہیں پھیلا۔ فیض انہی اداروں کا پھیلا کرتا ہے

جہاں گناہوں سے بچا جاتا ہے۔ آج دارالعلوم دیوبند کا نام کیوں پوری دنیا میں مشہور ہے۔ اس لئے کہ ایک وقت وہاں ایسا تھا کہ اساتذہ اور طلبا سے لے کر چوکیدار اور دربان تک، گویا سارے کے سارے ولی اللہ ہوتے تھے۔ جب ایسا پاک ماحول ہوگا تو پھر اس کا فیض بھی پوری دنیا میں پھیلے گا۔

مہتمم پرنسپل اور اساتذہ کو نصیحت:

مہتمم پرنسپل اور اساتذہ کی اس پر خاص نظر رہے کہ جو ماحول ہو وہ عبادت کا رہے۔ اللہ کی محبت، تقویٰ و پرہیزگاری کا رہے۔ کسی سے بھی علم اور ارادے سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہونا چاہئے۔ پس جب آپ معصیت سے پاک ماحول پیدا کرلیں گی تو بس سمجھ لیں کہ اللہ نے آپ کے لئے کامیابیوں کے راستے کھول دیئے۔ رب کریم آپ کو محروم نہیں فرمائیں گے۔ یہ بات ایسی ہے کہ آپ اس کو پلے باندھ لیں۔

طالبات کو آخری نصیحت:

معصیت سے پاک زندگی بسر ہو۔ جامعہ کے اندر جو وقت آپ کا گزر رہا ہو تو آپ سے کوئی بھی گناہ کا عمل سرزد نہ ہو۔ معصیت سے پاک آپ کی زندگی گزرے گی تو اللہ رب العزت آپ کی دعاؤں کو قبول فرمالیا کریں گے۔

مستجاب الدعوات لوگ کون ہوتے ہیں؟

مستجاب الدعوات لوگ کون ہوتے ہیں؟ جو معصیت سے اپنی زندگیوں کو خالی کر چکے ہوتے ہیں وہ مستجاب الدعوات لوگ بن جاتے ہیں۔

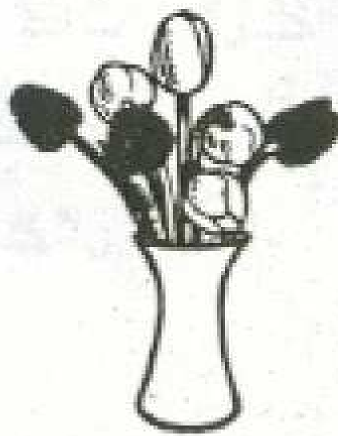
عمل اور اخلاص کی دعا:

یہ چند باتیں تھیں جن کا ذکر کر دیا اس محفل میں آپ لوگوں کے سامنے بہت

ضروری تھا۔ چند جنرل باتیں جو سب کے لئے ضروری تھیں میں نے کہہ دیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل اور اخلاص کی توفیق سے نوازے آمین۔

طالبات کے لئے دعائیں:

آپ بچیاں جو گھروں سے علم حاصل کرنے کے لئے یہاں آئیں۔ آپ کے آنے کو اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، علم عمل اور اخلاص دے کر اللہ تعالیٰ آپ کو قیامت والے دن علماء کی صف میں شامل فرمادے۔ آمین۔







مسجد ڈیلداراں، لاہور

زمین کی زینت:

ارشاد فرمایا، آسمان کی زینت ستاروں سے ہے اور زمین کی زینت پرہیزگاروں سے ہے۔ یہ دنیا مسافر خانہ ہے، کسی کی مہلت زیادہ ہے کسی کی مہلت کم ہے۔ لِکُلِّ اَجَلٍ کِتَابٌ ۔اس لئے ضروری ہے کہ ہر انسان مرنے کے لئے تیار رہے جو موت کے لئے تیار نہیں ہوگا وہ بھی موت سے بچ نہیں سکے گا۔موت برحق ہے کفن کے ملنے میں شک ہے۔

سوچ کا انداز:

ارشاد فرمایا، دنیا کے تمام انسان مل کر بھی کسی کا ایک لمحہ زندگی کم یا زیادہ نہیں کر سکتے۔ یہ بھی سوچنے کا ایک انداز ہے کہ ہماری عمر بڑھ رہی ہے اور یہ بھی سوچ ہے کہ ہماری عمر لمحہ بہ لمحہ کم ہوتی جا رہی ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام جالوت کے سامنے جنگ کے لئے آگئے۔ وہ بڑا لحیم وشحیم تھا، لوگ اس کے

سامنے آنے سے گھبراتے تھے۔ لوگ اس کو دیکھ کر سوچ رہے تھے کہ اس کا مارنا بڑا مشکل کام ہے، یہ تو بہت بڑا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اسے دیکھ کر سوچا اس کو مارنا آسان ہے۔ یہ تو بہت بڑا ہے یقیناً میرا نشانہ خطا نہیں جائے گا۔ اسی طرح سوچ کا انداز ہر کسی کا اپنا اپنا ہوتا ہے۔ اولیاء اللہ کی یہ سوچ ہے کہ عمر کم ہو رہی ہے۔ اگر ان سے کوئی خطا ہو جائے تو بیٹھ کر سوچتے ہیں افسوس کرتے ہیں اور روتے ہیں کہ خطا کیوں ہوئی۔

شکر کا جذبہ:

ارشاد فرمایا، گناہ کر بیٹھنا اتنا برا نہیں ہے جتنا گناہ کر کے معافی نہ مانگنا خطرناک ہے۔ آج اسی چیز کا غم ہے کہ ہم گناہ کر کے اس کی معافی نہیں مانگتے بلکہ بھول جاتے ہیں۔ یہ مختصری زندگی اللہ تعالیٰ نے اپنی بندگی کے لئے دی ہے۔ دین میں آگے بڑھنے والوں کو دیکھئے شوق پیدا ہوگا اور دنیا میں اپنے سے نیچے والے کو دیکھئے شکر پیدا ہوگا۔ دنیا کے معاملے میں ہمارے اندر قناعت نہیں ہے۔ راتوں رات لکھ پتی بننا چاہتے ہیں۔ پیالہ اگر الٹا پڑا ہو تو یہ نہیں بھرتا۔ انسان کی کھوپڑی بھی الٹے پیالے کی طرح ہوتی ہے۔ یہ بھی کبھی نہیں بھرتی۔ اس کو قبر کی مٹی ہی بھرے گی۔

آخرت کا تصور:

ارشاد فرمایا، ہم آخرت کا تصور تو اپنے ذہن میں رکھتے ہیں کہ آخرت کا میدان ہوگا اللہ تعالیٰ ہوں گے، حشر کا میدان ہوگا اور ہم سمجھتے ہیں کہ ہم بیٹھے دیکھ رہے ہوں گے۔ نہیں ایسا نہیں ہوگا ہم دیکھنے والوں میں نہیں ہوں گے۔ ہمارے ساتھ تو پتہ نہیں کیا بیت رہی ہوگی۔ ہم جنت میں یا دوزخ میں ہوں گے۔

دنیا میں ناک کٹنے کا کتنا خوف ہوتا ہے کہ اگر ناک کٹ گئی تو لوگ کیا کہیں گے یہ بھی تو سوچیں کہ اگر آخرت میں ناک کٹ گئی تو وہاں تو انبیا بھی دیکھیں گے اور ساری دنیا بھی دیکھے گی۔

ذکر کی کثرت:

کسی عارف کا قول ہے، اے دوست! جتنا دنیا میں رہنا ہے اتنا یہاں کے لئے کوشش کر لے اور جتنا آخرت میں رہنا ہے اتنی وہاں کے لئے کوشش کر لے۔ یہ پکی بات ہے کہ دنیا کا کوئی اعتبار نہیں ہے کہ کب آخرت کی طرف روانگی ہو جائے۔ آخرت کا اعتبار ہے کہ وہاں لاکھوں سال رہنا ہے بلکہ لامحدود عرصہ رہنا ہے۔ انتہائی ضروری ہے کہ ہم آخرت کے حساب کتاب کو بار بار یاد رکھیں تا کہ آخرت کی تیاری ہوتی رہے۔ ارشاد فرمایا، جو یادالٰہی میں لگ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ دنیا کی محبت اس کے دل سے دھو دیتے ہیں بظاہر مال پیسہ ہوتا ہے مگر قدموں کے نیچے ہوتا ہے۔ ذکر کی کثرت گناہوں کو دھو دیتی ہے اور انسان ذکر کا دلدادہ ہو جاتا ہے۔

کامیابی کا ذریعہ:

ارشاد فرمایا، عاجزی انکساری انسان کی کامیابی کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے سے عاجزی پیدا ہوتی ہے۔ شکر بہت بڑی نعمت ہے، تکبر اللہ تعالیٰ کو بالکل پسند نہیں ہے یہ تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ام الامراض کہا ہے۔ آج وقت ہے کہ معافی مانگ لیں اپنے گناہوں کو بخشوا لیں۔ ہم لوگوں کے چہرے تو دیکھتے ہیں لیکن اپنا چہرہ نہیں دیکھتے، اپنے عیب نہیں دیکھتے کہ اندر اپنے دل میں کیا کیا گناہ بھرے ہوئے

ہیں۔

منہ دیکھ لیا آئینے میں پر داغ نہ دیکھے سینے میں
جی ایسا لگایا جینے میں مرنے کو مسلماں بھول گئے

عمل میں روح اور اخلاص:

ارشاد فرمایا، مسلمان جب باقاعدگی سے ذکر کرتے ہیں تو عمل میں روح پیدا ہو جاتی ہے، اخلاص پیدا ہو جاتا ہے۔

محبت کا جنوں باقی نہیں ہے
وہ دل وہ آرزو باقی نہیں ہے
صفیں کج دل پریشاں سجدہ بے ذوق
کہ جذب اندروں باقی نہیں ہے

یہ سچی بات کہتا ہوں کہ اگر سارے حاجی بھی ہر سال توبہ کر کے آجاتے تو ملکوں میں انقلاب آجاتا۔

زائرین حرم سے کوئی پوچھے اقبال
کیا حرم کا تحفہ زمزم کے سوا کچھ بھی نہیں

جب بندہ ذکر زیادہ کرنے لگتا ہے تو اللہ کی محبت دل میں پیدا ہو جاتی ہے۔ اور جب عشق الٰہی پیدا ہو جاتا ہے تو خود بخود نیند سے بھی راتوں کو آنکھ کھل جاتی ہے۔ الارم لگانے کی بھی ضرورت نہیں پڑتی۔ اگر کسی کو عورت سے عشق ہو تو وہ لوگوں کو سونے نہیں دیتا سوچیں اگر عشق الٰہی پیدا ہو جائے تو کیا تہجد میں جاگ اٹھنا نصیب نہیں ہوگا۔

صحبت کے اثرات:

ارشاد فرمایا، اللہ کی محبت میں کمی کی وجہ سے نمازوں میں دل نہیں لگتا آج حالت یہ ہوگئی ہے کہ بیٹھے تو التحیات میں ہوتے ہیں، پڑھ سورۃ فاتحہ رہے ہوتے ہیں۔ ارشاد فرمایا، ذکر دل کو نرم کر دیتا ہے بلکہ موم کر دیتا ہے اور پھر اس ذکر کی برکت سے نماز میں بھی دل لگ جاتا ہے اور آہستہ آہستہ نماز کی حقیقت نصیب ہو جاتی ہے۔ ارشاد فرمایا، مٹی سے کسی عارف نے پوچھا تم میں خوشبو کیسے آ گئی؟ کہا، مجھ پر پھول پڑا رہا اس کی صحبت سے مجھ میں خوشبو آ گئی۔ اندازہ لگائیں کہ صحبت کا کتنا اثر ہوتا ہے۔ بزرگوں کی صحبت کا کتنا اثر ہوتا ہے وہ تو نظر بھی لگاتے ہیں اور توجہ بھی کرتے ہیں، دعائیں بھی کرتے ہیں انہیں چونکہ اللہ تعالیٰ سے محبت ہوتی ہے اس لئے اس محبت کا اثر پاس بیٹھنے والوں پر بھی پڑتا ہے۔ اللہ والے محبت الٰہی میں مست ہوتے ہیں وہ راتیں اللہ کے حضور جاگ جاگ کر گزارتے ہیں اس لئے ان کی صحبت میں تاثیر ہوتی ہے۔

؎ اٹھ فریدا ستیا تے جھاڑو دے مسیت
تو ستا تے جاگدا تیری کیویں نبھے پریت





کامیاب زندگی کے گر

لاہور

اعمال کی صورت اور حقیقت:

ارشاد فرمایا، ایک اعمال کی صورت ہے اور ایک اعمال کی حقیقت ہوتی ہے۔ صورت اور حقیقت علیحدہ چیزیں ہیں مثلاً ایک نماز جو ظاہری طور پر پڑھتے ہیں ایک اس نماز کی روح اور حضور ہے جیسے جسم کے اندر سے روح نکل جائے تو وہ بے جان ہے اسی طرح اگر نماز سے بھی روح نکل جائے تو وہ بے جان جسم کی طرح ہے۔ وہ گتھیاں جو باہر نہیں سلجھتی وہ نماز میں سلجھاتے ہیں اس لئے کہ ظاہری نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں مگر نماز کی روح نصیب نہیں ہوتی۔

جسم کا مرز:

ارشا: ید، اللہ تعالیٰ اپنی صفات میں کامل ہے اور بندہ ناقص ہے۔ اللہ تعالیٰ دینے والا ہے اور بندہ لینے والا ہے، بندہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق ہے اور وہ اس کا شاہکار ہے۔ انسان مٹی سے کیسے بنا ہے سوچیں تو عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ اگر

کسی بچے کی آنکھوں کو دیکھیں تو وہ شیشے کی طرح معلوم ہوتی ہیں حالانکہ وہ مٹی سے بنائی گئی ہیں۔ جسم کا ڈھانچہ ایک مکان کی مانند ہے اور مکیں کوئی اور ہے۔ مکاں کی قدر و منزلت مکین سے بلند ہوا کرتی ہے۔ جسم کے اندر دل اور روح مرکز کی حیثیت رکھتے ہیں۔ روح نہ ہو تو جسم بے کار اور دل مردہ ہو تو جسم بے شک متحرک ہو اعمال میں جان نہیں ہوگی۔ دل سلامت و بیدار ہو گا تو اعمال میں بھی جان آئے گی۔

روح کا اصلی گھر:

ارشاد فرمایا، روح کا اصلی گھر دنیا نہیں ہے بلکہ وہی ہے جہاں سے یہ آئی ہے۔ یہاں کی رنگا رنگی انسان کو الجھا دیتی ہے۔ یہی فرق ہے ایک عام انسان میں اور ایک ولی میں۔ ولی اللہ ہر دم اپنی آخرت کی فکر میں رہتے ہیں اور عام انسان دنیا کی بھول بھلیوں میں کھو کر سیدھے راستے سے ہٹ جاتا ہے۔ مفہوم حدیث ہے ایسے زندگی گزارو جیسے پردیسی یا راستہ چلتا مسافر ہوتا ہے۔ انسان امید پر زندگی بسر کرتا ہے کہ فلاں نیکی بھی کرلوں گا، فلاں نیکی بھی کرلوں گا، یہ لمبی لمبی امیدیں قسمت سے پوری ہوا کرتی ہیں۔ ہمیں یہاں پر ہر وقت اللہ تعالیٰ کی بندگی کرنی ہے۔ لمبے لمبے پلان نہیں بنانے بلکہ جو وقت ملا ہے اس کو غنیمت جان کر اس کو قیمتی بنانا ہے۔ کسے خبر کہ آج ہمارے پاس ہے کل بھی ہمارے پاس ہوگا یا نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو کامیاب زندگی کے گر سکھانے کے لئے انبیائے کرام کو دنیا میں بھیجا تاکہ انسان سیکھ سکے۔

جوڑا جوڑا:

ارشاد فرمایا، ہر چیز کے اندر جوڑا جوڑا نظر آئے گا۔ ایک آسمان اور زمین

کا جوڑا ہے، آسمان سے بارش برستی ہے زمین جذب کرتی ہے۔ پھر پھل پھول کی شکل میں اس کی اولاد پیدا ہوتی ہے۔ دن، رات، دھوپ، چھاؤں ہر چیز کے اندر جوڑا جوڑا نظر آئے گا۔

بہت مہلک بیماریوں کے لئے جو ویکسین تیار کی جارہی ہے وہ بھی جوڑے جوڑے سے بنائی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا دنیا میں جوڑا پیدا کیا، دنیا آخرت میں جس چیز پر بھی غور کرتے جائیں جوڑا جوڑا نظر آئے گا۔ قرآن وہ حقیقتوں کی کتاب ہے کہ جس پر غور و فکر کرنے سے چیزیں انسان پر کھلتی ہیں اور چیزوں کی حقیقت واضح ہوتی ہے۔

دو طرح کے انسان:

انسان دو طرح کے ہوتے ہیں ایک وہ جن کے بارے میں کہا گیا ہے ایسے ہیں جیسے جانور بلکہ جانوروں سے بھی بدتر ہیں لیکن دوسری قسم کے انسان جن کے بارے میں کہا گیا ہے **اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ** (خبردار، بیشک اللہ کے اولیاء کو نہ تو کوئی خوف ہوگا نہ وہ غمگین ہوں گے)

الفاظ و معانی میں تفاوت نہیں لیکن
ملاں کی اذاں اور مجاھد کی اذاں اور
پرواز ہے دونوں کی اسی ایک فضا میں
کرگس کا جہاں اور ہے شاہیں کا جہاں اور

کہنے کو دونوں قسم کے انسان ہی ہیں لیکن کسی کی پرواز شاہین کی طرح ہے اور کسی کی کرگس کی طرح ہے کوئی بلندیوں کی طرف محو پرواز ہے اور کوئی پستی کی طرف جا رہا ہے۔

کل اور آج:

ارشاد فرمایا، آج تہجد کے وقت گلیوں کو دیکھیں کیسی سنسان و ویران نظر آتی ہیں۔ صحابہ کرامؓ کے زمانے میں دیکھیں تو ان وقتوں میں بستیوں میں رات کو قرآن کی تلاوت کی آواز ایسے آتی تھی جیسے شہد کی مکھیوں کے بھنبھنانے کی آواز آتی ہے۔ آج رات کے آخری پہر میں ہر طرف تاریکی اور خاموشی نظر آتی ہے۔ رات بھی سوچتی ہوگی آخری پہر میں اٹھنے والے کدھر گئے، آخری پہر میں جاگنے والے، اللہ سے راز و نیاز کرنے والے کدھر گئے۔ وہ لوگ بھی خوش نصیب ہیں جو ظاہری نماز پڑھتے ہیں اور جنہیں حضوری نصیب ہوگئی ہے ان پر تو رشک آتا ہے۔

؎ وہ اک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

پہلے وقتوں میں کچھ اذان دینے والے ایسے ہوتے تھے کہ اس سے پہاڑ بھی پارے کی طرح کانپنے لگتے تھے۔

نیکی کی تمنا اور حسرت:

ارشاد فرمایا، حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ، حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کے نام ذہن میں آتے ہیں تو انسان یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ ان کی راتیں کیسے گزرتی تھیں اور ہماری راتیں کیسے گزر رہی ہیں۔ ہماری راتیں تو ان جیسی نہیں بن سکتیں لیکن ان کے نقش قدم پر چلنے کی ہم کوشش تو کر سکتے ہیں، کم از کم تمنا اور حسرت تو رکھ ہی سکتے ہیں۔

؎ یہ بھی کیا کم ہے کہ ہم ان کی تمنا میں جئیں
لطف منزل نہ سہی خواہش منزل ہی سہی

ہم اگر کوشش کریں تو روحانی بزرگوں کے نقش قدم پر چل کر جنت میں ان سے ملاقات کر سکتے ہیں۔ اللہ رب العزت تو اپنے بندوں کو بلا رہے ہیں فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰہِ ۔ ہمیں تو اس ذات بابرکات کی طرف دوڑنے کا حکم ہے اور ہم تو چلتے بھی نہیں ہیں بلکہ رخ بھی سیدھا کرنے اور سیدھا رکھنے کی کوشش نہیں کرتے۔

مقصد زندگی:

ہمارا ایک ایک لمحہ جو گزر رہا ہے اور ہر قدم جو اٹھ رہا ہے وہ ہمیں آگے ہی آگے لے جا رہا ہے اور موت اور قبر سے قریب کر رہا ہے۔

؎ قدم بسوئے مرقد نظر روئے دنیا
کدھر جا رہے ہو کدھر دیکھتے ہو

کھانا پینا تو جانور بھی کرتے ہیں انسان کا تو صرف یہی کام نہیں ہے اسے تو کسی اور مقصد کے لئے دنیا میں بھیجا گیا ہے۔ حضرت بہلول دانا رحمۃ اللہ علیہ راستے میں بیٹھے تھے۔ کسی نے پوچھا یہ راستہ کدھر کو جاتا ہے؟ فرمایا، جھوٹوں کی دنیا کی طرف جاتا ہے۔ اس آدمی نے اس کی وضاحت طلب کی تو فرمایا، دنیا چھوڑ جانے والوں میں سے ہر ایک کا کہنا تھا میری بیوی، میرا گھر، میرا تخت و تاج وہ بھی میرا ہے، یہ بھی میرا۔ اب ان سے قبروں میں جا کر پوچھو کہ وہ آپ کی چیزیں کدھر گئیں؟ آپ ان کو چھوڑ کر کیوں چل دیئے؟ یہ سب کچھ جھوٹ نکلا۔

چھوٹا سا اصلی گھر:

ارشاد فرمایا، آج وہ لوگ جو گھر کے فرش، کچن کو میلا نہیں دیکھ سکتے وہ یہ کیوں نہیں سوچتے کہ کسی دن انہیں مٹی میں لٹا دیا جائے گا۔ مٹی ان کے بدن کو کھا جائے گی وہ مٹی میں مل کر مٹی ہو جائیں گے۔ اے مربعوں کے مالک! اے کوٹھیوں کے مالک! تیرا اصلی گھر تو وہ گھر ہے جہاں انسان پورے طور پر کھڑا بھی نہیں ہو سکتا، اٹھ کر بیٹھنا چاہے گا بیٹھ بھی نہ سکے گا۔

؎ دنیا کے اے مسافر منزل تیری قبر ہے
دو گز زمین کا ٹکڑا چھوٹا سا تیرا گھر ہے

ہماری منزل قبر ہے، قبر ہمیں بھولے گی نہیں بلکہ وہ تو ہر لمحہ ہمیں یاد کرتی ہے۔ ہمارے سلف صالحین قبروں کو دیکھ کر اتنا روتے کہ داڑھی تر ہو جاتی تھی۔ ہمارا حال تو یہ ہے کہ قبروں کو دیکھ کر عبرت بھی حاصل نہیں کرتے۔ اس لئے کہ دل سل بن گئے ہیں۔ آج خبر آتی ہے فلاں چلا گیا، فلاں چلا گیا، ایک دن ہمارے چلے جانے کی خبر بھی آ جائے گی۔

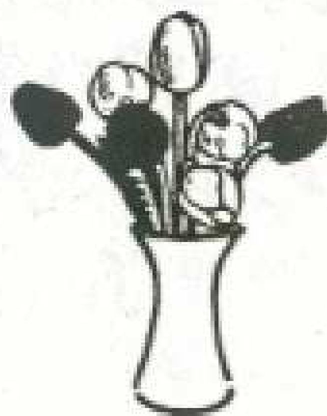
آخرت کے لئے پلاننگ:

ارشاد فرمایا، دنیا کے معاملے میں ہم کتنی پلاننگ سے کام کرتے ہیں جب کہ آخرت کو فراموش کر دیتے ہیں۔ آخرت کے معاملے میں بھی ہماری ہر لحاظ سے پلاننگ ہونی چاہئے۔ کیا اچھا ہے، کیا برا ہے، کونسا کام آخرت کے لئے فائدہ مند ہے، کس کام کو کتنا وقت دینا ہے۔ دنیا کے کاموں کے ساتھ ساتھ آخرت کی تیاری کے کاموں کو جب پلاننگ کے تحت کریں گے تو انشاء اللہ کامیابی ہوگی۔ ہم اپنا نقصان اس لئے کر بیٹھتے ہیں کیونکہ ہم ایک چیز یعنی دنیا کو تو مدنظر

رکھتے ہیں لیکن آخرت کو چھوڑ دیتے ہیں۔ جب کہ آخرت کے کاموں کو ترجیح دینی چاہیے۔ زندگی بڑی مختصر شے ہے ایک دم پتہ بھی نہیں چلے گا اور ختم ہو جائے گی۔

بڑی مختصر شے ہیں یہ گھڑیاں زندگانی کی
یقیناً ان کا نیکی میں بسر ہونا ضروری ہے

ارشاد فرمایا، ہمارے بزرگ اس طرح خفیہ نیک کام کرتے تھے کہ دائیں ہاتھ سے کرتے تو بائیں کو بھی خبر نہیں ہوتی تھی۔ آج اگر تہجد پڑھ لیتے ہیں تو مجالس میں بتاتے پھرتے ہیں۔ مؤذن کو جتانے کے بہانے کہتے پھرتے ہیں کہ تو نے اذان اچھی نہیں دی۔ ہم نے اللہ کی خاطر عبادت کرنی ہے دنیا کے دکھاوے کے لئے نہیں کرنی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عبادت کے لئے اپنے جسموں کو تھکانے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ مرض الموت میں دوائیاں بڑی پابندی سے لیتے تھے۔ حضرت قاسمی رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا اب تو دوائی بڑی پابندی سے لے رہے ہیں، جسم کا بڑا خیال رکھتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا، اللہ کی قسم! شروع سے مجھے اپنی جان عزیز تھی اس لئے اسے عزیز نہیں رکھا بلکہ دین کے لئے بے دریغ خرچ کیا۔





تبلیغی سفر کے واقعات

دعوت کی نیت:

ارشاد فرمایا، فَذَكِّرْ إِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ (پس نصیحت کیجئے بے شک نصیحت مومنوں کو نفع دیتی ہے)

مشائخ نے ہمیں نصیحت کی ہے کہ صبح دفتر جائیں تو دعوت کی نیت کر کے جائیں۔ ہر وقت جہاں بھی جائیں دعوت دینی چاہیے۔ قیل قال کے ذریعے سے بھی اور عمل سے بھی دعوت دینی چاہیے۔ ہمارا چلنا پھرنا، بولنا، اٹھنا، بیٹھنا ہر چیز دعوت ہے۔ اگر یہ چیز کسی کو نصیب ہو جائے وہ بڑا خوش قسمت ہوگا۔ ہمارا عمل ایسا ہونا چاہیے کہ دیکھ کر ہی دوسرے نیکی کی طرف راغب ہو جائیں۔ زبان سے کہہ کر جتنا مرضی سمجھانے کی کوشش کریں اگر خود باعمل نہیں ہوں گے تو بات اثر نہیں کرے گی۔ خود باعمل ہو کر اپنے آپ کو نمونے کے طور پر پیش کریں گے تو بات میں بھی تاثیر پیدا ہو جائے گی۔

توبہ کا واقعہ:

ایک واقعہ بیان فرمایا، کہ پاکستان کا ہی ایک آدمی تھا مجھے پیغام بھیجا کہ میں توبہ کرنا چاہتا ہوں، ایمان و یقین کو مضبوط کرنا چاہتا ہوں۔ پوچھا کہ آپ کیسے متاثر ہوئے؟ کہنے لگا، آپ نے ایک دفعہ جھنگ سے لاہور کا سفر کیا تھا، میں آپ سے پچھلی سیٹ پر بیٹھا تھا، ریکارڈنگ شروع ہوگئی۔ آپ نے منع فرمایا لیکن اس نے بند نہ کی تو آپ نے کانوں میں انگلیاں دے لیں۔ جب وہ ریکارڈنگ چلاتا آپ کانوں میں انگلیاں دے لیتے۔ میں اس بات سے بہت متاثر ہوا۔ اب توبہ کر کے آپ سے بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ جب اللہ تعالیٰ ہدایت دینے پہ آئے تو ایسے بھی دے دیتا ہے۔

نیت کی برکتیں:

ارشاد فرمایا، ہم سنگاپور گئے وہاں ایک میٹنگ کے سلسلے میں کافی لوگ جمع ہوئے تھے۔ ان میں کچھ دوست بھی تھے۔ تقریباً 5 ہزار میں سے 35-30 لوگوں کو چنا گیا جو مختلف ممالک سے آئے ہوئے تھے۔ اور انہیں دعوت دی گئی۔ مجھے بھی چنا گیا۔ ایک صاحب جو ہندو تھا میرے پاس آ کر کہنے لگا آپ کو بھی دعوت دی جارہی ہے۔ میں نے ایسی محفل میں جانے سے انکار کر دیا۔ وہ واپس چلا گیا۔ پھر صلاح مشورہ کے بعد واپس آیا اور کہا، اگر اس سلسلے میں آپ کی کچھ شرائط ہیں تو بتا دیں۔ میں نے کہا، میں ایسی محفل میں نہیں جاتا۔ اس نے کہا، آپ کے ملک کے بارے میں لوگ کیا کہیں گے کہ ہم ان کی ہر شرط مان کر انہیں میٹنگ میں بلا رہے ہیں اور یہ انکار کر رہے ہیں۔ میرے دل میں بھی بات آ گئی کہ اب ملک کا بھی معاملہ ہے۔ پھر انہوں نے کہا جو کھانا بھی جس کے گھر کا بھی ہو اکہیں گے

کہ پاکیزہ کھانا لا کر دیں۔ میں نے شرط رکھی کہ علیحدہ ہی رہوں گا۔ ایک کمرے کی مجلس میں شراب و کباب اور دوسرے کمرے کی مجلس میں حلال اور پاکیزہ کھانا پیش کیا گیا۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم تھا۔ آئندہ کے لئے مسلمان انجینئرز کا راستہ آسان ہو گیا۔ فقیر نے مثال پیش کر دی۔ الحمدللہ اسی حلیئے میں وہاں بیٹھے ہوئے تھے، یہی پگڑی، یہی جبہ تھا۔ شراب کا گلاس ہاتھ میں لئے ہوئے ایک نوجوان میری طرف آیا اور مجھ سے کہنے لگا، I want to be like you. ہندو جو میرے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اس نے کہا، اپنے جملے کی وضاحت کر دو۔ کہنے لگا، ان کے چہرے پر نور کی ایک لائیٹ نظر آتی ہے۔ اتنا کہہ کر چلا گیا، تھوڑی دیر بعد پھر آیا، السلام علیکم کہہ کر اپنا حدود اربعہ بیان کیا۔ باتیں کرنے لگا۔ I eat every thing.I do every thing. میں ہر چیز کھاتا ہوں۔ ہر کام کرتا ہوں۔ پھر کہنے لگا کہ آپ ملائیشیا میں آئیں تو آپ نے میرا مہمان بننا ہے اور اپنے آنے کی اطلاع بذریعہ فون مجھے دے دیجئے گا۔ دوسرے دن اس ہندو نے میری روانگی کی اطلاع اسے دے دی پھر مجھے بتایا۔ اللہ تعالیٰ جب کام لینے پہ آتے ہیں تو یوں بھی لے لیتے ہیں۔ جب میں ملائیشیا پہنچا تو وہ نوجوان جس کا نام حنیف تھا کہنے لگا، میں ایک گھنٹے سے آپ کا انتظار کر رہا ہوں۔ پھر مجھ سے میرا ٹکٹ لیا اور جس جگہ میں نے جانا تھا اس جگہ کا اپنا بھی ٹکٹ بنوا کر لے آیا۔ اس دعوت کی نیت کی یہ برکتیں ہیں کہ جہاں گمان بھی نہ ہو وہاں مددگار پیدا ہو جاتے ہیں۔ وہ جزیرہ پنانگ تھا جہاں مجھے جانا تھا۔

سانپوں کی وادی:

الحمدللہ میں نے ایسی وادی بھی دیکھی جس کو سانپوں کی وادی کہتے ہیں کہ

ایک ایک درخت پر پانچ پانچ چھ چھ سانپ لٹکے ہوئے تھے۔ایک جگہ تو میرا ہاتھ سانپ کو لگتے لگتے بچا۔ اس جزیرہ میں میوے اور پھلوں کی بہت کثرت ہوتی ہے۔ہم پینانگ جزیرے میں جا کر ٹھہرے۔ایک ساتھی نے بتایا کہ اس پہاڑی کے اوپر مسجد ہے وہاں نماز پڑھ لیں۔ ہم اوپر پہنچے تھوڑی دیر میں اذان ہوگئی۔ اذان کے بعد امام صاحب آ گئے۔ انہوں نے مجھے دیکھا تو مجھے کہا کہ جماعت کروائیں۔ مغرب اور اوابین کی نماز پڑھ کر پیچھے دیکھا تو ایک مجمع پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ وہ لوگ مجھے کہنے لگے روحانیت کے متعلق کچھ بتائیں۔ میں نے آدھا گھنٹہ بیان کیا۔ بعد میں سب کہنے لگے کہ ہمیں بیعت کر لیں۔ سب کو بیعت کیا اور ذکر بتایا۔ بعد میں وہ ہمیں رخصت کرنے اسٹیشن پر آئے اور ایک کانسٹیبل تو سیٹ پر ہی بیٹھ گیا اور کہنے لگا آپ ادھر ہی ٹھہریں یا پھر میں بھی ساتھ جاؤں گا۔ روانگی کے وقت وہ رو رہا تھا۔ دیکھیں دین میں کتنی محبت ہے، کتنی مقناطیسیت اور کشش ہے۔ نہ جان نہ پہچان اور دین کی نسبت سے اتنی جلدی لوگ گرویدہ ہو جاتے ہیں۔اب کیا کیا تفصیل بیان کروں۔

جو کچھ ہوا کرم سے تیرے
جو کچھ کہ ہوگا تیرے کرم سے ہوگا

ہمارے مرشد پیر غلام حبیب رحمۃ اللہ علیہ نے 29 ملکوں میں دین پھیلایا: کچھ فرد ایسے ہوتے ہیں جو مستقل جماعت ہوتے ہیں۔



خلافت کی ذمہ داری

لاہور

حضرت محمد شریف ایرانی صاحب مدظلہ کو خلافت کی ذمہ داری سونپنے کے موقع پر مختصر بیان ارشاد فرمایا

امانتِ خلافت:

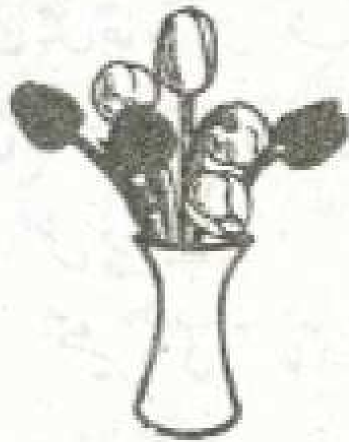
ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ تمام پیروں کو لگاموں کے ساتھ پیش کریں گے اور ان کی لگامیں اس وقت تک نہیں کھولیں گے جب تک ان سے اس امانتِ خلافت کے بارے میں پوچھ نہیں لیں گے۔ اس ذمہ داری کو انسان نے ہر طور پر نبھانا ہے۔ نہ دن دیکھے، نہ رات دیکھے اور کام کرتا رہے۔ نمائندہ اور وکیل بن کر اسے امانت الٰہی سمجھ کر کام کرتا ہے۔ نسبت کا حاصل ہونا اور چیز ہے اور خلافت کی ذمہ داری کا حاصل ہونا ایک اور چیز ہے۔

تبلیغ کا کام:

ارشاد فرمایا، سلسلے کی ترویج اور تبلیغ کرنے کا کام ایسے ہی نہیں سونپ دیا جاتا

بلکہ کچھ دیکھ کر ہی ذمہ داری سونپی جاتی ہے۔ جو نیکی کے لئے تڑپتا ہے اسے نیکی دے دی جاتی ہے۔ یہ ذمہ داری جب مل جائے تو دل میں یہ ارادہ کر لیں کہ اپنے بدنی آرام کی قربانی کریں گے اور دن کو دن اور رات کو رات نہیں سمجھیں گے۔ تب کام ہو سکے گا۔







اللہ کی یاد میں سکون ہے

تصور

ہر کام عبادت بن سکتا ہے:

ارشاد فرمایا، میں سویڈن میں تھا، وہاں مختلف لیکچرز دینے کا موقع ملا، مختلف ٹیچرز سے بھی ملاقاتیں ہوئیں، انہیں اسلام کی بہت معلومات تھیں لیکن ایمان نہیں تھا۔ ایمان پختہ ہو جائے یہی اصل چیز ہے۔

اس قوم کو شمشیر کی حاجت نہیں رہتی
ہو جس کے جوانوں کی خودی صورت فولاد

انسان کا ہر کام عبادت بن سکتا ہے حتیٰ کہ لیٹرین میں جانا بھی اگر سنت طریقہ کے مطابق ہو جائے تو عبادت بن سکتا ہے۔ سنت طریقہ ایسا آب حیات ہے کہ اگر زندگی میں لاگو ہو جائے تو بندے کا عمل ہمیشہ زندہ رہے گا۔ نوجوانوں کے جوش اور بوڑھوں کے ہوش کے سامنے پہاڑ بھی نہیں ٹھہرا کرتے۔ جس طرح آگ اور پانی کے ذریعے بھاپ کی صورت میں بڑے بڑے انجن چلائے جاتے ہیں اسی طرح جوانوں کے جوش اور بوڑھوں کے ہوش کے ذریعے بڑے بڑے

انقلاب برپا کیے جا سکتے ہیں۔ جب انسان گناہ کرتا ہے تو ضمیر ملامت کرتا ہے۔ جب انسان اس کی آواز نہیں سنتا تو وہ بالآخر مر ہی جاتا ہے اور پھر مری ہوئی لاش چلتی پھرتی ہے۔ ضمیر کی عدالت بہت بڑی عدالت ہے۔ ضمیر کو ہمیشہ بیدار رکھنے کی کوشش کریں۔ اگر ضمیر بیدار ہوگا تو پھر تو کسی کافر کی بیٹی کے سر پر بھی چادر دے دے گا اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تیرے گناہوں پر پردہ ڈال دے گا۔ مسلمان کی بیٹی تو پھر مسلمان کی بیٹی ہے اس کی عزت کرو گے تو کتنا اجر پاؤ گے۔

محنت کے ثمرات:

ارشاد فرمایا، جب انسان محنت کرتا ہے تو فرشتوں سے بھی برتر ہو جاتا ہے اور جب محنت نہیں کرتا تو جانوروں سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔ ایک وقت تھا کہ بادشاہوں کو بھی پنکھے، برف کے ٹھنڈے مشروبات، قسم قسم کے لباس نہیں ملتے تھے لیکن محنت کی وجہ سے آج عام آدمی کو بھی یہ آسائشیں حاصل ہیں۔ یہ سب ایجادات کیوں ہوئیں محنت کی وجہ سے ہوئیں۔ ایک بوتل میں بیل لگا دی جاتی ہے۔ وہ سارے کمرے میں پھیل کر اسے سجا دیتی ہے۔ جاپان میں بڑ کا ڈیڑھ سو سال کا درخت ایک گملے میں اگا ہوا ہے۔ بالکل اسی طرح ہو جاتا ہے جیسے کوئی بڑا بڑ کا درخت زمین میں لگا ہوتا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ انسان نے مادے پر محنت کی ہے اور اس طرح کی چیزیں سامنے آ رہی ہیں۔

وجہ زوال:

ارشاد فرمایا، جن کو اونٹ چرانے نہیں آتے تھے قرآن پر عمل کے صدقے سے قوموں کے ہادی و رہنما بن گئے۔ ہم جانتے تو سب کچھ ہیں لیکن ماننے کو

تیار نہیں ہوتے اور عمل کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہوتے ہیں۔

؎ مسجد تو بنا دی شب بھر میں ایمان کی حرارت والوں نے
من اپنا پرانا پاپی ہے برسوں میں نمازی بن نہ سکا

ہمارا دل، ہماری زبان، ہمارا دماغ، ہماری آنکھیں یہ ابھی تک صحیح معنوں میں مسلمان نہیں بنیں۔ آج ہمارے پاس معلومات بہت ہیں لیکن عمل نہیں ہے۔ وجہ زوال یہ ہے کہ ہم ایک دوسرے کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لئے کہ ہم اچھی صحبتیں نہیں اٹھاتے۔

ہوئی نہ زاغ میں پیدا بلند پروازی
خراب کر گئی شاہین بچے کو صحبت زاغ
حیا نہیں ہے زمانے کی آنکھ میں باقی
خدا کرے کہ جوانی تری رہے بے داغ

کردار کے غازی:

ارشاد فرمایا، ہم میں سے جو زیادہ دھوکہ دینے والا ہو ہم اسے سمارٹ کہتے ہیں۔ ہم باتوں کے دھنی بن گئے مگر کردار کے دھنی نہ بن سکے۔

؎ اقبال بڑا اپدیشک ہے من باتوں میں موہ لیتا ہے
گفتار کا غازی تو بنا کردار کا غازی بن نہ سکا

یہ فقیر ایک کروڑ پتی آدمی کو ملا اس کے دل میں سکون نہیں تھا۔ اس کے پاس اتنی دولت تھی کہ دولت کا حساب کتاب رکھنے کے لئے آدمی رکھنے پڑتے تھے۔ مگر دل بے سکون تھا۔

؎ نہ دنیا سے نہ دولت سے نہ گھر آباد کرنے سے
تسلی دل کو ہوتی ہے خدا کو یاد کرنے سے

شب کی آہ وزاری:

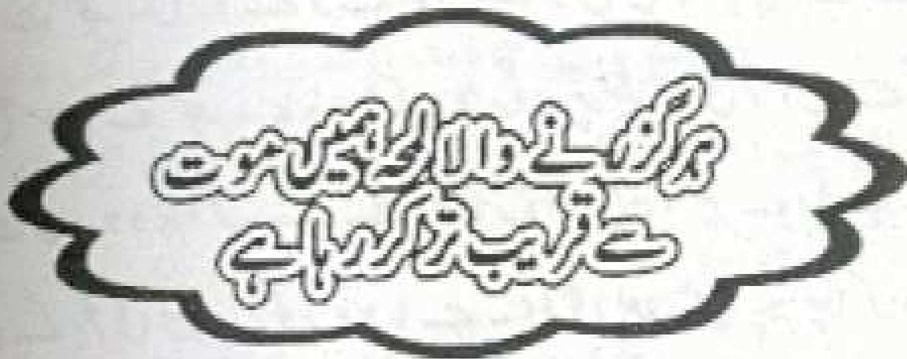
ارشاد فرمایا، سلطان صلاح الدین ایوبی کو جب پتہ چلا کہ مسلمانوں کے مقابلے کے لئے کافروں کا بحری بیڑہ آ رہا ہے۔ تو سلطان صلاح الدین ایوبی ساری رات مسجد میں روتے رہے اور مسلمانوں کی کامیابی کے لئے دعا کرتے رہے۔ صبح سویرے مسجد سے باہر ایک بزرگ پر نظر پڑی تو ان سے دعا کے لئے درخواست کی۔ وہ بزرگ کہنے لگے، صلاح الدین! تیرے رات کے آنسوؤں نے دشمن کے بحری بیڑے کو ڈبو دیا ہے۔ واقعی بعد میں پتہ چلا کہ وہ بحری بیڑہ سمندر ہی میں ڈوب گیا تھا۔ کیسے کیسے مسلمان تھے جو گزر گئے۔ آج ہماری نمازوں میں وہ لذت نہیں، سجدے میں خلوص نہیں اور اصلی نہیں۔

میں جو سر بسجدہ ہوا کبھی تو زمین سے آنے لگی صدا
تیرا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں

کافرہمیں لقمہ تر سمجھتے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ ہم کھوٹے ہیں اللہ تعالیٰ ہمارے کھوٹ کو دور فرمائے۔ ارشاد فرمایا، يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ ءَامِنُوا۟ (اے ایمان والو! ایمان لاؤ)

یعنی زبان سے تو ایمان لے آئے ہو دل سے بھی ایمان لاؤ۔ اور یقین پکا کر لو۔ شروع میں ماں باپ بچوں کی تربیت صحیح نہیں کرتے۔ انہیں ایمان و یقین نہیں سکھاتے۔ پھر بعد میں روتے پھرتے ہیں آج بچی اور پکی توبہ کرلیں کیونکہ ایک آدمی آج اگر سچی توبہ کرلے گا تو اس دنیا سے ایک برا آدمی کم ہو جائے گا۔





لاہور

دنیا ایک عارضی ٹھکانہ ہے:

انسان پتھر نہیں کہ پڑا ہے، درخت نہیں کہ کھڑا رہے، انسان انسان ہے اسے چاہئے کہ یاد الٰہی میں لگا رہے۔ مفہوم حدیث ہے تم دنیا میں اس طرح رہو جس طرح پردیسی یا راہ چلتا مسافر۔ جو مسافر گاڑی کے انتظار میں بیٹھا ہو وہ ادھر ادھر نہیں ہوتا۔ ہم بھی موت کے پلیٹ فارم پر کھڑے ہیں یہ نہ ہو کہ ہم تیار نہ ہوں اور موت کی گاڑی آ جائے۔ ہم یہاں مستقل رہنے کے لئے نہیں آئے بلکہ تھوڑی دیر رہنے کے لئے آئے ہیں۔

دستور دنیا:

ارشاد فرمایا، دنیا کا دستور یہی ہے کہ جو کیکر بوئے اس پر کیکر ہی بن سکتے ہیں۔ کیکر پر سیب نہیں لگ سکتے بلکہ جو کچھ بوئیں گے وہی کاٹنا پڑے گا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ہم پھول بو رہے ہیں یا کانٹے بو رہے ہیں۔ آج ہم آنے والی زندگی کا

بیج بو رہے ہیں پس یا تو جنت کے بیج بو رہے ہیں یا پھر جہنم کے بیج بو رہے ہیں۔ ہم نے اپنی زندگی میں کتنے جوانوں کے جنازے اٹھائے، بچوں کے جنازے اٹھائے ہمارا اپنے بارے میں کیا خیال ہے کچھ تو سوچنا چاہئے۔

زندگی انسان کی ہے مانند مرغ بے نوا
شاخ پر کچھ دیر بیٹھا چہچہایا اڑ گیا

زندگی کے مختلف مراحل:

ارشاد فرمایا، آج ہم اپنی زندگی کا تصور کریں، پرائمری سکول میں جاتے تھے، پھر بڑے ہوئے میٹرک کیا، ذرا اور دور بدلا کالج پہنچے، پھر یونیورسٹی کے شب و روز میں گم ہو گئے۔ پھر فارغ ہوئے تو ملازمت کے چکروں میں پھنس گئے اور ملازمت ختم ہوئی تو ریٹائر ہو گئے۔ اتنے ادوار سے گزرے مگر زندگی کی حقیقت کو پھر بھی نہ سمجھ پائے۔ آخرت میں انسان کو اپنی زندگی اتنی مختصر معلوم ہوگی گویا جگنو چمکا اور بجھ گیا۔ آج ہم آخرت کی تیاری کی فکر ہی نہیں کرتے۔ جس طرح واٹر پروف اور لیڈر پروف چیزیں ہوتی ہیں ہم نصیحت پروف ہوتے جا رہے ہیں۔ کسی نیک بات کا اثر ہی نہیں لیتے۔

موت اٹل ہے:

ارشاد فرمایا، اگر موت کو دولت سے روکا جا سکتا تو قارون کو موت نہ آتی، اگر موت کو حکومت سے روکا جا سکتا تو فرعون کو موت نہ آتی، سب نے چلے جانا ہے ہر جی نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ ایک دوست نے واقعہ سنایا کہ ایک ڈاکٹر نے مریض سے پوچھا، کیا حال ہے؟ کہا ٹھیک ہوں۔ ڈاکٹر نے چیک اپ کیا تو دل بند ہو چکا تھا۔ دیکھا تو اتنی دیر میں روح بھی پرواز کر گئی تھی۔ ایک اور اسی

طرح کا واقعہ ہے، ایک بڑا جرنیل ایک سپیشلسٹ ڈاکٹر کے پاس آیا۔ اس نے ہر قسم کے چیک اپ کئے اور تسلی دی کہ آپ ٹھیک ہیں۔ جیسے ہی وہ جرنیل صاحب کلینک سے نکلے موت نے آ دبوچا اور ختم ہو گئے۔ یہ سو فیصد فٹ آدمی کا حال ہے۔ ہم میں سے بہت کم ہوں گے جو سو فیصد فٹ ہوں گے۔

زندگی کیا ہے؟

زندگی کیا ہے تھرکتا ہوا ننھا سا دیا
ایک ہی جھونکا جسے آ کے بجھا دیتا ہے
یا سر مژگاں غم کا لرزتا ہوا آنسو
پلک جھپکنا جسے مٹی میں ملا دیتا ہے

اس موت کی تیاری کرنے کا آج وقت ہے۔ کوئی بھی عقلمند لمبی امیدیں نہیں باندھا کرتا۔ عقلمند انسان پل پر گھر نہیں بناتا۔ یہ دنیا ایک پل کی مانند ہے۔ دنیا میلے کی طرح ہے کیا کوئی میلے میں ایئر کنڈیشنر لگاتا ہے؟ اگر یہ بات سمجھ میں آتی ہے تو یہ بات بھی سمجھ میں آ جانی چاہئے کہ زندگی عبادت کے لئے ہے اور زندگی کو بھی عبادت کر کے ہی سونا بنانا ہے۔ ہمارا ایک ایک لمحہ موتی ہیرے جواہرات سے زیادہ قیمتی ہے۔

؎ عمر کی سعی مسلسل کارگر ہوتی گئی
زندگی لمحہ بہ لمحہ مختصر ہوتی گئی

موت سے غفلت:

ارشاد فرمایا، پہلے صحیفوں میں ہے کہ اس شخص پر تعجب ہے جسے پتہ ہے کہ مجھے موت آنی ہے اور وہ پھر بھی ہنستا ہے اور آج کل تو جنازے کے پیچھے آنے

والے ہنسی مذاق کر رہے ہوتے ہیں۔ تعزیت کے لئے آنے والے سیاست پر تبصرہ کر رہے ہوتے ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ غفلت ہے اگر غفلت ختم ہو جائے تو اگلے مناظر نظر آنے لگ جائیں۔ حضرت علیؓ کا فرمان ہے کہ مجھے بغیر دیکھے اتنا یقین ہے کہ دیکھ کر بھی میرے یقین میں ذرہ برابر اضافہ نہیں ہوگا۔

زندگی اور موت:

مفہوم حدیث ہے کہ جب فرشتہ کسی کی روح قبض کر لیتا ہے تو دروازہ پر پہنچ کر کہتا ہے کہ مجھے تو پھر واپس آنا ہے جب تک ایک بھی متنفس گھر میں باقی ہے۔ جس طرح مکان بنتے ہیں گرنے کے لئے اسی طرح ہم جیتے ہیں مرنے کے لئے۔ ہم اس دنیا میں اچھی موت مرنے کے لئے آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اپنے وقت پر اچھی موت عطا فرما دے۔ جس کی زندگی محمود اس کی موت بھی محمود ہے اور یہ اہل اللہ کی صحبت سے ہی میسر آتی ہے۔ جسے اہل اللہ کی محبت مل گئی وہ خوش نصیب ہے۔



مجلس 36

قرآن کی نسبت

یونس مسجد راولپنڈی

قرآن مجید دستور حیات ہے:

ارشاد فرمایا، قرآن پاک حقیقتوں کا مجموعہ ہے، صداقتوں کا خزانہ ہے، انسانیت کے لئے منشور حیات ہے، دستور حیات ہے بلکہ انسانیت کے لئے آب حیات ہے کَلَامُ الْمُلُوْکِ مُلُوْکُ الْکَلَامِ بادشاہوں کا کلام کلاموں کا بادشاہ ہوتا ہے۔ اللہ کی عظمتیں اس وقت کھلتی ہیں جب اللہ تعالیٰ کی کبریائی انسان پر واضح ہوتی ہے۔ قرآن سے مستفید ہونے کے لئے دل کی ضرورت ہے، یہ ان کے لئے نہیں ہے جس کے سینوں میں سل ہے۔ جو طالب صادق بن کر نصیحت حاصل کرتا ہے اس پر قرآن کے معارف کھلتے ہیں۔ قرآن جہاں پڑھا جاتا ہے، جہاں بیان ہوتا ہے وہاں رحمتوں کی بارش ہوتی ہے۔ اس کتاب کو سمجھیں اپنی زندگی پر لاگو کریں۔ جو اس سے ٹکراتا ہے پاش پاش ہو جاتا ہے۔ قرآن سے ٹکر لینا ایسے ہی ہے جیسے کوئی اللہ تعالیٰ سے ٹکر لینے کی کوشش کرتا ہے۔ کیونکہ یہ کلام الٰہی ہے۔

قرآن کے معجزات:

ارشاد فرمایا، امریکہ میں قاری عبدالباسط رحمۃ اللہ علیہ میرے ساتھ تھے۔ ایک مرتبہ قاری صاحب فرمانے لگے کہ قرآن کے بہت سارے معجزات میرے ساتھ گزرے ہیں۔ جو لوگ جانتے نہیں، مانتے نہیں ہیں ان پر بھی قرآن اثر کر دیتا ہے۔ جو ہدایت حاصل کرنا چاہتے ہیں ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ طالب صادق ہو کر بیٹھیں کوئی نہ چاہے اور اس پر ہدایت منڈھ دی جائے یہ نہیں ہو سکتا۔ اَنُلْزِمُكُمُوهَا وَ اَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ طالب صادق ہو کر قرآن پڑھا جائے اور اللہ تعالیٰ اسے اوپر نہ اٹھاوے۔ کتنی بار ایسا ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے چڑیوں سے باز مروا دیئے۔ یہ قرآن اس لئے تو نہیں اترا تھا کہ خوشبو لگا کر اور ریشمی غلاف چڑھا کر اوپر رکھ دیا جائے یہ تو زندگیوں میں لاگو کرنے کے لئے آیا تھا۔

اسلام کی برکت:

ارشاد فرمایا، سوچیں کہ ہم سائنس کی کتنی پیچیدہ باتیں گہرائی میں جا کر سمجھتے ہیں اور قرآن کو سمجھنے کے لئے ذرا کوشش نہیں کرتے اور یونہی کہتے رہتے ہیں کہ مشکل ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ۔ گبن کہتا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں عرب دنیا کی ذلیل ترین قوم تھی۔ دوسری جگہ پر یہی گبن کہتا تھا کہ عمرؓ اگر دس سال اور زندہ رہ جاتے تو دنیا میں اسلام کے پھریرے لہرا جاتے گویا یہ اسلام کی برکت تھی۔ صحابہؓ کی زندگیوں میں قرآن تھا۔ حضرت عمرؓ گھر میں رات کو کام کر رہے تھے، حضرت علیؓ تشریف لائے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا، علی! ذاتی کام کے لئے آئے ہو یا خلافت کا کام

ہے؟ حضرت علیؓ نے فرمایا، ایک ذاتی کام کے لئے آیا ہوں۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے چراغ بجھا دیا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا، مہمان کے آنے پر چراغ جلایا کرتے ہیں یا بجھایا کرتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا، اے علیؓ! مجھے اور آپؓ کو یہ زیب نہیں دیتا کہ گفتگو تو ذاتی کرتے رہیں اور تیل بیت المال کا جلتا رہے۔

قرآن کی نسبت مضبوط کرنا:

ارشاد فرمایا، کیا وجہ تھی کہ صحابہؓ عزت والے تھے کیونکہ قرآن ان کی زندگیوں میں لاگو تھا۔ جس طرح قرآن عزت والا ہے اسی طرح اس پر عمل کرنے والا بھی عزت والا ہو جایا کرتا ہے۔ ہمارے شیخ پیر غلام حبیب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ تو قرآن پڑھے پھر عمل کرے پھر بھی غلام رہے ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اللہ والے قرآن کی ایک ایک آیت پڑھتے تھے اور لذت پاتے تھے۔ جس طرح ہم چائے مزے لے لے کر پیتے ہیں وہ اس طرح قرآن مزے لے لے کر پڑھتے تھے۔ قرآن سمجھنے کے لئے آیا ہے خالی غلاف چڑھا کر الماریوں میں سجانے کے لئے نہیں اترا۔

~ تیرے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزول کتاب
گرہ کشا ہے نہ رازی نہ صاحب کشاف

جو قرآن سے نسبت مضبوط کر لیتا ہے تو وہ کامیاب ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ سنت کی ضرور لاج رکھتے ہیں۔

قہاری و غفاری و قدوسی و جبروت
یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلماں
ہر لحظہ ہے مومن کی نئی آن نئی شان
کردار میں گفتار میں اللہ کی برہان

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

وہ غمزدوں کی طرح راتیں بسر کرنے والے کدھر گئے۔ وہ تو عاشق الٰہی تھے اسی کے پاس چلے گئے۔

تیری محفل بھی گئی چاہنے والے بھی گئے
شب کی آہیں بھی گئیں صبح کے نالے بھی گئے
دل تجھے دے بھی گئے اپنا صلہ لے بھی گئے
آ کے بیٹھے بھی نہ تھے اور نکالے بھی گئے
آئے عشاق گئے وعدۂ فردا لے کر
اب انہیں ڈھونڈ چراغ رخ زیبا لے کر

اللہ اللہ کا خیال کرنا:

ارشاد فرمایا، عشق الٰہی کے لئے معمولات ضروری ہیں۔ معمولات کرنے سے اس طرح تبدیلی یقینی ہے جس طرح انجینئر ہونے کے ناطے مجھے یہ یقین ہے کہ 2x2=4 ہی ہوتے ہیں۔ اوٹ پٹانگ خیالات سوچنے کی بجائے اللہ اللہ سوچتے رہیں یہی خیال کرتے رہیں۔ سوچ میں، دھیان میں، تخیل میں، خیال میں اللہ اللہ کا خیال کرنا ہے۔ حدیث پاک ہے۔ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ۔ انسان جب یہ گمان لے کر بیٹھتا ہے کہ میرا دل اللہ اللہ کر رہا ہے۔ تو وہ واقعی اللہ اللہ کرنا شروع کر دیتا ہے۔ یاد کا مقام انسان کا دل ہے۔ کسی ماں نے یا باپ نے کبھی بیٹے کو خط میں یہ نہیں لکھا کہ میری زبان تجھے یاد کر رہی ہے بلکہ لکھتے ہیں کہ میرا دل تجھے یاد کر رہا ہے۔ ہر وقت ذکر الٰہی کے ذریعے دل کی ، رجڑی رہنی

چاہئے۔ دل اللہ اللہ کیسے کرے گا۔ مثلاً انڈہ مرغی کے حرارت پہنچانے سے نکلتا ہے اس طرح انسان خیال و ذکر کے ذریعے دل کے انڈے کو حرارت پہنچاتا ہے۔

شیخ سے رابطہ:

ارشاد فرمایا، وقوف قلبی یا ذکر قلبی یہ ہے کہ لیٹے، بیٹھے، ہر وقت اللہ اللہ کا خیال رکھنا ہے۔

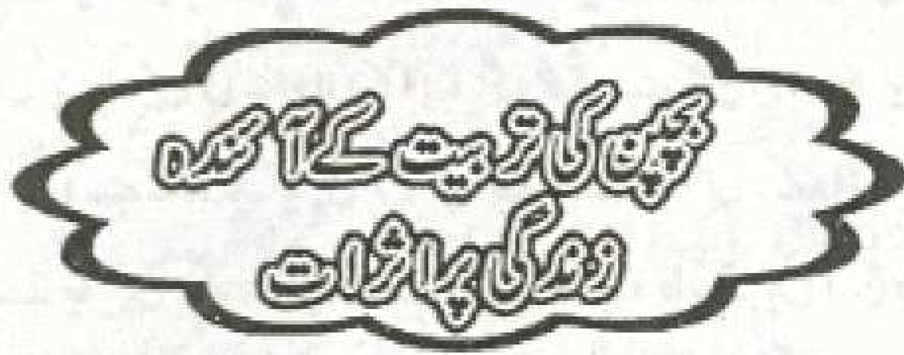
؎ وہ جن کا عشق صادق ہے وہ کب فریاد کرتے ہیں
لبوں پہ مہر خاموشی دلوں میں یاد کرتے ہیں

مراقبے میں دل کا تار جوڑ کر بیٹھے۔ وقت کے ساتھ ساتھ یہ شوق اور لذت بڑھتی ہے۔ جو آنکھیں بند کر کے انسان دیکھ سکتا ہے وہ ظاہر میں نہیں دیکھ سکتا۔ جس طرح کسی سپیشلسٹ ڈاکٹر سے دوائی لیں تو کچھ دنوں کے بعد دوبارہ جاتے ہیں وہ دوائی میں تبدیلی یا مزید ضروری ہدایات دیتا رہتا ہے۔ اسی طرح شیخ سے رابطہ رکھنا ضروری ہے تاکہ وہ حالات کی مناسبت سے ہدایات دیتے رہیں۔ قدرتی بات ہے اور دیکھا بھی گیا ہے کہ جس کا رابطہ شیخ سے مضبوط ہوتا ہے اسے دوسرے نیک اعمال کرنے بھی آسان ہو جاتے ہیں۔

پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ







والدین کی تربیت:

ارشاد فرمایا، ماں باپ جو تربیت کرتے ہیں بچے وہی نقل کرتے ہیں۔

Children always copy their parents.

مرد بنا فرد بنا، عورت بنی خاندان بنا۔ ماں درحقیقت بچوں کے لئے ایک مربیہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ تربیت ماں نے ہی کرنی ہوتی ہے۔ کسی کی کیا ہی اچھی بات ہے۔ تم مجھے اچھی مائیں دو، میں تمہیں اچھی قوم دے دوں گا۔ انقلابات گلیوں میں نہیں ماں کی گود میں پرورش پایا کرتے ہیں۔ ماں تربیت کرتی ہے تو اس تربیت کے زیر اثر بچے بڑے ہو کر انقلاب لاتے ہیں۔ یہی انقلاب کا فطری طریقہ ہے۔ یہ نہیں ہے کہ مردوں کے لئے تو ولایت ہے لیکن عورتوں کے لئے نہیں ہے۔ عورتوں کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے ولایت کے دروازے کھول دیے ہیں۔

نور کے تاج:

آج کتنی مائیں ہیں جو تربیت کے ساتھ ساتھ ہی بچوں کو شہید ہونے کی

نصیحت کر رہی ہوں ۔ حضور ﷺ نے فرمایا، جہاد کے لئے تیاری کرو ۔ ایک عورت کے خاوند شہید ہو چکے ہوتے ہیں وہ اپنے چھوٹے سے بیٹے کو جہاد کے لئے تیار کرنا شروع کر دیتی ہے ۔ جس گھر میں مرد نصیحت نہیں کرتے پھر گھر میں تربیت صحیح نہ ہونے کی وجہ سے روتے پھرتے ہیں ۔ اگر ہر روز مرد ایک بھی اچھی بات بتا دے یا کوئی بات پڑھ کر سنا دے تو ایک سال میں کتنی ہی اچھی باتیں کانوں میں پڑ جائیں گی ۔ اولاد کا ہونا بھی خوشی ہے لیکن اولاد کا نیک ہونا اس سے بڑی خوشی ہے ۔ جو بچہ یا بچی قرآن حفظ کر لے تو اس ۔ کے والدین کو نور کے تاج پہنائے جائیں گے ۔ بچے بڑے ہو کر خودسر ہو جاتے ہیں آج وقت ہے کہ اولاد کی تربیت کر لیجئے ایسی اولاد قیامت میں صدقہ جاریہ ہو گی ۔

گناہوں کا جائزہ لیتے رہیں:

ارشاد فرمایا، بعض لوگ چھوٹی چھوٹی مصیبتوں کی وجہ سے یہ دعا کرنے لگ جاتے ہیں کہ اس سے تو بہتر ہے کہ مر ہی جائیں حالانکہ دنیا کی ہر مصیبت آخرت کے مقابلے میں بہت چھوٹی ہے ۔

؎ اب تو گھبرا کے کہتے ہیں کہ مر جائیں گے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

آج وقت ہے کہ توبہ کر لیں، اللہ سے تعلق جوڑ لیں، پھر مشکل مشکل نہیں لگے گی، مصیبتوں پر صبر کرنا آسان ہو جائے گا ۔ ہر انسان کو خود اپنے گناہوں پر غور کرنا چاہئے اور معافی مانگنی چاہئے ۔

؎ تم ہی اپنی اداؤں پر ذرا غور کرو
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

ہمیں خود اپنے گناہوں کا جائزہ لینا چاہئے تا کہ کسی کو شکایت کا موقع نہ

ملے۔

بزرگ کی توجہ کے اثرات:

ارشاد فرمایا، ایک دفعہ حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے لوگوں کو بادشاہ وقت نے بیگار میں پکڑ لیا اور بیگار میں کام لینا شروع کر دیا۔ کسی دن حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ توجہ دیتے تو دیوار گر جاتی پھر تعمیر ہوتی، پھر گر جاتی آخر کار تنگ آ کر بادشاہ نے مزدوری دینی شروع کر دی تو دیوار کی تعمیر آگے بڑھنے لگی۔ ایک دفعہ حضرت ابراہیم ادھم جنگل میں تھے اور سردی سے ٹھٹھر رہے تھے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو تھوڑی دیر بعد گرمی محسوس کی۔ جب انسان اللہ کا ہو جاتا ہے تو اللہ اس کے ہو جاتے ہیں۔ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ امیر ہوتے ہوئے بھی ولی کامل ہوتے ہیں ان میں عاجزی انکساری ہوتی ہے جس کی وجہ سے ان میں آثار ولایت ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی خاطر دنیا کی دوستی:

ارشاد فرمایا، ہمارے سلسلے کے ایک بزرگ ہیں حضرت عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے بہت کچھ دیا تھا۔ ان کے گھوڑوں کے کھونٹے چاندی کے بنے ہوئے تھے۔ ایک دفعہ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ آئے اور حضرت کے مال واسباب کو دیکھ کر شعر پڑھا جس کا ترجمہ ہے کہ ''جو دنیا کو دوست رکھتا ہے وہ ولی نہیں ہو سکتا'' اور واپس چلے گئے۔ رات کو مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھا کہ حشر کا میدان برپا ہے، لوگ مولانا جامی سے اپنے حقوق کے بدلے مطالبات کر رہے ہیں۔ اتنے میں حضرت عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ بہت

سے لوگوں کے ساتھ آ جاتے ہیں اور پوچھتے ہیں کیا ہوا ہے؟ مولانا کی حالت بتائی جاتی ہے۔ حضرت اپنی نیکیوں اور مال واسباب میں سے لوگوں کو دے کر مولانا کی جان چھڑاتے ہیں۔ دن کے وقت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ آئے اور حضرت عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہو گئے۔ حضرت نے فرمایا، اس شعر کو پھر پڑھو اور حضرت عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ نے شعر کو یوں مکمل کر دیا۔

نہ مرد است آں کے دنیا دوست دارد
اگر دارد برائے دوست دارد

’’جو دنیا کو دوست رکھتا ہے وہ ولی نہیں ہو سکتا ہاں اگر دنیا ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہو‘‘

بے نمازی نحوست:

ارشاد فرمایا، بے نمازی کی نحوست چالیس گھروں تک جاتی ہے۔ چالیس گھر آگے کو، چالیس گھر پیچھے کو، چالیس گھر دائیں طرف کو، چالیس گھر بائیں طرف کو۔ اسی طرح نمازی کی برکت بھی چالیس چالیس گھروں تک جاتی ہے۔ اس دور میں چونکہ بے نمازی زیادہ ہیں اس لئے نحوست اور بے برکتی بھی زیادہ ہے۔ جس طرح نیکی کے اثرات ظاہر ہوتے ہیں اسی طرح بدی کے اثرات بھی ظاہر ہوتے ہیں۔ نیک اور متقی آدمی کی نیکی کا اثر صرف اسی پر ہی نہیں ہوتا بلکہ اردگرد رہنے والے بھی متاثر ہوتے ہیں۔ ظاہر ہے جہاں پھول مہک رہا ہو تو ماحول خود بخود ہی مہکنے لگتا ہے اور خوشبو سے بھر جاتا ہے۔

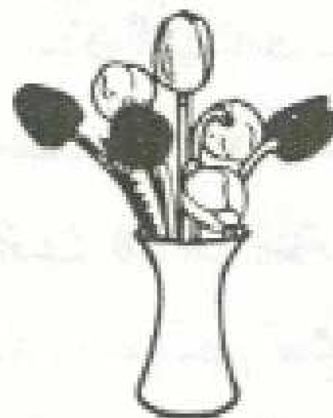
دین کی خدمت اور قربانی کا جذبہ:

ایک آدمی نے حضرت والا سے عرض کیا کہ تبلیغ کے لئے جا رہا ہوں اور ایک

سال تبلیغ میں گزاروں گا۔ بیرون ملک جاتا ہے اور حج کا بھی چانس مل جائے گا، آپ کچھ نصیحت کر دیجئے۔ ارشاد فرمایا، چند باتیں اچھی طرح سمجھ لو، اچھا ہے کہ چھوٹی عمر میں دین کا کام کرنے کا موقع مل گیا۔ دین کی خدمت بھی ہوگی اور حج بھی ہو جائے گا اور دین کی خاطر قربانی کا جذبہ بھی پیدا ہوگا۔ اجتماع کی نسبت سے ارشاد فرمایا، فرد کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے معاملات اور ہوتے ہیں اور جماعت کے ساتھ معاملات اور ہوتے ہیں۔

مراقبہ دل کا گرد و غبار صاف کرنے کا ذریعہ:

ارشاد فرمایا، ہر روز مراقبہ ہوتا رہے تو ایسے ہی ہے جیسے گرد پڑی اور اسی وقت صاف کر دی۔ اگر سال بعد گرد و غبار صاف کرنا چاہیں تو آسانی سے نہ ہوگی۔ یہی حال ہر روز کے مراقبے کا ہے اسی طرح آج کی تہجد انتہائی ضروری اور آج کی دعا انتہائی ضروری ہے۔ ارشاد فرمایا، بزرگوں کی مساجد میں بڑی برکات ہوتی ہیں تہجد کے وقت دو نفل زیادہ پڑھ کر باطنی اور ظاہری برائیوں کے خاتمہ کے لئے دعا کریں۔





ظاہر و باطن کا شرک

زینب مسجد لاہور

کائنات کی ہر چیز قدرت کا شاہکار ہے:

ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کو اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا ہے۔ اگر اس کی ایک ایک چیز پر غور کیا جائے تو یہ اپنے بنانے والے کا منہ بولتا ثبوت بن جاتی ہے۔ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کی ذات کی گواہی دیتی ہیں مثلاً سردی، گرمی کا نظام وغیرہ مثلاً ایک کسان زمین میں ہل چلاتا ہے، پھر بیج ڈالتا ہے، اور اس بیج پر مٹی ڈال دیتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے کہ اس سے سو دانے بنا دے یا ستر بنا دے۔ کتنی عجیب بات ہے کہ دانہ جس میں حرکت کی طاقت نہ تھی زمین میں جانے کے بعد اللہ تعالیٰ کی قدرت سے وہ کیسے درخت بن جاتا ہے اور حرکت کرتے ہوئے 50 فٹ بلند درخت بن جاتا ہے۔ ارشاد فرمایا، روٹی کتنے مراحل سے گزر کر ہمارے ہاتھ میں پہنچتی ہے۔ ہمیں کھانے کے وقت یاد ہی نہیں رہتا کہ اس کے بنانے والے کا اس پر نام بھی لینا ہے یا نہیں۔ ایسے ہم ناشکرے ہیں۔

اللہ کی ذات کتنی غفور و رحیم ہے:

ارشاد فرمایا، ہم سب کے سب ایک امتحان میں ہیں۔ ہمارے سونے، جاگنے، چلنے، پھرنے پر کسی کی نظر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہم پر نگہبان مقرر ہیں۔ حتیٰ کہ آنکھ کی حرکت کو بھی اور سینوں کے اندر چھپے ہوئے رازوں کو بھی اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔

انسان کے دل میں جیسے بھی وسوسے ارادے ہوں اگر ان کا ارتکاب نہ ہو لکھے نہیں جاتے لیکن نیک ارادہ کرنے پر نیکی لکھ دی جاتی ہے۔ انسان گناہ کا ارادہ کرے اس کے لئے کوشش بھی کرے لیکن جب تک وہ اس گناہ کا ارتکاب نہ کرلے گناہ نہیں لکھا جاتا۔ سوچیں کہ اللہ رب العزت کی ذات کتنی غفور و رحیم ہے۔

رحمٰن کا راستہ اور شیطان کا راستہ:

ارشاد فرمایا، ایک اللہ تعالیٰ کے دشمن کا راستہ ہے اور ایک انبیاء کا راستہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے سامنے ان دونوں راستوں کی نشاندہی فرمادی ہے۔ مفہوم حدیث ہے'' اے ابن آدم! تو میری عبادت کے لئے تیار ہو جا میں تیرے تفکرات کے لئے کافی ہوں ورنہ تو تفکرات اور غموں میں پھنسا رہے گا۔

ارشاد فرمایا، گھر بھی ہے، عہدہ بھی ہے، اپنے اچھے حالات بھی سناتا پھرتا ہے۔ اے کاش! تجھے اس گھر یعنی مسجد میں خلوص کے ساتھ جھکنا بھی آجاتا۔

اپنے باطن کو دھونا، صاف کرنا، یہ وقت کی بہت اہم ضرورت ہے۔ آج کا انسان اپنے گھر کی ہر سال مرمت کرواتا ہے اسی طرح اپنے ایمان کی بھی تجدید کرتے رہا کرو۔ مفہوم حدیث ہے کہ اپنے ایمان کی تجدید کلمہ لا الہ سے کرتے

رہا کرو۔

شرک خفی اور شرک جلی:

ارشاد فرمایا، ایک شرک خفی ہوتا ہے ایک شرک جلی ہوتا ہے۔ شرک خفی یہ ہے کہ تو درختوں، پتھروں وغیرہ کو سجدہ کرے لیکن ایک شرک چھپا ہوا ہوتا ہے کہ انسان کے اندر تمنائیں ایسی ہوتی ہیں جو کہ ریاء کے زمرہ میں آتی ہیں۔ وہ ان تمناؤں اور خواہشوں پر عمل کرتا ہے اور زر پرست، زن پرست، اور خواہش پرست بن جاتا ہے۔ یہ شرک خفی ہے، جب تک یہ دور نہ ہو تو عبادت کا مزہ نہیں ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا عجیب لکھا ہے کہ ''جب تو شرک خفی و جلی سے بچے گا تب حقیقی ایمان کا مزہ ملے گا'' ظاہر کے شرک سے بچنا آسان ہے لیکن باطن کے شرک سے بچنا بڑا مشکل کام ہے۔ اس باطن کے شرک سے بچنے کے لئے اللہ کے نام کی ضربیں لگائی جاتی ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کے سوا تمام چاہتیں نکل جاتی ہیں تو تب عبادت کا مزہ آتا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ''جو انسان اپنی مرادوں کو چھوڑ دیتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی مراد بن جاتا ہے'' اور اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہو جاتے ہیں۔

؎ ساری دنیا کی نگاہوں سے گرا ہے مجذوب
تب کہیں جا کے تیرے دل میں جگہ پائی ہے

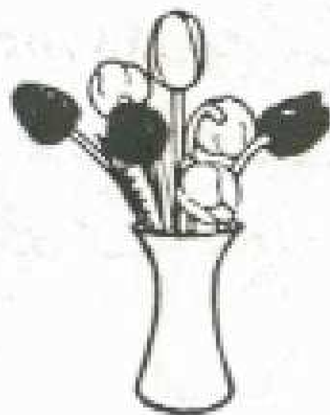
خواہشات کو چھوڑ دینے میں مزہ ہے:

ارشاد فرمایا، خواہش کے چھوڑنے پر وہ مزہ آتا ہے کہ گلے پر تلوار بھی چل جائے تو پتہ نہیں چلتا۔ حضور ﷺ نے ایک صحابیؓ کو کہیں پہرہ پر مقرر فرمایا۔

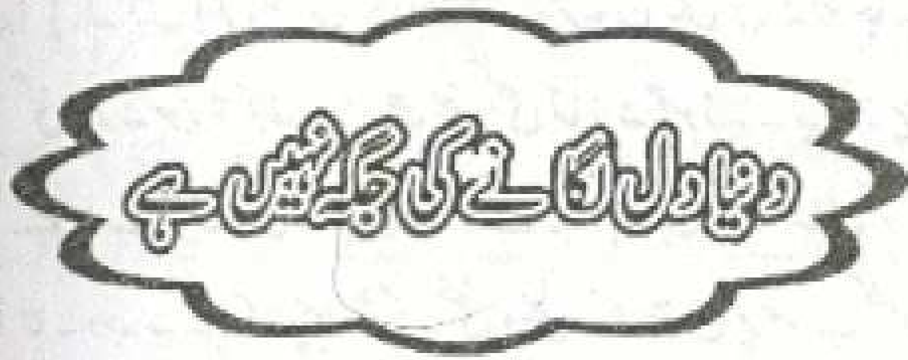
انہوں نے رات کے وقت نماز میں سورۃ کہف کی تلاوت شروع کی۔ ادھر سے دشمن نے حملہ کر کے صحابی کو زخمی کر دیا جس سے بدن سے خون بہہ نکلا۔ سورۃ کہف پڑھنے میں انہیں اتنا مزہ آ رہا تھا کہ ان کے دل نے سلام پھیرنا گوارا نہ کیا۔ سوچ رہے تھے کہ سورۃ کہف ختم کر کے سلام پھیروں گا۔ پھر یہ بھی خیال ذہن میں آیا کہ کہیں اس طرح نبی ﷺ کے فرمان میں کمی نہ ہو جائے۔ یہ سوچ دل میں آ گئی ورنہ سورۃ کہف پڑھے بغیر کبھی نماز نہ چھوڑتا۔ یہ نماز پڑھنے کا لطف تبھی آتا ہے جب شرک خفی وجلی چھوڑ دے۔ ہم دین کے اعمال کرتے ہیں لیکن مزہ نہیں آتا۔ وجہ یہ ہے کہ پہلے شرک خفی وجلی کے بتوں پر ضرب کلیمی لگاتے ہیں تب جا کے اعمال کا مزہ آئے گا

بتوں کو توڑ تخیل کے ہوں یا پتھر کے

مفہوم حدیث ہے ''جو اپنی نگاہ کو غیر محرم سے محفوظ کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے عبادت کی لذت نصیب کر دیتے ہیں''۔







زینب مسجد لاہور

میانہ روی اور صبر و تحمل اختیار کرنا:

ارشاد فرمایا، مفہوم حدیث ہے ''غربت میں اور ثروت میں میانہ روی اختیار کریں'' اسی دوران پھر صبر پر بات ہونے لگی۔ تو ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ پر یہ بات بڑے موٹے الفاظ سے لکھی۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا۔ اس سے لوح محفوظ شروع ہوتی ہے۔ پھر لکھا مُحَمَّدٌ رَسُوْلِیْ (محمد ﷺ میرے رسول ہیں) آگے کی عبارت کا مفہوم ہے ''جو بھی میری قضا کے فیصلوں کو قبول نہیں کرتا اور میرا شکر نہیں کرتا اور بلاؤں پر صبر نہیں کرتا تو اسے چاہئے کہ کسی اور کو معبود بنا لے اور جس نے میری قضا کو قبول کیا اور میری بلاؤں پر صبر کیا اور نعمتوں پر شکر کیا تو اسے صدیقین میں لکھ دیتا ہوں اور ان کا حشر بھی صدیقین کے ساتھ کروں گا''۔

مشائخ کی دعائیں:

ارشاد فرمایا، یہ فقیر ابتدا میں سوچتا تھا کہ یہ اللہ والے جو لمبی لمبی دعائیں

مانگتے ہیں تو یہ کیسے اتنی دیر مانگتے رہتے ہیں۔ اس میں کیا حکمت ہے؟ اس کے کیا معنی ہیں؟ میری نظر اس وقت صرف مادی چیزوں پر تھی۔ مشائخ کی صحبت کے بعد پتہ چلا کہ وہ گناہوں کی معافی، اللہ کی رضا اور اتباع سنت کی توفیق مانگتے تھے۔ یہ کوئی خیالی اور فضول باتیں نہیں ہیں جب بھی دعا مانگیں تو یہ دعائیں ضرور مانگیں پھر دیکھیں کہ ان کے کیا اثرات ہوتے ہیں۔

رشتہ داروں سے صلہ رحمی:

مفہوم حدیث ہے ''قرابت داروں سے صلہ رحمی کرتے رہنا'' یہ بڑی مشکل بات ہے۔ بہو ساس سے، بیٹا باپ سے مدتوں آپس میں نہیں بولتے۔ عجب بات ہے۔ انسان کے پاس ذرا سا زیادہ پیسہ آ جائے تو بہن، بھائیوں کو بھول جاتا ہے اور بھائیوں کو ایسے بول بولتا ہے کہ جا دوزخ میں جا، مجھے تمہاری کوئی فکر نہیں ہے۔ یہ زبان نہیں پیسہ کا نشہ بول رہا ہوتا ہے۔ مفہوم حدیث ہے تو اس سے جوڑ جو تجھ سے توڑے اور جو تیرے اوپر ظلم کرے تو اسے معاف کر دے'' ارشاد فرمایا ،شب قدر یا شعبان کی پندرھویں رات کو جو آنے والی ہے اس میں سب کو معاف کر دیا جاتا ہے سوائے ان لوگوں کے جو نشہ کرتے ہیں یا قطع رحمی کرتے ہیں۔

دوسروں کا عذر جلدی قبول کرنا:

مفہوم حدیث ہے ''جو دوسروں کے عذر کو جلدی قبول کرتا ہے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بھی اس کے عذر کو جلدی قبول فرما لیں گے''۔ اگر کسی نے غلطی کی معافی مانگ لی اور شرمندہ ہوا بس یہی مقصود تھا۔ اسے معاف کر دینا چاہئے۔ ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا، حضرت حسینؓ کی ایک باندی تھی، مہمان آئے ہوئے تھے۔ وہ باندی مہمانوں کو شوربا پیش کرنے کے لئے لائی تو وہ گرم

شوربا حضرت امام صاحبؒ پر گر گیا۔ حضرت امام صاحبؒ نے ذرا جلال کی نظر سے دیکھا تو باندی نے کہا، وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ یہ سن کر آپ نے غصہ پی لیا۔ اس نے پھر کہا، وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۔ اسی وقت آپ نے اس باندی کی غلطی کو معاف فرما دیا۔ باندی نے کہا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ فرمایا جا تجھے آزاد کر دیا ہے۔

ہر نظر عبرت کی نظر ہونی چاہئے:

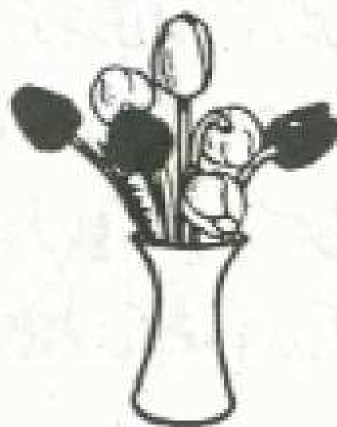
ارشاد فرمایا، تیری نظر عبرت کی نظر ہو، عبرت کی نظر سے دیکھیں گے تو سبق حاصل ہو گا۔

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جاء ہے تماشا نہیں ہے

کچھ ہم بھی دیکھ لیں، ہماری نظر عبرت کی نظر نہیں ہوتی بلکہ عیش کی نظر ہوتی ہے۔ بلکہ ہم تو اس پر عمل کرتے ہیں۔

یہ بھی دیکھا وہ بھی دیکھ

اس سے نفس کی خواہشات اور بھڑک اٹھتی ہیں اس سے نفس کی کبھی سیری نہیں ہوتی۔



مجلس 40

معمولات اور رابطہ

زینب مسجد لاہور

بیعت کا بنیادی مقصد دل کی اصلاح:

انسان کی بڑی خوش نصیبی ہے کہ وہ مصروف رہے۔ فقیر خود بھی عدیم الفرصت ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل و کرم ہے کہ دین کی خدمت میں لگایا ہوا ہے۔ انبیائے کرام بھی دنیا میں کام کے لئے آتے ہیں۔ نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو دن رات دعوت دی تھی۔ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلاً وَّ نَهَارًا ۔ ہمارا کام بھی لوگوں کو نیکی کی دعوت دینا ہے، ان کی اصلاح کرنی ہے۔ رضائے الٰہی، اتباع سنت اور اپنی اصلاح یہ تین بیعت کے مقاصد ہیں۔ جیسی نیت ہوتی ہے ویسی ہی مراد ملتی ہے۔ ہمارے لئے نیک بننا مشکل ہے، اللہ تعالیٰ کے لئے نیک بنا دینا آسان ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ سے نیک بنا دینے کی عاجزی وانکساری سے دعا کرنی چاہئے۔ بیعت ایک سنت عمل ہے اس سے فرائض پر عمل کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ اس بیعت کے بہت سے فوائد ہیں۔

تصوف وسلوک کا مقصد:

تصوف وسلوک کا مقصد زندگی کا بدلنا ہے زندگی کا سب سے لمبا سفر بھی ایک قدم اٹھانے سے ہی طے ہوتا ہے۔ اس بیعت کو رسمی اور رواجی چیز نہ سمجھیں۔ ہم اپنی طرف سے یہ کام نہیں کرتے بلکہ ہمارے بڑوں نے ہم پر ایک بوجھ رکھا ہے۔ ہم اپنے پاس سے بیعت نہیں کرتے۔ اس بیعت کی بڑی برکات ہیں۔ متوجہ ہو کر بیٹھیں اور تمام گناہوں سے توبہ کی نیت کر لیں۔ ایک آدمی جوئے میں 80 لاکھ ہار دیتا تھا لیکن بیعت کے بعد ایسا بدلہ کہ اب ہر سال حج کرتا ہے۔ حضرت پیر غلام حبیب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ پیر گلڑ چیز نہیں بنتا بلکہ کام کرتا ہے اور ڈرتا ہے۔

معمولات کا نسخہ:

اللہ تعالیٰ کی یاد کا مقام انسان کا دل ہے۔ اگر انسان دل سے سچی پکی توبہ کرے اور دل سے، پوری نیک نیتی اور سچائی سے معمولات کی پابندی کرے تو ایسے زبردست اثرات ہوں گے کہ انسان حیران رہ جائے گا۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ کوئی معمولات کرے اور دل پر اثر نہ ہو مثلاً کوئی چینی کھائے اور کہے کہ میٹھی نہیں ہے۔ لیکن ان معمولات کے ساتھ بد پرہیزی نہ کرے۔ اگر سپیشلسٹ ڈاکٹر کہے کہ چینی نہ کھاؤ، مریض چینی کھاتا جاتا ہے، نمک کھاتا جاتا ہے تو پھر شوگر اور بلڈ پریشر کیسے دور ہوں گے۔ اس طرح اگر معمولات کے ساتھ بد پرہیزی ہو تو معمولات کا اثر کم ہو جاتا ہے۔

شب بھر کا مراقبہ:

ارشاد فرمایا، ہمارے سلسلے کے ایک بزرگ تھے حضرت حسین علی رحمۃ اللہ

علیہ وان بچھڑ ان والے وہ مراقبہ سب لوگوں کے ساتھ شروع کرتے۔ مراقبہ میں غرق رہتے یہاں تک کہ سارے لوگ آہستہ آہستہ اٹھ کر چلے جاتے۔ ابھی مراقبہ کی اختتامی دعا نہ ہوتی تھی کہ تہجد کا وقت ہو جاتا اور حضرت تہجد کے لئے کھڑے ہو جاتے۔ ایسا شوق اور ولولہ ہوتا تھا اللہ سے لو لگانے کا کہ کیا کہنے۔ اگر اللہ سے لو لگی ہوئی ہو تو گردن جھکتی ہی نہیں ہے۔ اگر لگی ہوئی نہیں ہے تو گردن پھر جھک جاتی ہے۔

؎ خدا تجھے کسی طوفان سے آشنا کر دے
کہ تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں

اصل میں ہم چپ کے مزے سے واقف نہیں ہیں۔ دیکھنے کے مزے سے واقف ہیں لیکن آنکھیں بند کرنے کے مزے سے ابھی واقف نہیں ہیں۔

رابطہ کیوں ضروری ہے؟

ارشاد فرمایا، شیخ کے ساتھ رابطے کی مثال ایسے ہے کہ جیسے لوہے کا ٹکڑا اگر لکڑی کے ساتھ لگا دیا جائے تو وہ بھی تیرنے لگتا ہے۔ ایسے ہی امید ہے کہ مرید شیخ سے رابطہ مضبوط رکھے تو پار ہو جائے گا۔ ایک اور دلچسپ مثال بیان کرتے ہوئے فرمایا جیسے چیونٹی کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ حرم تک تو جاؤں۔ وہ کبوتر کے پاؤں سے چمٹ گئی اور حرم شریف میں پہنچ گئی ایسے ہی مرید اگر شیخ کے ساتھ رابطہ مضبوط رکھے تو واصل باللہ ہو جاتا ہے۔ شیخ کا مقبول اللہ تعالیٰ کا مقبول، رسول اللہ کا مقبول اور عباداللہ کا مقبول بن جاتا ہے۔



انسان نہ مختارِ کل ہے نہ مجبورِ محض

لاہور ایڈیشنل سیکرٹری

قرآن اور بچے کی پیدائش:

ارشاد فرمایا، واشنگٹن میں ایک ڈاکٹر بچے کی پیدائش اور قرآن کی آیات پر تحقیق کر رہا تھا۔ بچہ تین جھلیوں کے اندر پرورش پاتا ہے۔ تین اندھیروں کے اندر پرورش پاتا ہے۔ یہ قرآن کا نظریہ ہے۔ اس ڈاکٹر نے کہا کہ بالکل جدید سائنس نے یہی بات تحقیق کے بعد بتائی ہے جو کہ قرآن نے 1400 سال پہلے بتا دی۔ ڈاکٹر کہتا ہے کہ ہم اس بات پر حیران ہیں کہ اس وقت تو جدید آلات تحقیق بھی نہیں تھے اس ڈاکٹر کی باتیں سن کر بڑی خوشی ہوئی کہ انسان نے کتنی تحقیق کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت بڑی عجیب وغریب ہے ہم تو دنگ رہ جاتے ہیں۔ آنکھ کو تو ہم نعمت سمجھتے ہیں کہ اس سے ہم دیکھتے ہیں۔ آنکھ کا جھپکنا بھی ایک نعمت ہے۔ اسی طرح آنکھ کا بہت سا گرد وغبار صاف ہوتا رہتا ہے۔ یہ حفاظت کا طریقہ نہ ہوتا تو آنکھ بیکار ہو جاتی۔ پلکیں آنکھ کی حفاظت کرتی ہیں۔

سوال و جواب کے ذریعے وضاحت:

قرآن پاک میں عذاب قبر کا تو ذکر نہیں ہے؟ سیکرٹری صاحب کے اس سوال کے جواب میں حضرت والا نے ارشاد فرمایا، قرآن میں نماز کا ذکر ہے لیکن اس کی ادائیگی کا طریقہ اور رکعات کی وضاحت حدیث کے ذریعے ہوتی ہے۔ اسی طرح عذاب قبر کا ذکر اگر قرآن میں نہیں ہے تو حدیث میں اس کی وضاحت ہے۔ جن غیر مسلموں نے ہوائی جہاز، فون وغیرہ ایجاد کیے ہیں کیا انہیں اجر ملے گا؟ ایک ڈاکٹر کے سوال پر ارشاد فرمایا، انہیں اس کا اجر دنیا میں شہرت یا کسی اور آسائی کی صورت میں دے دیا جاتا ہے۔ کوئی شخص صفر صفر لکھنے میں ایک گھنٹہ لگا دے لیکن جب تک 1 نہیں لگائے گا اس کی کچھ قیمت نہیں بنے گی۔ اسی طرح جب تک اللہ رب العزت کو وحدہ لاشریک نہیں مانیں گے تو انسان کے سارے اعمال صفر ہیں۔ آخرت میں ان کا کوئی اجر نہیں ہے۔ ڈاکٹر اس بات پر کہنے لگا، میں نے بہت سے لوگوں سے یہ سوال کیا مگر تسلی نہیں ہوسکی۔ آج تسلی ہوگئی ہے۔

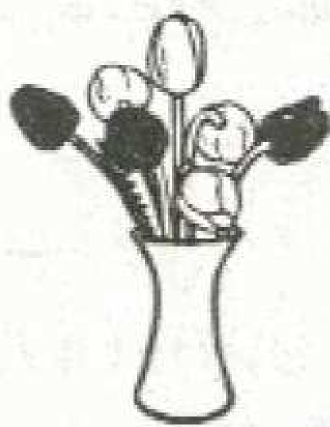
دہریوں کو پکڑنا آسان ہے:

ارشاد فرمایا، دہریوں کو پکڑنا بڑا آسان ہے۔ پوچھیں یہ مادہ کس نے بنایا۔ کہیں گے دھماکہ ہوا جس سے پیدا ہوگیا۔ پوچھیں دھماکہ کس نے کیا۔ پس وہ بس کردے گا اور جواب دے جائے گا۔

تقدیر کی حقیقت:

تقدیر کیا ہے؟ سیکرٹری صاحب کے اس سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا،

تقدیر اللہ تعالیٰ کے علم کا اظہار ہے۔ مثلاً کوئی آدمی گیم بہت اچھی کھیلتا ہے اور پہلے ہی سمجھتا ہے کہ دوسرا آدمی یہاں پر داؤ مارے گا اس طرح اللہ تعالیٰ بھی لوگوں کے حالات کا پہلے ہی سے علم رکھتا ہے مثلاً کسی نے کسی کے متعلق کتاب لکھ دی اب کرنے لے کے اعمال ہیں۔ کتاب لکھنے والے نے تو نہیں کہا تھا کہ ایسے ایسے اعمال کرنا۔ اس نے تو بس کتاب لکھ دی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کے اظہار کے لئے ہمیں پیدا کرنے سے پہلے کتاب لکھ دی۔ انسان نہ مختار کل ہے نہ مجبور محض ہے بلکہ اسے کچھ اختیار دیئے گئے ہیں۔ اسی پر جزا و سزا ہوتی ہے۔ اللہ نے تو دونوں راستے دکھا دیئے ہیں۔







زینب مسجد لاہور

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ

(اے ایمان والو! ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر)

طلب کی برکات:

ارشاد فرمایا، کتنی عجیب بات ہے کہ خطاب بھی ایمان والوں سے ہو رہا ہے اور پھر انہیں کہا جا رہا ہے کہ ایمان لاؤ یعنی وہ ابتدا اور یہ انتہا ہے۔ ہم ایمان تو لائے ہیں لیکن تڑپنے، طلب کرنے، محنت اور کوشش سے اللہ تعالیٰ کامل ہدایت عطا کرے گا۔ ارشاد فرمایا، اگر دل میں طلب لے کر آئے گا خواہ بلال حبشی ہو تو ہدایت پائے گا اور اگر سچی طلب نہ ہو گی تو ابو جہل جیسے قریبی رشتہ دار ہونے کے باوجود ہدایت نہیں مل سکی۔ کیونکہ طلب نہ تھی سچی طلب کی برکات سے اللہ رب العزت ہدایت کی توفیق فرما دیتے ہیں۔ من طلب فقد وجد جس نے طلب کیا اس نے پالیا۔

مقصد اور ضرورت:

ارشاد فرمایا، مقصد اور ہوتا ہے ضرورت اور ہوتی ہے۔ ضرورت پوری ہو جائے تو پھر اس کی خواہش ختم ہو جاتی ہے۔ مقصد لامحدود ہے اس کے حصول کے لئے ہر طرح سے کوشش کرنی پڑتی ہے۔ جان لگانی پڑتی ہے، قربانیاں دینی پڑتی ہیں تب جا کے مقصد پورا ہوتا ہے۔ مثلاً انسان گھر میں بھینس گائے رکھتا ہے جب تک مقصد پورا ہوتا ہے، ضرورت پوری ہوتی ہے۔ تو انسان اسے رکھتا ہے جب وہ گائے دودھ دینا بند کر دے، مقصد پورا کرنا چھوڑ دے تو انسان اسے قصاب کے حوالے کر دیتا ہے۔ جیسے گھر میں بیل لگائی ہے، اس کے ساتھ پھول لگے ہیں بچے بھی پھول توڑیں تو دکھ ہوتا ہے لیکن اگر وہ بیل سوکھ جائے تو اس کو اکھاڑ کر باہر پھینک دیتے ہیں کیونکہ اس نے مقصد پورا کرنا چھوڑ دیا ہے۔ مثلاً گھر کا بلب اگر فیوز ہو جائے تو اتار کر پھینک دیتے ہیں کیونکہ اب وہ روشنی کی ضرورت پوری کرنے سے قاصر ہے۔ مطلب یہ کہ مقصد کے بغیر چیز بے قیمت اور بے کار ہو جاتی ہے۔ اسی طرح انسان بھی بے مقصد زندگی گزارے تو وہ بے کار ہے۔ مفہوم حدیث ہے کہ ابن آدم کے جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے وہ خراب ہو جائے تو پورے جسم کے اعضاء خراب ہو جاتے ہیں۔ اگر وہ سنور جائے تو اعضا سنور جاتے ہیں۔ خبردار وہ دل ہے۔ دل جسم میں صدر مقام کی حیثیت رکھتا ہے دل کے بن جانے سے انسان بن جائے گا اور دل کے بگڑنے سے انسان بگڑ جائے گا۔

دل کی تمنائیں:

انسان جب تک اپنی خواہشات وتمناؤں کو اللہ کی خاطر قربان نہیں کرے گا،

دل سے نہیں نکالے گا تو اس کے دل کی اصلاح ہونا مشکل کام ہے۔ دل سے اگر دنیاوی خواہشات وہوس نکل جائے تو دل اللہ کی یاد کا گھر بن جاتا ہے۔

اے انسان! اگر تیری تمناؤں کو تشتری میں رکھ کر بازار میں پھیرائیں اور کسی چیز اور عمل پر تجھے ندامت نہ ہو پھر کہیں گے کہ تیرا دل بنا ہوا ہے۔ دل بڑی عجیب چیز ہے کہ اس کی تار اللہ سے جڑی ہوتی ہے۔ حدیث قدسی ہے نہ میں زمینوں میں سما سکتا ہوں نہ آسمانوں میں بلکہ میں تو بندۂ مومن کے دل میں سما جاتا ہوں۔

کیوں پھردی ایں ڈانواں ڈول کڑے
جنہوں لبھدی ایں تیڈے کول کڑے

چہرہ دل کی عکاسی کرتا ہے:

ارشاد فرمایا، دل میں جو کچھ ہوتا ہے چہرے پر ظاہر ہو جاتا ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ دل کی کیفیت چہرے سے ظاہر نہ ہو۔ چہرہ دل کا عکس ہوتا ہے۔

Face is the index of mind.

چہرے سے انوار و تجلیات ظاہر ہوتی ہیں۔ اگر ایک طرف ایک کروڑ مکھیاں مر جائیں تو احساس نہیں ہوتا اور اگر ایک انسان مر جائے تو احساس ہوتا ہے۔ لیکن اگر انسان بندگی نہ کرے تو وہ بھی مکھی مچھر کی طرح ہے۔ نہ زندوں میں نہ مردوں میں اللہ تعالیٰ اسے چھوڑ دیتے ہیں کہ تو جان اور تیرا کام جانے۔ مثلاً اگر بیٹا باپ کی بات نہ مانے تو وہ اسے کہہ دیتا ہے کہ تو جانے اور تیرا کام جانے۔ یہی حال نافرمان مسلمان کا ہے۔ قرآن میں ارشاد ہوتا ہے ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ (خشکی اور تری میں فساد

لوگوں کے گناہوں کی وجہ سے برپا ہو گیا) انسان اپنے پاؤں پر خود کلہاڑی مارتے ہیں پھر روتے پھرتے ہیں۔

حرص وہوس:

ارشاد فرمایا، دنیا کی چکا چوند میں انسان مقصد حیات کو بھی فراموش کر دیتا ہے۔ خواہشات کے چکر میں سارا سارا دن گزر جاتا ہے۔ انسان کی ضرورت پوری ہو سکتی ہے لیکن خواہشات پوری نہیں ہو سکتی۔ مفہوم حدیث ہے اگر بندے کو سونے کی ایک وادی دے دی جائے تو کہے گا ایک اور بھی ہو۔ یعنی خواہشات کا اختتام نہیں ہے۔ قرآن میں ہے کیا آپ نے اسے دیکھا ہے جس نے اپنی خواہشات کو اپنا معبود بنا رکھا ہے۔ بندہ تو وہ ہوتا ہے جس میں بندگی ہو اگر بندگی نہیں تو انسان بندہ نہیں گندہ ہے۔ اگر انسان دنیا میں ضرورت پوری کرنی چاہے تو ہو جائے گی لیکن خواہشات کی حد نہیں ہے۔ پوری ہو کر بھی پوری نہیں ہوتیں۔ اربوں کھربوں والا بھی صرف دو روٹیاں کھا کر گزارا کرتا ہے اور چند ٹکے کمانے والا بھی دو روٹی کھا کر ہی گزارا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کو بھوکا نہیں مارتے۔

جہنمی کے کپڑوں کی بدبو:

ارشاد فرمایا، خواہشات کی دھند میں کھو جانے والے کو قیامت کے روز پتہ چلے گا، یہ سارا بوجھ اسے قیامت کے دن اٹھانا پڑے گا پھر کہے گا، اے کاش! میں رسول ﷺ کے راستے پر چلا ہوتا۔ اے کاش! میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا، (القرآن)

ہمیں زندگی کے ساتھ موت کا استحضار بھی رکھنا ہے۔ موت کے ساتھ قبر آخرت کو بھی مدنظر رکھنا ہے۔ ہمیں جہنم کا اس طرح استحضار نہیں ہوتا جیسے ہونا چاہئے۔ مثلاً کسی کمرے میں دو چار دن کا چوہا مرا پڑا ہو تو کیا وہاں جا سکتے ہیں؟ اسی طرح اگر کسی گلی میں بلی، کتا یا گدھا مرا پڑا ہو تو کیا وہاں جا سکتے ہیں؟ وہاں سے گزر سکتے ہیں؟ فقہاء نے لکھا ہے کہ کہیں میدان میں دنیا کے تمام جانور گلے سڑے پڑے ہوں تو ان میں اتنی بدبو نہ ہوگی جتنی جہنمی کے کپڑے میں ہوگی۔

آج گزر گیا تو واپس نہ آئے گا:

ارشاد فرمایا، یہ رمضان کے آخری ایام ہیں، جہنمی جہنم سے پناہ مانگتے ہوں گے۔ اے کاش! ایسا بھی ہو کہ ہم علیحدہ بیٹھے ہوں اور ہر طرف اندھیرا ہو اور ہماری آنکھوں میں آنسو ہوں۔ جس طرح دودھ تھنوں میں واپس نہیں جا سکتا اسی طرح گزشتہ کل بھی واپس نہیں آ سکتا۔ آج ہمارے پاس ہے کل کی کوئی خبر نہیں۔ اس کے بارے میں کوئی یقینی علم نہیں ہے۔ اسی آج سے فائدہ اٹھالیں یہی ہمارا ہے۔ ہم مست اور غافل پھر رہے ہوتے ہیں اور ہمارا نام مردوں کی فہرست میں آ چکا ہوتا ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ انسان غافل پھر رہا ہوتا ہے اور اس کے کفن کا کپڑا بازار میں پہنچ چکا ہوتا ہے۔ حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے اللہ! جن کو تو سچا کہتا ہے قیامت کے دن ان سے ان کے سچ کے بارے میں پوچھا جائے گا تو پھر بھلا ہم جھوٹوں کا کیا بنے گا؟





نور یا ظلمت:

ارشاد فرمایا، انسان آنکھوں سے جو کچھ دیکھتا ہے وہ اس کے اندر نور کا اجالا بکھیر دیتا ہے یا ظلمت سے بھر دیتا ہے۔ بیت اللہ شریف کو دیکھا تو نور اندر گیا، غیر محرم کو دیکھا تو ظلمت اندر گئی کیونکہ اللہ کا حکم ٹوٹ گیا۔ مفہوم حدیث ہے کہ ماں باپ کو شفقت و محبت کی نظر سے دیکھنا ایک حج اور عمرہ کا ثواب رکھتا ہے۔ صحابہ کرامؓ نے حضورﷺ سے عرض کیا کہ اگر بار بار دیکھیں گے۔ تو فرمایا، بار بار حج و عمرہ کا ثواب ملے گا۔ کانوں کے ذریعے اگر خلاف شرع باتیں سنیں تو ظلمت اندر گئی، اچھی باتیں سنیں تو ظلمت دور ہوئی اور وعظ و نصیحت سے دل میں نور بھر گیا۔

سننا اور اطاعت کرنا:

ارشاد فرمایا، عام طور پر کانوں کا بہت غلط استعمال ہوتا ہے۔ بعض تو سنتے ہی

نہیں ہیں بعض سنتے ہیں پر سمجھتے نہیں۔ بعض ایسے ہیں کہ جو سمجھتے بھی ہیں لیکن مانتے نہیں ہیں لیکن اللہ والے تو وہ ہوتے ہیں جو سنتے بھی ہیں، سمجھتے بھی ہیں اور پھر کہتے ہیں **سمعنا و اطعنا** ہم نے سنا اور اطاعت کی۔

بعض لوگ تقریریں سننے کے لئے آتے ہیں، عمل کرنے کی نیت سے نہیں آتے۔ جو مقررین لچھے دار تقریر کرتے ہیں لوگ اس پر عش عش کرتے ہیں۔ بس تقریروں کا معاملہ تو کانوں تک ہے وہ لیلیٰ مجنوں کے قصے والی بات ہے کہ ایک آدمی ساری رات قصہ سنتا رہا صبح پوچھا کہ لیلیٰ مرد تھا یا عورت تھی۔ سننا اور سن کر چھوڑ دینا ایسے ہی ہوتا ہے۔

عمل کرنے کا بہترین اصول:

ارشاد فرمایا، عمل کرنے کا ایک اصول بیان کرتا ہوں، کالج اور طالب علمی کی زندگی سے اب تک میرا یہ اصول رہا ہے کہ ایک پیریڈ سے دوسرے پیریڈ تک سنے ہوئے سبق کو وقفے کے درمیان جونہی وقت ملے دہراتا رہتا تھا۔ ذہن ہی ذہن میں اس کا خلاصہ تیار کرتا رہتا تھا۔ جب کلاس روم میں جاتا تھا تو غور سے سنتا تھا اور واپسی پر خلاصہ ذہن میں دہرا لیتا تھا۔ یہ ایسا اصول ہے کہ تھوڑی عمر میں بہت سا فائدہ اٹھا لیا۔ رات کو بہت جلدی سو جاتا اور صبح جلدی اٹھ جاتا اس اصول پر عمل کرنے سے جولڑکے رات کو دو، دو بجے تک پڑھتے فقیر ان سے اچھے نمبر حاصل کر لیتا تھا۔

بہترین قوت سماعت:

ارشاد فرمایا، ہم اپنے مشائخ کی صحبت میں بیٹھتے اور من وعن ان کی باتیں یاد

کر لیتے تھے۔ یہ فقیر 71ء میں حضرت سید زوار حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا مرید ہوا اور پھر مسکین پور شریف جاتا ہوا۔ وہاں حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ کا بیان سنا اور اس کو یاد کر لیا۔ 9 سال بعد حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ سے تجدید بیعت کے وقت ان کا بیان ان کو سنا دیا۔ الحمد للہ اللہ تعالیٰ نے ایسی قوت سماعت عطا کی ہے۔ شروع میں جو سنتا تھا یا پڑھتا تھا ذہن میں ان باتوں کی تکرار کرتا تھا۔ اچھا سننا بھی ایک اچھی عادت ہے جو اہل اللہ کی صحبت میں بیٹھ کر پیدا ہوتی ہے۔ آج اچھا بولنے والے بہت مل جائیں گے مگر اچھا سننے والے بہت کم ملیں گے۔ ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے کہ میں سنتا زیادہ ہوں اور بولتا کم ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زبان ایک دی ہے اور کان دو دیئے ہیں۔

نظر نظر کی بات ہوتی ہے:

ارشاد فرمایا، ایک بزرگ نے فرمایا کہ جس نے حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تو اس کے دل کی گرہ کھل گئی۔ کسی آدمی نے سوال کیا کہ ابو جہل نے تو حضور ﷺ کو بھی دیکھا مگر اس کے دل کی گرہ نہ کھلی۔ اس نیک آدمی نے جواب دیا کہ ابو جہل نے ہمیشہ حضور ﷺ کو محمد بن عبد اللہ کی نظر سے دیکھا۔ اگر وہ ایک نظر بھی محمد الرسول اللہ کی نظر سے دیکھ لیتا تو بیڑا پار ہو جاتا۔ نظر نظر کی بات ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہماری نظر کی حفاظت فرمائے۔ نظر کے ذریعے ہی دل کی اصلاح فرما دے۔

چنگے سنگ ترے:

ارشاد فرمایا، چنگے سنگ ترے، چنگ سنگترے ایک پھیری والا یہ آواز یں لگا

رہا تھا کہ کسی بزرگ نے سنا، انہیں وجد سا ری ہو گیا۔ لوگوں نے وجہ پوچھی کہ یہ تو سنگترے بیچ رہا ہے آپ کو کیا ہو گیا ہے؟ فرمایا غور سے سنو وہ کیا کہہ رہا ہے، وہ کہہ رہا ہے ''اچھے سنگ ترے'' یعنی جو اچھوں کے سنگ لگ گیا وہ تر گیا۔ دیکھیں اللہ والے ایک عام بات میں بھی معرفت کی بات تلاش کر لیتے ہیں۔ سننے سننے میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اپنے استاد کی مجلس میں شریک ہوتے، دوسرے سب لکھتے رہتے آپ رحمۃ اللہ علیہ سنتے جاتے۔ ایسے ہی دو تین دن گزر گئے، استاد نے پوچھا، لکھتے کیوں نہیں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا، حضرت! میں ان باتوں کو اپنے دل و دماغ پر لکھتا جاتا ہوں۔

اچھی یادداشت:

ارشاد فرمایا، اکبر بادشاہ کے زمانے میں ابو الفضل اور فیضی دو بھائی تھے۔ ایک کو دو دفعہ سننے سے یاد ہوتا جاتا تھا ایک کو ایک دفعہ سننے سے یاد ہو جاتا۔ ان کے پاس شعراء آتے وہ ان سے ان کا کلام ایک دفعہ سن کر دربار میں سنا دیتے۔ اور انہوں نے اس طرح اچھی سماعت سے تمام شاعروں کی ناک میں دم کر دیا۔ اب دیکھا جائے تو یہاں بھی سب حضرات سننے کے لئے آئے ہیں وہ بدنیت نہیں ہیں بلکہ بات صرف اتنی ہے کہ قوت سماعت کو ترقی نہیں دیتے اگر غور اور توجہ سے سن لیں تو ان کی قوت سماعت ترقی کر سکتی ہے۔

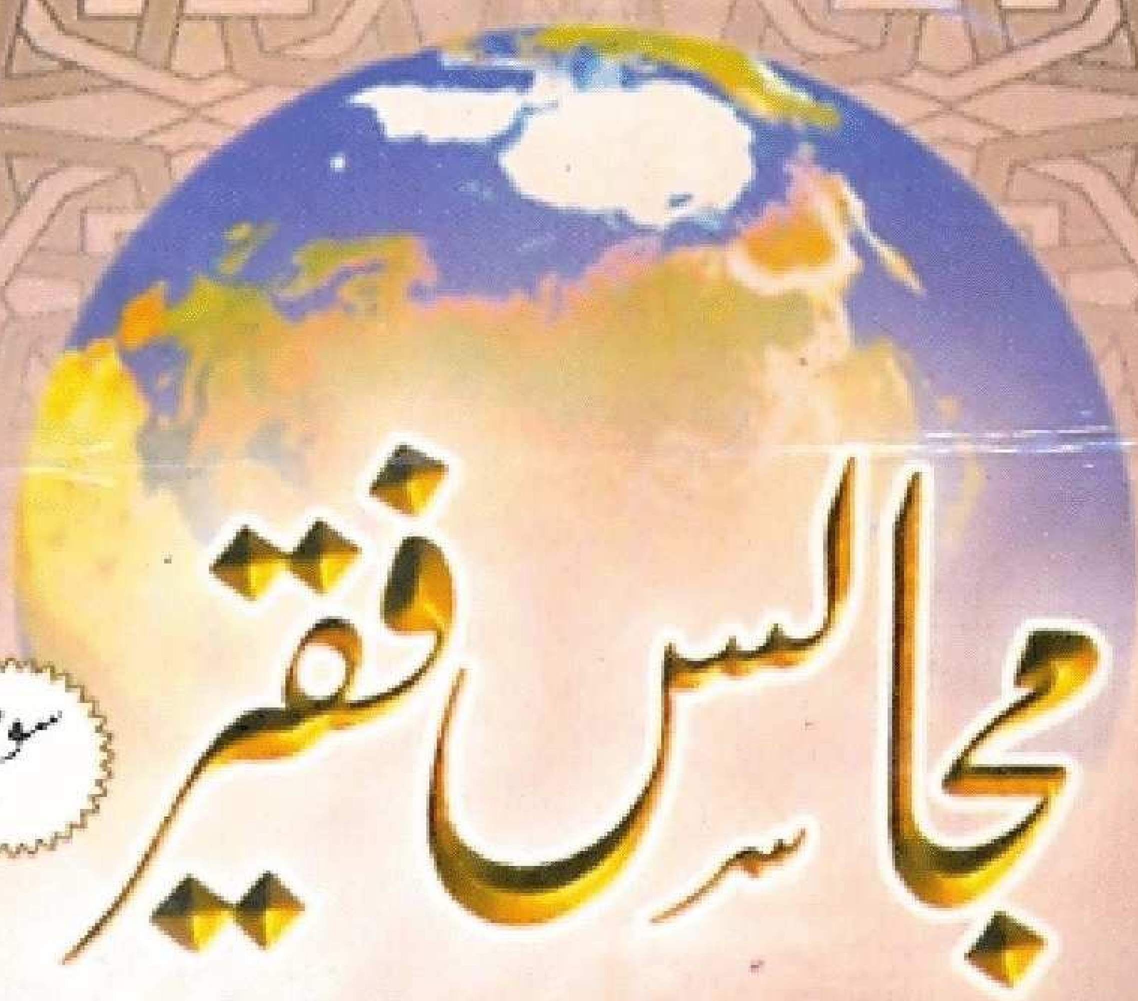
اچھا سننے سے حافظے کی ترقی:

ارشاد فرمایا، میں سائنس کی ایک کتاب پڑھ رہا تھا جس میں اچھا سننے پر تجربات کا تذکرہ تھا۔ اس میں لکھا تھا کہ اچھا سننے سے انسان حافظے کو

65% سے بہتر بنا کر 100% تک کر سکتا ہے۔ سویڈن میں اچھا سننے پر لیکچر دیئے گئے میں نے بھی یہ لیکچر اٹینڈ کئے۔ پھر لوگوں کے ٹیسٹ ہوئے، لوگ فیل ہو گئے، پھر میرا بھی ٹیسٹ ہوا اور الحمد للہ کامیاب ہوا۔ ٹیسٹ لینے والا کہنے لگا کہ کئی سالوں کے بعد ایسا آدمی ملا ہے جس کی قوت سماعت سو فیصد کامل ہے۔

ریفریشر کورس:

ارشاد فرمایا، یہ قرآن حکیم انسانیت کی بہبود کے لئے اتاری گئی ہے۔ جو اس پر پڑھ کر عمل کرتا ہے تو وہ دنیا و آخرت میں عزت پاتا ہے۔ جتنی بھی آسمانی کتابیں نازل ہوئی ہیں سب اسی رمضان کے مہینے میں نازل ہوئی ہیں، اس مہینے کو قرآن کے ساتھ خصوصی مناسبت ہے۔ پوری امت کے لئے تراویح میں قرآن پڑھنا ایک ریفریشر کورس ہے۔ اسے پڑھتے چلے جایئے اور عمل کرتے چلے جایئے اور نئے عزم کے ساتھ زندگی گزاریئے۔ جنہوں نے قرآن پر عمل کیا خواہ گورے تھے یا کالے تھے، زمین کی پستیوں میں تھے یا پہاڑوں کی چوٹیوں پر رہتے تھے وہ کامیاب ہو گئے۔ کامیابی انہی کا مقدر بنتی ہے جو حامل قرآن بنتے ہیں، جو عامل قرآن بنتے ہیں اور وہی عمل کرنے والے صحیح معنوں میں انسان بنتے ہیں۔





حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی

دارالکتاب دیوبند

تفصیلات

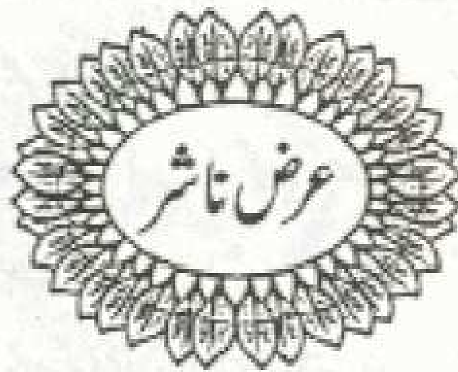
نام کتاب	:	مجالس فقیر
جلد	:	سوم
از افادات	:	حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ
مرتب	:	حضرت مولانا پروفیسر محمد اسلم نقشبندی
تعداد صفحات	:	۲۷۲
طباعت	:	یاسر ندیم آفسیٹ پریس دیوبند
باہتمام	:	واصف حسین مالک دارالکتاب دیوبند
ناشر	:	دارالکتاب دیوبند
قیمت	:	

فہرست

فہرست

فہرست

فہرست



عرض ناشر

ایک حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"میرا بندہ نوافل سے میرے اتنا قریب ہو جاتا ہے کہ میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔ میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ میں اس کی زبان بن جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے۔ میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ کام کرتا ہے۔ میں اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے"

اس حدیث مبارکہ کے مطابق جو مقربین بارگاہ الٰہی ہوتے ہیں ان کا بولنا بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ وہ جب وعظ و نصیحت فرماتے ہیں تو عرفان الٰہی کا نشہ ان کے کلام کو "معارف" بنا دیتا ہے۔ وہ لوگوں کے حسب حال گفتگو فرماتے ہیں۔ یہ بھی ان کی زبان کی کرامت ہوتی ہے کہ ان کی سادہ باتیں بھی سننے والوں کے دلوں کو موم کرتی چلی جاتی ہیں۔ وہی باتیں جنہیں عام اصلاحی کتابوں میں بھی پڑھ اور سن لیتے ہیں لیکن اتنا متاثر نہیں کرتیں، جب ان کی زبان فیض ترجمان سے نکلتی ہیں تو دل کی دنیا میں انقلاب بپا کر دیتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے حضرت مولانا پروفیسر محمد اسلم نقشبندی صاحب مدظلہ کو کہ انہوں نے ہمارے شیخ، ولی کامل حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی دامت برکاتہم العالی کی زبان شیریں کلام سے مختلف مجالس میں نکلے ہوئے الفاظ

کو صفحہ قرطاس پر منتقل کرنے کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ یوں حضرت دامت برکاتہم کے علم و حکمت سے بھرپور ملفوظات مبارکہ کا ایسا نادر ذخیرہ میسر آ رہا ہے کہ جس کو پڑھتے ہی بندہ اپنے آپ کو گویا حضرت کی محفل میں پاتا ہے۔ اور قاری ان کے فیضان نسبت کے زیر اثر اپنے ان گم گشتہ ارادوں کو از سرنو تازہ کرنا شروع کر دیتا ہے جن کو اس نے کسی وقت ان کی محفل میں بیٹھ کر، ان کی باتیں سن کر توبہ اور عمل کی نیت سے باندھا تھا۔

بنا کر حلقۂ یاراں ان کی محفل میں
ہم اپنے درد دل کی دوا لیتے ہیں

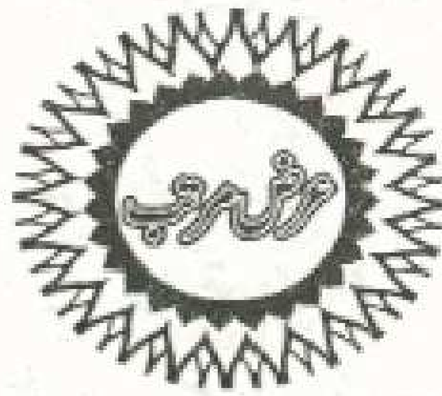
حضرت کی باتیں سبحان اللہ، ایسے موقع پر ہوتی ہیں، ایسے انداز میں ہوتی ہیں اور اتنے خلوص دل سے ہوتی ہیں۔ کہ سننے والے کو تڑپا کر رکھ دیتی ہیں اور ہر سامع بے اختیار اپنے طرز زندگی اور اخلاق کو شریعت و سنت کے ترازو میں تولنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

چونکہ یہ ملفوظات متوسلین و سالکین کے ساتھ ساتھ عوام الناس کے لئے بھی یکساں مفید ہیں۔ اس لئے ادارے نے پروفیسر صاحب کی اس کاوش کو استفادہ عام کے لئے شائع کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ جل شانہ اشاعت کے اس کام کو قبول فرما کر آخرت میں ہماری نجات کا ذریعہ بنائے۔

(آمین ثم آمین)

ڈاکٹر شاہد محمود نقشبندی

خادم مکتبۃ الفقیر



یہ بندۂ ناچیز پر تقصیر 1991ء میں حضرت جی دامت برکاتہم سے بیعت ہوا اور اسی دن سے حضرت جی کے ملفوظات قلم بند کرنے شروع کر دیئے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ مجھے حضرت جی کی باتیں بہت متاثر کرتی تھیں۔ اس عاجز نے سوچا کہ یہ باتیں تو ہوا میں بکھرتی جائیں گی ان کو اپنے فائدے کے لئے محفوظ رکھنا چاہئے۔ بقول حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے کہ علم کو لکھ کر قید کرلو۔ الحمدللہ اس وقت سے اب تک حضرت شیخ کی مجالس کو لکھتا رہا ہوں اور آئندہ کے لئے بھی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ لکھنے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔

ہمارے اسلامی ادب کی یہ روایات چلی آ رہی ہیں کہ ہمیشہ مریدین اپنے بزرگوں کے ملفوظات کو جمع کرتے رہے ہیں۔ بزرگان دین کے ملفوظات میں بڑی تاثیر ہوتی ہے کیونکہ بزرگوں کی باتیں دل سے نکلی ہوئی ہوتی ہیں۔

؎ دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ والوں کے الفاظ میں اتنی تاثیر کیوں ہوتی ہے؟ اس کی بڑی وجہ یہی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں سرشار ہوتے ہیں اور پھر ایسے خلوص اور اصلاح کی نیت سے نکلے ہوئے کلمات میں اللہ تعالیٰ بلا کی تاثیر پیدا کر

دیتے ہیں۔ اللہ والوں کی باتیں اس لئے بھی پر تاثیر ہوتی ہیں کہ وہ درد وسوز سے بات کرتے ہیں۔

؎ سخن میں سوز الٰہی کہاں سے آتا ہے
یہ چیز وہ ہے کہ پتھر کو بھی گداز کرے

الحمد للہ ہم نے 24 صفحات پر مشتمل ایک قسط ملفوظات کی چھپوائی تھی جسے لوگوں نے بہت پسند کیا حتیٰ کہ اس کے ختم ہونے پر بھی لوگوں نے بار بار تقاضا کیا۔ یہی ملفوظات ہم نے امریکی پیر بھائیوں کے لئے امریکہ بھیجے تھے جو کہ وہاں بہت پسند کیے گئے۔ ہماری ایک قریبی بچی عالمہ ہے اس نے کہا کہ ملفوظات بہت اہم ہیں اور میں ان کو کوئی پچیس دفعہ پڑھ چکی ہوں۔ کسی کی رائے تھی کہ ان کے پڑھنے سے سیری نہیں ہوتی، کسی نے کہا کہ بہت دلچسپ ہیں اور بھی بہت سے دوستوں کی آراء ہیں، صفحات کی کمی کی وجہ سے وہ نہیں لکھی جارہیں۔ قارئین کرام سے گزارش ہے اگر باعمل زندگی گزارنا چاہتے ہیں تو ملفوظات کا بار بار مطالعہ کیجئے۔ اس عاجز کا ذاتی تجربہ ہے کہ اس سے عمل کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، انسان کی اصلاح ہوتی ہے، دین کے علم میں اضافہ ہوتا ہے، اللہ والوں سے محبت پیدا ہوتی ہے، حضور ﷺ سے عشق پیدا ہوتا ہے اور آخر کار اللہ تعالیٰ کی محبت قلب وقالب میں سرایت کر جاتی ہے۔

حضرت جی دامت برکاتہم حیات حبیب کے دیباچہ میں لکھتے ہیں کہ آج کے پرفتن اور پر آشوب دور میں ہر فرد کسی نہ کسی درجہ میں باطنی امراض میں گرفتار ہے۔ بنا بریں دینی ذوق شوق میں فقدان کے باعث اہل اللہ کے حالات زندگی پڑھنے کے لئے عدیم الفرصتی کا بہانہ بھی عام ہے۔ سید الطائفہ حضرت جنید

بغدادیؒ سے پوچھا گیا کہ فتنے اور ظلمت کے دور میں ایمان کی حفاظت کے لئے کونسا نسخہ اکسیر ہے؟ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، اولیاء اللہ کے احوال و اقوال پڑھتے رہنا۔ یہ اللہ کے لشکروں میں سے لشکر ہیں۔ ہر دور اور ہر زمانے میں پڑھنے والوں کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔ **وما یعلم جنود ربک الا ھو** (اور نہیں جانتا تیرے رب کے لشکروں کو مگر تیرا رب) لوگوں نے حضرت ابوعلی دقاق رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص اولیاء اللہ کے حالات سننے کے بعد ان پر عمل پیرا نہ ہو تو کیا صرف حالات سن لینے سے اس کو کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا، اس میں بھی دو فائدے ہیں۔ اول فائدہ تو یہ ہے کہ کسی بندے میں اگر حقیقی طلب ہوگی تو اس کی طلب و ہمت میں مزید اضافہ ہو جائے گا اور دوسرا فائدہ یہ ہے کہ مغرور بندے کے غرور میں کمی پیدا ہوگی اور اگر وہ بد باطن نہیں ہے تو بذات خود اولیاء کرام کے حالات کا مطالعہ کرے گا۔

حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ لعیہ سے سوال کیا گیا کہ جس وقت دنیا میں اولیاء کرام کا وجود نہیں ہوگا اس وقت ہمیں کیا کرنا چاہئے جس کے ذریعے سے ہم لغویات وفضولیات سے دور رہ سکیں؟ آپ نے جواب دیا کہ اولیاء کرام کے حالات کا ایک جزو روزانہ پڑھ لیا کرنا۔ ان فوائد کے پیش نظر یہ ملفوظات ''مجالس فقیر'' کے نام سے جمع کئے گئے ہیں تا کہ قارئین کے لئے شمع ہدایت ثابت ہو سکیں۔ اللہ تعالیٰ سے عاجزانہ دعا ہے کہ ان ملفوظات کو آخرت میں ہماری بخشش کا ذریعہ بنائے اور ہمارے حضرت جی دامت برکاتہم کو اعلیٰ سے اعلیٰ مدارج عطا فرمائے۔ آمین

آخر پر التماس ہے کہ تمام قارئین کرام جو حضرت جی سے باتیں سنتے رہے

ہیں وہ ان کے پاس امانت ہیں۔ انہیں لکھ کر اس عاجز کے پاس بھیج دیں انشاء اللہ کسی مناسب موقع پر شائع کر دی جائیں گی۔ تمام معاونین کا جنہوں نے جس طرح بھی اس کتاب کی تیاری میں حصہ لیا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے پاس سے خاص فضل و کرم عطا فرمائے۔ قارئین کرام اگر کہیں فروگزاشت دیکھیں تو مطلع فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

یہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ اس نے راقم الحروف جیسے کمزور انسان کو حضرت جی دامت برکاتہم کے ملفوظات جمع کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اب اللہ تعالیٰ ہی سے عاجزانہ التجا ہے کہ وہ راقم الحروف کو صحیح طریقے سے شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس عاجز کی زندگی تو سراسر شرمندگی ہے ہاں وہ لمحات جو راقم الحروف نے اپنے شیخ کی صحبت میں گزارے ہیں وہ حقیقی زندگی ہے۔

میری زیست کا حال کیا پوچھتے ہو
بڑھاپا نہ بچپن نہ میری جوانی
جو چند ساعتیں ''صحبت،، دلبر میں گزریں
وہی ساعتیں ہیں میری زندگانی

عاجز و ناچیز فقیر محمد اسلم نقشبندی مجددی
محبوب سٹریٹ، ڈھوک مستقیم روڈ۔ جامعۃ الصالحات
پیرودھائی موڑ، پشاور روڈ، راولپنڈی

مجلس 1

دعا کی قبولیت کے طریقے

جھنگ

فضیلت قرآن مجید:

قرآن مجید کی فضیلت کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ یہ تو ایسی کتاب ہے جو دلوں پر اثرات مرتب کرتی ہے، قلوب کو نرم کرتی ہے۔ قرآن مجید پڑھنے، سمجھنے اور عمل کرنے کیلئے نازل ہوا ہے۔ محض غلافوں میں بند کر کے رکھنے کیلئے نہیں آیا۔ حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ دریاؤں کیلئے کوئی راستے نہیں بناتا بلکہ دریا خود ہی اپنا راستہ بنا لیتا ہے۔ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا وہ دریا ہے کہ یہ بھی دلوں کے اندر خود راستہ بناتا اور دلوں میں اترتا چلا جاتا ہے۔ قرآن کریم جس رات میں نازل ہوا وہ رات ہزار مہینوں سے افضل قرار دی گئی تو ذرا سوچیں کہ پھر قرآن کا اپنا کیا مرتبہ ہوگا۔ قرآن مجید کو چھونا عبادت، اس کو دیکھنا عبادت، اس کو پڑھنا عبادت اور اس پر عمل کرنا دنیا کی سب سے بڑی عبادت ہے۔ کوئی بندہ ایسا نہیں ہوگا کہ اسے دوست کا خط ملے اور وہ اسے اٹھا کر الماری میں رکھ دے بلکہ وہ اسے پڑھے گا پھر اس کے مطابق

وہ کام کرے گا۔ کیا قرآن کی اتنی بھی اہمیت نہیں ہے کہ اس کو پڑھا جائے اور اس کے مطابق عمل کیا جائے؟ اگر ہم اس کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہیں تو پھر اس کو سمجھنے کی کوشش کیوں نہیں کرتے۔

خصوصی رحمتوں کا مہینہ:

ارشاد فرمایا، رمضان المبارک کا مہینہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمتوں کا مہینہ ہے۔ تمام کی تمام آسمانی کتابیں رمضان کے مہینے میں نازل کی گئیں، گویا یہ بہت خاص مہینہ ہے۔ حدیث کا مفہوم بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا، رمضان کے پہلے دس دن اللہ تعالیٰ کی رحمت کے ہیں، دوسرے دس دن مغفرت کے ہیں اور آخری دس دن جہنم کی آگ سے آزادی کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سال میں یہ ایسا مہینہ بنا دیا کہ اگر اس مہینے میں بندے اپنی زندگی بھر کے گناہوں کو بخشوانا چاہیں تو بخشوا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بندوں کے گناہوں کو اپنی رحمت کے پانی سے دھو ڈالتے ہیں۔ معافی مانگنا بندے کا کام ہے اسکو قبول کرنا اللہ رب العزت کا کام ہے۔ انسان خواہ کتنا ہی گنہگار کیوں نہ ہو جب وہ سچے دل سے توبہ کر لیتا ہے تو اللہ رب العزت اسے اپنی رحمت کی چادر سے ڈھانپ لیتا ہے۔ انسان گناہ پہ گناہ کرتا چلا جاتا ہے، بظاہر وہ کسی کی نہیں سنتا مگر اس کے اندر کا انسان اس کا ضمیر اسے جھنجھوڑتا رہتا ہے، اسے ملامت کرتا ہے۔ یہی اندر کا انسان آخر اسے معافی کا راستہ دکھا دیتا ہے

رحمت الٰہی:

ارشاد فرمایا، شیطان کو مردود قرار دیا گیا تو اس نے چیلنج کیا کہ اے اللہ! میں

تیرے بندوں کو ورغلاؤں گا، بہکاؤں گا حتیٰ کہ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ تو اکثر لوگوں کو شکر گزار نہیں پائے گا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آ گئی۔ فرمایا ''مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! جب بھی وہ اپنے گناہوں پر نادم ہو کر مجھ سے معافی مانگیں گے، میرے آگے گردن جھکائیں گے، میں انہیں بخش دوں گا'' یہ حقیقت ہے کہ ہمارے مانگنے میں کمی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کے دینے میں کمی نہیں ہوتی۔ ایک دفعہ مجنوں کا باپ اسے پکڑ کر کعبہ میں لے گیا اور اسے کہا کہ تم لیلیٰ کی محبت سے توبہ کرو۔ مجنوں نے اس طرح سے معافی مانگی۔ ''اے اللہ! میں تمام گناہوں سے معافی مانگتا ہوں لیکن لیلیٰ کی محبت سے معافی نہیں مانگ سکتا'' اسی طرح ہم لوگ نامحرموں کی نفسانی محبت اور دنیا پرستی کی محبت سے توبہ نہیں کرتے اور اللہ کی محبت چاہتے ہیں تو یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ جب تک ہمارے دل اس نفسانی محبت کی بیماری سے پاک نہیں ہوں گے تب تک ان میں اللہ کی محبت پیدا نہیں ہو سکتی۔

دعا کی قبولیت:

ارشاد فرمایا، افطاری کے وقت کی دعا قبول ہوتی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا، تین دعائیں ایسی ہیں جن کے مقبول ہونے میں کسی طرح کا شبہ نہیں ہے۔

1. مسافر کی دعا۔
2. مظلوم کی دعا۔
3. والدین کی دعا اپنی اولاد کیلئے۔ (ابوداؤد)

ایک اور روایت کا مفہوم ہے کہ تین دعائیں ایسی ہیں جو لازمی قبول ہوتی ہیں۔

① روزہ دار کی دعا افطار کرنے سے پہلے تک۔

② مظلوم کی دعا جب تک کہ اسے نصرت و مدد نہ دی جائے۔

③ مسافر کی دعا جب تک کہ وہ اپنے گھر واپس آئے۔

ایک اور حدیث کا مفہوم ہے دو دعائیں ایسی ہیں کہ ان میں اور اللہ تک پہنچنے میں کوئی حجاب نہیں۔

① مظلوم کی دعا

② کسی مسلمان کی اپنی بھائی کے پیٹھ پیچھے دعا۔

اگر کوئی بزرگ کوئی ولی اللہ یہ کہہ دے کہ مجھے معلوم ہے کہ آپ اس وقت جو بھی دعا مانگیں گے وہ قبول ہوگی، تو ہم بڑے اہتمام سے ان کی بات مان کر دعائیں مانگیں گے۔ بھلا سوچیں حضور ﷺ تو سید الانبیاء ہیں، آپ ﷺ کی کہی ہوئی بات تو سو فیصد سچی ہوگی۔ لہٰذا حدیث پاک کے مطابق روزہ دار کو افطار سے پہلے خود دعا کرنی چاہئے۔

اللہ سے اللہ کو مانگنا:

ارشاد فرمایا، اگر کچھ لوگ کسی سخی کے دروازے پر چل کر جائیں تو وہ انہیں واپس نہیں کرتا، پھر جو سخیوں کا سخی ہے یعنی سخیوں کو عطا کرنے والا ہے کیا وہ ہماری معافی قبول نہیں کرے گا۔

؎ نہ کہیں جہاں میں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی
میرے جرم خانہ خراب کو تیرے عفو بندہ نواز میں

دنیا دار کیلئے کسی کو اپنے در سے خالی واپس کرنا مشکل ہو سکتا ہے مگر اللہ رب العزت کیلئے تمام انسانوں کو معاف کر دینا کوئی مشکل نہیں ہے۔ وما ذالک

علی اللہ بعزیز۔

ایک بزرگ کا واقعہ سناتے ہوئے ارشاد فرمایا، جب وہ مجمع میں دعا مانگا کرتے تو فرماتے تھے کہ دعا منظور ہو گئی ہے۔ کسی نے کہا، حضرت! آپ کیسے تسلی دلوا سکتے ہیں کہ دعا قبول ہوئی یا نہیں؟ انہوں نے پوچھا کہ بتاؤ اگر اتنے لوگ کسی دنیا دار کے دروازے پر جا کر ایک پیسہ مانگیں تو بتاؤ وہ دے گا یا انکار کرے گا؟ اس نے کہا، ضرور دے گا۔ فرمایا، اتنے لوگ جو مل کر معافی مانگ رہے ہیں یہ تو اللہ تعالیٰ کیلئے کسی آدمی کے چار آنے دینے سے بھی آسان ہے۔ اللہ سے اللہ ہی کو مانگئے۔ زر، زن، زمین اور کاروبار مانگنے والے تو بہت ہیں مگر اللہ سے اللہ کو مانگنے والے بہت تھوڑے ہیں۔ ارشاد فرمایا، زندگی میں ہماری نفس اور شیطان کے ساتھ جنگ ہے لیکن فتح انشاء اللہ ہمارے قدم چومے گی۔ جب ہم یہ دعا مانگتے ہیں کہ اے اللہ! ہمیں کلمے پر موت نصیب کرنا تو اس کا مطلب یہی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے یقینی فتح مانگتے ہیں تاکہ ہمارا دشمن (شیطان) ناکام و نامراد ہو جائے۔ کلمہ پر موت نصیب ہونا تمام صالحین کی تمنا ہوتی ہے اسی لئے وہ ہمیشہ اس کیلئے دعائیں کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو کلمے پر موت نصیب فرمائے۔

انسان کے گناہ اور اللہ کی رحمت:

ارشاد فرمایا، اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں کامیابی کیلئے دعائیں مانگیں۔ انشاء اللہ، اللہ تعالیٰ ہماری ایسی مدد فرمائیں گے کہ ہم دنیا و آخرت میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم بدر والا ایمان پیدا کریں۔

؎ فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

موت سے پہلے توبہ کر لیں، آج بھی حالت بدل سکتی ہے بلکہ بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کی برائیوں کو معاف کرنے پہ آتا ہے تو انہیں نیکیوں میں تبدیل فرما دیتا ہے۔ ناامیدی کی کوئی بات نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمادیا لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ''اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا'' جیسی نیت ہوتی ہے ویسی ہی مراد مل جاتی ہے۔ حدیث مبارکہ کا مفہوم ہے کہ اگر انسان کے گناہ زمین کے ذرات، درختوں کے پتوں اور آسمان کے ستاروں کے برابر ہوں پھر بھی اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف فرمادیں گے۔ اللہ تعالیٰ تو اپنے بندوں کو اپنی طرف بلاتے ہیں'' اے بندے! اگر تو سو دفعہ توبہ کر کے توڑ دے پھر بھی آجا میرا در تو کھلا ہے، میں تجھے معاف کر دوں گا''

طاقتور ایمان اور کمزور ایمان:

ارشاد فرمایا، جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے تو ناقابل تسخیر قلعے بھی فتح کروا دیتا ہے۔ بنو قریظہ کے یہودی اپنے ہاتھوں سے اپنے قلعوں کو گراتے اور خراب کرتے تھے یہی فتوحات نبی کریم ﷺ کی برکات ہیں۔

اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخہ کیمیا ساتھ لایا
وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوتِ ہادی
عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی

جو انسان اللہ رب العزت سے ڈرتا ہے اور اس کے حکموں کے مطابق زندگی بسر کرتا ہے تو کامیاب ہو جاتا ہے۔ رمضان المبارک کے مہینے کا مطلب ہے کہ ہم اپنی پہلی زندگی کا جائزہ لیں اور محاسبہ کریں اور زندگی میں انقلاب برپا کریں۔ ایمان کی طاقت کے بارے میں مثال بیان کرتے ہوئے فرمایا، اگر ایک کراٹے کا ماہر جوان ہو تو وہ اپنی بہادری سے دس بندوں کا مقابلہ کرے گا اور اگر ایک ٹی بی کا مریض ہو تو وہ ایک بندے کا بھی مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ یہی طاقتور ایمان اور کمزور ایمان کے درمیان فرق ہے۔ جتنا انسان گناہوں سے بچتا ہے اتنا اس کا ایمان قوی ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ اگر انسان گناہ کرنے چھوڑ دے تو اللہ تعالیٰ اسکی دعاؤں کو ہمیشہ قبول فرماتے ہیں۔

رمضان کے بابرکت لمحات:

ارشاد فرمایا، رمضان کا ایک ایک لمحہ برکتوں سے بھرا ہوا ہوتا ہے، شاید اللہ تعالیٰ ہماری زندگی کو نیکیوں سے سجا دے۔ رمضان میں اللہ تعالیٰ بھی نیکیوں کے ریٹ بڑھا دیتے ہیں گویا کہ جنت کی سیل لگا دیتے ہیں۔ پورا سال تو ہم یونہی ضائع کر دیتے ہیں اگر رمضان المبارک کے چند دن ہی محنت سے گزار لیں تو شاید یہی لمحات آخرت میں نجات کا ذریعہ بن جائیں۔ ماہ رمضان اس لئے آتا ہے کہ انسان سچے دل سے توبہ کر لے، اپنی گزشتہ زندگی پر نادم ہو کر روئے، گڑگڑائے، اپنا محاسبہ کرے اور آئندہ نیکی اور پرہیزگاری کی زندگی کے لئے دعائیں مانگے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو تقویٰ و طہارت والی زندگی نصیب فرمائے۔



دل کی اہمیت

لاہور

دل......چھوٹا سا ٹکڑا:

ارشاد فرمایا، یہ دل بھی عجیب چیز ہے ، ہے تو یہ چھوٹا سا ٹکڑا لیکن اہمیت کے لحاظ سے اس کا جواب نہیں ہے۔ یہ چھوٹی سی چیز بھی بڑی اہمیت رکھتی ہے

؎ ذرا سا تو دل ہوں مگر شوخ اتنا
وہی لن ترانی سنا چاہتا ہوں

دل کی بیماریاں بڑی اہم ہوتی ہیں۔ بعض اوقات نہایت خطرناک ثابت ہوتی ہیں خواہ یہ بیماریاں جسمانی ہوں یا روحانی۔ اگر انسان ان بیماریوں کی قبل از وقت روک تھام نہ کرے تو یہ انسان کو تباہی کے گڑھے تک پہنچا دیتی ہیں۔ اس دل پر اگر محنت نہ کی جائے تو یہ دل سل بن جاتا ہے بلکہ سل سے بھی زیادہ سخت ہو جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

"پھر تمہارے دل سخت ہو گئے پس پتھر کی طرح ہو گئے یا پتھر سے بھی زیادہ سخت" (القرآن)

ساری زندگی غفلت کر کے انسان ایسے موڑ پر آ جاتا ہے کہ دل بہت سخت ہو جاتا ہے۔ جب دل سخت ہو جائے تو گناہ کا احساس بھی دل سے مٹ جاتا ہے۔ زبان سے غیبت کر دی، دل میں کوئی ندامت نہ ہوئی۔ آنکھ سے بدنظری ہوئی دل میں کچھ احساس ندامت نہ ہوا۔ غرض گناہ کر کے دل پر کیا گزری کچھ پرواہ ہی نہیں ہوتی۔ جیسے زکام کے مریض کے پاس اگر کستوری بھی لے آئیں تو وہ پہچان نہیں کر سکے گا۔ اسی طرح دل روحانی بیماریوں کی وجہ سے نیکی و بدی میں پہچان نہیں کر سکتا۔

دل اللہ تعالیٰ کا گھر ہے:

ارشاد فرمایا، بعض اوقات انسان ایسے بول بولتا ہے کہ زمین کہتی ہے، اے اللہ! مجھے اجازت دے کہ میں اسے نگل جاؤں لیکن دل ٹس سے مس نہیں ہوتا۔ انسان اپنے گھر کو خوبصورت بنانے کیلئے کتنی تگ و دو کرتا ہے۔ اسے یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ اس گھر میں رہنا بھی نصیب ہوگا کہ نہیں اور دل جو کہ اللہ کا گھر ہے اس پر محنت کر کے اس کو خوبصورت بنانے کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جاتی۔ یہ دل اگر بن جائے، سنور جائے تو یہ ہیرے، موتی اور سونے چاندی سے بھی زیادہ قیمتی ہے۔ اس سے بڑھ کر قیمتی کوئی اور شے نہیں ہو سکتی۔ لیکن اگر بگڑ جائے تو اس سے بری بھی کوئی اور شے نہیں ہوتی ہے۔ قیامت کے دن زبان پر مہر لگا دی جائے گی اور دل ٹیپ ریکارڈر کی طرح بجے گا اور کہے گا کہ فلاں فلاں سے محبت تھی اللہ سے محبت نہیں تھی۔ اس دل پر محنت نہ کی جائے تو یہ صنم خانہ اور بت خانہ بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو دلوں کا بیوپاری ہے اس کی نظر ہمارے دلوں پر ہوتی ہے۔ اولیاء اللہ کو الہام دل پر ہوتا ہے۔ دل پر ہی الہام و کیفیات کا ورود

ہوتا ہے۔ اس لئے کہ یہ دل اللہ تعالیٰ ہی کیلئے مخصوص ہے یہ دنیاوی محبتیں سمیٹنے کیلئے نہیں ہے۔ اگر دل صاف نہیں ہوگا، گناہوں سے پاک نہیں ہوگا تو یہ آلودہ اور داغدار دل اللہ تعالیٰ کیسے قبول فرمائیں گے۔ خود انسان اگر اپنی حالت پر غور کرے تو وہ ایک روپے کے عوض داغدار سیب کو قبول نہیں کرتا پھر اللہ رب العزت اپنی جنتوں کے بدلے داغدار دلوں کو کیسے قبول کریں گے۔

اچھے برے اثرات کا عکس:

بعض اوقات انسان ظاہر میں تو جاگتا ہے، دیکھتا ہے، سنتا ہے لیکن اندر میں مرا ہوا ہوتا ہے۔ جب انسان کا دل بیدار نہیں ہوتا تو وہ بظاہر تندرست نظر آتا ہے درحقیقت بیمار ہوتا ہے۔ اگر دل بیمار ہے تو اعمال میں بھی جان نہیں ہوگی۔ کاش یہ چیز انسان کی سمجھ میں آ جائے۔

مصحفی ہم تو سمجھتے تھے کہ ہوگا کوئی زخم
تیرے دل میں تو بہت کام رفو کا نکلا

یہ دل بڑی ہی قیمتی اور نازک شئے ہے۔ یہ بیرونی اثرات کو فوراً قبول کر لیتا ہے۔ اگر اچھے دوستوں کے ساتھ اچھی صحبت میں بیٹھیں گے تو دل پر اچھے اثرات پڑیں گے اور اگر برے دوستوں کے ساتھ بری صحبت میں بیٹھیں گے تو اثرات بھی برے پڑیں گے۔ جس طرح جسم کو زندہ رہنے کیلئے روٹی یعنی غذا کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح دل کو زندہ رکھنے کیلئے بھی غذا کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ غذا اللہ کا ذکر ہے۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

جب انسان کو ذکر میں لذت محسوس ہونے لگتی ہے تو خود بخود ہی اس کا دل گناہوں سے اور دنیا کی رنگینیوں سے اچاٹ ہو جاتا ہے۔ ذکر و فکر میں دل لگانے کی کوشش کرنے چاہئے۔

ادنیٰ سی بات کا اثر:

ارشاد فرمایا، حضرت خواجہ ابوالحسن علی خرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ ذکر اسم ذات یعنی اللہ اللہ کرنے کے بڑے فضائل بیان کئے۔ حکیم بوعلی سینا بھی موجود تھے۔ انہوں نے سوال پوچھا کہ صرف ایک لفظ بار بار پڑھنے سے اتنے فائدے اور اتنا اثر کیسے ہوتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، اے خر! تو چہ دانی (اے گدھے! تجھے کیا پتہ)۔ حکیم صاحب یہ بات سن کر شرم سے پانی پانی ہو گئے۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے بات سمجھاتے ہوئے وضاحت کی کہ میری زبان سے گدھا کہنے کا اتنا اثر ہے کہ آپ شرم سے پانی پانی ہو گئے، آپ کا رنگ سرخ پڑ گیا۔ تو بھلا سوچیں کہ اگر اسی زبان سے اللہ کا نام لیں گے تو کتنا اثر ہوگا۔ ارشاد فرمایا، ذکر و فکر اور مراقبہ روحانی ترقی کیلئے ضروری ہے۔ مراقبے سے دل کی بیماریاں دور ہوتی ہیں۔ اللہ کے لئے گردن جھکانا، فیض کا انتظار کرنا بڑی سعادت ہے۔ دل میں یہ سوچ ہونی چاہئے کہ انوار و تجلیات کا ورود ہو رہا ہے اور دل سے گناہوں کی کثافت دھل رہی ہے

اللہ تعالیٰ کی محبت کا ایک انداز:

ارشاد فرمایا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک آدمی تھا بہت سادہ لوح تھا مگر اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والا تھا۔ ایک دن بیٹھا ہوا بڑی محبت

سے اللہ تعالیٰ سے باتیں کئے جا رہا تھا۔ اے اللہ! تو میرے پاس آ، میں تیرے سر میں کنگھی کروں، تجھے تیل لگاؤں، تیری آنکھوں میں سرمہ لگاؤں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وہاں سے گزر ہوا۔ آپ علیہ السلام نے یہ ساری باتیں سن کر فرمایا ''اے بندے! تو یہ کیا کہہ رہا ہے اللہ تعالیٰ ان چیزوں سے پاک ہے، اسے ان چیزوں کی ضرورت نہیں ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا رعب دیکھ کر وہ آدمی سہم کر رہ گیا۔ اتنے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی جس کا مفہوم کسی نے یوں بیان کیا'' تو برائے وصل کردن آمدی نے برائے فصل کردن آمدی'' (آپ کو جوڑنے کے لئے بھیجا گیا تھا توڑنے کے لئے نہیں بھیجا گیا تھا)

وہ آدمی جو کچھ کہہ رہا تھا وہ بھی محبت کا ایک انداز تھا۔ حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

الاعمال شوق الابرار الی لقائی وانا الیهم لاشد شوقا

''جان لو میرے بندوں کا شوق میری ملاقات کیلئے بڑھ گیا اور میں ان کی ملاقات کیلئے ان سے بھی زیادہ مشتاق ہوں''

ایک دفعہ انگریزی کی ایک کتاب نظر سے گزری، یہ فقرہ اچھا لگا، دل نے چاہا کہ وقت کا احساس پیدا کرنے کیلئے آپ کو سنا دوں

Suddenly I realised that the days coming and going are my life.

''اچانک مجھے احساس ہوا کہ یہی جو دن رات گزرتے جا رہے ہیں یہی میری زندگی ہے''۔

زندگی کا دورانیہ بڑا مختصر ہے۔ اگر اللہ کی محبت میں گذر جائے تو یہ گھڑیاں بڑی انمول ہو جائیں گی۔ یہ زندگی تو نہایت مختصر ہے مگر اس زندگی کا پھل اگلی زندگی میں کاٹیں گے جو کہ نہایت طویل ہے۔

دل کے جاگنے کی علامت:

ارشاد فرمایا، دل کے جاگنے کی علامت یہ ہے کہ انسان آخرت کی تیاری میں لگ جائے، اس کے لئے فکر مند ہو جائے۔ دنیا دار کا دل ہر وقت دنیا کی سوچ میں مگن رہتا ہے اور ایک مومن کا دل ہر وقت اللہ کی یاد میں اور فکر آخرت میں لگا رہتا ہے۔ انسان کی بیجا خواہشات ہی اکثر اس کے راستے کی رکاوٹ بنتی ہیں۔ دنیا میں جدھر دیکھیں ہر چیز کے پرستار نظر آتے ہیں، کہیں زن پرستی، کہیں زر پرستی، کہیں بت پرستی، تو کہیں نفس پرستی ہے۔ آجکل ہوس پرستی تو اتنی ہے کہ ہر چیز کے حصول کیلئے تن من دھن لگا دیں گے لیکن اللہ کے بارے میں غافل ہوں گے۔ ایک ہوتی ہے حق پرستی یہ تو کچھ اور ہی چیز ہوتی ہے، اس کا انوکھا مزا ہوتا ہے، یہ حق پرستی اللہ کے ولیوں کیلئے خاص ہے۔ ان کے دلوں میں ایک ذرہ کے برابر بھی غیر اللہ کیلئے گنجائش نہیں ہوتی۔ جو لوگ اللہ کے ولی ہوتے ہیں، اللہ کے پیارے ہوتے ہیں، جن کے دل زندہ ہوتے ہیں وہ لوگوں کے دلوں کو پڑھنے کی اہلیت رکھتے ہیں چہروں اور پیشانیوں کو پڑھ لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر خصوصی فضل ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کو دیکھتے ہیں ان کے روحانی امراض کا پتہ چلا لیتے ہیں۔ جس طرح لوہے کو زنگ لگ جاتا ہے اور وہ خراب ہو جاتا ہے اس طرح دل بھی اگر بے کار پڑے رہیں تو انہیں زنگ لگ جاتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ روایت کرتے ہیں کہ ہر چیز کی ایک پالش ہوتی ہے جس سے وہ

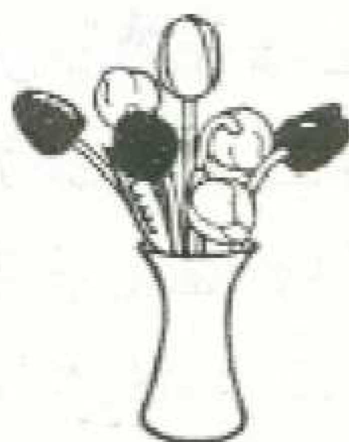
چیز چمک اٹھتی ہے۔ اسی طرح دلوں کی پالش اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے جو دلوں کو روشن کر دیتا ہے اس ذکر کی وجہ سے دل جگمگا اٹھتے ہیں۔

تیرے سوا معبود حقیقی کوئی نہیں ہے کوئی نہیں
تیرے سوا مقصود حقیقی کوئی نہیں ہے کوئی نہیں
یاد میں تیری سب کو بھلا دوں کوئی نہ مجھ کو یاد رہے
تجھ پر سب گھر بار لٹا دوں خانہ ء دل آباد رہے
سب خوشیوں کو آگ لگا دوں غم سے تیرے دل شاد رہے
سب کو نظر سے اپنی گرا دوں تجھ سے فقط فریاد رہے
اب تو رہے بس تادم آخر ورد زبان اے میرے الہ
لا الہ الا اللہ، لا الہ الا اللہ
مجھ کو سراپا ذکر بنا دے ذکر تیرا اے میرے خدا
نکلے میرے ہر بن مو سے ذکر تیرا اے میرے خدا
اب تو کبھی چھوڑے نہ چھوٹے ذکر تیرا اے میرے خدا
حلق سے نکلے سانس کے بدلے ذکر تیرا اے میرے خدا
پہلو میں جب تک قلب رہے اور تن میں جب تک جان رہے
لب پہ تیرا ہی نام رہے اور دل میں تیرا ہی دھیان رہے
جذب میں ہر آن ہوش رہے اور عقل میری حیران رہے
لیکن تجھ سے غافل ہرگز نہ دل مرا اک آن رہے

اللہ والوں کے تو ہر بال کی جڑ میں زبان ہوتی ہے جس سے وہ ذکر کرتے ہیں لیکن آج کے عام مسلمان دل سے تو کیا زبان کے ذکر سے بھی ناواقف

ہوتے جارہے ہیں۔ اگر زبان ہی ذکر نہیں کرتی تو دل بے چارہ کیا کرے گا

اے لا الہ کے وارث باقی نہیں ہے تجھ میں
گفتار دلبرانہ کردار قاہرانہ
تیری نگاہ سے دل سینوں میں کانپتے تھے
کھویا گیا ہے تیرا جذب قلندرانہ
تعمیر آشیاں سے میں نے یہ راز پایا
اہل جنون کے حق میں بجلی ہے آشیانہ







لاہور

نیک بخت انسان:

ارشاد فرمایا، اللہ رب العزت کی نظر انسان کے دل پر اور اعمال پر ہوتی ہے۔ جن لوگوں کو اللہ رب العزت نیک اعمال کا شوق عطا کر دے وہ نیک بخت ہیں لیکن ہمارے معاشرے میں نیک بختی کی علامت اعمال کی بجائے مال پیسے کو سمجھا جاتا ہے۔ مال والے کو بخت والا نہیں کہتے بلکہ نیک اعمال والے کو بخت والا کہتے ہیں۔ مومن کا دل تو نیکیوں سے بھرتا ہی نہیں ہے یہاں تک کہ موت اسے آجاتی ہے مگر نیکیوں کا وہ حریص ہی رہتا ہے۔

ارشاد فرمایا، ایک دفعہ سیدہ عائشہ ؓ نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ کسی کی نیکیاں آسمان کے ستاروں کے برابر ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا عمر ؓ کی ہیں۔ انہوں نے پھر عرض کیا کہ میرے ابا جی کی کتنی ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا، حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی غار ثور میں قیام کے دوران کی جانے والی نیکیاں آسمان کے ستاروں سے بھی زیادہ ہیں۔ سفر ہجرت میں حضرت ابوبکر صدیق ؓ سائے

کی طرح نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہے۔ کبھی ایک طرف سے آڑ کرتے کبھی دوسری طرف سے۔ حضور ﷺ نے پوچھا، ابوبکر ؓ کیا بات ہے؟ بار بار ادھر ادھر کیوں ہو رہے ہو؟ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! دائیں جانب خطرہ محسوس ہوتا ہے تو میں آپ ﷺ کے دائیں جانب ہو جاتا ہوں کبھی بائیں جانب خطرہ محسوس ہوتا ہے تو میں بائیں طرف ہو جاتا ہوں۔ سبحان اللہ، جس طرح پروانہ شمع کے گرد طواف کرتا ہے اسی طرح حضرت ابوبکر صدیق ؓ نبی علیہ السلام کے ارد گرد چکر لگا رہے تھے۔ ارشاد فرمایا، اولیاء اللہ نیکی کرتے ہیں تو چھپا لیتے ہیں مگر عام آدمی نیکیاں کرتا ہے تو جتانے لگتا ہے۔ وہ اپنی بے احتیاطی یعنی ریا اور عجب کی وجہ سے ان نیکیوں کو ضائع کر دیتا ہے۔ صدقہ، خیرات اور کئی دوسری نیکیاں عام آدمی بھی کرتا ہے لیکن وہ انہیں دکھاوے کے باعث کھو بیٹھتا ہے اور اجر سے محروم رہ جاتا ہے۔

تیرے سوا کوئی نہیں:

ارشاد فرمایا، کسی کو رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا خواب میں نظر آئیں۔ اس نے پوچھا، اماں! کیا معاملہ ہوا؟ فرمایا، منکر نکیر مجھ سے پوچھنے کیلئے آئے کہ تیرا رب کون ہے؟ میں نے جواب دیا کہ آپ جا کر اللہ تعالیٰ سے کہہ دو کہ اے اللہ! تو اتنی بے شمار مخلوق میں سے اک مجھ بوڑھی کو نہیں بھولا تو میں تجھے کیسے بھلا سکتی ہوں میرا تو تیرے سوا کوئی ہے ہی نہیں۔

اگر کوئی آقا کسی غلام سے ناراض ہو جائے تو غلام بار بار اپنے کئے پر نادم ہو کر معافی مانگتا ہے اور یہی کہتا ہے کہ آقا! جو غلطی کر بیٹھا ہوں اس کو معاف کر دیجئے آئندہ احتیاط کروں گا۔ اس کے بعد وہ غلام اپنے آقا کو خوش کرنے کیلئے

بھاگ بھاگ کر کام کرتا ہے اور اپنا کھویا ہوا مقام بحال کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ہر مسلمان کو یہ مثال سامنے رکھنی چاہیے، پہلے تو ندامت سے اپنے گناہوں پر رو رو کر اللہ رب العزت سے معافی مانگے اور پھر بڑھ چڑھ کر نیکیاں کمائے۔ حدیث پاک کا مفہوم ہے "جب کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اس کے بعد اس کی تلافی کیلئے زیادہ سے زیادہ نیکیاں کرو"۔ برائی کے بعد جب اچھائی ہوگی تو یہ اچھائی اس گزشتہ برائی کے اثرات کو ختم کر دے گی۔ ارشاد فرمایا، دوست کی باتیں سن کر دل خوش ہوتا ہے۔ جب دوستی اللہ تعالیٰ سے ہو تو ذکر الٰہی سے دل خوش ہوتا ہے، ایک عجیب سی مسرت ہوتی ہے۔ ایک واقعہ بیان کیا کہ ایک بزرگ کہیں جا رہے تھے، راستے میں دیکھا کہ ایک بچہ کسی بوڑھے شخص کو پتھر مار رہا ہے۔ اس کی دیکھا دیکھی دوسرے بچے بھی پتھر مارنے لگے۔ بزرگ نے بچوں سے پوچھا کہ اس کو کیوں پتھر مار رہے ہو؟ وہ کہنے لگے کہ یہ بوڑھا کہتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کو دیکھتا ہوں، بھلا یہ کیسے دیکھ سکتا ہے۔ یہ بات سن کر وہ بزرگ اس بوڑھے کے پاس گئے اور پوچھا کہ کیا واقعی تو اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے؟ بوڑھے نے شعر پڑھا

خیالک فی عینی و ذکرک فی فمی
شواک فی قلبی فاین تغیب

"اے محبوب! تیرا تصور میری آنکھوں میں ہے، تیرا ذکر میرے ہونٹوں پر ہے، تیری یاد میرے دل میں ہے، میرے اللہ تو مجھے کیسے بھول سکتا ہے"

محبت الٰہی میں اس درجہ کی شدت ہے کہ کسی اور کا احساس بھی دل سے مٹ گیا تھا۔

جنت میں جنتیوں کے مزے:

ارشاد فرمایا، اکثر یہ بات ذہن میں رہتی ہے کہ اے حسن کے پیدا کرنے

والے! تو کتنا حسین ہوگا۔ جب جنتی جنت میں جائیں گے تو دنیا کی سب تکلیفوں اور آزمائشوں کو بھول جائیں گے۔ اتنی نعمتوں سے نوازے جائیں گے کہ انسان ان کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ جب وہ جنت کی روٹی کھائیں گے تو اس روٹی میں دنیا کی تمام نعمتوں کے مزے آجائیں گے۔ جنتی 70 سال تک بے ہوش رہیں گے کیونکہ لوگ جنت کے حسن کو دیکھ کر بے خود ہو جائیں گے۔ بھئی سوچیں جنت کو پیدا کرنے والی وہ بابرکت ذات خود کس قدر حسین ہوگی۔ ایک بڑی عجیب بات ہے جسے یاد کر کے لطف آجاتا ہے۔ ایک دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوگا کہ جنت عدن میں اپنی زیارت کراؤں گا، لوگ تیاریاں کریں گے۔ وہاں حضرت داؤد علیہ السلام لحن داؤدی میں تلاوت قرآن فرمائیں گے، عجیب کیفیت ہوگی۔ اولیاء اللہ بھی موجود ہوں گے اور ان کے جوتے سیدھے کرنے والے مومن بھی موجود ہوں گے۔ کیسا حسین منظر ہوگا، اس کے سامنے یہ دنیا اور اس کا ساز و سامان کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ اس دنیا میں بھی کچھ لوگ ایسے ہیں جن کے دل پر عجیب قسم کی کیفیات نازل ہوتی ہیں۔

لوگ کہتے ہیں کہ موت سے آدمی مر جاتے ہیں۔ فرمایا، مرتے نہیں ہیں انتقال کرتے ہیں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جاتے ہیں۔ جن کے رگ و ریشے میں ذکر جاری ہوتا ہے تو وہ قبروں میں بھی زندہ رہتے ہیں۔ ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا، حضرت خواجہ عبدالغفور مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے کئی گھنٹے بعد بھی ڈاکٹر یہ کہہ رہے تھے کہ ان کا دل بیدار ہے شاید یہ ابھی فوت نہیں ہوئے۔ ان کے خلیفہ حضرت عبداللہ نے ڈاکٹروں سے کہا ''جس دل نے لاکھوں دلوں کو زندہ کر دیا ہو وہ بھلا کیسے مر سکتا ہے''۔





جھنگ

رسمی تقریر:

ارشاد فرمایا، یہ کوئی رسمی یا رواجی تقریر نہیں ہے نہ ہی یہ عاجز فن تقریر سے بطور فن کے واقف ہے۔ یہ باتیں تو اللہ ہی کی ہیں، یہ اللہ کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہیں، سمجھنے اور سبق سیکھنے کیلئے تھوڑی سی بات ہی کافی ہوتی ہے۔ نہ سمجھنے اور نہ سیکھنے والے کیلئے بڑے بڑے واعظ بھی ناکافی ہوتے ہیں۔ اللہ والوں کی مجلس میں طالب صادق بن کر بیٹھیں گے تو ضرور کچھ نہ کچھ حاصل ہو جائے گا۔ یہ بات اہل دل سے پوچھ کر دیکھیں کہ اللہ والوں کی محفل میں دل پر کیسی واردات ہوتی ہے۔ انسان اس دنیا میں نہ اپنی مرضی سے آیا ہے نہ اپنی مرضی سے جائے گا۔ اس کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ درمیانی وقفے کو اپنی مرضی سے گزارے۔ یہ زندگی اللہ کی امانت ہے اسے اللہ کے حکم کے مطابق بسر کیجئے۔ اس امانت میں خیانت نہ کیجئے۔ بندہ وہی ہوتا ہے جس میں بندگی ہو ورنہ تو سراسر گندہ ہوتا ہے جھوٹ اور فریب کا پلندہ ہوتا ہے۔

دنیا ایک مسافر خانہ ہے:

ارشاد فرمایا، یہ دنیا ایک سرائے ہے ہم سب کے سب یہاں پر مسافر ہیں۔ یہ دنیا امتحان گاہ ہے جبکہ ہم نے اسے چراگاہ سمجھ لیا ہے۔ زندگی کا ہر گزرنے والا لمحہ ہمیں موت سے قریب تر کر رہا ہے۔ جو سورج آج غروب ہوا ہے پھر لوٹ کر نہیں آئے گا۔ یہ مہلت زندگی انتہائی قیمتی ہے اس کی قدر کر لیجئے۔ ارشاد فرمایا، اے انسان! اگر تو قدر کرنے والا ہو تو تیری ہر رات شب قدر ہے۔ اللہ والے اپنے وقت کی اتنی قدر کرتے ہیں کہ وہ اپنی ہر شب کو شب قدر کی طرح اہم سمجھتے ہیں کیونکہ جو شب گزر گئی وہ پھر واپس نہیں مل سکتی۔ لطف کی بات تو یہ ہے کہ ہم زندگی میں بندگی کر جائیں۔

؎ زندگی	آمد	برائے	بندگی
زندگی	بے	بندگی	شرمندگی

ہم لوگ تو دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں کہ شاید تیاری کیلئے پھر آگے کوئی وقت ملے گا۔ ہم یہی سوچتے رہتے ہیں کہ آج نیکی کر لیں پھر سوچتے ہیں نہیں کل کر لیں گے۔ ایسے کرتے کرتے زندگی گزر جاتی ہے مرنے کے بعد ہمیں اس زندگی پر رونا پڑے گا۔

موت کیلئے انسان کو ہر وقت تیار رہنا چاہیے "نیکی کل کر لیں گے" اپنے آپ کو یہ دھوکا دینے والوں کی مثال تو ایسے ہے کہ جیسے کہیں آگ لگ جائے، اس وقت انسان کنواں کھودنے لگ جائے کہ اس سے پانی نکال کر آگ بجھائیں گے۔ موت کیلئے تیاری آج ہی کر لینی چاہیے کل کا انتظار بے سود ہے۔

موت کی تکلیف:

ارشاد فرمایا، موت کی تکلیف اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ انسان کو اس وقت سب کچھ بھول جاتا ہے۔ حضرت علی ؓ فرماتے ہیں کہ موت کی تکلیف انسان کو دیگ میں بھون دینے سے بھی زیادہ سخت ہوتی ہے۔" غور کیجئے کہ اگر انگلی کاٹ دیں تو کتنی تکلیف ہوتی ہے۔ جسم کے ایک حصے سے روح نکلتی ہے تو اتنی تکلیف ہوتی ہے جب پورے جسم سے نکلے گی تو کس قدر تکلیف ہوگی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ موت کی تکلیف ایسے ہے گویا زندہ بکری کی کھال اتاری جارہی ہو" حدیث پاک کا مفہوم ہے۔" ہر انسان کی قبر اسے دن میں 70 دفعہ یاد کرتی ہے" کاش ہم ایک دفعہ بھی اس کو یاد کرلیں تو کامیاب ہوجائیں۔ موت کی تکلیف کا ایک قطرہ اگر پہاڑوں پر ڈال دیا جائے تو وہ پگھل کر ختم ہوجائیں۔ ہم موت کو بھول جاتے ہیں۔ یہ مجالس آخرت کی تیاری کی یاد دلانے کیلئے ہی ہوتی ہیں تاکہ غافل دلوں کو جھنجھوڑا جائے۔

زندگی ادھار کا مال ہے:

ارشاد فرمایا، آج وقت ہے سچی پکی توبہ کرلیں۔ یہ زندگی توبہ کرنے کیلئے ہے۔ اس سے بڑھ کر پاگل کون ہوگا جو ادھار کے مال پر فریفتہ ہوکر پھر رہا ہو۔ یہ جوانی، یہ صحت، یہ زندگی ادھار کا مال ہے۔ یہ مہلت زندگی عنقریب ختم ہو جائیگی۔

سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاوے گا جب لاد چلے گا بنجارہ

اگر کسی شخص نے کراچی جانا ہو تو پورا دن تیاری کیلئے لگا دے گا اور اگر اس

دنیا سے جانا ہوتو سوچیں کہ کتنی زیادہ تیاری کی ضرورت ہوگی۔ اچانک کہیں جانا پڑے تو ہاتھ پاؤں پھول جاتے ہیں کہ تیاری کیسے ہوگی؟ ایک دن اسی طرح موت کا فرشتہ اچانک آپہنچے گا اور ہم تیاری بھی نہیں کرسکیں گے۔ ذرا اس بات کو ٹھنڈے دل سے سوچئے کہ ہمارا سفرآخرت بغیر تیاری کے کیسے گزرے گا؟ صحابہ کرام ؓ نے حضور ﷺ سے پوچھا، سب انسانوں میں سے عقلمند انسان کون ہیں؟ ارشاد فرمایا، جو اکثر موت کا ذکر کرتے ہیں اور موت کی تیاری میں لگے رہتے ہیں وہ عقلمند انسان ہیں۔ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ایک کتاب میں لکھتے ہیں'' اے انسان! شاید بازار میں وہ کپڑا آپہنچ چکا ہو جس سے تیرا کفن بنا ہے''۔

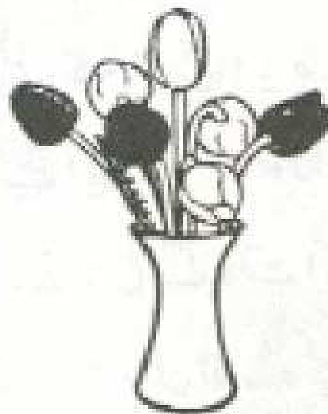
دنیا کا مکان اور ابدی مکان:

ارشاد فرمایا، کہ ایک دنیا کا مکان بنانا ہوتو سہولتوں کی فراہمی کیلئے کیا کیا پاپڑ بیلتے ہیں۔ یہ نہیں سوچتے کہ اس مکان میں تو عارضی طور پر رہنا ہے۔ سہولیات کے بغیر بھی گزارا ہو جائے گا۔ اس مکان کی فکر ہونی چاہیے جس میں ہمیشہ کیلئے رہنا ہے، چھوٹی سی قبر ہی ہمارا مکان ہے۔ قبر کو بھی پیمائش کر کے بناتے ہیں کہ کہیں چھوٹی بڑی نہ ہو جائے۔ کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ میری قبر ذرا کھلی اور بڑی ہونی چاہئے یا میری قبر میں مخمل کا بستر بچھا دیا جائے یا بجلی کا کنکشن فٹ کر دیا جائے حتیٰ کہ قبر میں تو انسان کیلئے ایک ذرا سا سوراخ بھی نہیں رکھ سکتے۔

ارشاد فرمایا، حضور ﷺ نے نزع کے وقت ایک صحابی ؓ کے سر کو اپنی گود میں لیا ہوا تھا کہ عزرائیل علیہ السلام جان نکالنے کیلئے انگلی ڈال رہے تھے۔ حضور ﷺ نے حضرت عزرائیل علیہ السلام سے فرمایا، اس کی جان نرمی سے نکالنا۔

حضرت عزرائیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ مجھے پہلے ہی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ آپ ﷺ کے صحابی رضی اللہ عنہ کی جان ایک انگلی سے نکالوں گا جبکہ دوسروں کی جان لینے کیلئے تو میں اپنے پنجے ان کے سینے میں گاڑ دیتا ہوں۔ ارشاد فرمایا، کیوں نہ ہم اپنے اللہ سے صلح کرلیں اور اسی دنیا میں انہی اوقات میں اپنے رب سے محبت کرلیں۔ ہم دل میں اس وقت کی قدر پیدا کرلیں۔ یہ گھر جسے ہم اتنے جتن کاٹ کے بناتے ہیں اس گھر میں رہتا کوئی اور ہے۔ کیوں نہ عقلمندی کریں اور اپنے آخرت کے گھر کی تیاری کرلیں جہاں ہم خود ہمیشہ کیلئے رہیں گے۔ کاش! ہم اس وقت کی قدر کرنے والے بن جائیں، موت کی تیاری کی فکر کرلیں۔ آج ہم کوشش کرلیں تو فائدے میں رہ جائیں گے عین موت کے وقت کچھ نہیں ہو سکے گا پھر گھبرا جائیں گے۔

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے



مجلس 5

زندگی کا مزہ

جھنگ

زندگی کا حقیقی مزا:

ارشاد فرمایا، جن لوگوں نے اپنے دل کو بنایا انہوں نے زندگی کا مزہ پایا۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے بڑی عظمت عطا کی ہے۔

نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْد

''اللہ تعالیٰ تو انسان کی رگ جان سے بھی قریب ہے''

ارشاد فرمایا، نافہ ہرن کی ایک قسم ہے اس کی ناف میں کستوری بنتی ہے۔ جن دنوں کستوری بنتی ہے ان دنوں ہرن میں چستی آ جاتی ہے۔ اسی طرح اللہ والوں کی مثال ہے۔ جب انہیں اللہ کی محبت کی مستی چڑھتی ہے تو کھانا، پینا، سونا بھول جاتا ہے۔ یہ ہے اللہ والا غم، جس کو یہ عطا کر دیتے ہیں اس پر رحم ہو جاتا ہے۔ کامیاب زندگی یہی ہے کہ انسان نیک کام کرے۔ موت برحق ہے مگر کفن کے ملنے میں شک ہے۔

؎ وارث مان نہ کریں وارتاں دا
رب بے وارتا کر مار دا ای

اصول یہ ہے کہ جس کی زندگی محمود اس کی موت بھی محمود، جس کی زندگی مذموم اس کی موت بھی مذموم۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ انسان برائی پر ساری زندگی گزار دے اور اس کی موت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح آ جائے۔ جو شخص دنیا کی محبت سے ہٹ کر اللہ تعالیٰ سے جڑ جاتا ہے وہ موت سے بھی نہیں مرتا۔ ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا، حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو کسی نے خواب میں دیکھا۔ پوچھا، آگے کیا معاملہ ہوا؟ فرمایا، فرشتے پوچھنے لگے، بڈھے کیا لائے ہو؟ جواب دیا، جب کوئی بادشاہ کے دربار میں آئے تو یہ نہیں پوچھتے کہ کیا لائے ہو بلکہ یہ پوچھتے ہیں کہ کیا لینے آئے ہو؟ ایک اور واقعہ بیان فرمایا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے فرشتوں نے پوچھا مـــن ربک ؟ جواب دیا بھلا تم اتنی دور سے یعنی عرش سے نیچے آئے تو اللہ کو نہ بھولے میں روئے زمین سے دو گز نیچے آ کر اللہ کو کیسے بھول سکتا ہوں۔

سلسلہ نقشبندیہ کی برکات:

ارشاد فرمایا، اس سلسلے کی برکت سے موت کے وقت بڑی آسانی ہوتی ہے۔ سلسلہ نقشبندیہ کے فیوضات کی برکات جب محسوس ہوتی ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ اس سے تعلق رکھنے سے کتنا فائدہ ہوتا ہے۔ الحمد للہ اس سلسلے کے متبع سنت بزرگ سے بیعت کرنے سے موت کے وقت بفضل الٰہی کلمہ نصیب ہو جاتا ہے۔





مجلس 6

الحمدللہ کی برکات

لاہور

مقصد انسانیت:

ارشاد فرمایا، انسان درخت نہیں کہ کھڑا رہے، پتھر نہیں کہ پڑا رہے بلکہ انسان اشرف المخلوقات ہے، اسے چاہئے کہ یادالٰہی میں لگا رہے۔ بادشاہوں کا کلام شاہی کلام ہوتا ہے۔ یہ قرآن اس ذات کا کلام ہے جس نے ''کن'' کہہ کر جہان کو بنا دیا۔ اگر اللہ تعالیٰ کے ایک لفظ ''کن'' میں اتنی طاقت ہے تو دوسرے الفاظ میں کتنی طاقت ہوگی۔

ضدین کا مجموعہ:

ارشاد فرمایا، انسان ضدین کا مجموعہ ہے۔ مثلاً زبان بولتی ہے لیکن دوسرے اعضاء نہیں بولتے، آنکھ دیکھتی ہے دوسرے اعضاء دیکھ نہیں سکتے۔ روح ایک ایسی چیز ہے جس نے فلسفیوں کو بھی حیرت زدہ کر دیا ہے۔ روح نے تمام اعضاء کو یک جان بنا دیا ہے اسی طرح ماں باپ، بہن بھائی اپنی حیثیت کے اعتبار سے

ضدین ہیں لیکن ان میں اللہ تعالیٰ نے ایک روح پیدا کردی، ایک جوڑنے والی چیز پیدا کردی وہ دین ہے۔ دین کی موجودگی میں افراد خانہ اس طرح ایک بن کر کام کرتے ہیں جس طرح روح کی موجودگی میں اعضاء ایک بن کر کام کرتے ہیں۔ یہ دین سیکھنے سے آئے گا۔ ارشاد فرمایا، لکڑی کو کیل سے جوڑ سکتے ہیں، لوہے کو ویلڈنگ سے جوڑ سکتے ہیں، کاغذ کو گوند سے جوڑ سکتے ہیں اسی طرح انسانوں کے دلوں کو دینداری سے جوڑا جا سکتا ہے۔

انفرادی اور اجتماعی زندگی میں صبر وضبط پیدا کرنا ہوگا یہ مقناطیس ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی مدد کھینچی جا سکتی ہے۔

الحمد للہ کی برکات:

ارشاد فرمایا، امریکہ میں ایک انگریز فوجی تھا اور ڈپریشن کا مریض تھا۔ اس نے ایک کمرے کو مسجد بنا رکھا تھا جب بھی وہ زیادہ پریشان ہوتا، ادھر مسجد میں بیٹھ کر الحمد کی تلاوت کرتا۔ اسے سکون ہو جاتا۔ وہ اس کے معانی و مقصد سے نا آشنا تھا پھر بھی جب وہ پڑھتا اسے سکون مل جاتا۔ وہ ہمارے ایک دوست سے ملاقات کیلئے آیا اور پوچھنے پر اس نے بتایا کہ یہ سورۃ اسے مصر کے آدمی نے سکھائی تھی۔ بہت عرصہ ہو گیا یہ نسخہ وہ استعمال کر رہا تھا اور الحمد للہ اس نے فائدہ اٹھایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کلام کی تاثیر ہی ایسی ہے اسے اگر بغیر سمجھے بھی پڑھ لیا جائے تو اس کے اثرات ہوتے ہیں۔ ارشاد فرمایا، ہم کہیں بھی کسی بھی ملک میں چلے جائیں اپنی شناخت کو نہ بھولیں۔ اپنے آپ کو مسلمان پہلے سمجھیں، باقی اور کچھ بعد میں۔ پہلے ہم مسلمان ہیں پھر ڈاکٹر، انجینئر جو بھی ہیں وہ بعد میں ہیں۔

نوجوانوں میں حرارت:

ارشاد فرمایا، اس عاجز کے ساتھ پولینڈ کے ایک انجینئر تھے۔ایک دن انجینئر صاحب کہنے لگے کہ آئندہ 50 سال میں یہاں کمیونزم ہوگا۔ میں نے کہا، نہیں۔ابھی اس دین کے نوجوانوں میں حرارت ہے ایسا نہیں ہوگا

Neither East nor westIslam is the best

اگر اس قوم کے نوجوانوں کے اندر وہی رات کے آخری پہر جاگنے والا جذبہ پیدا ہو جائے تو انقلاب آ سکتا ہے۔ایک وہ وقت بھی تھا کہ نوجوان آدھی رات کے وقت اپنے رب کے سامنے آہ وزاری کیا کرتے تھے

تیری محفل بھی گئی چاہنے والے بھی گئے
شب کی آہیں بھی گئیں صبح کے نالے بھی گئے
دل تجھے دے بھی گئے، اپنا صلہ لے بھی گئے
آ کے بیٹھے بھی نہ تھے اور نکالے بھی گئے
آئے عشاق گئے وعدہ فردا لے کر
اب انہیں ڈھونڈ چراغ رخ زیبا لے کر

قرآن کو سمجھنا زیادہ آسان ہے:

ارشاد فرمایا، جو انجینئر بن سکتا ہے، ڈاکٹر بن سکتا ہے یا M.B.A کر سکتا ہے کیا وہ اس قرآن کو نہیں سمجھ سکتا۔ حالانکہ اللہ تعالی نے واشگاف الفاظ میں اعلان کر دیا ہے

"وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ"

(اور بے شک ہم نے قرآن کو سیکھنے کیلئے آسان کر دیا کوئی ہے سیکھنے والا)

ہم یہ نہیں کہتے کہ مصروفیت کا وقت قرآن پر لگاؤ بلکہ فارغ وقت ہی اس قرآن کو سمجھنے میں لگا دو، خدا کیلئے کچھ تو قرآن کیلئے وقت لگاؤ۔ حالات جس طرح کے بھی ہوں اگر ہم اپنے آپ کو درست کر لیں تو کم از کم دنیا سے ایک برا انسان تو کم ہو جائے گا۔ ہمارے اندر وہ جذبہ ہے کہ ہم دریاؤں کے رخ موڑ سکتے ہیں۔ بس مضبوط قوت ارادی اور کامل ایمان کی ضرورت ہے۔

؎ یاد کرتا ہے زمانہ ان انسانوں کو
روک دیتے ہیں جو بڑھتے ہوئے طوفانوں کو

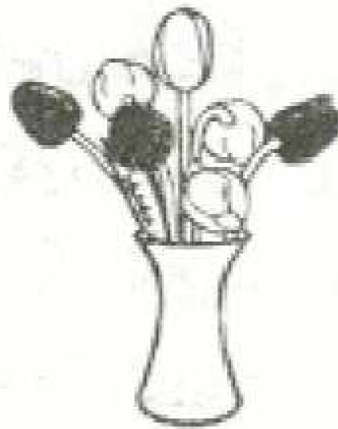
اب آپ سب ارادہ کر لیں کہ ہم قرآن اور سیرت نبوی ﷺ کے سمجھنے کیلئے وقت لگائیں گے انشاء اللہ

؎ قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمد ﷺ سے اجالا کر دے

مراقبہ کی حقیقت:

ارشاد فرمایا، جو کچھ دنیا میں ہے اس سے ہٹ کٹ کر بیٹھنے کا نام مراقبہ ہے حقیقت اللہ تعالیٰ کی طرف پوری توجہ کر کے بیٹھنے کا نام مراقبہ ہے۔ اس ضمن میں ایک واقعہ ارشاد فرمایا، ایک دفعہ سویڈن میں 27 ملکوں کے انجینئر اکٹھے ہوئے۔ ماہرین نفسیات نے انہیں سکون دل حاصل کرنے کا طریقہ سکھایا۔ وہ ایک کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ماہرین نے سب لائٹس بند کروا دیں اور انجینئر حضرات سے کہا کہ آنکھیں بند کر لیجئے اور ہر چیز کو بھول جائیے۔ یہ عاجز اس موقع پر موجود تھا۔ کچھ دیر گزری تو آنکھیں کھولنے کو کہا

کیا اور لائیٹس روشن کر دیں۔ پھر لوگوں کے تاثرات پوچھے تو پتہ چلا کہ سب نے بڑا سکون محسوس کیا۔ اس عاجز نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ آپ نے یہ طریقہ اب دریافت کیا ہے اور ہمارے سلف صالحین 1400 سال پہلے سے یہ کرتے آرہے ہیں اور سکون محسوس کرتے ہیں۔ یہ سن کر ایک یورپین عورت بولی، آپ اسے وحی کے ذریعے معلوم کر چکے تھے جس کو ہم نے سائنس کے ذریعے سے ابھی معلوم کیا ہے۔





بدنگاہی کی تباہی

جامعہ زینب لاہور

بدنگاہی کا اثر بڑا گہرا ہوتا ہے:

ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ نے آنکھوں کے اوپر چھوٹا سا اور جلدی بند ہونے والا پردہ بنایا ہے اس لئے کہ نظر کی حفاظت آسانی سے ہو سکے۔ کہیں انسان یہ نہ کہہ سکے کہ یہ پردہ مشکل سے بند ہوتا تھا اس لئے آنکھوں کی حفاظت نہ ہو سکی۔ بدنگاہی کا گناہ بظاہر چھوٹا سا محسوس ہوتا ہے لیکن اس کا اثر بڑا گہرا ہوتا ہے۔ آج تو عورتیں کہتی ہیں کہ جی دل کا پردہ ہے لیکن اصل تو یہ آنکھیں ہیں جو بدنگاہی کا سبب بنتی ہیں۔ ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا، حضور ﷺ کے پاس ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا پردے کے ساتھ آئیں ان کا جوان بیٹا فوت ہو گیا تھا۔ کسی نے کہا، اس حالت میں بھی پردہ؟ تو اس نے کہا، میرا بیٹا فوت ہوا ہے میری شرم و حیا فوت نہیں ہوئی۔ ارشاد فرمایا، پردے کے حکم میں ہمارا بہت فائدہ ہے، شاید ہمیں اس کا پورا علم نہیں ہے۔ ایک بزرگ ایک دفعہ گاڑی میں سفر فرما رہے تھے، ایک انگریز بھی اپنی بیگم کے ساتھ سفر کر رہا تھا۔ وہ انگریز مولانا صاحب کے

ساتھ مذاق کرنے لگا۔ کہا اسلام میں کیسا پردہ ہے کہ آپ لوگ اپنی عورتوں کو گھروں میں بٹھا دیتے ہیں، باہر نکالیں تو چھپا کر نکالتے ہیں، تمہیں اپنی عورتوں پر اعتماد نہیں ہوگا ہمیں تو اعتماد ہے۔ وہ کافی دیر تک یہی باتیں کرتا رہا اور مولانا صاحب اسکا مذاق برداشت کرتے رہے۔ پھر اس کو ایک مثال کے ذریعے بات سمجھائی۔ اپنے شاگرد سے کہا کہ شکنجبین بناؤ۔ جب اس نے لیموں کاٹے تو انگریز کے منہ میں پانی بھر آیا، وہ للچائی ہوئی نظروں سے دیکھنے لگا۔ مولانا صاحب نے کہا کہ آپ شکنجبین کو بڑی چاہت سے دیکھ رہے ہیں۔ انگریز نے کہا لیموں چیز ہی ایسی ہے کہ اس کو دیکھ کر منہ میں پانی آ جاتا ہے۔ مولانا نے کہا کہ عورت چیز ہی ایسی ہے اس کو دیکھ کر مردوں کے منہ میں پانی بھر آتا ہے۔ اب یہ عورت ہے تو تمہاری بیوی مگر اسے دیکھ کر سارے ڈبے کے مرد للچا رہے ہیں۔ جب عورت بناؤ سنگھار سے سامنے آتی ہے تو مرد بڑی للچائی ہوئی نظروں سے اس کی طرف دیکھتے ہیں۔ دیکھنے والے بھی گناہگار اور حسن دکھانے والی ان سے بڑی گنہگار۔ یہ بات سن کر اس انگریز کی عقل ٹھکانے آئی پھر خاموش ہوگیا۔

بہترین عورت کون ہے:

ارشاد فرمایا، حدیث پاک کا مفہوم ہے ''عورتیں شیطان کا جال ہیں'' شیطان عورت کی وجہ سے مرد کو ورغلاتا ہے۔ ایک اور حدیث کا مفہوم ہے ''شیطان کہتا ہے کہ عورت میرا وہ تیر ہے جو کبھی خطا نہیں ہوتا''۔ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے کسی نے پوچھا کہ بہترین عورت کونسی ہوتی ہے۔ فرمایا ''سب سے بہترین عورت وہ ہے جو نہ تو خود کسی نامحرم کو دیکھے اور نہ کوئی نامحرم اسے دیکھے'' اب اس دور میں تو مردوں کے درمیان پھرنے والیاں بھی کہتی ہیں کہ ہم

اتنی پاک باز ہیں کہ چادر زہرہ سے حیا لیتی ہیں۔ ارشاد فرمایا، حضرت فاطمۃ الزاہراء رضی اللہ عنہا نے پہلی کا چاند کبھی نہیں دیکھا۔ انہوں نے فرمایا کہ پہلی کا چاند اکثر مرد دیکھتے ہیں اس لئے میں نہیں چاہتی کہ میری نظر بھی اس چاند پر پڑے جب مرد اسے دیکھ رہے ہوں۔ ارشاد فرمایا، ایک ایسا مغربی ملک ہے جہاں پردہ بالکل بھی نہیں ہے۔ جہاں 70 فیصد عورتوں کو طلاق ہو جاتی ہے۔ نوجوان مرد، عورتیں شادی سے پہلے ہی بچوں والے بن جاتے ہیں اور بغیر نکاح کے شادی شدہ جوڑے کی طرح زندگی گزارتے ہیں اور جب ان لوگوں کی عمر 40 سال یا اس سے زیادہ ہو جائے تو پھر انہیں کوئی منہ نہیں لگاتا۔ خاص طور پر عورتیں بہت زیادہ تنہائی کا عذاب بھگتتی ہیں۔

بدنگاہی سے عبادت کا ضیاع:

ارشاد فرمایا، آنکھوں کی پیاس کا دنیا میں کوئی علاج نہیں ہے۔ رچے بسے گھر اس بدنگاہی سے برباد ہو جاتے ہیں۔ ہر حال میں اس بدنگاہی سے بچنے کی کوشش کریں۔ یہی آنکھیں ہیں کہ اگر شریعت کی پابند ہو جائیں تو کیا کیا انعامات ملتے ہیں اور اگر بدنگاہی پر آمادہ ہو جائیں تو گھر دوزخ کا نمونہ بن جاتے ہیں۔ ایک ذرا سی بدنگاہی بہت دیر کی محنت و عبادت کو ضائع کر دیتی ہے۔ ارشاد فرمایا، ایک آدمی اذان کیلئے مینارہ پر چڑھا۔ ایک عیسائی عورت کو دیکھا، بدنظری ہوئی، عورت کا بھوت ایسا سوار ہوا کہ اپنا دین بھی چھوڑ دیا اور عیسائی ہو گیا۔ بدنگاہی کی وجہ سے دین سے بے دین ہو گیا۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو آنکھوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ کئی لوگ کہتے ہیں کہ ہر طرف عورتیں ہیں تو آنکھوں کی حفاظت کیسے کریں؟ یہ عاجز کئی ایسے لوگوں کو جانتا ہے جو

کپڑے کا کاروبار کرتے ہیں عورتیں خریداری کیلئے آتی ہیں لیکن وہ اس ماحول میں بھی سو فیصد آنکھوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ یہ کام تربیت شیخ سے بہت آسان ہو جاتا ہے۔

اگر کوئی شعیب آئے میسر
شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

اللہ کے دیدار سے محرومی:

ارشاد فرمایا، انسان اگر غیر محرم کی طرف نظر اٹھائے گا تو اللہ تعالیٰ کے دیدار سے محروم کر دیا جائے گا۔ آج شریف عورتیں جو خود تو پردہ کرتی ہیں اور پردے کی آڑ میں چھپ کر غیر محرم کو دیکھتی ہیں یہ بھی گناہ ہے۔ اسلام نے Love before marriage کا نہیں بلکہ Love after marriage کا حکم دیا ہے جو بہت ہی فائدہ مند نسخہ ہے بلکہ کامیاب ازدواجی زندگی کا راز بھی ہے کہ شادی کے بعد محبت سے رہیں بیوی خاوند کے ذریعے اور خاوند بیوی کے ذریعے گناہ سے بچیں۔ پہلے کسی زمانے میں ایک مرد بہت بدصورت تھا۔ اس کی بیوی بہت ہی خوبصورت تھی۔ مرد بیوی کو دیکھ کر خوش ہوتا اور شکر ادا کرتا اور بیوی مرد کو دیکھ کر صبر کرتی۔ ایک دن بیوی نے کہا، ہم دونوں جنتی ہیں کیونکہ شکر ادا کرنے والا اور صبر کرنے والا دونوں جنتی ہوں گے۔ عورت ظاہر کی Matching کا تو بہت خیال رکھتی ہے، اس کی فکر کرتی ہے، مگر دل کی صفائی کی طرف توجہ نہیں دیتی۔ عورت کی توجہ اس طرف دلانے کی ضرورت ہے کہ دل کی صفائی گھر کی صفائی سے بھی زیادہ اہم ہے۔ انسان اگر اپنی نگاہ کی حفاظت نہ کرے تو دل ایسے سرد پڑ جاتا ہے جیسے اس پر ٹھنڈا پانی پڑ گیا ہو۔

دو قسم کی خوبصورتی:

ارشاد فرمایا، خوبصورتی دو قسم کی ہوتی ہے۔ایک جسمانی خوبصورتی اور دوسری باطنی خوبصورتی۔ اخلاق کی خوبصورتی عمر کے ساتھ ساتھ بڑھتی رہتی ہے جبکہ جسمانی خوبصورتی وقت اور عمر کے ساتھ ساتھ گھٹتی رہتی ہے۔ اچھے اخلاق تصوف کا خلاصہ ہیں۔ ارشاد فرمایا، حدیث پاک کا مفہوم ہے لوگ چار وجوہات سے عورت کو پسند کرتے ہیں

1. خوبصورتی کی وجہ سے
2. مال و دولت کی وجہ سے
3. حسب ونسب کی وجہ سے
4. نیکی کی وجہ سے

ان سب میں بہترین انسان وہ ہے جو نیکی کی وجہ سے عورت کو پسند کرے۔ نیک بیوی بہترین متاع ہے۔اس لئے ان چاروں وجوہات میں سے نیک عورت کا انتخاب کرو۔ آنکھوں کی پیاس کا کوئی علاج نہیں لیکن جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا ہو جائے وہ اپنی نظر کی حفاظت کر لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے عبادت میں حلاوت دے دیتے ہیں۔ خوف خدا حکمت و دانائی کی بنیاد ہے۔ خوف خدا پورے بدن کو شریعت کے تابع رکھتا ہے۔ جس طرح آنکھ کھول کر دیکھنے کا مزہ ہے اسی طرح آنکھ بند کرنے کا مزہ بھی ہے۔ یہ تو ان سے پوچھو جنہیں آنکھ بند کرنے میں مزہ آتا ہے۔ آنکھ بند کرنے سے اتنا سکون ملتا ہے کہ تخت شاہی سے بھی اتنا سکون نہیں مل سکتا۔

مجلس 8

بندگی کی حقیقت

جامعہ زینب لاہور

اللہ کی محبت اور دنیا کی محبت کا فرق:

ارشاد فرمایا قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں

''کیا تم گمان کرتے ہو تم بے فائدہ پیدا کیے گئے ہو اور کیا تم ہماری طرف لوٹائے نہیں جاؤ گے''

ہم میں سے ہر شخص اس دنیا میں مہلت لے کر آیا ہے۔ مقررہ مدت کے بعد اسے یہ دنیا چھوڑ جانا ہے۔ جو لوگ لمبی امیدیں باندھ لیتے ہیں انہیں بالآخر مر جانا ہے۔ بقول عارف

''جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے ایک نہ ایک دن اللہ تعالیٰ سے ملا دیا جائے گا اور جو دنیا سے محبت کرے گا ایک نہ ایک دن دنیا سے جدا کر دیا جائیگا''

موت کے بعد روز محشر جب اٹھائے جائیں گے تو وہاں دنیا کے اعمال کا بدلہ ملے گا۔ یہ محشر ایسی جگہ ہے جہاں نعمتوں کے بارے پوچھ گچھ ہوگی کہ ان کا

استعمال کیسے کیا تھا۔ مثلاً بینائی واپس لے لی جائے گی اور اس وقت تک لوٹائی نہیں جائے گی جب تک بندہ ثابت نہیں کرے گا کہ اس کا استعمال صحیح کیا تھا یا نہیں۔ ارشاد فرمایا، زقوم ایک انتہائی کڑوا درخت ہوتا ہے۔ جو لوگ دوزخی ہوں گے انہیں بھوک کی حالت میں یہ کھانے کیلئے دیا جائے گا، پھر پانی مانگیں گے اور پانی اتنا ابلا ہوا دیا جائے گا کہ آنتیں کٹ کر باہر آ جائیں گی۔ بعض جہنمی ایسے ہوں گے جنہیں پینے کیلئے دوسرے جہنمیوں کے جسم سے نکلنے والا خون اور پیپ دیا جائے گا۔ استغفر اللہ

بندگی کیا ہے:

ارشاد فرمایا، بندگی کا مطلب ہے اطاعت و فرمانبرداری کرنا۔ حیوانوں کو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے تابع کر دیا ہے۔ مثلاً اونٹ کی نکیل اگر بچہ بھی پکڑ لے تو اونٹ اس کے پیچھے پیچھے چلتا رہتا ہے۔ اسی طرح تمام انسانوں کو انبیاء کے ماتحت بنا دیا۔ ہمیں بھی چاہئے کہ جیسے اونٹ تابعداری سے بچے کے پیچھے پیچھے چلتا ہے ہم بھی تابعداری سے نبی علیہ السلام کے پیچھے چلتے رہیں۔ گھوڑے کو اگر دیکھیں تو اتنا وفادار ہوتا ہے کہ دشمنوں کی فوجوں اور تیروں کی پرواہ نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ کو اس کی یہ ادا اتنی پسند ہے کہ قرآن میں گھوڑوں کے سموں سے اٹھنے والی مٹی کی قسم کھائی ہے۔ کہنے کو گدھا ایک حقیر جانور سمجھا جاتا ہے، گرمیوں کی دوپہر میں اسے کام پر لے جائیں جتنا کام کروائیں کرتا جائے گا۔ واپس گھر آ کر جو چیز کھانے کو دیں گے چپ کر کے کھا لے گا۔ اس کا مالک گرم روٹی اور ٹھنڈا پانی پیتا ہے لیکن اگر گدھا کام کی تھکان کی وجہ سے رات کو سو نہیں سکتا تو اس کیلئے کوئی قوم کا گدا نہیں بچھاتا، وہ ساری رات جاگ کر گزار دیتا ہے۔ اگلے

دن پھر مالک جوت لیتا ہے۔ گدھا زخموں سے چور بھی ہوگا پھر بھی مالک کی مار سہہ لے گا اور کام بھی کرے گا۔ بتایئے وہ گدھا بہتر ہوا یا انسان۔ ہم انسان ہوکر اپنے مالک سے وفاداری نہیں کرتے اور وہ جانور ہوکر اپنے مالک کا کتنا وفادار ہے۔ ہم اپنی ضروریات سے بڑھ کر مانگتے ہیں اور حق بندگی بھی ادا نہیں کرتے۔ کاش! ہم عبادت، ذکر و تلاوت اور تہجد کا مزہ لے رہے ہوتے تب ہمیں پتہ چلتا کہ زندگی کا حقیقی مزہ کیا ہے۔

دعا کروانا اور دعا لینا:

ارشاد فرمایا، دعائیں پڑھی نہیں جاتیں بلکہ دعائیں مانگی جاتی ہیں یعنی دعائیں کی جاتی ہیں۔ دعا پڑھنے کا مطلب ہے کہ طوطے کی طرح رٹا رٹایا پڑھ دیا اور سمجھ کچھ نہیں آئی۔ دعا مانگنے کا مطلب ہوتا ہے کہ انسان سراپا دعا بن جائے۔ جس طرح بھکاری جب مانگ رہا ہوتا ہے تو اپنے ظاہری حلیے سے، زبان سے، ہر انداز سے وہ سراپا سوال بنا ہوتا ہے۔ ہم جب بھی دعا مانگیں تو سراپا سوال ہو کر اللہ تعالیٰ سے رو رو کر مانگیں، ہمہ تن متوجہ ہو کر مانگیں، پھر اللہ تعالیٰ ضرور دعاؤں کو قبول فرمائیں گے۔ ایک ہوتا ہے دوسروں سے دعائیں کروانا جیسے بچہ امی ابو سے یا شاگرد استاد سے دعا کیلئے کہتا ہے۔ دوسرا دعائیں لینا ہوتا ہے۔ دعائیں لینے کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنے بزرگوں کی ایسی خدمت کرے کہ بے ساختہ ان کے دل سے دعائیں نکلیں۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے





دار السکینہ جھنگ

ہر دن عید ہوتی ہے:

ارشاد فرمایا، رمضان کا مہینہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمتوں کا مہینہ ہوتا ہے۔ یہ مہینہ امت مسلمہ کے گناہوں کو دھونے اور عبادت گزاروں کو بلند کرنے کے لئے آتا ہے۔

اس مہینے میں مغفرت کا طلب کرنا بہت آسان ہوتا ہے۔ اگر خلوص سے اللہ رب العزت کے سامنے جھولی پھیلائیں تو وہ غفور الرحیم ذات خالی واپس نہیں کرتی۔ عام لوگ رمضان المبارک کے بعد عید مناتے ہیں لیکن اہل اللہ کیلئے تو رمضان کا ہر دن عید اور ہر رات شب قدر ہوتی ہے۔ رمضان کے مہینے میں نازل ہونے والی رحمتیں ایسی ہیں جیسے سمندر کا پانی اور دوسرے مہینوں میں نازل ہونیوالی رحمتیں ایسی ہیں جیسے پانی کا قطرہ۔ قطرے اور سمندر کا مقابلہ کیسے ہوسکتا ہے؟ رمضان کی رحمتیں دوسرے مہینوں کی رحمتوں سے کہیں زیادہ ہیں۔ اس مہینے کی عجیب برکات ہیں کہ ہر صغیرہ کبیرہ گناہ کو معاف کر دیا جاتا ہے۔ بقول عارف

''اگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے مڈبھیڑ ہوگئی تو کوئی گناہ کبیرہ نہیں اور اگر اس کے عدل سے مڈبھیڑ ہوگئی تو کوئی گناہ صغیرہ نہیں'' گناہ کو کبھی چھوٹا نہ سمجھیں یہی سوچ ذہن میں رکھیں کہ ہم کس کا حکم توڑ رہے ہیں؟

معیارِ زندگی:

ارشاد فرمایا، دنیا کی عدالت میں ایک اصول دیکھا کہ ایک آدمی کو کسی جرم سے بری بھی کر دیا جائے تو ریکارڈ اس کی فائل کے اندر رکھ دیا جاتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی عدالت بھی بڑی عجیب ہے اگر کوئی سچی توبہ کرلے تو نہ صرف اسے معاف کیا جاتا ہے بلکہ گناہوں کو بھی مٹا دیا جاتا ہے۔ بلکہ بعض اوقات اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل فرما دیتے ہیں۔ پہلے زمانے کے بزرگ کسی کی بزرگی کا اندازہ اس بات سے لگاتے تھے کہ اس نے کتنے رمضان بندگی و عبادت میں گزارے ہیں۔ معیارِ زندگی یہ تھا جس سے دوسروں کی نیکیوں کا اندازہ لگایا جاتا تھا۔ روزہ دار کیلئے تو دو خوشیاں ہوتی ہیں ایک افطاری کے وقت دعا قبول ہوتی ہے دوسرے محشر میں خوشی ملے گی جب اللہ تعالیٰ اپنا دیدار کرائے گا۔ یہی زندگی ہے، یہی وقت ہے، بڑھ چڑھ کر نیکیاں کمالیں۔

دنیا میں نیکی کا بدلہ

ارشاد فرمایا، کچھ لوگ سوچتے ہیں کہ دنیا میں نیکی کرنے کا بدلہ صرف آخرت میں ملے گا۔ یاد رکھیں اللہ تعالیٰ آخرت میں تو بدلہ دے گا ہی مگر اس دنیا میں بھی بدلہ دیتا ہے۔ حدیث پاک کا مفہوم ہے ''نیک لوگوں کے چہروں پر صلحاء کا نور عطا کرتا ہوں، غم و پریشانی ختم کرتا ہوں، لوگوں میں عزت عطا کرتا ہوں،

روزی میں برکت دے دیتا ہوں''

ارشاد فرمایا، ہمارا پروردگار اس بات سے بالاتر ہے کہ بندہ تو اطاعت سے نقد کا معاملہ کرے اور مولیٰ اس کا بدلہ قیامت کے ادھار پر چھوڑ دے۔ وہ آخرت میں بھی بدلہ دے گا اور نقد اس دنیا میں بھی دیتا ہے۔ دنیا میں بدلہ دینے کی مختلف صورتیں ہو سکتی ہیں۔ کبھی بیماری ختم کر کے تندرستی میں بدل دیتا ہے، کبھی مشکلات کو آسانی میں بدل دیتا ہے، کبھی کوئی نعمت عطا کرتا ہے۔ لیکن یہ انعامات اسی کو محسوس ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ان مہربانیوں کو سوچتا ہے اور شکر ادا کرتا ہے۔ آخرت میں بدلہ دینے کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو وہ کچھ عطا کیا جائے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کوئی بندہ اس کا تصور کر سکتا ہے۔ آخرت کا درجہ آخرت ہی میں ملے گا یہاں پورا پورا نہیں مل سکتا۔ سب سے کمتر جنتی کو بھی دنیا سے 10 گنا بڑی جنت ملے گی۔ کوالٹی کے اعتبار سے جنتیوں کا معیار اعلیٰ ہے۔ زمرد کے مکان ہوں گے، ایک ٹکڑا سورج کی روشنی کو ماند کر دے گا، حور اگر کسی مردے سے بات کرے گی تو وہ زندہ ہو جائے گا، اگر جنت کی حور اپنے دوپٹے کا پلو آسمان دنیا سے نیچے کر دے تو سورج کی روشنی ماند پڑ جائے۔

روز قیامت پانی کے پیالے کی قیمت:

ارشاد فرمایا، قرآن پاک میں آتا ہے'' اگر تم میری نعمتوں کا شکر ادا کرو گے تو ضرور بالضرور ان کو اور زیادہ کروں گا'' اللہ تعالیٰ کتنا رحیم و کریم ہے، بندہ شکر ادا کرے نہ کرے وہ پھر بھی اپنی رحمتوں سے اسے نوازتا رہتا ہے۔ یہ اسی کا فضل و کرم ہے ہم تو بہت ناشکرے ہیں۔ قیامت کا دن ہو گا اللہ تعالیٰ فرمائے گا، اے میرے بندے! کیا تو نے میری نعمتوں کا شکر ادا کر دیا ہے؟ تو

بندہ کہے گا، میرے مولیٰ میں نے بڑے نیکی کے کام کئے۔ اللہ تعالیٰ اسے پیاس لگا دے گا حتیٰ کہ ایک فرشتہ پانی کا پیالہ لے کر آئے گا۔ فرشتہ اس پانی کے پیالے کی قیمت مانگے گا۔ بندہ اتنا پیاسا ہوگا کہ وہ آدھی زندگی کی نیکیاں دینے کیلئے تیار ہو جائے گا لیکن پھر بھی اس پانی کے پیالے کی قیمت ادا نہ ہوگی پھر انسان اپنی ساری زندگی کی نیکیاں بھی دینے کیلئے تیار ہو جائے گا تاکہ پانی سے اپنی پیاس بجھا سکے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، تیری ساری زندگی کی نیکیاں میرے ایک پانی کے پیالے کے بھی برابر نہیں ہوسکیں، پھر بتا تو نے کیا شکر ادا کیا۔

نابینا کے دل کی حسرت:

ارشاد فرمایا، نابینا کے دل کی تمناؤں اور حسرتوں کو دیکھو جسے وہ امی ابو یا بہن بھائی کہتا ہے انہیں دیکھ نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں آنکھیں عطا کی ہیں جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے۔ کیا یہ آنکھیں نامحرم کو دیکھنے کے لئے دی گئی ہیں؟ ہرگز نہیں۔ یہ آنکھیں تو اللہ تعالیٰ کی یاد میں رونے کیلئے دی گئی ہیں، دیدار الٰہی سے سیراب ہونے کیلئے دی گئی ہیں۔ آج کے دور میں ماں اپنے بچے بچیوں کو تعلیم کیلئے کالج بھیجتی ہے کاش وہ اسی شوق و جذبے سے انہیں قرآن سیکھنے کیلئے بھیجتی۔ ارشاد فرمایا، جو نوجوان تقویٰ، پرہیزگاری کو اختیار کر لیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں کو منظور کر لیتے ہیں۔ پہلے زمانے میں لوگ جوان، سیاہ بالوں والوں کے پاس دعا کروانے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ ان کے تقویٰ کی وجہ سے دعائیں قبول ہوتی ہیں۔





قیمتی مشورے:

حضرت شیخ دامت برکاتہم کی مجلس بڑی مصروف مجلس ہوتی ہے۔ مختلف قسم کے لوگ زندگی کے مختلف شعبہ ہائے زندگی سے متعلق مشورے کے لئے حاضر خدمت ہوتے ہیں اور مشورے طلب کرتے ہیں۔ حیرانی ہوتی ہے کہ جس شعبہ زندگی کے متعلق بھی مشورہ کیا جائے حضرت جی بڑا مناسب مشورہ دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسی باطنی بصیرت عطا کی ہے کہ بڑی جلدی مسئلے کی تہہ تک پہنچ جاتے ہیں۔ خصوصاً مدارس کے علمائے کرام اپنے مدارس سے متعلق مشورے بھی کرتے رہتے ہیں اور دعائیں بھی کرواتے رہتے ہیں۔

مدارس کے لئے مشورے:

ایک خصوصی مجلس میں چوک منڈا سے ایک حکیم صاحب کے بیٹے تشریف لائے۔ حضرت جی دامت برکاتہم نے انہیں قیمتی مشوروں سے نوازا۔ انہوں نے

پوچھا کہ بدعتی قسم کے لوگوں سے مسجد بنانے کے بارے میں جھگڑا ہے۔فرمایا، صاف کہہ دیں کہ ہم جھگڑا نہیں چاہتے۔اللہ تعالیٰ جھگڑے کو پسند نہیں کرتے۔ہم بھی تمہارے بھائی ہیں اس لئے بھائی بن کر ہی رہو۔مزید فرمایا، آپس میں آپ لوگ تعلقات خراب نہ کریں اور بات کو مزید نہ بڑھائیں۔انشاءاللہ وہ آہستہ آہستہ قریب آئیں گے، اگر آپ کام کریں گے تو وہ بھی آپکے ساتھ ہو جائیں گے۔ان کے کچھ بچوں کو حافظ بنا دو گے تو وہ بھلا کس طرح تعاون نہیں کریں گے۔ہمارے مدرسے کی مثال ہمارے سامنے ہے کہ بہت سے انہیں کے بچے مدرسے میں داخل ہیں، حافظ بنے ہیں اور کام چل رہا ہے۔یاد رکھیں لوگ کام کو دیکھتے ہیں باتوں کو نہیں دیکھتے۔دنیاداری میں شاید باتیں چل جائیں مگر دینداری میں تو دین ہی دیکھا جاتا ہے، تقویٰ پرہیزگاری دیکھی جاتی ہے۔اپنی زمین پر اپنی مسجد اور مدرسہ بنا لو اور اپنا کام کرو۔شروع میں تنگی سے کام چلتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اخلاص کی وجہ سے برکت عطا کر دیتا ہے۔اپنے مدرسہ کا یہ فائدہ ہوگا کہ کسی کا محتاج نہیں ہونا پڑے گا کھل کر کام کر سکیں گے۔''اپنی بالو تے اپنی سینکو'' (اپنی آگ جلاؤ اور اپنی آگ سینکو)۔





مجلس 11

بدگمانی کا نقصان

جھنگ

بدگمانی کا زہر:

ارشاد فرمایا، بعض مریدین عقیدت والے ہوتے ہیں اور بعض محبت والے ہوتے ہیں۔ عقیدت والے مریدین کمزور ہوتے ہیں تھوڑی سی بات طبیعت کے خلاف ہوجائے تو بدگمان ہوجاتے ہیں اور بعض اوقات تو متنفر بھی ہوجاتے ہیں۔ طبیعت اپنی شریعت وسنت کے خلاف ہوتی ہے، شریعت کی باریکیوں اور گہرائی کا علم نہیں ہوتا، علم، تقوی، اور بصیرت اپنی کم ہوتی ہے اور نقص پیر میں نظر آتے ہیں۔ پیر تو آئینہ ہوتا ہے جس میں اپنا ہی باطن نظر آتا ہے۔

شیخ سے فائدہ حاصل کرنے کا طریقہ:

آداب شیخ کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ جب شیخ استقامت والا ملا ہے تو پھر کیا ساری عمر ہی پرکھتے رہو گے؟ جب پہلے ہی اچھی طرح دیکھ بھال لیا ہے تو پھر شک کی کیا ضرورت ہے۔ شیطان مریدین کو شک اور بدگمانی کے زہر کے

ذریعہ تباہ کرتا ہے۔یاد رکھیں !زیادہ فائدہ محبت والے مریدین کو ہوتا ہے۔اسلئے کہ مرید کی محبت کیوجہ سے اللہ تعالیٰ شیخ کے دل پر فیض کا نزول فرماتا ہے اور شیخ فیض کو آگے پہنچاتا ہے۔کئی مریدین قریب رہ کر بھی اپنی غفلت اور سستی کی وجہ سے عقیدت والے ہی رہتے ہیں۔محبت ایسی زبردست چیز ہے کہ محبت کرنے والے مریدین کبھی بھی محروم نہیں رہ سکتے۔

مستی کے لئے بوئے مے تند ہے کافی
میخانے کا محروم بھی محروم نہیں ہے

فیض حاصل کرنا:

ارشاد فرمایا، شیخ کے پاس محبت کے ساتھ وقت گزارنے کا یقیناً فائدہ ہوتا ہے۔اگر صرف عقیدت والے ہوں اور سالہا سال بھی پاس رہیں تو عقیدت کی وجہ سے اتنا ہی فیض حاصل کر سکیں گے جتنی عقیدت ہوگی۔یہ راستہ تو سراسر محبت کا راستہ ہے۔محبت سے جو بھی آئے گا وہ ضرور فائدہ اٹھائے گا۔ایک دفعہ ایک آدمی گھمگول شریف سے آیا، کسی گدی نشین پیر کا مرید تھا۔وہ کہنے لگا کہ مجھے میرے پیر نے بھیجا ہے کہ آپ کے پاس جاؤں اور فائدہ اٹھاؤں اس لئے کہ آپ کو ماں کی بڑی دعائیں لگی ہیں۔الحمد للہ، ہمارے حضرت نے والدین کی اتنی خدمت کی کہ ان کی دعائے نیم شبی حاصل ہوتی رہی۔

سپردگی کی برکات:

حضرت جی دامت برکاتہم کی مجلس شریف میں بیٹھے تھے کہ کسی عالم کا خط دکھایا اور فرمایا کہ یہ فارغ التحصیل عالم کا خط ہے۔اس میں انہوں نے اپنے آپ کو شیخ

کے سپرد کر دیا ہے۔ اتنی سپردگی آپ میں سے کسی میں ہے؟ فرمایا، جو سو فیصد اپنے آپ کو کسی کے سپرد نہیں کرتے وہ لوگ فائدہ نہیں اٹھاتے۔ جو لوگ علم پڑھ لیں اور عمل و کردار نہ بدلے، دل میں یادِ الٰہی نہ بسے تو پھر اس دل کا کیا کرنا۔ اس تسبیح پھیرنے کا کیا فائدہ جب دل نہ پھرے۔

تسبیح پھیری تے دل نہ پھریا
کی لینا تسبیح پھیر کے ہو
علم تے سکھیا پر دل نہ بدلیا
کی لینا علم پڑھ کے ہو
علم تے پڑھیا پر ادب نہ سکھیا
کی کھٹیا علم پڑھ کے ہو



مجلس 12

والہانہ اندازِ محبت

جھنگ

محبت شیخ:

ارشاد فرمایا، اگر مرید کی طرف سے بہت زیادہ محبت و سپردگی ہو اور شیخ بھی عنایت و مہربانی فرمادیں تو بڑی جلدی کام بن جاتا ہے۔ محبت شیخ سے کام بہت آسان ہو جاتا ہے اور جلدی بھی ہوتا ہے۔ تصوف و سلوک میں 90 فیصد مرحلہ محبت شیخ سے طے ہوتا ہے اور 10 فیصد اپنی محنت سے ہوتا ہے۔

والہانہ اندازِ محبت:

ارشاد فرمایا، جس طرح انبیائے کرام علیہم السلام وحی سے بات کرتے ہیں اسی طرح اولیائے کرام رحمہم اللہ الہام سے بات کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دل میں الہام یا اشارہ ہوتا ہے تب بات کرتے ہیں۔ یہ چیزیں اللہ تعالیٰ کسی شیخ کے دل میں تبھی ڈالتا ہے جب مرید کی طرف سے والہانہ محبت کا اظہار ہوتا ہے۔ والہانہ اندازِ محبت بڑی جلدی منزل کو طے کرواتا ہے۔

محبت محبت تو کہتے ہیں لیکن
محبت نہیں جس میں شدت نہیں ہے
محبت کے انداز ہیں سب پرانے
خبردار ہو اس میں جدت نہیں ہے

محبت شیخ کے فوائد:

ارشاد فرمایا کہ مشائخ اس بات پر بہت زور دیتے ہیں کہ مریدین اپنے اپنے شیخ کی صحبت میں ضرور وقت گزاریں۔ وقت ساتھ گزارنے پر زور دیا جاتا ہے کیونکہ اس میں یہ حکمت عملی ہوتی ہے کہ شیخ کی صحبت میں مختلف واقعات رونما ہوتے رہتے ہیں۔ کوئی شخص اگر سوال کرتا ہے اور شیخ اس کو جواب دیتے ہیں تو وہ ایک مرید نہیں سنتا بلکہ سب مریدین سن رہے ہوتے ہیں اس لئے سب کو فائدہ ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ شیخ کا ہر عمل سنت کے مطابق ہوتا ہے اس لئے سنت پر عمل کرنا مریدین کے لئے بھی آسان ہو جاتا ہے۔ مریدین سنت نبوی ﷺ کا چلتا پھرتا نمونہ اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھتے ہیں تو ان کے لئے سنت کو سیکھنا اور عمل کرنا مشکل نہیں رہتا۔ کیونکہ نقل کے ذریعے انسان بہت جلدی بہت سی باتیں ایک ہی وقت میں سیکھ سکتا ہے۔ بچے کا شعور شروع شروع میں بالکل نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے، وقت گزرنے کے ساتھ آہستہ آہستہ اس کا شعور پختہ ہوتا ہے اور وہ والدین کی نقل کر کے بہت سی باتیں سیکھ جاتا ہے۔ اسی طرح جب انسان بالغ ہو جائے تو اسے کسی کامل شیخ کی صحبت میں رہنا ضروری ہے تاکہ وہ شیخ شریعت وسنت شیخ سے عملی طور پر تربیت حاصل کر سکے۔ اس کے علاوہ شیخ کے ساتھ رہنے کا یہ بھی فائدہ ہے کہ ہو سکتا ہے کوئی قبولیت کا ایسا لمحہ ہو اور شیخ توجہ

والے تو بیڑا پار ہو جائے۔

قربانی کی برکات:

ارشاد فرمایا، جب کسی کی قربانی اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہو جاتی ہے تو وہ مقبول ہو جاتا ہے۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ بعض لوگ زندگی میں بڑے مشہور ہوتے ہیں مگر ان کے مرتے ہی ان کا نام اور کام بھی مٹ جاتا ہے۔ جبکہ بعض لوگ زندگی میں بڑے غیر معروف ہوتے ہیں مگر وفات پاتے ہیں تو وہ مقبول و معروف ہو جاتے ہیں ان کا کام بھی زندہ رہتا ہے۔ فرمایا، جو لوگ اندر سے شہرت کے خواہشمند ہوتے ہیں انہیں زندگی میں شہرت مل جاتی ہے اور موت کے ساتھ ہی ان کا کام بھی مٹ جاتا ہے اور جو لوگ اپنے آپ کو مٹا کر، چھپا کر اخلاص کے ساتھ کام کرتے ہیں نام و نمود اور شہرت کے خواہشمند نہیں ہوتے ہیں بلکہ اللہ کی رضا کے طالب ہوتے ہیں تو ان کی وفات کے بعد ان کے کام کو قبولیت عامہ نصیب ہو جاتی ہے۔ جو دین کی خاطر جتنی زیادہ قربانیاں دیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اتنا ہی رنگ لگا دیتے ہیں اور اسے قبول کر لیتے ہیں۔

دل کی تڑپ اور قبولیت:

ارشاد فرمایا، حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے دارالعلوم دیوبند سے دین کی تعلیم حاصل کی پھر دیوبند میں ہی استاد بھی لگ گئے لیکن حرمین شریفین کی شدید خواہش رکھتے تھے۔ جب حج کا مہینہ آتا تو ادھر کے نقشے ذہن میں گھومنے لگتے۔ آپ حاجیوں کو عشاق کے لفظ سے مخاطب کرتے تھے کبھی فرماتے ''میں

ادھر ہوں اور عشاق ادھر ہیں'' کبھی کھانا کھاتے تو دو لقمے لے کر اٹھ جاتے۔ایک فقرہ بار بار فرماتے'' معلوم نہیں اس وقت عشاق کیا کر رہے ہوں گے''۔اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ تڑپ اتنی پسند آئی کہ انہیں مسجد نبوی میں حدیث شریف پڑھانے کی سعادت نصیب ہوگئی۔اٹھارہ سال مواجہہ شریف کے سامنے بیٹھ کر حدیث شریف کا درس دیتے رہے۔عجیب بات تو یہ ہے کہ پیدا آپ انڈیا میں ہوئے باقی خویش قبیلہ بھی انڈیا میں ہے۔انڈیا میں رہ کر ہی تعلیم بھی مکمل کی دفن بھی انڈیا میں ہوئے مگر دل کی تڑپ اللہ کے ہاں ایسی قبول ہوگئی کہ ان کے نام کے ساتھ مدنی لگ گیا۔آج کوئی آدمی پورا نام لینے کی بجائے صرف حضرت مدنی کہہ دے تو لوگ فوراً پہچان جاتے ہیں۔

اخلاص کی برکات:

ارشاد فرمایا، اگر دکھاوے اور ریاء کے لئے دین کی خدمت کی جائے اور مقصد یہ ہو کہ واہ واہ ہوگی تو یہ سب کچھ ریت کے ٹیلے کی مانند ہے۔اگر اخلاص سے اور اپنے آپ کو مٹا کر کام کیا جائے تو تب قبولیت نصیب ہوتی ہے۔اگر کوئی سات کمروں میں بند ہو کر بھی عبادت کرے تو پروردگار عالم کے پاس طاقت ہے کہ وہ اس کو لوگوں میں مشہور کردے۔اللہ تعالیٰ خلوتوں کی عبادت کو نور بنا کر چہرے پر سجا دیتا ہے جس سے بیگانے بھی اپنے بن جاتے ہیں۔حضرت خواجہ فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ ٹرین میں سفر کرتے تھے۔اگر کسی اسٹیشن پر گاڑی رکتی تھی تو لوگ چہرہ دیکھنے لگ جاتے تھے اور قریب آجاتے تھے۔بعض دکھاوے والے پیر ایسے ہوتے ہیں کہ جب مرید ملتا ہے تو اسے کہتے ہیں ''ہاں سائیں مرید اکے حال اے''؟ تاکہ لوگ بھی جان جائیں کہ یہ پیر ہے۔استغفراللہ

نسبت کی نشانی:

حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ نسبت کی کیا نشانی ہوتی ہے؟ فرمایا کہ مکروہات شریعیہ مکروہات طبعیہ بن جائیں۔ یہ نسبت کی نشانی ہوتی ہے، دل خود بخود گناہوں سے اچاٹ ہو جائے اور اللہ کی طرف متوجہ ہو جائے۔

اخلاص کی علامت:

حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دفعہ فرمایا کہ فلاں فلاں جماعت کے فلاں فلاں سربراہ فلاں ملک کا دورہ کر کے آئے ہیں۔ ایسی سرخیاں اخباروں میں لگائی جاتی ہیں کہ نام اونچا ہو جائے کام چاہے کچھ بھی نہ ہو۔ فرمایا، ہم تو چوروں کی طرح دورہ کرتے ہیں کیونکہ ہم نے تو اپنے آپ کو چھپانا سیکھا ہے چھپنا نہیں سیکھا اور یہی اخلاص کی علامت ہے۔

مدرسے کے حالات:

ارشاد فرمایا کہ ایک دفعہ مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ باہر کے ملک گئے ہوئے تھے انہیں مدرسے کے حالات سے آگاہی کیلئے خط لکھا جس میں کچھ مسائل کا تذکرہ کیا گیا تھا۔ جواب میں فرمایا، مدرسے کے حالات میں تبدیلی اور مشکلات و مصائب تقوٰی کی کمی کی وجہ سے آتے ہیں۔ اولیاء اللہ پر یہ حالات اور تنگی ترشی آزمائش کے لئے آتی ہے تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ رجوع الی اللہ کریں۔

ایمان وعقیدہ:

ارشاد فرمایا، انگلش کا مقولہ ہے

Belief is not what ever you say

Belief is what ever you practice

''جو تم کہہ رہے ہو عقیدہ وایمان اسے نہیں کہتے بلکہ عقیدہ تو وہ ہوتا ہے جو تم عمل کرتے ہو''

اس لئے ضروری ہے کہ نہ صرف دل سے ایمان کی تصدیق کریں بلکہ عمل سے اس کا اظہار بھی کریں۔ اپنے کردار و عمل کو قرآن وسنت کے مطابق بنائیں پھر دیکھیں کتنا سکون نصیب ہوگا۔

خاتمہ کا خوف:

ارشاد فرمایا، سبحان اللہ قربان جائیں اس رب کریم کی ذات پر وہ اپنے بندوں سے کتنا پیار کرتا ہے۔ قرآن پاک میں فرمایا

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ اٰمِنُوْ

''اے زبان سے ایمان لانے والو! تصدیق قلبی پیدا کرو''

ہر وقت اپنے ایمان اور خاتمہ بالخیر کی فکر ہونی چاہیے اور خاتمہ کے بارے میں اللہ رب العزت سے ڈرتے رہنا چاہئے اور دعا مانگتے رہیں کہ یا اللہ! خاتمہ بالخیر کرنا۔ خاتمہ کا خوف اولیاء اللہ کی نشانیوں میں سے ہے۔

دین کے کام:

ایک قاری صاحب حضرت جی دامت برکاتہم کی خدمت میں تشریف لائے وہ اپنے مدرسے کے مسائل کی وجہ سے پریشان تھے۔ حضرت جی نے اسے تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا، دین کے جتنے کام ہیں توکل پر کھڑے ہیں۔ آپ کے

بارے میں بھی یہی بات سمجھ میں آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیجئے

وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰهِ فَهُوَ حسبه

"اور جو کوئی اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کیلئے کافی ہو جاتے ہیں"

موت کے وقت کلمہ نصیب ہونا:

حضرت والا کچھ ارشاد فرما رہے تھے کہ اسی دوران اذان کی آواز سنائی دی حضرت والا خاموش ہو گئے اور اذان کا جواب دیا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارا تجربہ ہے کہ جو کوئی باتیں کر رہا ہو اور پھر اذان کے ادب میں خاموش ہو جائے اور اس کا جواب دے پھر اختتام پر مسنون دعا پڑھے تو انشاء اللہ اسے موت کے وقت کلمہ شہادت نصیب ہو جائے گا۔ اتنے بڑے شیخ کا یہ فرمانا کوئی معمولی بات تو نہیں ہے۔





ذکر قلبی کی حقیقت

جھنگ

اللہ کے نام کا مزہ:

ارشاد فرمایا کہ یہ ایک پکا اصول ہے کہ کثرت ذکر سے ذات کی محبت نصیب ہوتی ہے۔ مثلاً اگر کسی محفل میں آئس کریم کا ذکر کریں تو منہ میں پانی بھر آتا ہے، اگر پلاؤ بریانی کا تذکرہ چھڑ جائے تو کھانے کو جی چاہتا ہے۔ اسی طرح اگر اللہ تعالیٰ کا نام بھی محبت سے لیا جائے تو مزہ آتا ہے۔ یاد رکھیں کہ تمام مزوں کو پیدا کرنے والے کا نام سب سے زیادہ مزیدار ہوگا۔ اللہ کا نام لیتے رہنے سے اس کی ذات کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ قرآن مجید میں جہاں بھی ذکر کا تذکرہ آیا ہے تو اکثر و بیشتر جگہوں پر ذکر کثیر کا تذکرہ ملتا ہے۔

منافقت کی علامت:

ارشاد فرمایا، جو لوگ مرتبہ انسانیت سے نیچے گرتے ہیں وہ کم ذکر کرتے ہیں بلکہ کم ذکر کرنا تو منافقت کی نشانی ہے۔

لَا یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ اِلَّا قَلِیْلًا

''وہ اللہ کا ذکر بہت تھوڑا کرتے ہیں'' اس لئے ضروری ہے کہ ذکر کثیر کیا جائے ذکر کثیر کرنے کا آسان طریقہ ذکر قلبی ہے کہ ''ہتھ کار ول تے دل یار ول'' کام بھی کرتے رہیں اور دل کو بھی اپنے رب کی طرف متوجہ رکھیں۔ یہ ذکر دلوں کی غذا ہے دلوں کی شفاء ہے۔ ذکر دل اور زبان دونوں سے ہو سکتا ہے۔

حضرت مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں'' ذکر خفی کرو یا ذکر جہری کرو مگر غافل ہرگز نہ رہو''۔

وَلَا تَکُنْ مِّنَ الْغٰفِلِیْنَ

''اور غافلوں میں سے نہ ہونا'' (القرآن)

اللہ تعالیٰ کا کمال:

ارشاد فرمایا، مراقبے میں انسان جب بیٹھتا ہے تو وہ یہی دھیان کرتا ہے کہ میرا دل اللہ اللہ کر رہا ہے اور میں بیٹھا سن رہا ہوں۔ جب انسان اس گمان کو لے کر صبح و شام بیٹھتا ہے تو شروع میں تو دل کچھ نہیں کہتا مگر بعد میں اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے دل سے اللہ اللہ کہلوا دیتے ہیں۔ یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے کیونکہ اگر ہاتھ پاؤں قیامت میں بول سکیں گے تو وہی اللہ تعالیٰ دل کو اس دنیا میں بھی بلوا سکتا ہے۔

دل کا جاری ہونا کیا ہے؟

ارشاد فرمایا، جب انسان اللہ اللہ کے نام کی مشق کرتا رہتا ہے تو پھر دل

واقعی اللہ اللہ کرنے لگتا ہے۔ عام سالکین اسے دل کا جاری ہونا کہتے ہیں۔ دل کا دھڑکنا اور چیز ہے اور دل کا جاری ہونا اور چیز ہے۔ جب دل جاری ہوتا ہے تو سینے میں ایک خاص قسم کا ارتعاش محسوس ہوتا ہے اس کی پہچان یہ ہے کہ یہ حرکت دل کی دھڑکن سے تیز ہوتی ہے۔ چنانچہ جس شخص کو نصیب ہوتی ہے تو اسے دل کے مقام پر گدگدی سے محسوس ہونے لگتی ہے۔ جب یہ پورے طور پر حاصل ہو جاتی ہے تو انسان کو خود بخود ذکر کا ادراک نصیب ہو جاتا ہے۔ یہ تو وہ جادو ہے جو سر چڑھ کر بولتا ہے۔ اسے حرکت قلبی بھی کہتے ہیں۔ اگر سالک ذکر و مراقبہ پابندی سے کرے اور تقویٰ و طہارت کا پورا خیال رکھے تو دل کا جاری ہونا مشکل نہیں ہے۔ سالک عموماً کوئی نہ کوئی بد احتیاطی کرتا ہے جس کی وجہ سے رکا رہتا ہے۔ اپنے شیخ سے بڑے ادب سے عرض کر کے پوچھ لینا چاہئے کہ مجھ میں کونسی بڑی خامی ہے جس کی وجہ سے ذکر قلبی نصیب نہیں ہوتا۔

ذکر قلبی سمجھنے کیلئے واقعہ:

ارشاد فرمایا، آپ لوگوں کو سمجھانے کیلئے ایک بات عرض کرتا ہوں کہ یہ عاجز ابھی بیعت بھی نہیں ہوا تھا، اس وقت دسویں کلاس کا طالبعلم تھا۔ سکول میں گرمیوں کی چھٹیاں تھیں۔ انہیں دنوں ایک کتاب تذکرۃ الاولیاء نظر سے گزری۔ وہ کتاب پڑھنے کے بعد پھر پیر ڈھونڈنے اور ذکر سیکھنے کیلئے گولڑہ شریف بھی گئے، سیال شریف بھی گئے، مگر ایک بات پڑھی ہوئی تھی کہ بزرگ متبع سنت ہوتے ہیں۔ اس لئے ان جگہوں پر طبیعت نہیں لگی کیونکہ وہاں سنت کا فقدان تھا۔ حتیٰ کہ رائیونڈ بھی ذکر سیکھنے کیلئے گئے مگر وہاں مجھے بھائی مشتاق صاحب کے پاس بھیج دیا گیا۔ وہ دعوت دیتے رہے، یہ عاجز سنتا رہا مگر وہاں بھی

ذکر قلبی نہ سیکھ سکا۔ اسی دوران تبلیغی نصاب میں ایک واقعہ پڑھا کہ ایک بزرگ کئی سال ستو پھانک کر ہی گزارا کرتے رہے۔ روٹی اس لئے نہیں کھاتے تھے کہ اس میں وقت زیادہ لگتا ہے۔ اتنی دیر میں کئی دفعہ سبحان اللہ پڑھا جا سکتا ہے۔ اس عاجز نے بھی سبحان اللہ کا ذکر شروع کر دیا حتیٰ کہ زبان تھک جاتی تو پھر بولنے کو دل نہ چاہتا۔ بعض اوقات گھر والے میری خاموشی سے پریشان ہو جاتے۔ اسی دور میں ہمارے محلّے کی مسجد میں ایک تبلیغی جماعت آ کر ٹھہری۔ انہوں نے عشاء کی نماز کے بعد سب کو رات رکنے کی دعوت دی۔ اس عاجز نے بھی ارادہ ظاہر کیا کہ رات مسجد میں گزاروں گا۔ عشاء کی نماز کے بعد نفل نماز شروع کر دی۔ جماعت کے امیر صاحب نے فرمایا، سونا اجتماعی عمل ہے اس لئے سو جائیں۔ سونے کو دل نہیں چاہ رہا تھا مگر امیر صاحب کا حکم مان کر تھوڑی دیر لیٹ گیا۔ پھر جب امیر صاحب اور باقی سب لوگ بھی سو گئے تو یہ عاجز اٹھ بیٹھا اور دوبارہ نفل پڑھنے شروع کر دیئے۔ پھر ساری رات پڑھتا رہا اور تہجد کے بعد سنت پوری کرنے کیلئے تھوڑی دیر سو گیا۔ خواب میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زیارت نصیب ہوئی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے طبعی محبت تھی۔ اس سے پہلے بھی ایک دفعہ جب یہ عاجز ابھی تیسری جماعت میں تھا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زیارت نصیب ہوئی تھی اور خواب میں یہ دیکھا تھا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے لشکر کے امیر ہیں اور اس عاجز کے ہاتھ میں بھی ایک فوج کے دستے کا جھنڈا ہے۔ خیر اس مرتبہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زیارت ہوئی تو آپ نے خواب میں ہی دل کی طرف اشارہ کر کے اللہ اللہ کہا۔ اسی وقت دل میں گدگدی سی ہونے لگی۔ اتنے میں آنکھ کھل

گئی۔اس کے بعد دل کی حرکت اتنی تیز تھی کہ ہر وقت قلب میں تحرک ہوتا رہتا تھا۔حتیٰ کہ سونے سے پہلے دل کے اوپر چھوٹا سا پتھر رکھتا تھا تا کہ نیند آ جائے۔لاہور میں حضرت شیخ وجیہ الدین مد ظلہ کو خط لکھا اور ساری کیفیت بیان کی۔انہوں نے یہ خط حضرت بابو جی عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو میر پور بھیجا۔جواب آیا کہ خواب دیکھنے والے کو چاہئے کہ فوراً کسی متبع سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت ہو جائے۔یہ شخص لاکھوں انسانوں کی ہدایت کا ذریعہ بنے گا۔عاجز یہ جواب پڑھ کر بڑا حیران ہوا۔مشورے کیلئے لاہور حاضر ہوا تو حضرت شیخ نے فرمایا کہ حضرت سید زوار حسین شاہ صاحب کی خدمت میں بیعت کیلئے خط لکھ دو۔اسطرح 1971ء میں حضرت شیخ صاحب کے پاس بیٹھ کر حضرت سید زوار حسین شاہ صاحب کو خط لکھا۔بعد میں خیر پور ٹامیوالی میں حضرت سید زوار حسین شاہ صاحب سے بالمشافہ بیعت ہونے کا شرف نصیب ہوا۔پہلے دل میں تحرک رہتا تھا، پھر اس حرکت پر اللہ اللہ کا احساس ہونے لگا۔ذکر قلبی ہو تو غفلت نہیں ہو سکتی، ذکر قلبی کے بعد انسان کو حضوری مل جاتی ہے۔جس نے ذکر قلبی کیلئے قدم بڑھایا اسے یاد الٰہی کا پہلا قدم نصیب ہو گیا۔

قیاس کن ز گلستان من بہار مرا

تمنا بنا کر مانگیں:

ارشاد فرمایا، ذکر قلبی کو تمنا بنا کر مانگنا چاہئے۔شاید یہی مانگنا قبول ہو جائے اور قیامت والے دن اس لئے بخش دیئے جائیں کہ ذکر قلبی مانگتے تھے۔اس عاجز نے ذکر کی مختلف منزلوں کو تمنا بنا کر مانگا ہے اور اللہ رب العزت نے پھر مہربانی بھی فرما دی ہے۔

مقصد زندگی:

ارشاد فرمایا، قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

’’کہہ دیجئے بے شک میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور مرنا سب رب العالمین کیلئے ہے۔‘‘

میری زندگی کا مقصد تیرے دین کی سرفرازی
میں اسی لئے مسلماں میں اسی لئے نمازی

اپنے لئے تو سب جیتے ہیں مزہ تو تب ہے کہ دوسروں کیلئے جئے۔ یہ مقصد ہو کہ دوسروں کو فائدہ پہنچانا ہے۔ دین کی خدمت ہو، انسانیت کی خدمت ہو۔ انسان بندگی اور خدمت کیلئے ہی پیدا ہوا ہے۔ چند دن میں کچھ کرلیں ورنہ موت تو سر پر کھڑی ہے۔ اپنے سے بڑھ کر دوسروں کی ضرورت کا خیال رکھیں، ہر ممکن طریقے سے دوسروں کی مدد کریں، اپنے آپ کو وقف کردیں۔

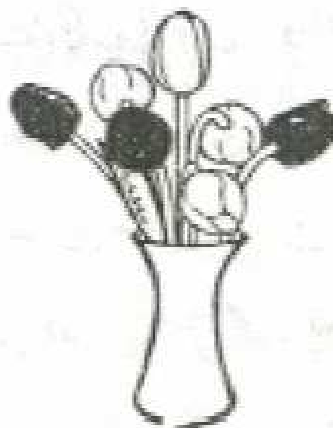
نشہ پلا کے گرانا تو سب کو آتا ہے
مزہ تو تب ہے کہ گرتوں کو تھام لے ساقی

جو اس دنیا سے رخصت ہو رہے ہیں ان کا خلا پر نہیں ہو سکا۔ حضرت مولانا ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ جیسے اکابرین خود ہماری آنکھوں کے سامنے گئے ہیں۔ ہماری آنکھوں نے دیکھے ہوئے ہیں ان کی کمی کوئی نہیں پوری کر سکے گا۔

عظیم شخصیت:

ارشاد فرمایا، ہم اپنے شیخ سے بڑے ادب کے ساتھ اور موقع محل کو دیکھ کر چھوٹی چھوٹی باتیں بھی پوچھتے تھے۔ جو باتیں ہمیں پہلے سے معلوم ہوتی تھیں، بھی اپنے شیخ سے پوچھ لیتے تھے تاکہ شیخ کی بھی تصدیق ہو جائے۔ ایسی شخصیات اگر اب ڈھونڈنا شروع کریں تو ڈھونڈے سے بھی ملنی مشکل ہیں۔

ے ڈھونڈو گے اگر ملکوں ملکوں
ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم



مجلس 14

وقت کی قدر کریں

گوجرہ

توبہ کی حکمتیں:

ارشاد فرمایا، حدیث پاک میں آتا ہے ''زندگی کی قدر کرو موت سے پہلے'' اگر انسان نے زندگی کے کسی موڑ پر غلط کام کیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے کمال مہربانی سے توبہ کا دروازہ کھلا رکھا بلکہ اس سے آگے کا درجہ رکھا ہے کہ ''ہم ان کی برائیوں کو نیکیوں میں بدل دیں گے۔'' یہی توبہ کی خوبصورتی ہے۔ اگر تاریخ پر نظر ڈالیں تو کئی ایسے واقعات مل جائیں گے کہ گناہوں سے لتھڑے ہوئے شخص پر اللہ تعالیٰ نے فضل و کرم کیا اور اسے توبہ کی توفیق دے کر اولیاء کی صف میں شامل کر دیا۔ توبہ کا یہ بھی فائدہ ہے کہ کوئی انسان کبھی بھی اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہوتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ''اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا''۔ حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کو ڈاکوؤں کی سرداری سے نکالا اور ولیوں کا سردار بنا دیا۔ بعض توبہ کرنے والے ایسے ہوتے ہیں کہ ان کو توبہ پر

ملنے والے اجر کی زکوۃ نکالی جائے تو ہم جیسے گناہگار بھی بخشے جائیں۔

جوانی کی قدر کریں:

ارشاد فرمایا، حدیث پاک میں آتا ہے۔ ''جوانی کی قدر کرو بڑھاپے سے پہلے۔'' جسمانی قوتوں کے عروج کا نام جوانی ہے۔ جوانی کا وقت انسان کے لئے بڑا ہی قیمتی ہوتا ہے۔ ذرا غور کریں کہ بعض چیزیں مقدار کے لحاظ سے ایک جیسی ہوتی ہیں لیکن قیمت کا کتنا فرق ہوتا ہے۔ ایک من مٹی بھی ایک من ہی ہے، ایک من تانبا بھی ایک من ہی ہے، ایک من سونا بھی ایک من ہی ہے۔ وزن سب کا ایک جیسا ہے مگر قیمت سب کی علیحدہ ہے۔ مٹی کی قیمت اور ہے، سونے کی قیمت اور ہے۔ اسی طرح جوانی کا عمل سونے کی طرح ہے اور بڑھاپے کا عمل مٹی کی طرح ہے۔ بڑھاپے کی توبہ اور عبادت بھی نعمت ہے لیکن جوانی کی توبہ کے کیا کہنے۔ جوانی میں توبہ تو ولیوں کا شیوہ ہے۔ حدیث شریف کا مفہوم ہے'' سات قسم کے لوگ قیامت کے دن عرش کے سائے میں ہوں گے ان میں سے ایک وہ نوجوان بھی ہوگا جو جوانی میں عبادت گزار ہوگا۔''

مال کی قدر کریں:

ارشاد فرمایا، مال فی نفسہ نہ اچھا ہے نہ برا ہے۔ اس کی مثال چھری کی طرح ہے اس سے سیب بھی کاٹ سکتے ہیں اور ہاتھ بھی کٹ سکتا ہے۔ چیز کوئی اچھی یا بری نہیں ہوتی بلکہ اس کا استعمال اچھا یا برا ہوتا ہے۔ مفہوم حدیث ہے'' مال کی قدر کریں غربت سے پہلے''۔ آج کے دور میں یہ عاجز دوستوں کو کہتا ہے کہ مال ایمان کی ڈھال ہے۔ مال کمانا آج ایسے ہی مشکل ہے جیسے پتھر کو پہاڑ دوں؟

لے جانا اور مال خرچ کرنے کی مثال ایسے ہے جیسے پتھر کو پہاڑ سے نیچے گرانا۔ مال اور دل کی مثال کشتی اور پانی کی طرح ہے اگر پانی کشتی سے نیچے رہے تو اس کے چلانے میں مدد دیتا ہے اگر یہی پانی کشتی میں آ جائے تو اسے ڈبو کے رکھ دے گا۔ اسی طرح مال و دولت اگر دل کی کشتی سے نیچے رہے تو اچھا ہے اگر یہی مال و دولت دل کی کشتی کے اندر آ جائے تو اسے ڈبو کر رکھ دے گا۔ مال کو ہاتھ میں رکھنا جائز، جیب میں رکھنا جائز مگر دل میں رکھنا ناجائز ہے۔ دل مال کے رکھنے کا ٹھکانہ نہیں ہے بلکہ دل تو اللہ تعالیٰ کی یاد کیلئے ہے۔ حقیقت میں دل وہی ہے جو یاد الٰہی کے لئے بے چین ہو ورنہ تو وہ دل نہیں بلکہ پتھر کی سل ہے۔

؎ اہل دل اسکو دل نہیں کہتے
جو تڑپا نہ ہو خدا کے لئے

غربت کی فضیلت:

ارشاد فرمایا، حدیث پاک کا مفہوم ہے۔ ''میری امت کے غرباء امراء سے 500 سال پہلے جنت میں چلے جائیں گے''۔ مبارک ہو غرباء کیلئے گویا آخرت میں غرباء کیلئے خصوصی رعایت ہے۔ یہ فضیلت اس غربت کے لئے ہے جس میں صبر و تحمل اور سکون و اطمینان ہو۔ اگر غربت میں بے چینی کا اظہار کیا جائے اور ہائے وائے یا ناشکری کے کلمات بولے جائیں تو انہیں یہ فضیلت حاصل نہیں ہو گی۔ اگر غریب بھی امیر ہونے کی حسرت اپنے دل میں رکھے گا تو اس حسرت کی وجہ سے وہ امیروں کے زمرے میں داخل ہو جائے گا اور جو غریب اپنی غربت پر بھی صبر شکر ادا کرے گا اللہ تعالیٰ کا اس پر خصوصی فضل و کرم ہو گا اور آخرت میں بھی اس کا انجام بخیر ہو گا۔

مال کی حقیقت:

ارشاد فرمایا، ضرب المثل مشہور ہے کہ اگر مال ہو تو انسان شیرنی کا دودھ بھی خرید سکتا ہے۔ لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے مال و دولت سے سارے کام نہیں ہو سکتے۔ مال سے دوائی تو خرید سکتے ہیں مگر اچھی صحت نہیں خرید سکتے، مال سے نرم بستر تو خرید سکتے ہیں سکون کی نیند نہیں خرید سکتے، مال سے خوشامد تو خرید سکتے ہیں مگر انسانوں کی دلی محبت نہیں خرید سکتے۔ اکثر لوگ کاروبار شروع کرتے ہیں لیکن تھوڑے ہی عرصے میں ان کا کاروبار ٹھپ ہو کر رہ جاتا ہے۔ مال خرچ تو کرتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کو بھول جاتے ہیں۔ اللہ کی راہ میں دینے سے کتراتے ہیں۔ غریبوں پر خرچ نہ کیا، مساجد مدارس کی مدد نہ کی، نہ ہی زکوۃ کا پیسہ نکالا، پھر ایسے مال پر تو آزمائش آجاتی ہے اور اس کی برکت ختم کر دی جاتی ہے۔

صحت کی حفاظت:

ارشاد فرمایا، مفہوم حدیث ہے ''صحت کی قدر کرو بیماری سے پہلے۔'' یاد رکھیں صحت موٹاپے کو نہیں کہتے بلکہ موٹاپا تو بعض اوقات مصیبت بن جاتا ہے کہ اٹھنا بیٹھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ صحت تندرستی اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے یہ اس طاقت کو کہتے ہیں کہ جس کو استعمال کر کے انسان زیادہ سے زیادہ کام کر سکے، زیادہ سے زیادہ مشقت برداشت کر سکے، دین کیلئے قربانیاں کر سکے۔ دین کیلئے جو جتنا زیادہ قربانیاں دے گا اتنا ہی اس کا مرتبہ بلند ہوگا، اتنا ہی وہ روحانی طور پر صحت مند کہلائے گا۔ ہم کبھی کبھی صحت کی خرابی پر بھی بداحتیاطی کر کے اسے مزید خراب کر لیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہم تکلیف کا ازالہ کر رہے ہیں۔ شوگر والے

چسکی پیتے ہیں، بلڈ پریشر والے نمک کھاتے ہیں۔ ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ علاج کرنا سنت ہے اور پرہیز کرنا واجب ہے۔ یہ توکل کے بھی خلاف ہے۔ یہ تو منہ کے چٹخارے ہیں اور خواہش پرستی ہے۔ یہ بداحتیاطی بعض اوقات آہستہ آہستہ اثر کرنے والی زہر بن جاتی ہے۔ جان بوجھ کر بداحتیاطی کرنا گناہ ہے۔

بیماری اور صحت:

ارشاد فرمایا، کبھی بیماری آزمائش بن کر آتی ہے، کبھی گناہوں کا کفارہ بن کر آتی ہے۔ اگر آزمائش کے طور پر آئے تو صبر کرے۔ وہ بیماری جس کو صبر کے ساتھ برداشت کیا جائے وہ اللہ کی رحمت ہے۔ حدیث پاک کا مفہوم ہے ''اگر کسی مومن کو دنیا میں تھوڑی سی بھی تکلیف آجائے تو اس کے گناہ ایسے جھڑتے ہیں جیسے پت جھڑ کے موسم میں درختوں کے پتے جھڑتے ہیں۔'' یعنی بیماری گناہوں کی معافی کا سبب بن جاتی ہے۔

فرصت کے لمحات غنیمت ہیں:

ارشاد فرمایا، حدیث پاک کا مفہوم ہے ''فرصت کو غنیمت جانو مصروفیت سے پہلے۔'' آج یہ وقت ہے کہ لوگ اپنا وقت گزارنے کیلئے فضول قسم کی مصروفیات ڈھونڈتے پھرتے ہیں کہ وقت کٹ جائے۔ جو سچا مسلمان ہوتا ہے وہ نیکی کے کام کر کے اپنے آپ کو تھکاتا ہے۔ وہ تو ہر وقت آخرت کے کاموں میں مصروف دکھائی دیتا ہے۔ حضرت امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میرا جو وقت کھانے پینے میں مصروف ہوتا ہے اس پر بھی افسوس ہوتا ہے کہ اس وقت میں مطالعہ نہیں کر سکتا۔ ہمارے سلف صالحین کی مصروفیات ایسی ہوتی تھیں

کہ وہ اپنے ہر لمحے سے فائدہ اٹھاتے تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ جو وقت گزر گیا وہ دوبارہ کسی صورت میں نہیں مل سکتا اس لئے وہ وقت کو سب سے قیمتی متاع سمجھتے تھے۔ وہ اپنی زندگی کے ہر لمحے کو آخرت کا سرمایہ سمجھتے تھے اور اس سے فائدہ اٹھاتے تھے اور کوئی نہ کوئی نیکی کا کام کرتے رہتے تھے۔

یہ گھڑی محشر کی ہے تو عرصہ محشر میں ہے
پیش کر غافل عمل کوئی اگر دفتر میں ہے

مرض موت بتانا چاہئے:

ارشاد فرمایا، اٹلی کا ایک بہت بڑا مترجم تھا جو کینسر کا مریض تھا۔ ڈاکٹروں نے بتا دیا کہ بس تیری زندگی زیادہ سے زیادہ دو سال اور ہو سکتی ہے۔ مرض ایسا شدید تھا کہ اس سے زیادہ اس کیلئے مشکل تھا۔ ایسے موقع پر ہمارے ہاں غلط معلومات دی جاتی ہیں اور مریض سے اس کے مرض کو چھپاتے ہیں۔ ایسا نہیں کرنا چاہئے، ایسا نہ ہو کہ وہ اسی غفلت میں مر جائے۔ اگر اسے بتا دیا جائے تو وہ حقوق العباد بخشوا سکتا ہے، توبہ تائب ہو کر معافی مانگ سکتا ہے، اپنے ضروری کام سرانجام دے سکتا ہے۔ اٹلی کے اس آدمی نے 2 سال میں 80 کتابوں کا ترجمہ کر دیا۔ ہم دو سال میں 80 کتابوں کو پڑھ نہیں سکتے۔ مگر اس نے ترجمہ کر دیا اور دنیا کا سب سے بڑا مترجم بن گیا۔

چھٹی کا دن:

ارشاد فرمایا، یہ زندگی بہت اہم ہے۔ یہاں نئی تان کر نہ سوئیں کیونکہ جو بہت سوتے ہیں وہ اپنا وقت کھوتے ہیں۔ بعض ایسے بھی ہیں کہ چھٹی کیلئے پلان

بتاتے ہیں کہ اس دن کو کس طرح لہو ولعب میں گزارنا چاہئے۔ اصولی طور پر تو چھٹی کے دن بھی کوئی تعمیری کام کرنا چاہئے۔ کسی کا دل خوش کرلیں، عبادت کر لیں، دین کی ضروری باتیں پڑھ لیں، سمجھ لیں۔ ہمارا ایک ایک منٹ ہیرے موتی اور جواہرات سے زیادہ قیمتی ہے۔

یہ پانچوں نعمتیں جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے یہ اتنی اہم ہیں کہ حضور ﷺ نے حدیث میں ان کی اہمیت بیان فرمائی۔ ہمیں ان کی قدر کرنی چاہئے۔ ہمیں حضور ﷺ کی بات کو تو اہمیت دینی چاہئے۔ اگر کسی عام آدمی کی بات ہوتی، اس سے غفلت کر جاتے، تو شاید کوئی سزا نہ ملتی۔ اگر ہم نے نبی ﷺ کی بات سے بھی غفلت برتی تو انجام اچھا نہیں ہوگا۔ ان پانچوں نعمتوں میں سے ایک ایک نعمت اپنی جگہ اہمیت کی حامل ہے مگر ہمیں تو یہ سب نعمتیں ایک وقت میں نصیب ہیں اس لئے ہمیں ان کی زیادہ قدر کرنی چاہئے۔ بہت ضروری ہے کہ ہم ہر وقت کام، کام اور بس کام میں ہی مشغول رہیں اور بہت تھوڑا وقت آرام کریں۔ یہ زندگی آرام کیلئے نہیں ہے بلکہ کام کیلئے ہے۔

نوجوانوں کی سوچ:

ارشاد فرمایا، بعض جگہ نوجوان کھڑے باتیں کر رہے ہوتے ہیں کہ میں فلاں جگہ نوکری کرتا ہوں اور ہر طرح کی سہولیات میسر ہیں اور مزے کی بات یہ ہے کہ کام کچھ بھی نہیں ہے۔ سوچیں یہ قوم کیسے قیادت کر سکے گی۔ سہولیات سے فائدہ اٹھا رہے ہیں اور کام کرنے کا ارادہ نہیں ہے۔ اگر سہولت مند بنیں گے تو زندگی غفلت اور سستی کا شکار ہو جائے گی۔ یہ زندگی کام کرنے کیلئے دی گئی ہے، صرف سہولیات سے فائدہ اٹھانے کیلئے نہیں دی گئی۔

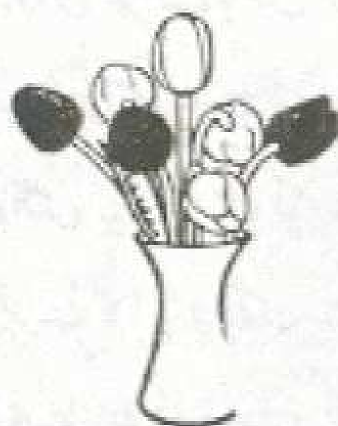
لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ کَبَد

''ہم نے انسان کو محنت مشقت کیلئے پیدا کیا ہے''

اللہ تعالیٰ کی رضا:

ارشاد فرمایا، میری یہ باتیں ذرا دل کے کان کھول کر سنیں بلکہ اپنے ذہن میں لکھ لیں کہ زندگی جہد مسلسل کا نام ہے۔ جو وقت یادالٰہی میں گذر گیا وہ زندگی ہے ورنہ تو سراسر شرمندگی ہے زندگی کو شرمندگی بنانے سے بچایئے۔ زندگی اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کیلئے دی گئی ہے۔ اگر اس زندگی میں سب کو راضی کرلیا، ماں باپ، بیوی بچوں کو راضی کرلیا لیکن اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوئی فکر نہ کی تو زندگی عذاب بن جائے گی۔ سوچیں کہ ہمیں سب کو راضی کرنے کی فکر ہے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوئی فکر نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا مقام و مرتبہ سب سے بلند ہے اور اسے اتنی کم اہمیت دے رہے ہیں اس بات کا قیامت میں کیا جواب دیں گے۔ زندگی وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا اور یاد میں گذر جائے۔

؎ دن وہی دن ہے شب وہی شب ہے
جو تیری یاد میں گذر جائے



مجلس 15

تربیتی باتیں

گوجرہ

متقی اساتذہ:

ارشاد فرمایا، اگر مسلمانوں کو متقی پرہیزگار اساتذہ مل جائیں تو آئندہ نسلوں کی تربیت ہو جائے۔ اگر استاد صحیح مسلمان ہے تو بائبل پڑھا کر بچوں کو مسلمان بنا لے گا اور اگر استاد کافر ہے تو وہ قرآن پڑھا کر بھی بچوں کو کافر بنا دے گا۔ اس لئے کہ کافر قرآن کی تعلیمات کو توڑ موڑ کر پیش کرے گا جس کی وجہ سے بچہ کو قرآن سے متنفر کر دے گا۔ اس لئے اس دور میں صالح اور متقی اساتذہ کی اشد ضرورت ہے تا کہ معاشرہ صالح بن سکے۔

شکایت ہے مجھے یارب خداوندان مکتب سے
سبق شاہین بچوں کو دے رہے ہیں خاکبازی کا

دعا کی برکات:

ارشاد فرمایا، حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ کشتی میں سفر کر رہے تھے

قریب سے ایک اور کشتی گزری جس میں لوگ شراب وغیرہ پی رہے تھے اور لہو لعب میں مشغول تھے۔ لوگوں نے حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ ان کیلئے بددعا کریں۔ تو آپ نے یہ دعا فرمائی ''یا اللہ یہ لوگ جس طرح یہاں خوش ہیں انہیں آخرت میں بھی خوش وخرم رکھنا'' سبحان اللہ کتنی گہری اور بڑی دعا فرمائی۔ آخرت میں خوش تو تبھی ہوں گے جب نیک ہوں گے بس دعا فرمانا تھا کہ ان لوگوں کے دل کی دنیا بدل گئی اور انہوں نے سچے دل سے توبہ کر لی۔

مثبت سوچ کی برکات:

ارشاد فرمایا، آج مثبت سوچ کی بہت ضرورت ہے۔ انسان ہمیشہ مثبت پہلو کو سوچے تو بڑی جلدی صالح بن جاتا ہے۔ جب ہمیشہ سوچ ہی مثبت ہوگی اور نیک باتوں کی ہوگی تو خود بخود نیک بننا آسان ہوگا کیونکہ پہلے تو سوچ ہی ذہن میں آتی ہے پھر اس کی اچھائی یا برائی ذہن میں جنم لیتی ہے۔ ہمیشہ ہر چیز کے مثبت پہلو کو سوچیں، دوسروں کی خوبیاں سوچا کریں اور ہمیشہ سب کی خیر خواہی سوچتے رہیں۔ یہی فکر ہو کہ میری ذات سے دوسروں کو فائدہ پہنچے

ے اچھے ہیں لوگ وہی جہاں میں
آتے ہیں جو کام دوسروں کے

ہر بیماری کا علاج:

ارشاد فرمایا، محبت الٰہی ایسا تریاق ہے کہ ہماری تمام باطنی بیماریوں کا علاج ہے۔

شاد باش اے عشق خوش سودائے ما
اے دوائے جملہ علت ہائے ما
اے دوائے نخوت و ناموس ما
اے کہ افلاطون و جالینوس ما

تمام دنیا کی سستی اور غفلت کا علاج محبت الٰہی میں ہے۔ لوگ محبت الٰہی میں سنجیدہ نہیں ہوتے یونہی سمجھ لیتے ہیں کہ ہمیں محبت الٰہی ہے۔ حالانکہ وہ عقیدت ہوتی ہے۔ محبت وہی ہوتی ہے جس میں شدت ہو۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ

یہ نص صریح ہے کہ محبت وہ صحیح محبت ہے جو شدید قسم کی ہو

تہجد کا وقت:

پہلے زمانے میں عورتیں تہجد کے وقت اٹھتی تھیں اور دودھ سے مکھن بناتی تھیں۔ یہ وقت اتنا بابرکت ہوتا ہے کہ اس وقت دنیا کا کام کرنے میں بھی بڑی برکت ہوتی ہے۔ اگر دین کا کوئی کام کیا جائے تو وہ نور علیٰ نور بن جاتا ہے۔ پہلے زمانہ میں عورتوں کیلئے دو ہی تو ورزشیں ہوتی تھیں ایک چکی سے آٹا پیسنا اور دوسرا لسی بنانا۔ اس ورزش کی وجہ سے عورتیں صحت مند بھی رہتی تھیں اور اگر کوئی عورت صالحہ بننا چاہے تو یہ اس کیلئے بڑا سنہری موقع ہوتا تھا کہ لسی بنانے کیلئے اٹھی ہے تو ساتھ چند نوافل بھی تہجد کے ادا کر لئے۔ گھر کے کام کے ساتھ تہجد گزار بھی بن جائیں گی۔

شیطان کے مکر:

ارشاد فرمایا، تہجد کے وقت کو نور پیر کا ویلا کہتے ہیں۔ اس وقت مشائخ اور

مریدین نے ذکر کا التزام کیا کہ یہ وقت بھی نور پیر کا ویلا مشہور ہو گیا۔ جو لوگ صبح آنکھ نہ کھلنے کی شکایت کرتے ہیں در حقیقت وہ یہ بتا رہے ہوتے ہیں کہ رات کو دیر سے سوتے ہیں۔ شیطان وقت تبدیل کروا دیتا ہے حالانکہ دیر سے اٹھنے والے بھی وہی 5,6 گھنٹے سوتے ہیں۔ شیطان کا مکر یہ ہوتا ہے کہ بڑی نیکی سے چھوٹی نیکی پر لانے کی کوشش کرنا اور افضل وقت عبادت کرنے کی بجائے کم اہم وقت پر عبادت کرنے کی پٹی پڑھاتا ہے۔ اسلئے اکثر لوگوں کو بلا وجہ دیر تک جگائے رکھتا ہے تا کہ صبح تہجد اور فجر کی جماعت سے محروم ہو جائیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ''بے شک وہ تو تمہارا کھلا دشمن ہے'' فاتخذوه عدوا ''اسے اپنا دشمن ہی سمجھو'' مطلب یہ کہ شیطان کی چالوں اور مکاریوں کو سمجھنا چاہئے اور اس کے دام فریب سے ہر ممکن طریقہ سے بچنا چاہئے۔

اللہ والوں کی نیند:

ارشاد فرمایا، ہمارے حضرت پیر غلام حبیب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میرے لئے دن اور رات کا فرق ختم ہو گیا ہے۔ فرمایا، یہ تم لوگوں نے دن رات کی تقسیم کر رکھی ہے، ورنہ میرے لئے تو ساری زندگی ہی کام کیلئے ہے۔ فرمایا کرتے تھے، میری نیند بھی اللہ تعالیٰ نے مرغے کی نیند بنا دی ہے۔ جیسے مرغ چلتے چلتے سو لیتا ہے اسی طرح اللہ والے بھی سفر میں آرام کر لیتے ہیں۔

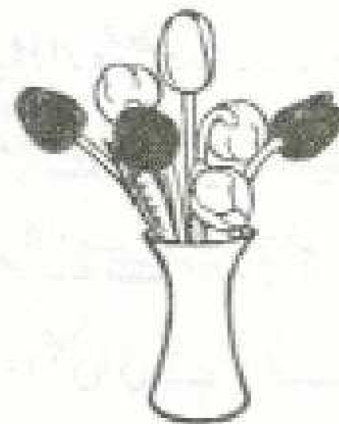
مناظرہ:

ارشاد فرمایا، ایک دفعہ ایک ہندو نے حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے مناظرہ کیلئے چیلنج کر دیا کہ میرے ساتھ بسیار خوری کا مقابلہ کرو۔ آپ نے

فرمایا، عیب کا مقابلہ نہیں کرتے اگر یہ مقابلہ کرنے کا شوق ہے تو کسی بھینس سے کرو۔ میرے سے مقابلہ کرنا ہے تو نہ کھانے کا مقابلہ کرو۔ ہمیں 40 دن ایک کمرے میں بند کر دیا جائے کوئی روٹی وغیرہ نہ دی جائے پھر دیکھیں کیا ہوتا ہے؟ بھلا ہندو یہ مار کیسے برداشت کر سکتا تھا مناظرہ سے ہی بھاگ گیا۔

قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا

''کہہ دو حق آ گیا اور باطل چلا گیا بے شک باطل کو تو جانا ہی ہے''





عورتوں کی تعلیم وتربیت

گوجرہ

تعلیم وتربیت:

ارشاد فرمایا ، انسانی زندگی میں ایک تعلیم ہوتی ہے اور ایک تربیت ہوتی ہے۔ آج تربیت میں کمی کی وجہ سے تعلیم کے نتائج بھی پورے طور پر نہیں نکل رہے۔ تربیت اتنی ضروری ہے کہ دنیاوی لحاظ سے بھی دیکھا جائے تو جن اداروں میں تربیت مضبوط اور ٹھوس ہے وہاں نتائج بڑے حوصلہ افزاء ہیں مثلاً آرمی میں ٹریننگ ہی ٹریننگ ہے۔ وہاں ٹریننگ پر بہت زیادہ زور دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے ڈسپلن ہے اور یہ ادارہ مضبوط ہے۔ بہت سے بزرگان دین نے تجربات کر کے دیکھے ہیں کہ تعلیم سے بھی زیادہ اہمیت تربیت کو حاصل ہے مگر افسوس صد افسوس کہ ہم تربیت کو سرے سے ضروری نہیں ہی سمجھتے۔ اگر کسی نے کسی بزرگ سے اصلاح وتربیت کروا بھی لی ہے تو لوگ اسے بہتر تو سمجھتے ہیں مگر ضروری نہیں سمجھتے۔ حالانکہ اسی صحبت وتربیت کی وجہ سے علم میں بھی برکت ہو جاتی ہے۔ جتنے بڑے بڑے علمائے کرام گذرے ہیں ، انہوں نے اپنے مشائخ

کی صحبت میں رہ کر تربیت حاصل کی ہے۔ مثلاً حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ، سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ، حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ یہ تمام حضرات صحبت یافتہ تھے۔ تمام اسلامی تاریخ کو بغور دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ جس نے بھی دین کا کام مشائخ کی صحبت کے بعد کیا ہے اس نے بڑے بڑے کارنامے سرانجام دیئے ہیں۔ حضرت علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے ''جو عالم بغیر صحبت کے دین کا کام بڑے پیمانے پر کرنے کی کوشش کرے گا، نہ چاہنے کے باوجود فرقہ بنا دے گا''۔ اس حقیقت کو آج ہم اپنے اردگرد پھیلی ہوئی جماعتوں میں دیکھ سکتے ہیں۔ بعض جماعتیں امت کو متحد کرنے کا بیڑا لے کر اٹھتی ہیں مگر ان کے قائدین کی اپنی اصلاح نہیں ہوئی ہوتی تو نہ چاہنے کے باوجود بھی وہ جماعتیں فرقہ پرستی کی پیداوار بن گئیں۔

عورتوں کے لئے تربیت بہت ضروری ہے:

ارشاد فرمایا، عورتوں کیلئے بھی تربیت یافتہ اور تعلیم یافتہ ہونا بہت ضروری ہے تاکہ وہ بچوں کی صحیح تربیت کر سکیں۔ جس عورت نے اپنے بچے کو یہ کہا کہ تیرے ابو آئیں گے تو تجھے ٹھیک کرواؤں گی تو یہ ماں کی شکست کی علامت ہے۔ ماں کا تربیت یافتہ ہونا بہت ضروری ہے کیونکہ وہ گھر میں رہتے ہوئے بچے کو وقتاً فوقتاً بتاتی رہتی ہے کہ یہ کام تو نے ایسے کرنا ہے، وہ کام ایسے کرنا ہے۔ وہ بچے کو بہترین طریقہ اور سلیقہ سکھاتی ہے۔ یہ کام وہ تب اچھی طرح کر سکے گی جب وہ خود بھی تربیت یافتہ ہوگی۔ جس طرح اندھا اندھے کو راستہ نہیں بتا سکتا اسی طرح غیر تربیت یافتہ کسی دوسرے کی تربیت نہیں کر سکتا۔

عورت کی تعلیم:

ارشاد فرمایا، ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے کہ اگر کسی کے ایک بچہ اور ایک بچی ہو اور اس میں ایک ہی کو تعلیم دلوانے کی استطاعت ہو تو اسے بچی کو تعلیم پہلے دلوانی چاہئے کیونکہ مرد پڑھا فرد پڑھا عورت پڑھی خاندان پڑھا۔ ارشاد فرمایا، دانایان فرنگ میں سے کسی کا قول ہے کہ ''تم مجھے اچھی مائیں دے دو میں تمہیں اچھی قوم دے دوں گا''۔ اگر بزرگان دین کی تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو پتہ چلتا ہے کہ بہت سے بزرگوں کی تربیت میں ان کی ماؤں کا بھی بڑا کردار ہے۔ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی گھٹی میں سچ داخل کرنے والی ان کی ماں ہی تھی حتیٰ کہ آپ نے ڈاکوؤں کے سردار کے سامنے بھی سچ بولا اور اس بچے کی صداقت کی وجہ سے تمام ڈاکو توبہ تائب ہو گئے۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو اتنے اونچے مقام تک پہنچانے میں ان کی ماں کی دعاؤں کا بہت عمل دخل تھا، حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی ماں ہمیشہ انہیں باوضو ہو کر دودھ پلاتی تھیں جس کی وجہ سے انہوں نے ہزاروں کافروں کو کلمہ پڑھا دیا۔ پہلے وقتوں میں مائیں چھوٹے بچوں کو گود میں لیکر درود اور قرآن پاک پڑھا کرتی تھیں تو بچے پر بھی رحمتیں نازل ہوتی تھیں۔

بچے کی تربیت میں ماں کا کردار:

ارشاد فرمایا، بچوں کی اچھی تربیت کرنا ماں کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ ماں ہی بچے کو اچھے اخلاق کا درس دیتی ہے، اسے ادب آداب سکھاتی ہے۔ بچپن میں ہی روک ٹوک کر کے بچے کی پرورش کے ساتھ ساتھ اس کی اصلاح کرتی جاتی

ہے۔چھوٹی عمر میں کچھ سکھا دینا زیادہ آسان ہوتا ہے کیونکہ بچے بڑے شوق سے نئی نئی باتیں سیکھتے ہیں۔بچے بڑوں کی باتیں اور خاص طور پہ ماں کی باتیں نوٹ کر کے بڑی جلدی سیکھ جاتے ہیں۔نقل کے ذریعے سیکھنا ہر بچے کا فطری جذبہ ہے۔ایک واقعہ ارشاد فرمایا کہ منگلا میں ہمارے ایک دوست چیف انجینئر تھے جب بھی فون آتا تو وہ فون اٹھاتے ہی کہہ دیتے چیف انجینئر منگلا بول رہے ہیں۔ان کا بچہ ہر چیز نوٹ کرتا رہتا۔ایک دن وہ غسل کر رہے تھے تو کوئی فون آگیا۔ان کے بچے نے ریسیور اٹھایا اور فون اٹھاتے ہی توتلی زبان میں کہنے لگا، Hello Chief Engineer Mangla Speaking. پس ثابت ہوا کہ بچے عموماً ماں باپ کی نقل کے ذریعے زبان اور آداب سیکھ جاتے ہیں۔اگر ماں باپ ایک دوسرے کے آداب کا خیال نہیں رکھیں گے تو بھلا بچے کہاں سے ایک دوسرے کے آداب کا خیال رکھیں گے۔

حرام اور مشتبہ کھانا:

ارشاد فرمایا، کھانے پینے میں بھی تقویٰ وطہارت کا لحاظ رکھنا ضروری ہے یاد رکھنا جیسا میٹریل ہوگا بلڈنگ ویسی ہی بنے گی۔اگر حرام یا مشتبہ کھانا کھائیں گے تو نیک اعمال کی توفیق سلب ہو جائے گی۔جو جسم حرام اور مشتبہ مال سے پرورش پائے گا وہ ریت کی دیوار کی طرح دینداری میں کمزور ہوگا۔اس لئے حلال کھانے کی فکر کرنی چاہئے حلال کھانے کی وجہ سے علم میں برکت ہوتی ہے اور طبیعت میں بھی رقت پیدا ہوتی ہے۔

علم و حکمت آید از نان حلال
عشق و رقت زائد از نان حلال

''علم و حکمت بھی حلال کھانے سے آتی ہے اور عشق و رقت بھی حلال کھانے سے زیادہ ہوتی ہے۔'' اگر کسی کو شک ہو تو وہ تجربہ کر کے دیکھ لے کہ گندگی سے جیسے بو ہی بو آتی ہے اسی طرح حرام اور مشتبہ کھانا کھانے سے دل میں ظلمت ہی ظلمت پیدا ہوگی۔ بیرون ملک سفروں میں اس عاجز کا یہ اصول رہا ہے کہ اپنے پاس سے ہی کوئی چیز کھالی جائے۔ غیر ملکی جہازوں میں تو پتہ نہیں ہوتا کہ کس نے پکایا ہوگا؟ کیسے پکایا ہوگا؟! اگر ناپاکی کی حالت میں پکایا ہوگا تو کھانے میں کتنی ظلمت ہوگی۔ مختصر یہ کہ کھانے پینے میں تقویٰ طہارت کا خیال رکھیں تاکہ دل میں نور پیدا ہو جائے۔

آدابِ معاشرت کی ضرورت:

ارشاد فرمایا کہ باہر کے ملکوں میں بچوں کو آدابِ معاشرت سکھانے پر بڑا زور دیا جاتا ہے۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ امریکہ میں کچھ بچوں کا ایک گروہ میدان میں کھیل رہا ہے۔ یہ سب سکول جانے والے بچے تھے جو سکول کی گاڑی کا انتظار کر رہے تھے۔ جونہی گاڑی آئی سب نے فوراً لائین بنالیں۔ سب سے چھوٹا بچہ سب سے آگے پھر اس سے بڑا پھر اس سے بڑا حتیٰ کہ پیچھے تک لائینیں بن گئیں۔ جب لائن سے کھڑے ہو گئے تو ڈرائیور نے سیٹ پر بیٹھے بیٹھے دروازہ کھولا سب سے اگلا چھوٹا بچہ چڑھا اور اپنی مرضی کی سیٹ پر بیٹھ گیا اسی طرح اس کے بعد والے بچے بھی چڑھتے گئے اور سیٹوں پر بیٹھتے گئے نہ کوئی شور نہ ہنگامہ۔ بس خاموشی سے بیٹھتے گئے۔ ڈرائیور نے دروازہ بند کر دیا اور گاڑی چل پڑی۔ اتنے ڈسپلن سے بچے گاڑی میں سوار ہوتے دیکھ کر مزا ہی آ گیا۔

یتیم کون ہے؟

ارشاد فرمایا کہ یتیم وہ نہیں ہوتا جس کے ماں باپ نہ ہوں، بلکہ یتیم تو وہ ہوتا ہے جس کو سکھانے اور تربیت دینے کے لئے اس کے ماں باپ کے پاس فرصت نہ ہو یا ماں کو ادب آداب سکھانے کا سلیقہ نہ ہو۔ ماں ہر وقت بچوں کو ڈانٹتی رہتی ہے بلکہ بعض اوقات تو مائیں برسنے لگ جاتی ہیں، ایسے بچے مرجھائے ہوئے پھولوں کی طرح ہو جاتے ہیں۔

تربیت گاہیں:

ارشاد فرمایا، ہماری تعلیم گاہوں کو تربیت گاہیں بھی ہونا چاہئے۔ جب تک تعلیم گاہیں تربیت گاہیں نہیں بنیں گی ملک میں انقلاب آنا مشکل ہے۔ ہمیشہ تربیت یافتہ لوگ ہی انقلاب لاتے ہیں۔ وہی لوگ انقلاب لا سکتے ہیں جو قربانی کا جذبہ رکھتے ہوں اور کہیں سے اپنی تربیت کروا چکے ہوں۔

~ جس میں نہ ہو انقلاب موت ہے وہ زندگی
روح امم کی حیات کشمکش انقلاب

بات سننے کا سلیقہ:

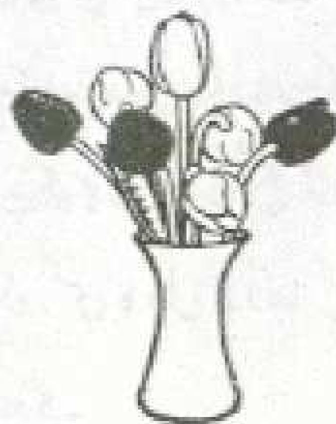
ارشاد فرمایا، بات کرنے کا بھی سلیقہ ہوتا ہے اور بات سننے کا بھی سلیقہ ہوتا ہے۔ بات کو سننے کا سلیقہ یہ ہے کہ دوسروں کی بات کو تسلی سے سنیں اور اسے بات پوری کرنے دیں بیچ میں بات کو کاٹ دینا صحیح نہیں۔ ہر کسی کو چاہئے کہ ایک دوسرے کی خاطر قربانی دیں اور کسی کا دل نہ دکھائیں بلکہ توجہ سے دوسروں کے مسائل سنیں گے تو بہت فائدہ ہوگا۔

نصیحت حاصل کریں:

ارشاد فرمایا، مفہوم حدیث ہے ''علم مومن کا گمشدہ خزانہ ہے جہاں سے ملے لے لو۔'' امریکہ اتنا ترقی یافتہ ملک ہے تو سوچنا چاہئے کہ اسے اتنی ترقی کیسے ملی ہے۔ امریکہ میں مائیں بچوں کی تربیت کرتی ہیں ماں بچے پر شیرنی کی طرح گھات لگائے رہتی ہے۔ کھیل کا وقت، پڑھائی کا وقت، آرام کا وقت، سونے کا وقت وغیرہ کا ٹائم ٹیبل سب ماں کی طرف سے بچے کو دے دیا جاتا ہے۔ ہمارے ہاں تربیت نہ ہونے کیوجہ سے ہر بندہ دوسرے کے لئے بالکل بے اعتبار ابنا ہوا ہے۔ امریکہ میں کسی دفتر میں فون کرو تو آگے سے آواز آئے گی Can I Help You. ''کیا میں آپ کی مدد کرسکتا ہوں''۔ اور ہمارے ملکوں میں تو الٹی گنگا بہہ رہی ہے کہ مدد کے لئے درخواست بھی کرو تو آواز آئے گی۔ I can not Help You. ''میں آپ کی مدد نہیں کرسکتا''۔

دنیاوی ادارے کی سرپرستی:

مجلس کے اختتام پر کسی نے عرض کیا کہ میں ایک ادارہ بنانا چاہتا ہوں آپ اس کی سرپرستی فرمائیں۔ ارشاد فرمایا، کبھی کبھی دعا کیلئے حاضری دے دیا کروں گا میں اب ان رسمی اور روایتی چیزوں کا عادی نہیں رہا۔



مجلس 17

بچیوں کے مدارس

گوجرہ سے جھنگ دوران سفر

عورتوں سے بات کرنے کا انداز:

ارشاد فرمایا، ہم مدرسے کی معلمات سے بات کرتے ہیں تو روکھے پھیکے انداز سے بات کرتے ہیں۔ وہ ہمیشہ کہتی رہتی ہیں کہ شاید حضرت صاحب ہم سے ناراض ہیں۔ اس طرح اگر احتیاط اور تقویٰ کا لحاظ رکھ کر بات کی جائے تو دوسروں کی اصلاح بھی ہو جائے اور انسان خود بھی محفوظ رہے۔ خوامخواہ کی نرمی سے پھر بات کچھ کی کچھ ہو جاتی ہے احتیاط بہر حال ضروری ہے۔

بچیوں کا مدرسہ:

ارشاد فرمایا، عورتوں کا مدرسہ بڑا نیکی کا کام ہے لیکن بہت نازک بھی ہے۔ کسی مرد کو بچیوں کے پڑھانے کیلئے نہیں رکھنا چاہیے۔ خواہ پردے کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو۔ احتیاط بہت اچھی چیز ہے۔

عورتوں کے راز:

ارشاد فرمایا، عورتیں ایک دوسرے کو اپنے گناہ بڑی جلدی بتا دیتی ہیں،

دوسری عورتوں کو بڑی جلدی ہمراز بنالیتی ہیں پھر ایک دوسرے کو بلیک میل کرتی ہیں۔ مرد دوسرے مردوں کے ساتھ اتنی جلدی اپنے گناہوں کی باتیں نہیں کھولتے جتنی جلدی عورتیں کھولتی ہیں۔ جس نے اپنا راز دوسرے کو بتا دیا گویا اس نے اپنی عزت بھی دوسرے کے ہاتھ میں دے دی۔ کسی بزرگ کا قول ہے کہ عورت اپنا راز محفوظ رکھنے کیلئے دوسرے کے سپرد کر دیتی ہے، یہ کتنی بڑی بے وقوفی ہے۔ جو خود اپنا راز نہ چھپا سکے تو کوئی دوسرا کسی کا راز کیسے چھپائے گا؟؟؟

کسی سے فری ہونا بہتر نہیں ہے:

ارشاد فرمایا، لڑکیوں اور عورتوں سے کبھی فری نہیں ہونا چاہئے بلکہ اتنا سنجیدہ رہے کہ وہ ہر وقت ڈرتی رہیں اور کبھی کبھی کسی غلطی پر ہلکی سرزنش بھی کردیں ورنہ خاموش رہ کر علاج کریں، ہنسنا اور فری ہونا انتہائی مضر ہے۔

خط اور اصلاح:

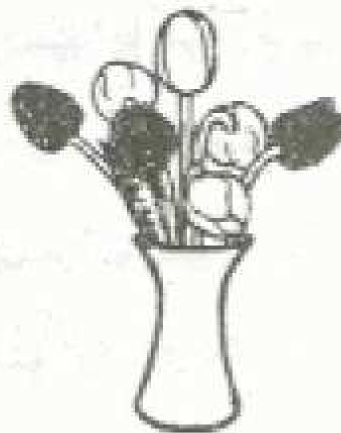
ایک دفعہ ارشاد فرمایا کہ فلاں عورت کی خط و کتابت کے ذریعے اصلاح کر دی، اب اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت ایک درجے تک پیدا ہوگئی ہے اس لئے خط کا جواب دینا بھی کم کر دیا ہے۔ مقصود اللہ کی محبت پیدا کرنا تھا وہ کر دیا ہے، اب خط کا جواب بھی کبھی کبھار دیتے ہیں۔ وہ بھی اس خط کا جہاں اصلاح کرنے کی ضرورت ہو ورنہ اب اس کی بھی ضرورت نہیں رہی۔ اصلاح ہوگئی تو سلسلہ ختم تو نہیں ہوتا مگر زیادہ توجہ پھر اس بات پر لگ جاتی ہے کہ دل میں اللہ کی محبت جڑ پکڑ جائے۔ اس کی مستقل مزاجی اور استقامت کے لئے دعائیں کرتے رہتے ہیں۔

عورتوں کے مدارس میں تقویٰ کی اہمیت:

حضرت جی دامت برکاتہم دورانِ سفر بھی لوگوں کو مختلف کاموں سے متعلق مشورے دیتے رہتے ہیں۔ ایسی مصروف زندگی ہے کہ اس پر رشک آتا ہے۔ ایک ڈاکٹر صاحب نے عورتوں کا مدرسہ بنانے کا مشورہ کیا۔ اسے فرمایا کہ یہ کام بہت نازک ہے اس میں ہاتھ نہ ڈالیں اور اگر ہاتھ ڈالنا ہی ہے تو تقویٰ اور پرہیزگاری کو ہر وقت مدِ نظر رکھیں یہ بہت ضروری ہے۔ عورتوں کے مدارس اگر تقویٰ و پرہیزگاری سے چلیں تو بہت زیادہ اجر و ثواب کے مستحق ہیں۔ وگرنہ یہ باطنی گراوٹ کا باعث بھی بن جاتے ہیں۔

بیان سننے کیلئے بیٹھنے کا انداز:

گوجرہ میں بیان سے پہلے ارشاد فرمایا کہ لوگ مقرر کے پیچھے اور دائیں بائیں نہ بیٹھیں بلکہ سامنے آکر بیٹھیں کیونکہ سامنے بیٹھنے سے زیادہ توجہ پڑتی ہے اور بندہ نظر میں رہتا ہے۔ پھر دعا دیتے ہوئے فرمایا، اللہ کرے تم سب کسی کی نظر میں رہو۔





موت کے بہانے

جھنگ

موت کا وقت:

ارشاد فرمایا، یہ دنیا فنا کے داغ سے داغدار ہے غریب ہو یا امیر، گورا ہو یا کالا، عربی ہو یا عجمی، پہاڑوں کی چوٹیوں پر رہنے والا ہو یا زمین کی پستیوں میں رہنے والا ہو ہر ایک کو موت آنی ہے۔ یقین کریں ہر ایک کا مقررہ وقت لکھ دیا گیا ہے ایک لمحہ بھی نہ آگے ہو سکتا ہے نہ پیچھے ہو سکتا ہے۔

موت کے قاصد:

ارشاد فرمایا، نبی علیہ السلام سے حضرت عزرائیل علیہ السلام کی ملاقات ہوئی آپ ﷺ نے فرمایا کہ آپ اتنے اچانک آجاتے ہیں آنے سے پہلے قاصد تو بھیج دیا کریں۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام نے جواب میں فرمایا، میں تو قاصد بھیجتا ہوں لیکن لوگ سنتے ہی نہیں ہیں نہ اس بات کی طرف توجہ دیتے ہیں۔ بالوں میں سفیدی آجانا، آنکھوں کی بینائی کمزور ہو جانا، دانتوں کا گر جانا یہ میرے قاصد

ہی تو ہوتے ہیں اتنے قاصد بھیجتا ہوں تا کہ لوگ خبردار ہو جائیں مگر لوگ پھر بھی غافل رہتے ہیں۔

بچپن کی عمر:

ارشاد فرمایا، عام دستور یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ بلانا چاہے تو فوراً بلا لیتا ہے یعنی بچپن کی عمر میں ہی موت آ جاتی ہے۔ اگر زندگی دینے پر آئے تو ہزار برس بھی دے سکتا ہے۔ زندگی اور موت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے وہ اپنی حکمت بالغہ سے جس کو جس وقت چاہتا ہے بلا لیتا ہے۔ ایک عورت کسی پیغمبر علیہ السلام کے پاس آئی کہ میرے بچے بچپن میں فوت ہو جاتے ہیں کوئی دو سو سال کے بعد فوت ہو جاتے ہیں کوئی تین سو سال کے بعد فوت ہو جاتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ ایک وقت ایسا بھی آئے گا کہ انسان سو سال سے بھی کم عمر میں فوت ہو جایا کریں گے۔ اس عورت نے عرض کیا کہ کیا وہ مکان بنایا کریں گے، کیا وہ شادی بیاہ کیا کریں گے؟ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاں وہ سب کچھ کیا کریں گے۔ وہ عورت بولی، اگر میں اس وقت ہوتی تو اتنی عمر تو ایک سجدے میں ہی گزار دیتی۔

موت کے بہانے:

ارشاد فرمایا، بعض اوقات انسان کو پتہ ہی نہیں ہوتا اور وہ اپنے ہاتھوں میں موت لئے جا رہا ہوتا ہے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک آدمی ایک پھاٹک کے پاس سے بھینس لے کر گزرا۔ وہ بھینس کو منڈی میں بیچنے کیلئے لے جا رہا تھا۔ جب پھاٹک کے پاس سے گزرا تو وہاں قریب ہی ایک سانپ بھی بیٹھا تھا اس سانپ

کے سر پر بھینس کا پاؤں آ گیا۔ سانپ کا سر کٹ گیا اور اس وقت بھینس گوبر بھی کر رہی تھی سانپ کا سر گوبر میں پھنس گیا۔ وہ آدمی بھینس کو فروخت کر کے واپس پر اسی راستے سے گزرا اور پھاٹک کے قریب جب گوبر پر نظر پڑی تو اس نے سانپ کے سر سمیت وہ گوبر گھر والوں کو دکھانے کیلئے اٹھا لایا۔ گھر پہنچ کر سب عورتوں بچوں کو سانپ کا سر گوبر میں پھنسا ہوا دکھایا سب لوگ دیکھ رہے تھے۔ اس آدمی کا ایک اکلوتا بیٹا بھی دیکھ رہا تھا اس نے اچانک سانپ کے منہ پر انگلی رکھ کر پوچھا ابو یہ سانپ ہے؟ سانپ کے منہ پر انگلی لگی تو زہر پورے جسم میں پھیل گیا اور وہیں پر بچہ فوت ہو گیا۔ اس آدمی کو کیا معلوم تھا کہ جس چیز کو وہ تماشا سمجھ کر بچوں کو دکھانے لے جا رہا ہے وہ حقیقت میں بچے کی موت کا سبب بن جائے گا۔ موت آنے کے عجیب عجیب بہانے بن جاتے ہیں اس لئے ہمیں موت کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ موت اچانک سر پر سوار ہو جائے اور ہمیں موت کی تیاری کیلئے وقت ہی نہ مل سکے۔ پہلے سے موت کی تیاری کر لیں۔

موت کی تیاری:

ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا، سیالکوٹ کے علاقے میں سڑک کے کنارے پر ویران سی جگہ پر ایک اڑنے والا سانپ رہتا تھا۔ لوگوں نے اس سانپ کے ڈر کی وجہ سے ادھر جانا چھوڑ دیا تھا۔ ایک دن ادھر سے ایک فقیر کا گزر ہوا۔ اس نے سانپ کو دیکھا اور اسے چھڑی ماری سانپ اڑ کر آگے ہو گیا وہ پھر اسے چھڑی مارنے لگا سانپ پھر ادھر ادھر ہو جاتا۔ وہ فقیر سانپ کے ساتھ اسی کھیل میں لگ گیا۔ دور ایک کسان ہل چلا رہا تھا اس نے فقیر کو سانپ

والی جگہ پر کھڑے دیکھا تو دور سے پکار کر کہنے لگا ادھر سے نہ گزرنا ادھر اڑنے والا سانپ رہتا ہے۔ فقیر نے اس کی بات پر کوئی توجہ نہ دی اور چھڑی سے سانپ کے ساتھ کھیلتا رہا۔ بار بار چھڑی مارتا سانپ اڑ کے آگے ہو جاتا۔ یہاں تک کہ اڑتے اڑتے سانپ نے اس ہل چلانے والے کسان کی پیشانی پر جا ڈسا۔ سانپ کا پیشانی پر ڈسنا تھا کہ زہر کسان کے پورے جسم میں سرایت کر گیا اور وہ وہیں فوت ہو گیا۔ اسے کیا معلوم تھا کہ دوسروں کو موت سے بچاتے بچاتے خود موت کے منہ میں چلا جائے گا۔

دنیا کا دھوکہ:

ارشاد فرمایا، ہمیں ہر وقت موت کی تیاری کے لئے فکر مند رہنا چاہئے ہم موت سے غافل ہیں موت ہم سے غافل نہیں ہے۔ یہ دنیا کی مصروفیات ہمیں موت کی تیاری سے غافل کر دیتی ہیں لیکن موت سے غفلت برتنے سے بچیں۔ موت کسی وقت بھی آ سکتی ہے۔ جس انسان نے کچھ کرنا ہوتا ہے وہ مصروفیت میں بھی کر لیتا ہے اور جس نے نہ کرنا ہو وہ بہانے ہی بناتا رہتا ہے۔ اسی طرح بہانے بازی سے اپنے آپ کو دھوکہ دیتا رہتا ہے۔ اس لئے قرآن حکیم نے انسان کو آگاہ کر دیا کہ کہیں دنیا کے دھوکہ میں نہ آ جانا

فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا

''پس دنیا کی زندگی تمہیں دھوکہ میں نہ ڈال دے''



متفرق معارف

جھنگ

ریا اور تشہیر:

ارشاد فرمایا، ایک وہ وقت تھا کہ لوگ نیک کام کر کے بھی تشہیر نہیں کیا کرتے تھے آج یہ وقت ہے کہ کام ابھی شروع بھی نہیں کیا ہوتا اور تشہیر پہلے کرتے پھرتے ہیں۔ مثلاً اگر کسی کا کوئی کتاب لکھنے کا ارادہ ہو تو کتاب کی بنیاد رکھنے سے پہلے ہی تشہیر کرتے پھرتے ہیں اور کتاب کی بنیاد کو ہی خراب کرنا چاہتے ہیں۔ سوچیں ذرا ایسی کتاب میں کیا برکت ہوگی یاد رکھیں جس چیز کو جتنا رضائے الٰہی کیلئے کریں گے جتنے اخلاص سے کریں گے اتنا فائدہ ہوگا۔

رابطہ قلبی:

ارشاد فرمایا کہ شیخ کے ساتھ ہمیشہ قلبی رابطہ رکھیں۔ اپنے قلب کو شیخ کے قلب کے ساتھ نتھی رکھیں اور جب شیخ کے سامنے ہوں تب بھی قلب کو شیخ کی طرف متوجہ رکھیں۔ کسی آنے جانے والے کی طرف متوجہ نہ ہوں اگر شیخ سے توجہ ہٹا کر آنے جانے کی طرف متوجہ ہو گئے تو پھر فیض کیسے ملے گا۔

مرید کی ترقی:

ارشاد فرمایا کہ اوراد و وظائف سے مرید کو 10% فائدہ ہوتا ہے اور صحبت شیخ سے 90% فیصد فائدہ ہوتا ہے۔ لوگ بہت زیادہ وقت شیخ کے ساتھ گزارتے ہیں مگر آداب کا پورے طور پر خیال نہیں رکھتے۔ جس وجہ سے پورا فائدہ نہیں اٹھا پاتے۔

طریقت کے فرائض:

ارشاد فرمایا، طریقت کے فرائض میں سے یہ بھی ہے کہ ہر وقت اللہ کی طرف متوجہ رہا جائے منقولہ ہے ''کسی کو کہیں کی بلی کو وہی کی'' جیسے کوئی کسی کے خیالات میں گم ہوتا ہے ایسے ہی سالک کو چاہئے کہ وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کے خیالات میں گم رہے۔ اگر لیٹے بیٹھے ہر وقت دنیا کا خیال ہو دنیا کی باتیں ہوں تو وہ دنیا سے واصل ہوگا یا اللہ سے واصل ہوگا۔ واصل باللہ ہونے کے لئے تو دنیا کا نہیں بلکہ اللہ کا دھیان چاہئے۔

دنیا کی محبت:

ارشاد فرمایا کہ دنیا کی محبت اتنی بری بلا ہے کہ کتے کا دل تو مردار سے بھر جاتا ہے لیکن دنیا سے محبت کرنے والے کا دل دنیا کی محبت سے نہیں بھرتا۔ گویا یہ کتے سے بھی بدتر ہے

اُولٰئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ

''گویا یہ جانور ہیں بلکہ جانوروں سے بھی بدتر ہیں''

جن لوگوں کے دل اللہ تعالیٰ کی محبت سے بھرے ہوتے ہیں وہ دنیا کو ٹھوکر مار دیتے ہیں۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو کسی نے ایک لاکھ روپے کا

منی آرڈر بھیجا۔ حضرت نے واپس کر دیا۔ اس نے پھر لکھا کہ آپ کو کوئی ایسا مرید نہیں ملے گا جو ایک لاکھ روپے ہدیہ بھیج دے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں لکھا تمہیں بھی کوئی ایسا پیر نہیں ملے گا جو ایک لاکھ روپے کو ٹھوکر مار دے۔

مصروفیت اور نیکی:

ارشاد فرمایا، یہ دور مصروفیت کا دور کہلاتا ہے۔ بعض لوگوں نے خواہ مخواہ کی مصروفیات بنائی ہوئی ہیں۔ کوئی لغویات میں پڑا ہوا ہے، کوئی فضولیات میں پھنسا ہوا ہے اور انہی فضولیات اور لغویات کو ضروری سمجھ رکھا ہے۔ ایسا ماحول پیدا ہو گیا ہے کہ لوگوں کی اکثریت گناہ کو بھی گناہ نہیں سمجھتی پھر بھلا نیکی کیا کریں گے۔ اگر گناہ کو گناہ سمجھ کر کرے تو اسے کم از کم توبہ کی توفیق تو مل جاتی ہے۔ اگر حیلے بہانے بنا کر گناہ کو جائز بنالیں اور گناہ کے جواز کیلئے بہانے گھڑتے پھریں تو توبہ کی توفیق بھی چھن جاتی ہے۔ اس بارے میں بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ کسی بندے سے اللہ تعالیٰ کے راضی ہونے کی یہ بھی علامت ہے کہ وہ بندہ انتہائی مصروفیت میں سے بھی وقت نکال کر نیکی کے کام کر لیتا ہے۔

اخلاقی قدروں کا زوال:

ارشاد فرمایا، ایوب خان کے زمانے میں آٹے کی قیمت میں اضافہ ہوا 20 روپے من آٹا ہوا تو اس کے خلاف نظمیں لکھی گئیں آج کتنے روپے من آٹا ہو گیا؟ پھر بھی اضافہ ہوتا جا رہا ہے مگر لوگ بولتے ہی نہیں ہیں۔ اخلاقی قدریں بہت ہی زوال پذیر ہو چکی ہیں۔ یاد رکھیں! اگر ہم نہیں سنبھلیں گے تو اللہ تعالیٰ پھر جگانے کے لئے کوئی دوسری قوم مسلط کر دیا کرتا ہے جو ظلم و ستم کر کے جگاتی ہے۔

مجلس 20

بیعت کی برکات

جھنگ

چند منٹ کا مراقبہ:

ارشاد فرمایا، اگر مراقبہ میں 5، 10 منٹ بھی متوجہ الی اللہ ہو کر بیٹھا جائے تو دل کی بیٹری چارج ہو جاتی ہے۔ اگر زیادہ بیٹھیں گے تو یہ بیٹری فل چارج ہو جائے گی اور زیادہ دیر چلے گی۔ اختلاط مخلوق کی وجہ سے توجہ اسباب میں پھنسی رہتی ہے۔ حضرت زکریا علیہ السلام جب سفر سے واپس آئے تو حضرت مریم علیہا السلام سے پوچھا کہ یہ پھل کہاں سے آئے؟ حضرت مریم علیہا السلام نے خلوت کی وجہ سے کہا کہ "یہ تو اللہ کے پاس سے آئے ہیں" حضرت مریم علیہا السلام کو خلوت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف استحضار رہتا تھا۔ فرض کریں ایک آدمی کو سر درد اگر اس کے پاس کوئی میڈیکل ڈاکٹر ہے تو وہ سوچے گا کہ اس سے دو گولیاں لے لیتا ہوں آرام آ جائے گا اور اگر یہی آدمی مشائخ کی صحبت میں ہے تو اس کا دماغ یہی سوچے گا کہ دم کروانے سے سر درد ٹھیک ہو جائے گا۔ یاد رکھیں! صحبت کے اثرات ہوتے ہیں۔ پس انسان کیلئے ضروری ہے کہ وہ صحبت کے ساتھ ساتھ

تھوڑا سا وقت تخلیہ میں گزارے۔ اگر دل نہ چاہے مجبوراً بیٹھنا پڑے تب بھی پندرہ منٹ کیلئے رجوع الی اللہ کرکے بیٹھے تاکہ دل کی بیٹری چارج ہو جائے اور غفلت دور ہو جائے۔

روحانی ناشتہ:

ارشاد فرمایا، جو کوئی بھی سلسلہ نقشبندیہ کے اوراد و وظائف کو معمول بنائے گا اس کی زندگی ضرور بدلے گی۔ بہتر ہے کہ آدھا گھنٹہ طلوع فجر سے پہلے اٹھ جائیں تہجد بھی پڑھ لیں اوراد و وظائف بھی کرلیں۔ اگر اس وقت مشکل ہو تو پھر فجر کی نماز کے بعد یہ کام کرلیں۔ یہ روحانی ناشتہ ہوگا یہ ضرور کریں تاکہ روح کو بھی غذا مل جائے۔ جسمانی ناشتے کو تو کسی صورت قضا نہیں کرتے اسی طرح روحانی ناشتے کی بھی پابندی کریں۔ روح تر و تازہ ہو جائے گی۔

بیعت اور انقلاب:

ارشاد فرمایا، ایک دفعہ ملتان میں ایک جگہ بیان ہوا۔ اس کے بعد بیعت کا پروگرام تھا اس مجمع میں علاقے کا ایس۔ ایچ۔ او بھی تھا۔ اسے بھی بیعت کی برکات بتائیں۔ اس نے کہا کہ جو جو گناہ آپ سوچ سکتے ہیں وہ گناہ مجھ سے سرزد ہو چکے ہیں۔ جواب میں حضرت جی نے ارشاد فرمایا، یہ بیعت کے کلمات بھی بہت برکت والے ہیں۔ ایس۔ ایچ۔ او صاحب نے آگے سے یہ شعر پڑھ دیا۔

ساری عمر تو کٹی عشق بتاں میں مومن
آخری وقت میں کیا خاک مسلماں ہوں گے

بہرحال بیعت کی ترغیب دینے پر اس نے بیعت کے کلمات پڑھ لئے۔ کچھ عرصہ بعد بیعت کی برکات ظاہر ہوئیں۔ جب دوبارہ ملتان میں جانا ہوا اور ملاقات ہوئی تو ایس۔ ایچ۔ او صاحب نے داڑھی رکھ لی تھی۔ پانچ وقت کی نماز کا پابند ہو چکا تھا۔ حتیٰ کہ تہجد بھی پڑھنے لگ گیا تھا۔ مزے کی بات یہ کہ علاقے کا ایس۔ ایچ۔ او محلے کی مسجد میں فجر کی اذان بھی دیتا تھا۔

ایم۔ این۔ اے صاحب کی توبہ:

ارشاد فرمایا، منڈی جہانیاں کے ایم۔ این۔ اے صاحب ہر دفعہ الیکشن میں منتخب ہوتے تھے۔ ایک دفعہ صحبت میں آئے اور کہنے لگے بہت زیادہ گناہ کئے ہیں اب توبہ کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت جی نے فرمایا کہ اس عاجز نے اسے بیعت توبہ کے کلمات پڑھائے۔ واپس گھر جاتے ہی اس نے بعض گناہوں سے توبہ کی نیت کر لی، پھر حج کی تیاری کر لی۔ حج کے دوران خدمت بھی کرتے رہے جب واپسی ہوئی تو چہرے پر داڑھی بھی سجی ہوئی تھی۔ شہر کے علمائے کرام جب ملنے کی خاطر تشریف لائے ایم این۔ اے صاحب خود ان کے لئے آب زم زم لینے کے لئے گئے۔ بیوی زم زم برتنوں میں ڈال رہی تھی اس دوران یہ چارپائی پر بیٹھ کر تسبیح پڑھنے لگ گئے۔ اسی طرح تسبیح پڑھتے پڑھتے موت آ گئی۔ ایسی اچھی موت آئی کہ سب حیران رہ گئے یہ سب بیعت کی برکات کا نتیجہ ہے۔

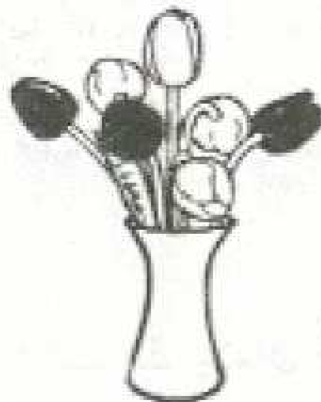
اخلاص کا برقرار رکھنا:

ارشاد فرمایا، نیکی کا کام کرنے سے پہلے ہی نیکی کی باتوں کا اعلان کرتے پھرنا اچھا نہیں ہے یہ تو نیکی کی تشہیر ہو جائے گی۔ نیکی کے بارے میں تو یہی خیال

دل میں ہونا چاہئے کہ نیکی کر اور دریا میں ڈال یعنی نیکی کر کے اسے چھپا دیں تا کہ وہ ضائع ہونے سے محفوظ رہ سکے۔ جس طرح حفظ کرنا آسان ہے مگر حفظ رکھنا مشکل ہے، جیسے پاکستان بنانا آسان تھا اب اس کا قائم رکھنا کتنا مشکل ہو رہا ہے، اسی طرح نیکی کرنا آسان ہوتا ہے مگر اس کو محفوظ رکھنا مشکل ہوتا ہے۔ اسی طرح کتاب لکھنا آسان ہے مگر اس کو اخلاص کے ساتھ برقرار رکھنا کہ جس سے اس کا فیض سالہا سال تک پھیلتا رہے یہ بڑا مشکل کام ہے۔ چھپا کر نیکی کریں ریاء نہ کریں یہی اخلاص کی علامت ہے۔

محنت وکوشش:

اس مجلس کے آخر میں راقم الحروف نے حضرت جی سے عرض کیا کہ وقوف قلبی میں دوام کیسے نصیب ہو سکتا ہے؟ فرمایا، شیخ کی توجہ اور اپنی محنت سے۔ ابتدائی طور پر خود بھی پانچ چھ مہینے تک کوشش کرنی پڑتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کی محنت وکوشش کو ضائع نہیں کرتے۔ وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی۔ (انسان کے لئے وہی کچھ ہے جس کی اس نے کوشش کی)





اللہ تعالیٰ کی حکمتیں

فیصل آباد

اللہ تعالیٰ کی حکمت:

ارشاد فرمایا، دنیا کی ہر چیز کے پیدا کرنے کا کوئی نہ کوئی مقصد ہے۔ سانپ بچھو کے پیدا کرنے میں بھی حکمت پوشیدہ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے راز ہیں جن تک پہنچنا ہر انسان کے بس کی بات نہیں۔ کوئی چیز بھی بلا مقصد فائدہ کے نہیں ہے۔

؎ نہیں چیز ہے نکمی کوئی زمانے میں
کوئی برا نہیں قدرت کے کارخانے میں

آج کے جدید دور میں یورپ کی لیبارٹریز میں سانپ اس لئے پالے جاتے ہیں تاکہ ان کے زہر سے دل کی بیماریوں کا علاج کیا جا سکے۔ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی ہر چیز میں کوئی نہ کوئی حکمت ضرور ہے۔ یہ ہماری ناقص سوچ ہے جو ہمیں کچھ سمجھ نہیں آتی۔ اگر آج حکمت سمجھ نہیں آ رہی تو مرنے کے بعد خوب سمجھ آ جائے گی۔ اس لئے ابھی سے ایسی سوچ بنانی چاہئے کہ پروردگار کے ہر کام میں کوئی

نہ کوئی حکمت اور مصلحت پوشیدہ ہوتی ہے۔

بندروں کے واقعات:

اسی سے بات چل نکلی تو ارشاد فرمایا، مخلوقات کے بنانے میں اللہ تعالیٰ کی کیا حکمت پوشیدہ ہے اس کا راز کوئی نہیں پا سکتا۔ ایک دفعہ ہم افریقہ کے جنگل میں تھے کہ بندروں کا ایک غول ادھر آ نکلا۔ مختلف قسم کی شرارتیں کرتے رہے۔ ایک بڑا بندر تھا جو ان کا سکیورٹی گارڈ تھا۔ جونہی اسے خطرہ محسوس ہوا اس نے آواز نکالی سب بندر درختوں پر چڑھ گئے۔ تھوڑی دیر گزری تو دیکھا کہ شیروں کا غول آ رہا ہے۔ ہر چیز کو اللہ تعالیٰ نے اپنے تحفظ کا شعور دیا ہے۔

کتے اور بندر کی لڑائی:

ایک دفعہ ایک مداری کے پاس چھوٹا سا بندر تھا۔ ایک آدمی اپنا کتا لے کر بندر والے کے پاس آیا اور اسے تنگ کرنے لگا کہ کتے اور بندر کی لڑائی ہونی چاہیے۔ بے چارہ بندر والا ڈر رہا تھا کہ اتنا بڑا کتا میرے چھوٹے سے بندر کو چیر پھاڑ کر رکھ دے گا۔ لیکن کتے والے نے لڑائی پر اصرار جاری رکھا۔ آخر بندر والے نے بندر کو لڑائی کے لیے آزاد کر دیا۔ بندر کو ذرا پیار کر کے کتے کی طرف بھیجا۔ بندر جیسے ہی کتے کے سامنے گیا ایک دم چھلانگ لگائی اور اس کی پیٹھ پر سوار ہوگیا۔ کتے کے کان پکڑ لیے۔ اگر ایک طرف سے کتا کاٹنے کی کوشش کرتا تو وہ دایاں کان کھینچ دیتا اگر وہ دوسری طرف سے کاٹنے لگتا تو بایاں کان کھینچ دیتا۔ اسی طرح آدھے گھنٹے میں بندر نے کتے کو خوب تھکا کر رکھ دیا۔ پھر بندر نے اپنے مالک کی طرف اشارہ کر کے اجازت طلب کی کہ اب اس کی آنکھیں

نکال دوں، کتے کے مالک نے یہ دیکھا تو مداری کے پاؤں پکڑ لئے کہ مہربانی کر کے میرے کتے کو چھڑا دیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہر چھوٹی بڑی چیز کو اپنا دفاع سکھایا ہے۔ اسے بیکار ضائع ہونے کے لئے نہیں بنایا۔

بندروں کی تیزی:

افریقہ کے جنگلوں میں ایک دفعہ بندر شرارتیں کر رہے تھے کہ کچھ انگریز بھی ادھر آ گئے۔ گاڑی کھڑی کر کے گھومنے پھرنے لگ گئے۔ ایک بندر کسی طرح خاموشی سے شیشے کے ذریعے کار میں داخل ہو گیا۔ جب انگریزوں کو پتہ چلا تو انہوں نے پچھلا دروازہ کھولا لیکن ان کے سامنے بندر بڑی تیزی سے سنگتروں کی ٹوکری اٹھا کر بھاگ گیا کہ انگریز دیکھتے ہی رہ گئے۔ بندروں کی تیزی کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔

بندروں کی عقلمندی:

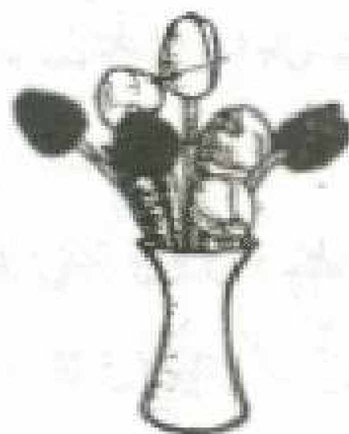
ایک دفعہ کا واقعہ ہے انڈیا کے کسی گاؤں میں بندر بہت آتے تھے اور مختلف چیزیں اٹھا کر لے جاتے تھے حتیٰ کہ چھوٹے بچوں کے کپڑے بھی اٹھا کر لے جاتے۔ گاؤں والوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اگر روٹی میں زہر ملا کر ڈال دیں تو بندر مر جائیں گے۔ انہوں نے بہت سی روٹیاں چھت پر پھیلا دیں۔ بندر آئے روٹیوں کو سونگھا اور کھائے بغیر ہی واپس چلے گئے پھر اپنے بڑے بوڑھے بندروں کو بتایا وہ بڑے بندر آئے روٹیوں کو سونگھا اور آپس میں مشورہ کیا اور پھر سب بندروں کو بتایا کہ فلاں جڑی بوٹی کو پہلے کھا لیں تو پھر زہر اثر نہیں کرے گا۔ سب بندروں نے پہلے وہ جڑی بوٹیاں کھائیں پھر وہ روٹیاں کھائیں تو انہیں

کچھ بھی نہ ہوا۔ بندر دیکھنے میں کیا چیز نظر آتے ہیں مگر انہوں نے کتنی سمجھداری سے کام لیا اور بیماری سے پہلے ہی اپنا علاج تجویز کرلیا۔

اللہ تعالیٰ کا رحم وکرم:

ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ بہت کریم ہیں اگر وہ عام مخلوقات کو کھانے پینے اور علاج معالجے کی سمجھ دیتے ہیں تو پھر اشرف المخلوقات انسان کو کیا کچھ صلاحیتیں دی ہوں گی۔ سوچیں کہ ایک ماں اپنے بچے کا برا نہیں چاہتی تو اللہ تعالیٰ جو 70 ماؤں سے زیادہ اپنے بندے پر مہربان ہے وہ کیسے بندے کا برا چاہے گا۔ اللہ تعالیٰ تو انتہائی رحیم وکریم ذات ہے مگر انسان ہی ناشکری کرتے ہیں۔ اس ناشکری اور نافرمانی کی وجہ سے بعض اوقات اس دنیا میں بھی پکڑ آجاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو جگہ جگہ اپنے رحم وکرم کے سامان مہیا کر رکھے ہیں۔ انسان کو کوشش کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرے بلکہ اطاعت گزار بن کر رہے۔

ہے تقدیر کے پابند نباتات و جمادات
مومن ہے فقط احکام الٰہی کا پابند







جامعۃ الصالحات فیصل آباد

علم کا ذوق وشوق:

جامعۃ الصالحات فیصل آباد میں بخاری شریف کے افتتاحی سبق کے موقع پر ارشاد فرمایا، حضور ﷺ کا فرمان ہے اُطْلُبُوا الْعِلْمَ مِنَ الْمَهْدِ اِلَى اللَّحْدِ۔ پنگھوڑے سے لے کر قبر تک علم حاصل کرو۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے زمانے میں عورتوں نے درخواست کی تھی کہ ایک دن خاص کر دیا جائے اور عورتوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام کیا جائے۔ نبی کریم ﷺ نے عورتوں کو تعلیم دینے کے لئے بدھ کا دن مقرر کیا ہوا تھا۔ صحابیات رضی اللہ عنہن کے اندر بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح علم دین سیکھنے کا بہت زیادہ جذبہ اور ذوق وشوق پایا جاتا تھا۔

عورتوں کے فضائل:

ارشاد فرمایا، قرآن کریم کی پہلی حافظہ ہونے کا اعزاز ایک عورت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو حاصل ہے۔ لسان نبوت سے سب سے پہلے قرآن پاک سننے

والی بھی ایک عورت حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا تھی۔ اسلام کی خاطر سر دھڑ کی بازی لگانے والی سب سے پہلی ایک عورت ہی تھی۔ یہ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس صنف نازک سے اتنے بڑے بڑے کام لے لئے آج بھی عورتیں ہمت کریں تو اسلام کے لئے بڑے بڑے کام کر سکتی ہیں۔

عام عورتوں کی قرآن فہمی:

ارشاد فرمایا، اسلام کے ابتدائی دور میں عام عورتوں میں قرآن کریم سیکھنے کا بہت ذوق و شوق ہوتا تھا۔ قرآن پر بڑی گہری نظر رکھتی تھیں۔ ایک دفعہ حجاج بن یوسف نے کسی نوجوان پر ظلم کیا۔ اس کی ماں نے حجاج کو جھڑکا کہ اگر تو ظلم سے باز نہیں آیا تو اللہ تعالیٰ تجھے ایسے اڑا دے گا جیسے قرآن نے پہلے پندرہ پاروں سے اس نے ''کلا'' کا لفظ اڑا دیا ہے۔ حجاج اس عورت کی علمیت پر حیران رہ گیا۔

صحابیہ رضی اللہ عنہا کی خدمت:

ارشاد فرمایا، ایک صحابی رضی اللہ عنہ کی بیوی بڑی ہی خدمت گزار تھی۔ ایک دفعہ خاوند نے پانی مانگا پھر سو گیا۔ وہ صحابیہ رضی اللہ عنہا پانی لے کر پوری رات اس انتظار میں کھڑی رہی کہ خاوند جاگے گا تو وہ انہیں پانی دے گی۔ جب خاوند نے اٹھ کر دیکھا تو بہت خوش ہوئے اور بیوی کی اطاعت گزاری پر اس سے کہنے لگے میرا دل تم سے خوش ہے اس وقت مانگو کیا مانگتی ہو۔ بیوی نے کہا کہ مجھے طلاق دے دو۔ وہ حیران رہ گئے کہ یہ کیا کہہ دیا ہے۔ وہ دونوں میاں بیوی حضور ﷺ کے پاس مشورے کے لئے چل پڑے۔ راستے میں خاوند کو کسی چیز کی ٹھوکر لگی تو وہ گر

پڑے۔ انہیں چوٹ آ گئی۔ صحابیہ ؓ نے اپنے دوپٹہ کا ایک حصہ پھاڑ کر اس زخم پر پٹی باندھ دی اور بولی کہ واپس چلیں مجھے طلاق نہیں لینی۔ انہوں نے پوچھا کہ طلاق مانگنے کی وجہ بھی بظاہر مجھے کچھ سمجھ نہیں آئی اور اب نہ لینے کی وجہ بھی معلوم نہیں ہو رہی۔ صحابیہ ؓ نے عرض کیا کہ میں نے آپ کے گھر میں بڑی عیش اور امیری دیکھی۔ حضور کریم ﷺ سے سنا تھا کہ جس کو اسلام کی وجہ سے کوئی تکلیف بھی نہ آئی ہو تو اس کی موت منافقت پر ہو گی۔ آج آپ کو چوٹ آ گئی تو مجھے تسلی ہو گئی کہ آپ کے اندر منافقت نہیں ہے۔ اس لئے میں نے اپنا پہلا ارادہ بدل دیا ہے۔

نبی کریم ﷺ کی ادائیں:

ارشاد فرمایا، یہ حقیقت ہے کہ جس سے محبت ہو اس کی ایک ایک ادا اچھی لگتی ہے۔ اس کے منہ سے نکلے ہوئے جملے بندہ دہراتا ہے اور قند مکرر کا مزہ لیتا ہے۔ مثلاً ماں کی مثال لے لیجئے اپنے بچے کی توتلی باتوں کو بھی دہراتی ہے دوسروں کو بتاتی ہے اسے مزہ آتا ہے۔ صحابہ کرام ؓ کو بھی نبی اکرم ﷺ سے اس قدر شدید محبت تھی کہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ کی ایک ایک ادا اور ایک ایک بات کو محفوظ کرنے کی انتھک کوشش کی جس کی وجہ سے آج ہزاروں احادیث ہمارے پاس موجود ہیں۔

قوت حافظہ:

ارشاد فرمایا، ایک دفعہ حکم بن مروان نے حضرت ابو ہریرہ ؓ کو دعوت دی اور ان سے 100 احادیث سنیں۔ خفیہ طور پر انہیں قلمبند کروایا۔ پھر سال

گزرنے کے بعد دوبارہ انہیں دعوت پر بلایا اور ان سے وہی 100 احادیث پھر سنیں۔ جب لکھی ہوئی احادیث سے ملایا تو ایک حرف کا بھی فرق نہ نکلا۔ ایسا قوی حافظہ تھا کہ سبحان اللہ۔ حافظہ تو اس امت کا امتیازی نشان ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی قوت حافظہ:

ارشاد فرمایا، حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں مسجد نبوی میں حاضر ہوئے تو اس وقت حدیث لکھوائی جا رہی تھی۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے تنکے سے ہتھیلی پر ہی لکھنا شروع کر دیا۔ بعد میں حضرت نے فرمایا کہ یہ تو بے ادبی والی بات ہے۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ اس طرح میں ان احادیث کو اپنے دل پر لکھ رہا تھا۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اگر ایسا ہے تو 20 احادیث سنائیں تب آپ کو جانیں۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے 127 احادیث سنا کر دم لیا۔ ان لوگوں کے حافظے ایسے قوی ہوتے تھے کہ آج اس کی مثال نہیں ملتی۔ ہمیں آج کے دور میں ان لوگوں کے حافظے کو اپنے ناقص حافظہ پر قیاس نہیں کرنا چاہیے۔

محبت بڑھانے کے طریقے:

ارشاد فرمایا، محبت رسول ﷺ کئی طرح سے بڑھتی ہے۔ حضور ﷺ کی احادیث یاد کرنے سے بھی محبت رسول ﷺ بڑھتی ہے۔ درود شریف کی کثرت کرنے سے بھی محبت رسول ﷺ بڑھتی ہے۔ دعائیں کرنے سے بھی محبت رسول ﷺ بڑھتی ہے۔ محبت رسول ﷺ سے پھر اتباع رسول ﷺ کی توفیق مل جاتی ہے

اور سنت کی اتباع کرنے سے پھر اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل ہو جاتی ہے۔ محبت رسول ﷺ کے بعد محبت الٰہی میں ترقی ہوتی ہے۔

خوف خدا کی برکات:

ارشاد فرمایا، حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اپنی وفات کے بعد کسی کو خواب میں نظر آئے۔ اس نے پوچھا کہ حضرت آگے کیا معاملہ پیش آیا۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہوا پوچھا گیا کہ اتنا روتے کیوں تھے؟ میں اور ڈر گیا۔ فرمایا، اے میرے بندے! تو دنیا میں مجھ سے اس قدر خوف کھاتا تھا اس خوف الٰہی کی وجہ سے ہم نے اس قبرستان کے تمام مُردوں کے عذاب کو معاف فرما دیا ہے۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مجاہدہ:

ارشاد فرمایا، حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ بہت سخت بیمار پڑ گئے۔ ڈاکٹروں کو دکھایا گیا انہوں نے کہا کہ اس بندے نے کبھی سالن نہیں کھایا۔ جب پوچھا گیا تو فرمایا کہ پچھلے 20 سال سے سالن نہیں کھایا۔ اس لئے کہ علمی مصروفیات اتنی زیادہ ہوتی تھیں کہ کھانے کی فرصت ہی نہیں ملتی تھی بس بادام کے پانچ سات دانے کھا کر گزارا کر لیتے تھے۔ ارشاد فرمایا، اگر کوئی انسان پابندی سے سات بادام کھائے تو حافظہ بہت تیز ہوگا اور انسان ہلکا پھلکا بھی رہے گا لیکن اس کے لئے بھی اپنے کسی استاد یا شیخ سے مشورہ کر لیں تو زیادہ بہتر ہے۔

بخاری شریف کی برکات:

ارشاد فرمایا، پہلے زمانے میں لوگوں نے تجربہ کیا کہ جہاں بارش نہیں ہوتی

تھی تو 40 دفعہ بخاری شریف کا ختم کرتے تھے تو بارش ہو جاتی تھی۔ ہمارے مشائخ بتاتے ہیں بخاری شریف کے ختم پر دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ خوش نصیب ہوتی ہیں وہ بچیاں جو بخاری شریف کا علم حاصل کرتی ہیں۔

نیت کی صفائی:

ارشاد فرمایا، بخاری شریف پڑھتے ہوئے یہ نیت کرلیں کہ جو کچھ پڑھنا ہے اس پر ساتھ ساتھ عمل کرتے جانا ہے۔ دو باتیں خاص طور پر نیت کے اندر شامل کرلیں۔

1. جو کچھ سنیں گے اس پر عمل کریں گے۔
2. عاجزی انکساری اور اخلاص کے ساتھ کام کریں گے اور ہمیشہ اس کی دعائیں کرتے رہیں گے۔ اصل چیز یہی ہے کہ آخرت کی ذلت و رسوائی سے بچ جائیں۔ جو اس دن کی پکڑ سے بچ گیا وہ کامیاب ہو گیا۔

دنیا کا پل اور آخرت کا پل:

ارشاد فرمایا، اصفہان کا ایک بادشاہ ملک شاہ تھا۔ وہ ایک دن شکار کو نکلا اس کا محافظ دستہ بھی ساتھ تھا۔ راستے میں کہیں اس کے سپاہیوں نے ایک بڑھیا کی گائے زبردستی لے کر ذبح کرلی۔ اس کے کباب بنا کر کھا گئے اور بادشاہ تک کوئی شکایت نہ پہنچنے دی۔ بڑھیا روتی رہی مگر کسی نے اس کی آہ و زاری نہ سنی۔ ایک عالم سے ملاقات ہوئی تو بڑھیا نے روتے ہوئے اپنا مسئلہ بیان کیا کہ میری ایک ہی گائے تھی اسی کے دودھ سے گزر بسر ہو رہی تھی۔ اب کیا کروں؟ انہوں نے مشورہ دیا کہ فلاں پل پر چلی جاؤ وہاں سے بادشاہ ضرور گزرے گا۔

بڑھیا نے اس پل پر بادشاہ کو روک لیا اور کہا، بادشاہ! میرا تیرا ایک مقدمہ ہے اس کا فیصلہ اس پل پر کروانا چاہتا ہے یا اگلے پل یعنی پل صراط پر کروائے گا۔ بادشاہ اس بات سے ڈر گیا اور سواری سے نیچے اتر کر اس بڑھیا کی شکایت سنی اور ایک گائے کے بدلے 70 گائیں اسے عنایت کر دیں۔ حدیث شریف میں ہے حاسبُوْا قبلَ اَنْ تُحاسبُوْا آخرت کے حساب سے پہلے اس دنیا میں اپنا محاسبہ کر لو۔

صورت شمشیر ہے دست قضا میں وہ قوم
کرتی ہے جو ہر زماں اپنے عمل کا حساب







فیصل آباد

ذکر کا فائدہ یا نقصان:

ایک دوست نے عرض کیا کہ ذکر کرتا ہوں تو وسوسے آتے ہیں۔ پوچھنا یہ ہے کہ اس طرح فائدہ ہو رہا ہے یا نقصان ہو رہا ہے۔ جواب میں فرمایا، ذکر سے کبھی نقصان نہیں ہو سکتا۔ یہ کوئی کھانے کی چیز تو نہیں ہے کہ ہاضمہ خراب کر دے گا۔ یاد رکھیں! جلدی یا دیر سے ضرور بالضرور فائدہ ہوتا ہے۔ اس میں احتیاط ضروری ہے کہ یہ ذکر Antibiotic گولی کی طرح ہے۔ اپنی مرضی سے کھائیں گے تو زیادہ فائدہ نہیں ہوگا۔ لیکن ڈاکٹر کے مشورے سے کھائیں گے تو زبردست قسم کے نتائج نکلیں گے۔ روحانی ڈاکٹر ہی بہتر طور پر جانتے ہیں کہ ذکر کس طرح کرنا چاہئے کہ وہ بہت فائدہ دے۔

ذکر کے فائدے:

ارشاد فرمایا، روٹی اور دودھ غذا ہے اگر ضرورت سے زائد کھا لیا جائے تو

بھی بیماری بن جائے گا۔ بجلی فائدہ مند ہے، اگر اصولوں کے مطابق استعمال کریں گے تو فائدہ ہوگا اگر اصول سے ہٹ کر استعمال کریں گے تو نقصان دہ ہو سکتی ہے۔ اسی طرح جو شخص سیکھ کر اور پوچھ کر ذکر کرتا ہے اسے زیادہ فائدہ ہوتا ہے اور اگر کسی سے سیکھے بغیر اپنی من مرضی سے ذکر کرے گا تو کم فائدہ ہوگا۔

وقت کی قلت:

اسی بات چیت کے دوران اسلام آباد سے ایک بچی کا ٹیلی فون آیا۔ وہ بچی بار بار وقت لینے کے لئے اصرار کر رہی تھی۔ اسے فرمایا، کہ دعا کریں کہ دن رات 24 گھنٹے کی بجائے زیادہ کے ہو جائیں تو پھر شاید کچھ وقت نکل آئے۔ آج کل پروگراموں کی کثرت کی وجہ سے ٹائم نکالنا بڑا مشکل کام ہے۔ اللہ تعالیٰ اہل اللہ کے وقت میں برکت ڈال دیتے ہیں اور وہ اپنے وقت کا ایک ایک پل دین کی خدمت میں گزار دیتے ہیں۔

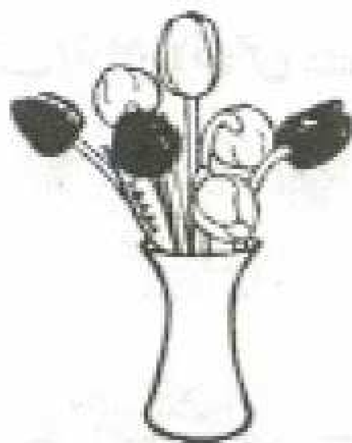
خصوصی بیان:

کسی نے عرض کیا کہ حضرت جی خصوصی بیان کیجئے گا۔ ارشاد فرمایا، فقیروں کا ہر بیان ہی خصوصی ہوتا ہے کیونکہ جو کچھ بھی بیان کرتے ہیں پوری توجہ سے بیان کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جب انسان اخلاص سے باتیں کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ تاثیر پیدا فرما دیتے ہیں۔

مشورے اور دعائیں:

بعض حضرات نے زندگی کے مختلف شعبوں سے متعلق حضرت شیخ دامت برکاتہم سے مشورے طلب کئے۔ حضرت شیخ دامت برکاتہم کو دیکھ کر حیرانی ہوتی

ہے کہ اگر کمپیوٹر پر بیٹھے ہوں تو کمپیوٹر کے ماسٹر نظر آتے ہیں، ڈاکٹروں سے باتیں کر رہے ہوں تو ڈاکٹر نظر آتے ہیں، سائنسدانوں کے ساتھ بیٹھے ہوں تو سائنسدان لگتے ہیں۔ ایک ڈاکٹر صاحب بڑی توجہ سے بیان سن رہے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ یہ بیان ہمارے لئے بہت فائدہ مند ثابت ہو رہا ہے۔ اسی دوران ایک اور آدمی نے اپنے کسی پیچیدہ مسئلہ کے لئے دعا کروائی، ایک اور آدمی نے اپنے کسی گھریلو مسئلہ کے لئے دعا کروائی، ایک آدمی نے اپنی والدہ صاحبہ کے لئے دعا کروائی، مختلف لوگوں نے مختلف مسائل کے لئے دعائیں کروائیں۔ رزق کی تنگی اور ہر قسم کے خوف سے بچنے کے لئے ایک وظیفہ سب کو بتایا کہ ہر نماز کے بعد 7 دفعہ سورۃ قریش پڑھا کریں، اس کے اول و آخر تین تین دفعہ درود شریف پڑھ لیا کریں۔ ہم نے اس کا بہت دفعہ تجربہ کیا ہے اور کامیابی حاصل ہوئی ہے۔



مجلس 34

افتتاح بخاری شریف

فیصل آباد

خصوصی ہدایات:

ارشاد فرمایا، یہ سوچ ذہن میں رکھیں کہ ہم پڑھانے کے لئے نہیں پڑھ رہے بلکہ عمل کرنے کے لئے پڑھ رہے ہیں۔ طالبات کے لئے وحدت مطلب بھی ضروری ہے۔ وحدت مطلب اس کو کہتے ہیں کہ جو مقصد زندگی ہے اسی ایک کے حصول کے لئے اس کے پیچھے لگی رہیں۔ فضول باتیں بالکل نہ کریں ورنہ وحدت مطلب میں بہت فرق آ جائے گا۔ پڑھنے کے وقت پڑھیں اور سونے کے وقت سوئیں۔ بچیوں میں یہ ایک خاص نقص ہے کہ یہ سونے کے وقت باتیں شروع کر دیتی ہیں۔

مادر علمی:

ارشاد فرمایا، جامعہ کے ساتھ محبت رکھیں۔ جہاں انسان تعلیم حاصل کرتا ہے اسے مادر علمی کہتے ہیں۔ جس طرح بچہ ماں کا دودھ پی کر جوان ہوتا ہے اسی

طرح . معہ سے بھی علم کا فیض لے کر آگے بڑھنا چاہیے۔ استاد اور شاگرد کا نام مدرسہ ہوتا ہے۔ اگر استاد کے ساتھ محبت ہوگی، ان کی اطاعت ہوگی تو جہاں رہ کر علم حاصل کیا ہے وہاں کی قدر اور ادب بھی دل میں پیدا ہوگا۔

اصول وضوابط کی پابندی:

ارشاد فرمایا، یہ ادارہ بچیوں کا اپنا ادارہ ہے اگر اسے اپنا سمجھتی رہیں گی تو یہ ادارہ مثالی ادارہ بن جائے گا۔ اس لئے اس کے قوانین کی پابندی بھی ضروری ہے۔ کچھ بچیوں کو ضابطے توڑنے کی عادت ہوتی ہے۔ اصول وضوابط بنائے ہی اسی لئے جاتے ہیں تاکہ دوسروں کو سہولت پہنچائی جاسکے۔ یہی انسانیت ہے اگر آپ دوسروں کو فائدہ نہ پہنچائیں اور دوسرے لوگ آپ کے شر سے محفوظ نہ رہ سکیں پھر تو آپ کی مسلمانی بھی خطرے میں ہوگی۔ پہلے پہل تو اصول وضوابط کی پابندی بڑی مشکل نظر آتی ہے مگر آہستہ آہستہ طبیعت اس کے مطابق ڈھل جاتی ہے۔

وقت اور کنجوس:

ارشاد فرمایا، جس طرح کنجوس اپنے پیسے کو بڑا سوچ سمجھ کر خرچ کرتا ہے اس طرح بچیاں بھی وقت کو سوچ سمجھ کر خرچ کریں کیونکہ پیسہ تو گم ہو جائے، ضائع ہو جائے تو دوبارہ ملنے کی امید ہوتی ہے مگر وقت ایسی قیمتی متاع ہے کہ اس کا دوبارہ ملنا ناممکن ہو جائے گا۔

دوستو! وقت کی رو بہت تیز ہے، اک ذرا آنکھ جھپکی تو راہ میں شوق منزل گرد وغبار میں کھو جائے گا پھر منزل پر پہنچنا مشکل ہو جائے گا۔

فتنوں سے تحفظ:

ارشاد فرمایا، جامعہ کو اپنا وطن سمجھئے اور کاغذ کو اپنا کفن سمجھئے۔ جسے جامعہ کے ساتھ محبت ہوگئی یہ اس کی خوش قسمتی کی علامت ہے۔ جامعہ سے باہر فتنوں سے محفوظ رہنا بہت مشکل ہے۔ آج کے دور میں انسان اتنا جلدی فتنوں کی لپیٹ میں آجاتا ہے کہ پتہ نہیں چلتا۔ آج فتنے سواریوں پر سوار ہو کر آتے ہیں پہلے تو پیدل آتے تھے۔

آخرت کی جوابدہی:

ارشاد فرمایا، ہمارے اسلاف اپنے علم وتقوی کے باوجود اس دور کے فتنوں سے پناہ مانگتے تھے۔ آج ہم اپنی بے عملی کے باوجود اس فتنوں بھرے دور میں زندہ ہیں۔ عجیب بات تو یہ ہے کہ ہمیں اپنی بے عملی کی کوئی فکر نہیں ہے آخرت کی جوابدہی سے بالکل غافل ہو کر پھر رہے ہیں۔

ایمان کی حفاظت:

ارشاد فرمایا، آج ایسا وقت آگیا ہے کہ جس گھر میں ٹی وی نہیں ہے اسے عار دلاتے ہیں، جو بے پردہ عورتیں ہیں وہ پردہ والیوں پر فقرے چست کرتی ہیں، اور جو حرام کھاتے ہیں وہ حلال کھانے والوں کو شک کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ عجیب ماحول آگیا کہ بالکل الٹی گنگا بہہ رہی ہے۔ اس دور میں ایمان کو محفوظ رکھنا اتنا مشکل ہوگیا ہے جتنا کہ ہاتھ میں انگارہ لینا مشکل ہوتا ہے۔

مشکل وقت میں مدد:

ارشاد فرمایا، جب کسی انسان پر کوئی برا وقت آجائے، تنگدستی کا وقت

آ جائے، غربت کا وقت آ جائے، اس وقت مدد کرنے والے کی ہمدردی یاد رہتی ہے۔ اس وقت اگر کسی نے تسلی کی بات کر دی تو وہ بھی یاد رہتی ہے۔ کیا قیامت کے دن جب سب لوگ اللہ تعالیٰ کی مدد کے متلاشی ہوں گے اللہ تعالیٰ اس دن ایسے دین کی مدد کرنے والوں کی مدد نہیں کریں گے جنہوں نے مشکل وقت میں دین کے لئے تگ و دو کی ہوگی؟

اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وسعت:

ارشاد فرمایا، دنیا میں سب سے آسان کام اپنی ماں کو منانا ہے۔ ہم نے دیکھا ہے کہ ماں اپنے جس بچے سے ناراض ہوتی ہے اسے بھی کھانا دے دیتی ہے اور اگر وہ بچہ ہاتھ جوڑ دے اور معافی مانگ لے تو ماں کو ترس آ جاتا ہے۔ یاد رکھیں! اللہ تعالیٰ کی رحمت ماں کی رحمت سے بھی 70 گنا زیادہ ہے۔ جتنا ماں کو منانا آسان ہے اللہ تعالیٰ کو منانا اس سے ستر گنا زیادہ آسان ہے۔ یہ عجیب معرفت کی بات ہے۔ اس دنیا میں اللہ رب العزت کو منا لیں پھر موت کے بعد سوائے پچھتاوے کے کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔

گناہوں کی نحوستیں:

ارشاد فرمایا، گناہوں کی نحوستیں بڑی خطرناک ہوتی ہیں۔ جو گناہوں کو بوجھ نہیں سمجھتا اور گناہ کرتا رہتا ہے وہ آخر کار علم سے بھی محروم ہو جاتا ہے۔ اس کا حافظہ کمزور ہو جاتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ گناہوں کی معافی مانگی جائے اور اس پر ندامت کا اظہار کیا جائے تا کہ نحوست ختم ہو، حافظہ تیز ہو اور زندگی میں برکات کا نزول شروع ہو۔



ظاہری اور باطنی پاکیزگی

فیصل آباد

مجاہدہ اور مشاہدہ:

ارشاد فرمایا مجاہدہ والے کو مشاہدہ نصیب ہوتا ہے۔ یہ مجاہدہ کی چکی ہر کسی کو پیسنی پڑتی ہے۔ ہر ایک کو دنیا میں مختلف قسم کے حالات پیش آتے ہیں۔ کوئی لے رہا ہے کوئی دے رہا ہے۔ اس دنیا میں کوئی آدمی اپنے بیٹے کے لئے دوشالہ خریدنے جا رہا ہوتا ہے، اور کوئی آدمی اپنے ہی بیٹے کو قبر میں اتارنے کے لئے لے جا رہا ہوتا ہے۔

؎ صبح ہوتی ہے شام ہوتی ہے
عمر یونہی تمام ہوتی ہے

انسان کے دو دشمن:

ارشاد فرمایا، شیطان کا انتہائی خطرناک وار یہ بھی ہے کہ وہ انسان کو اس لائن پر لگا دیتا ہے کہ ابھی بہت وقت پڑا ہے بعد میں توبہ معافی مانگ لیں گے۔

حالانکہ یہ اس کا سراسر دھوکہ ہے۔ موت تو اچانک آ جائے گی۔ آج دکاندار دکان بند کر کے آتے ہیں مگر خیال ادھر ہی لگا ہوتا ہے۔ دکان کی محبت کی وجہ سے دل کے اندر بھی دکان ہی بسی ہوتی ہے۔ یہ دکان سے اتنی محبت کا نتیجہ ہے کہ موت کا استحضار نہیں ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ جو کہ پروردگار عالم ہیں اس سے بھی انسان بے پرواہ اور غافل ہوا پھرتا ہے۔ ہمارے پیچھے نفس اور شیطان جیسے خطرناک دشمن لگے پھرتے ہیں مگر ہم ان دونوں کی مکاریوں سے غافل ہیں۔ نفس اندرونی دشمن ہے اور شیطان بیرونی دشمن ہے۔ شیطان کی یہ بھی مکاری ہوتی ہے کہ وہ بڑی نیکی سے چھڑا کر چھوٹی نیکی پر لے آتا ہے اور پھر آخر کار انسان کو گناہوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ نفس اور شیطان کے مقابلے میں رب تعالیٰ سے مدد مانگیں اللہ تعالیٰ ہماری ضرور مدد کریں گے۔

دوستی کا چسکا:

ارشاد فرمایا، طالبات کے لئے چند باتیں بہت ہی قیمتی ہیں۔ انہیں پلے باندھ لیں اور ان باتوں کی بالکل خلاف ورزی نہ کریں۔ ہمارے مشائخ نے لکھا ہے کہ جس کسی کو دوستیاں لگانے کا چسکا ہوتا ہے خواہ وہ کتنا ہی لائق کیوں نہ ہو وہ پیچھے رہ جائے گا اور اپنے قیمتی اوقات کو بھی دوستوں کے چکر میں ضائع کرتا رہے گا۔ جس کو دوستیاں لگانے کا چسکا نہ ہو خواہ وہ کتنا ہی کند ذہن کیوں نہ ہو وہ زندگی میں کامیاب ہو جائے گا۔

طالبات اور اولیاء اللہ:

ارشاد فرمایا، بعض اوقات بچیاں بھی اتنی بڑی نیکیاں کر جاتی ہیں کہ وہ

اولیاء اللہ کے مقام و مرتبے تک پہنچ جاتی ہیں۔ اتنے اخلاص سے نیک کام کرتی ہیں کہ اجر و ثواب میں اولیاء اللہ کی طرح ہو جاتی ہیں مگر اپنے اعمال کو ریا اور دکھاوے سے بچا نہیں سکتیں۔ اپنی زبان کی حفاظت نہیں کر سکتیں۔ اس لئے پھر نیچے آ جاتی ہیں۔ گناہوں سے بچنے کا نام تقویٰ ہے، یہ تقویٰ بہت بڑی نعمت ہے۔ یہی تقویٰ ہے جو انسان کو اولیاء اللہ کے زمرہ میں داخل کر دیتا ہے۔

اِنْ اَوْلِیَاۗءُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ (اللہ تعالیٰ کے دوست تو متقین ہیں)

گندگی اور خوشبو:

ارشاد فرمایا، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لڑکوں کو پڑھا رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد بڑی تیز قسم کی خوشبو محسوس ہوئی۔ پوچھا کہ آج کون اتنی تیز خوشبو لگا کر آیا ہے۔ لڑکوں نے پیچھے مڑ کر دیکھا کہ ایک لڑکا بیٹھا ہے۔ اس کے کپڑے گیلے ہیں اور ان میں سے خوشبو آ رہی ہے۔ حضرت نے اس لڑکے سے وجہ پوچھی تو وہ لڑکا پہلے کچھ دیر خاموش رہا۔ پھر ڈرتے ڈرتے عرض کیا کہ آج صبح مدرسے سبق پڑھنے کے لئے آ رہا تھا راستے میں ایک گھر کے سامنے سے گزر ہوا تو ایک عورت نے مجھے اسے لئے اندر بلایا کہ ایک مریض ہے اس پر کچھ پڑھ کر دم کر دیں۔ جب میں اندر داخل ہو گیا تو اس عورت نے دروازہ بند کر دیا اور مجھے برائی کی طرف مائل کرنے لگی۔ جب مجھے اس کی بری نیت کا پتہ چلا تو میں بہت گھبرایا۔ اس سے پیچھا چھڑانے کی کوشش کی مگر وہ عورت پیچھے ہی پڑ گئی۔

پھر مجھے ایک ترکیب سوجھی، میں نے کہا کہ مجھے باتھ روم جانے کی حاجت ہے۔ اس نے جانے دیا۔ میں نے وہاں پر اپنے اوپر گندگی مل لی تاکہ اس

عورت سے نجات مل جائے۔ جب گندگی سے بھرے کپڑوں کے ساتھ باہر نکلا تو اس عورت نے مجھے برا بھلا کہنا شروع کر دیا اور گھر سے باہر دھکیل دیا۔ اس طرح اس بلا سے میری جان چھوٹ گئی۔ میں نے کلاس میں پہنچنا تھا نہر پر چلا گیا۔ جلدی جلدی کپڑے دھوئے اور گیلے کپڑوں کے ساتھ یہاں آ گیا۔ مجھے نہیں پتہ کہ یہ خوشبو کیسے پیدا ہوگئی۔ سچ ہے کہ جو گناہوں سے بچتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے خوف کھاتا ہے تو دنیا میں بھی اسے خوشبودار بنا دیا جاتا ہے۔

مخالف پیدا کرنا:

ارشاد فرمایا، کسی بزرگ کا قول ہے کہ جس نے اپنی زندگی بے آرام کرنی ہو تو وہ اپنا ایک مخالف پیدا کرلے۔ واقعی جس نے اپنا مخالف پیدا کرلیا اس کی زندگی بے سکون ہو جاتی ہے۔ کبھی کوئی ایسا کام نہ کریں کہ جس سے دوسرے کا دل دکھی ہو اور وہ آپ کا مخالف ہو جائے۔ اچھے اخلاق سے دوسروں کا دل جیتیں بداخلاقی سے دوسروں کو مخالف نہ بنائیں۔

یاد رکھیں! بیماریوں میں سب سے بری بیماری دل کی بیماری ہے اور دل کی بیماریوں میں سب سے بری دل آزاری ہے۔ ضروری ہے کہ دل کو ظاہری باطنی بیماریوں سے پاک صاف رکھا جائے۔ دل کی پاکیزگی انسان کو اللہ تعالیٰ کا مقرب بنا دیتی ہے۔

عبادات کا ذوق وشوق:

ارشاد فرمایا، بچیوں کو طالب علمی کے زمانے سے ہی عبادات کی پابندی کرنی چاہئے۔ جامعات میں جو ماحول ہوتا ہے اس کی اپنی برکات ہوتی ہیں۔ گھروں

میں وہ ماحول نہیں مل سکتا اس لئے جامعہ کے ماحول میں رہ کر نیکی کریں تا کہ خوب بیٹری چارج ہو جائے اور باہر کے ماحول میں بھی اس کی نیکی کا فائدہ ہوتا رہے۔ اس نیکی پر استقامت کی برکت سے انسان گھریلو گناہوں اور نحوستوں سے بھی محفوظ ہو جاتا ہے۔ وضو، وقوف قلبی، تہجد، اشراق وغیرہ کی خوب پابندی رکھیں تا کہ زندگی میں عبادت کا ذوق شوق پیدا ہو اور عبادت میں دل لگنے لگ جائے۔

ظاہری باطنی پاکیزگی

ارشاد فرمایا، عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ کتے اگر چہ حیوان ہیں مگر وہ بھی جس جگہ بیٹھتے ہیں اسے صاف کر کے بیٹھتے ہیں۔ تو ہم اشرف المخلوقات ہو کر ظاہری و باطنی صفائی کا خیال کیوں نہیں رکھتے۔ اگر صفائی کے معاملے میں بھی کتے انسان سے بازی لے جائیں تو کتنے شرم کی بات ہے۔ ضروری ہے کہ ہر ممکن طریقے سے جامعہ میں ظاہری اور باطنی صفائی کی بھر پور کوشش کریں۔ ظاہری صفائی تو یہ ہے کہ لباس صاف ستھرا ہو، جسم پاک صاف ہو، بدزبانی، حسد، بغض، تکبر، لالچ اور بدگمانی جیسی بیماریوں سے ہر حال میں بچنے کی کوشش کریں اور اپنے دل کو برے خیالات سے پاک رکھیں، مثبت سوچ اپنائیں۔

قابلیت اور قبولیت:

ارشاد فرمایا، ہر دن، ہر رات بلکہ ہر وقت اپنے اساتذہ سے کوئی نہ کوئی اچھی بات سیکھنے کی کوشش کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں قابلیت نہیں قبولیت دیکھی جاتی ہے۔ نیکی کی دعائیں کرتے رہنا چاہیے تا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہو

جائیں۔ جب مسلسل دعاؤں کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا دروازہ کھٹکھٹاتی رہیں گی تو وہ دروازہ کھول دیا جائے گا اور آپ کو انشاء اللہ قبول کر لیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کی اور رسول کریم ﷺ کی محبت حاصل کرنے کے لئے جتنی محنت و کوشش کریں گی اتنا ہی فائدہ ہوگا۔ کوشش بھی جاری رکھیں اور دعائیں بھی کرتی رہیں۔ محنت اور مجاہدہ بھی رائیگاں نہیں جائے گا۔

کیف علم اور سوز عشق:

ارشاد فرمایا، ہر ادارے کا کوئی نہ کوئی مقصد ہوتا ہے۔ ہمارے ان اداروں کا مقصد علم و ذکر کی ترویج ہے۔ علم کے ذریعے کیف علم حاصل ہوتا ہے اور ذکر کے ذریعہ سوز عشق پیدا ہوتا ہے۔ اگر عشق ہو اور علم نہ ہو تو انسان بدعتی بن جاتا ہے اور اگر صرف علم ہو اور عشق نہ ہو تو انسان خشک ملاں بن جاتا ہے اور اس کی زبان میں تاثیر نہیں ہوتی۔

دن کی ابتداء:

ارشاد فرمایا، جس عمارت کی بنیاد مضبوط ہوگی تو اس کے اوپر جو کچھ مرضی بناتے رہیں وہ مضبوط ہی رہے گی، اگر بنیاد ہی کمزور ہو تو ہر لمحہ گرنے کا خطرہ لاحق رہے گا۔ اسی طرح اپنے دن کی ابتداء بھی اچھی طرح سے کریں سورۃ یٰسین پڑھ کر اور مختصر دعا مانگ کر شروع کریں تاکہ پورا دن نیکی اور تقویٰ طہارت میں گزرے۔ جب اسی طرح دن کی ابتداء کی جائے گی تو انشاء اللہ سارا دن اچھا گزرے گا اور انسان اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے لطف اندوز ہوتا رہے گا۔

اساتذہ کی ڈانٹ ڈپٹ:

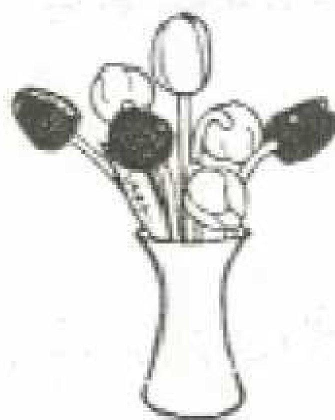
ارشاد فرمایا، جو لوگ بیمار ہوتے ہیں وہ ڈاکٹر کے پاس جاتے ہیں۔ اگر

زیادہ بیماری ہو تو آپریشن کروانے کیلئے سفارشیں کرواتے پھرتے ہیں کو کہ ڈاکٹر آپریشن میں چیر پھاڑ کرتا ہے مگر بعد میں وہی لوگ ڈاکٹر کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اسی طرح اگر استاد کسی وجہ سے ڈانٹیں اور روک ٹوک کریں منہ نہیں بنانا چاہئے اپنے اساتذہ کی قدر کرنی چاہئے۔ مدرسے کی چار دیواری میں صرف تعلیم حاصل کرنے سے کمال نہیں حاصل ہوتا مزہ تو جب ہے کہ تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت بھی حاصل کریں اور جامعہ میں رہ کر عمل کی بھی ٹریننگ کر لیں۔

اتباع سنت والا ماحول:

ارشاد فرمایا، جامعات میں بچیاں اپنی انتہائی کوشش کریں کہ ایسا ماحول پیدا ہو جائے کہ سنت پر جان دینے والی بن جائیں۔ جس نے اپنے ظاہر کو سنت کے مطابق ڈھال لیا اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے اندر کو بھی سنت سے مزین کر دے گا، انشاء اللہ۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ طالبات کو اتباع سنت نصیب ہو۔ اس کو زندگی کی تمنا بنا لیجئے۔

تیری دعا ہے کہ ہو تیری آرزو پوری
میری دعا ہے تیری آرزو بدل جائے







اسلام آباد ائیرپورٹ

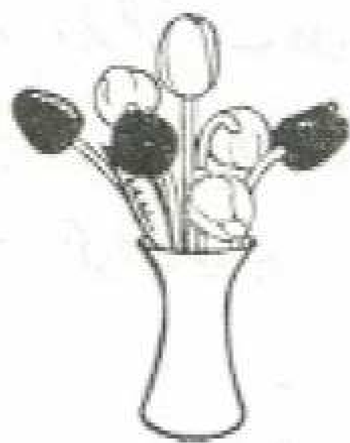
انسان بنانے کی مشین:

حضرت مولانا قاسم منصور مدظلہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ ڈٹ کر سلسلہ کا کام کریں اس کیلئے دن رات ایک کر دیں، زیادہ سے زیادہ پروگرام کریں۔ لوگوں کے پاس پیسے بنانے کی مشین ہوتی ہے آپ کے پاس انسان بنانے کی مشین ہے۔ سلسلہ نقشبندیہ کی نسبت اور توجہ یہ انسان بنانے کی مشین ہے چنانچہ ضروری ہے کہ تعلیم و تربیت اور توجہ کے ذریعے لوگوں کو اپنے رب سے ملائیں اللہ تعالیٰ کو وہ انسان محبوب ہوتا ہے جو رب تعالیٰ کے بندوں کو رب تعالیٰ سے ملاتا ہے۔

یقین کامل کی علامات:

ارشاد فرمایا، ہم نے لوگوں کے اندر ایمان و یقین کی کیفیت پیدا کرنی ہے

اس لئے لوگوں کو سمجھاتے رہیں۔ کسی کو حقیر نہ جانیں، کسی بات پر فخر نہ کریں، ہر شخص کی عزت کریں۔ حدیث شریف ہے ''تم میں سے کوئی اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک دوسروں کے لئے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے'' ایک اور حدیث مبارکہ ہے ''تم اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے والدین اولاد حتیٰ کہ تمام انسانوں سے زیادہ مجھ سے محبت نہ کرنے لگ جاؤ'' حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا، بندہ ایمان کی حقیقت کو اس وقت تک نہیں پا سکتا جب تک اپنی زبان کے بارے میں غمگین نہ ہو'' فضول باتوں پر غم کرنا چاہئے اور ان سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے ایک لمحہ بھی اللہ کی یاد سے غافل نہ رہیں۔







فیصل آباد

بے عملی کا وبال:

ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کُوْنُوْا رَبّٰنِیّٖنَ ''رب والے بن جاؤ'' پہلے دور میں یاد الٰہی میں مصروف رہنے والوں کو رب والے کہا جاتا تھا۔ آج ان کو اللہ والے کہتے ہیں۔ اس لئے معلمات کیلئے اللہ والیاں بن کر رہنا بہت ضروری ہے کیونکہ شاگرد تو ہمیشہ ہی استاد کی نقل کرتے ہیں۔ اگر استاد ذکر فکر کریں گے تو شاگرد بھی ضرور ذکر فکر کرنے والے بن جائیں گے۔ اگر معلمات باعمل نہیں بنیں گی تو شاگرد بھی بے عمل ہی رہیں گی اور شاگرد کے بے عمل ہونے کا وبال استاد پر آنے کا خطرہ بھی ہوسکتا ہے۔

اساتذہ عملی نمونہ بنیں:

ارشاد فرمایا، جامعہ دارالسلام کے ایک قاری صاحب مسنون لباس پہنا کرتے تھے، سنت کے مطابق زندگی بسر کرتے تھے ان کی دیکھا دیکھی شاگردوں

نے بھی سنت کے مطابق اپنے آپ کو ڈھال لیا اور اپنے استاد کے طرز پر چلتے چلتے وہ سنت نبوی ﷺ کا نمونہ بن گئے۔ اس لئے اساتذہ کرام کیلئے بہت ضروری ہے کہ وہ اپنے طلباء کیلئے نمونہ بن کر رہیں۔ اگر استاد اپنے شاگردوں کے سامنے اچھا نمونہ پیش نہیں کریں گے تو شاگرد بھی اچھے شاگرد بن کر سامنے نہیں آسکیں گے۔ زبان کی بجائے کردار بہت زیادہ تاثیر رکھتا ہے۔ اس لئے آپ سب اساتذہ کرام سنت نبوی ﷺ کا چلتا پھرتا نمونہ بن جائیں، حتیٰ کہ آپ کا اٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا، کھانا پینا، سونا جاگنا، بات کرنا، خاموش رہنا سب کا سب رضائے الٰہی کیلئے ہو جائے، تاکہ آپکے شاگرد بھی اسی مثالی سیرت میں ڈھلتے چلتے جائیں۔

محنت کی ضرورت:

ارشاد فرمایا، جس طرح برے اور فضول قسم کے لوگ دوسروں کو فضولیات کی طرف راغب کرتے ہیں۔ مختلف حیلے بہانوں سے برائیوں کی طرف کھینچتے ہیں۔ ہمیں بھی اتنی محنت تو کرنی چاہیے کہ لوگوں کو اچھائی اور نیک کاموں کی طرف مائل کرسکیں۔ بلکہ لوگ جتنی محنت دوسروں کو برائی کی طرف لگانے کے لئے کرتے ہیں اس سے کہیں زیادہ محنت ہمیں لوگوں کو نیکی کی طرف لگانے کے لئے کرنی چاہئے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ نیک بن جائیں۔ یاد رکھیں! آپ معلمات ہیں قابل احترام ہیں خود بھی نیک بنیں گی اور جتنی شاگردوں کو نیک بنائیں گی اتنا ہی زیادہ آپ کے لئے ذخیرہ آخرت بنتا جائے گا۔ حدیث شریف ہے۔

الدال علی الخیر کفا علہ

(نیکی کی طرف رہنمائی کرنے والا نیکی کرنے والے کی طرح ہے)

ارشاد فرمایا، اب آپ ایسے مقام پر ہیں کہ شاگردوں نے آپ کے ہی نقش قدم پر چلنا ہے۔ آپ سب معلمات اور پرنسپل صاحبات اور مہتمم صاحب ایک جماعت ہیں۔ آپ سب کو محنت کی چکی چلنی پڑے گی، بہت جدوجہد کرنا ہوگی، ایک دوسرے کے ساتھ ہر معاملے میں تعاون کرنا پڑے گا۔ یہ بہت ضروری ہے کہ تقویٰ طہارت کا پورا پورا انتظام کیا جائے۔ شروع میں ادارے چلانا ذرا مشکل ہوتے ہیں جب ایک دفعہ چل پڑتے ہیں تو پھر آسانی سے چلتے رہتے ہیں۔

خصوصی فضل وکرم:

ارشاد فرمایا، شروع میں تو جان لگانا پڑتی ہے، دن رات ایک کرتے ہیں تب کام بنتا ہے۔ آپ سب معلمات بھی خوب دل لگا کر محنت کریں۔ شروع میں ہی بخاری شریف کی کتابوں کا اجراء ہو جانا اللہ تعالیٰ کا خاص فضل وکرم ہے۔

~ جو کچھ ہوا ہوا کرم سے تیرے
جو کچھ کہ ہو گا تیرے کرم سے ہو گا

اتباع سنت کی اہمیت:

ارشاد فرمایا، سب سے ضروری بات یہ ہے کہ اپنی زندگی کو شریعت وسنت کے مطابق بنائیں، یہ عین فرض ہے۔ اس کیلئے سر دھڑ کی بازی لگانا پڑے تو ضرور لگانی چاہئے ماحول کو شریعت وسنت کے مطابق بنانا ضروری ہے۔ جتنا زیادہ سنت پر عمل کریں گے اتنی زیادہ ہماری دعائیں قبول ہوں گی۔ جتنی زیادہ سنتیں دوسروں کو سکھائیں گے اتنی زیادہ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اتریں گی۔ جس

طرح قوم سیاہی کو چوس لیتا ہے اس طرح سنت عمل اللہ تعالیٰ کے فضل کو کھینچتا ہے۔ آپ سب کے لئے اس عاجز کی آخری نصیحت یہی ہے کہ سراپا سنت بن جائیں۔ ظاہر باہر سنت کے مطابق عمل کرنا ہے خواہ اس کیلئے جان کا ہی خطرہ کیوں نہ ہو۔ یہی سنتوں کی ترویج بچیوں سے بھی کروانی ہے تاکہ سنتوں پر عمل والا ماحول بن سکے۔

؎ حق نے کر ڈالی ہیں دوہری خدمتیں میرے سپرد
اب تڑپنا ہی نہیں اوروں کو تڑپانا بھی ہے

رضائے الٰہی کی اہمیت:

ارشاد فرمایا، اگر آپ کتاب وسنت کی دل وجان سے پابندی کریں گی تو ہماری دعائیں آپ لوگوں کے ساتھ شامل حال ہوں گی۔ قرآن وسنت کی پابندی شروع میں ذرا مشکل لگتی ہے مگر جب انسان اس لمبے سفر پر قدم اٹھا لیتا ہے تو آسانیاں پیدا ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے لوگوں نے اپنا خون بہا دیا کیا ہم اپنا پسینہ بھی نہیں بہا سکتے؟

؎ رب لئی تج کرنا پیندا اے آسائشاں نوں آراماں نوں
کنڈیاں تے چلنا پیندا اے گلبدناں نوں گلفاماں نوں





تقویٰ کی اہمیت

بنوں

سوالات کے جوابات قرآنی آیات سے:

دورہ بنوں کے آخری مرحلہ میں مدرسہ معراج العلوم میں تقویٰ کے متعلق چند ملفوظات ارشاد فرمائے ۔ اس مجلس میں آپ نے مختلف سوالات بھی ارشاد فرمائے اور پھر قرآن کریم کی آیات جوابی ثبوت کے طور پر ارشاد فرمائیں۔ سوالیہ انداز میں ارشاد فرمایا، عزت کیسے ملتی ہے؟ پھر قرآن کی آیت مبارک پڑھی اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ''بے شک اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ گناہوں سے بچنا والا ہے'' پھر ارشاد فرمایا، روزی کیسے ملتی ہے؟ قرآن سے جواب دیا

وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ.

(اور جو کوئی تقویٰ اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے مشکل سے نکلنے کا راستہ بتا دیتے ہیں اور ایسی جگہ سے رزق عطا کرتے ہیں جو اس

کے وہم وگمان میں بھی نہیں ہوتا)

پھر سوال کیا کہ ولی کون ہوتے ہیں؟ جواب میں ارشاد فرمایا

ان اولیاء ہ الا المتقون (اللہ تعالیٰ کے اولیا تو متقی لوگ ہوتے ہیں)

حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ تفصیل سے بیان فرمایا اور پوچھا کہ ان بڑی بڑی مشکلات سے حضرت یوسف علیہ السلام کیسے بچے تھے؟ جواب میں ارشاد فرمایا

انہ من یتق ویصبر فان اللہ لا یضیع اجر المحسنین

(بے شک جو تقویٰ پرہیزگاری اختیار کرتا ہے اور صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی نیکیوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتے)

جولوگ تقویٰ اختیار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کیلئے آسانی فرماتے ہیں۔

طلباء اور بے علمی:

طالب علموں سے خصوصی خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ جس نے بڑے بڑے کام کرنے ہوتے ہیں ان کا دور طالب علمی سے ہی پتہ چل جاتا ہے، کیونکہ وہ پڑھتے بھی جاتے ہیں اور ساتھ ہی عمل بھی کرتے جاتے ہیں۔ دوسرے طالب علم یہ سوچتے ہیں کہ پڑھنے کے بعد اکٹھا ہی عمل کریں گے۔ یہ تو ناممکن سی بات لگتی ہے جس طرح سو دنوں کی خوراک ایک دن کھانا ناممکن ہے اسی طرح اکٹھا عمل کرنا بھی ناممکنات میں سے ہے۔ جب پڑھائی کے دوران عمل نہ ہوا تو بعد میں کیا ہوگا۔ ہمارے بزرگ تقویٰ والی اور باعمل زندگی گذارتے تھے، ہر وقت عمل کو مدنظر رکھتے تھے، ہمیں بھی چاہئے کہ اگر ہم اپنے اکابر جیسے انسان نہیں بن سکتے تو کم از کم اپنی بے عملی کے ذریعے انہیں بدنام تو نہ کریں۔ علم بغیر عمل کے وبال ہے۔

ہوا بھی ہو بادل بھی ہو بارش نہ ہو تو کیا فائدہ
قرآن بھی ہو حدیث بھی ہو عمل نہ ہو تو کیا فائدہ

بہترین زادِ راہ:

ارشاد فرمایا، بہت دفعہ یہ حدیث مبارکہ پڑھی البرکۃ مع اکابرکم (برکت بڑوں کے ساتھ لگے رہنے میں ہے) اپنے مشائخ کے ساتھ نتھی رہنے کی کوشش کرتے رہیں یہی کامیابی کا ذریعہ ہے۔ مشائخ کی صحبت میں رہنے سے بندے میں تقویٰ جیسی خصوصیات پیدا ہو جاتی ہیں۔ یاد رکھیں! تقویٰ اختیار کرنے سے دنیا جہان کی نعمتیں ملتی ہیں۔ ہر اس چیز سے بچنے کا نام تقویٰ ہے جو انسان کو اللہ تعالیٰ سے غافل کر دے۔ سوچتے رہیں کہ کس چیز اور کس کام سے غفلت ہو رہی ہے۔ اس کو چھوڑ دیں گے تو متقی کہلائیں گے۔ اگر راستے میں کہیں کوئی غیر محرم عورت بغیر پردے کے جا رہی ہو آپ اس کے چہرے اور جسم کو نہیں دیکھیں گے تو یہ آپ نے فتویٰ پر عمل کیا ہے اور اگر آپ نے اس کے کپڑوں پر بھی نظر نہ ڈالی تو یہ تقویٰ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ہمیں بے ریش لڑکوں کے چہرے پر بھی نظر ڈالنے سے منع فرمایا ہے۔ ہمیں نبی کریم ﷺ کی پُر حکمت باتوں کو ہر وقت مدِ نظر رکھنا چاہیے۔ یاد رکھیں! تقویٰ کا سہارا لے کر چلیں ورنہ ٹھوکر کھا کر گر پڑیں گے۔ اس زندگی کے سفر میں بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے

ان خیر الزاد التقوی

"بے شک بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے"

مجلس 39

دعوت وتبلیغ

بخول

حضرت جی دامت برکاتہم کی زندگی:

حضرت جی دامت برکاتہم کی زندگی اس آیت شریفہ کا نمونہ ہے

رَبِّ اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا وَّ نَهَارًا

''میں نے اپنی قوم کو دن اور رات دعوت دی''

تمام انبیائے کرام کی سب سے عظیم سنتوں میں سے ایک عظیم الشان سنت دعوت وتبلیغ ہے جس کی خاطر انبیائے اکرام نے مختلف قسم کی تکالیف اٹھائیں۔ حتیٰ کہ نبی آخرالزماں ﷺ نے حق بات کی دعوت وتبلیغ کیلئے پتھر بھی کھائے۔ حضرت جی نبی کریم ﷺ کی اس عظیم الشان سنت کو زندہ کرنے کے لئے ملک ملک شہر شہر اور گھر گھر کے دورے کر رہے ہیں۔ نہ دن کی فکر، نہ رات ہونے کا احساس بس یہی خیال اور فکر ہر وقت حاوی رہتی ہے کہ اللہ کا دین گھر گھر پہنچ جائے لوگوں کے دل ایمان کی روشنی سے منور ہو جائیں۔

وقت فرصت ہے کہاں کام ابھی باقی ہے
نور توحید کا اتمام ابھی باقی ہے

دورہ دعوت وتبلیغ:

حضرت جی دامت برکاتہم نے دعوت وتبلیغ کی خاطر بنوں کا دورہ کیا، دوران کافی تعداد میں لوگوں کو بیعت کیا اور انہیں اللہ اللہ کرنا سکھایا اور چند قیمتی ملفوظات بھی ارشاد فرمائے جنہیں راقم الحروف نے تحریر کر لیا۔ بنوں میں حضرت جی بہت دور ایک شخص کا جنازہ پڑھانے کیلئے تشریف لے گئے۔ طبیعت بہت ناساز تھی مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسی ہمت وطاقت عطا کی تھی کہ اتنے دور کا سفر طے کر لیا تھا۔ بعض دوستوں کو یہ حسرت کرتے سنا گیا کہ ہائے کاش! ہم اس جلد ہوتے تاکہ ہمارا جنازہ بھی حضرت جی پڑھاتے۔ ارشاد فرمایا، بعض لوگوں کا جنازہ پڑھنے سے جنازہ پڑھنے والوں کو فائدہ ہوتا ہے اور بعض جنازہ پڑھانے والے ایسے بزرگ کامل ہوتے ہیں کہ ان کی وجہ سے مرنے والے کو فائدہ ہوتا ہے۔

قیلولہ اور دعوت قبول کرنا سنت ہے:

کسی دوست کے گھر دعوت تھی اس حوالے سے ارشاد فرمایا کہ دعوت قبول کرنا سنت رسول ﷺ ہے اس سے دلوں میں محبت بڑھتی ہے، دل آپس میں مانوس ہوتے ہیں، ایک دوسرے سے استفادہ حاصل کرنے کے دروازے کھلتے ہیں۔ دوپہر کے کھانے کے بعد قیلولہ کرنا بھی سنت ہے جس سے رات کے اٹھنے میں مدد ملتی ہے۔ نصف دن کے کاموں کی وجہ سے جو تھکن ہو جاتی ہے وہ بھی دور ہو جاتی ہے اور انسان پھر دوبارہ کام کیلئے چاک و چوبند ہو جاتا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ" قیلولہ کی سنت پوری کرتے ہوئے

دوپہر کو سو جانا ان کروڑوں شب بیداریوں سے بہتر ہے جو سنت کے خلاف کی جاتی ہیں''۔

طلب اور اصلاح:

لوگوں کو اپنی اصلاح کی طرف متوجہ کرنے کیلئے بیان فرمایا تاکہ لوگ ظاہری اصلاح کے ساتھ ساتھ باطنی اصلاح کی بھی فکر کرنے لگ جائیں۔ارشاد فرمایا،جس کو اپنی اصلاح کی فکر اور بے چینی لگ جائے اس کی روحانیت کی منازل بڑی جلدی طے ہو جاتی ہیں۔ یہ روحانیت کا سفر والہانہ انداز کا سفر ہے جس کے اندر جتنی زیادہ اصلاح کی طلب اور تڑپ ہوگی اس کو اتنی ہی جلدی کامیابی نصیب ہوگی۔ بہت کم ایسے لوگ ملتے ہیں جو سچی طلب اور تڑپ والے ہوں اور ہر قسم کی ڈانٹ ڈپٹ برداشت کر سکتے ہوں۔ایسے لوگ حقیقتاً بہت محبت والے ہوتے ہیں اگرچہ تعداد میں بہت تھوڑے ہوتے ہیں مگر اپنی شدت طلب اور تڑپ کی برکت سے فیض کو خوب کھینچتے ہیں۔مزید اکثر و بیشتر لوگ تو عقیدت کے درجے تک ہی رہتے ہیں۔جتنی ان میں زیادہ طلب ہوتی ہے اتنا ہی انہیں فیض پہنچتا ہے اور بعض اوقات پھر اس پر شکوہ شکایت بھی کرنے لگتے ہیں کہ ہمیں فائدہ زیادہ کیوں نہیں ہو رہا کم کیوں ہو رہا ہے۔اپنے باطن کی طرف توجہ نہیں کرتے محبت میں شدت نہیں آتی اور طلب کا اظہار نہیں ہوتا اور چاہتے ہیں کہ فیض بغیر طلب کے ہی حاصل ہو جائے۔سوچیں ذرا کہ جب تک انسان کی طلب میں اضافہ نہیں ہوگا اسے فائدہ کیسے ہوگا۔

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے کوئی راہرو منزل ہی نہیں



رونا دھونا

یہ مجلس علمائے کرام کے ساتھ منعقد ہوئی حضرت جی دامت برکاتہم نے تصوف وسلوک کے حقائق ومعارف کو بیان کیا۔

سلوک نقشبندیہ:

ارشاد فرمایا کہ دوسرے روحانی سلاسل میں محنت ومجاہدہ کے ذریعے سلوک طے کرواتے ہیں ہمارے سلسلہ نقشبندیہ کے مشائخ کہتے ہیں کہ ہم اتباع سنت اور کثرت ذکر کے ذریعہ سے سلوک طے کرواتے ہیں۔

جذبہ کیا ہے؟ ذوق وشوق اور محبت الٰہی کی تڑپ کو جذبہ کہتے ہیں۔ جسے شوق اتنا غالب ہو جائے کہ وہ نیکی کی طرف کھنچتا چلا جائے وہ مجذوب سالک ہوتا ہے۔ ہمارے مشائخ بیعت ہونے سے پہلے یہ دیکھتے تھے کہ مرید محبوب ہے یا محب ہے۔ اگر جذبہ غالب ہے تو وہ مراد ہے اگر جذبہ غالب نہیں ہے تو وہ

مرید ہے۔

ہر درد کی دوا رونا ہے:

ارشاد فرمایا، حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے سلسلہ میں محرومی نہیں ہے۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے ایسا سلسلہ مانگا ہے جو یقیناً موصل ہے۔ مقصد یہ کہ اس سلسلہ عالیہ میں داخل ہو کر محنت کرنے والا انسان کبھی ناکام نہیں ہوتا۔ اگر سالک محنت، کوشش کرتا ہے تو کامیابی حاصل ہونے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ ہمارے سلسلہ نقشبندیہ میں بھی رونا دھونا ہوتا ہے مگر عاشق کی طرح ہائے وائے نہیں ہوتی بلکہ محبوبیت غالب رہتی ہے۔

ساری چمک دمک تو انہی موتیوں سے ہے
رونا نہ ہو تو عاشقی میں آبرو نہیں
آئینہ دل کی جلا ہے رونا
اور دیدہ مردم کی ضیاء ہے رونا
پوچھا جو علاج اسکا تو مسیحا نے کہا
ہر درد کی دوا ہے رونا

مبتدی اور متوسط زیادہ روتے ہیں:

ارشاد فرمایا، مبتدی اور متوسط زیادہ روتے ہیں منتہی کو مقام حیرت نصیب ہوتا ہے۔ حضور ﷺ کے پاس ایک دفعہ یمن سے ایک وفد آیا اس میں ایک نوجوان بہت رویا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم بھی شروع میں بہت

رویا کرتے تھے اب ہمارے دل سخت ہو گئے ہیں گویا اپنی عاجزی کا اظہار فرما دیا۔ ارشاد فرمایا، قرآن پاک کی اس آیت پر شاید ہی کبھی عمل نصیب ہوا ہو کہ وہ لوگ روتے ہوئے سجدے میں گر جاتے ہیں۔ کیا ہم اس آیت پر عمل کے بغیر ہی مر جائیں گے کبھی تو زندگی میں اس پر عمل نصیب ہو جائے کبھی تو اس آیت پر عمل کرنے کی کوشش کرلیں اور روتے ہوئے سجدے میں گر جائیں۔

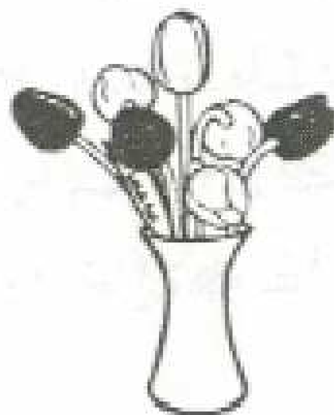
دل میں رقت کیسے آتی ہے:

ارشاد فرمایا، مراقبہ کی کثرت کرنے سے دل میں رقت و نرمی پیدا ہوتی ہے۔

بے وضو عشق و محبت میں عبادت ہے حرام
خوب رو لیتا ہوں آقا کے ذکر سے پہلے

اہل اللہ اپنی عبادات میں آنسوؤں سے خوب رو لیتے ہیں اس آنکھ کا کیا فائدہ جو عشق الٰہی میں نہ روئے۔

عاشق دا کم رونا دھونا بن روون نہیں منظوری
دل رووے چاہے اکھیاں رووَن وچ عشق دے روون ضروری
کوئی تے روندے دید دی خاطر کوئی روندے وچ حضوری
اعظم عشق وچ روناں پیدا بھاویں وصل ہووے بھاویں دوری





محبت دنیا کا وبال

شیخ لاہوری مسجد جھنگ

محبت دنیا کا وبال:

ارشاد فرمایا، جس طرح کوئی شخص پل پر اپنا گھر نہیں بناتا اسی طرح مومن دنیا سے دل نہیں لگاتا کیونکہ دنیا بھی ایک پل کی مانند ہے۔ دنیا دھوکے کا گھر ہے اس کی ہر چیز انسان کو دھوکہ دیتی ہے۔ دنیا بیوہ عورت کی مانند ہے جس نے کئی خاوند کئے ہوئے ہیں۔ آخر کار یہ سب زمین میں گاڑ دیتی ہے۔ دنیا کی محبت اور اللہ کی محبت دونوں اکٹھے ایک دل میں نہیں رہ سکتیں جس طرح دو سگی بہنیں ایک نکاح میں نہیں جمع ہو سکتیں۔ جو انسان دنیا سے محبت کرے گا ایک نہ ایک دن دنیا سے جدا کر دیا جائے گا اور جو انسان اللہ سے محبت کرے گا ایک نہ ایک دن اللہ سے ملا دیا جائے گا۔

دنیا ہاتھ میں رکھنا جائز ہے، جیب میں رکھنا جائز ہے مگر دل میں رکھنا جائز نہیں ہے۔ دنیا اور انسان کی مثال ایسے ہے جیسے کشتی اور پانی ہوتا ہے۔ اگر پانی کشتی کے نیچے نیچے رہے تو اس کے لئے چلانے میں مدد دیتا ہے اور اگر وہی

پانی کشتی کے اندر آ جائے تو اسے ڈبو کے رکھ دیتا ہے۔ اسی طرح اگر مال کسی کے دل کی کشتی سے نیچے رہے تو اس کا بہترین خادم ہے اگر دل کے اندر داخل ہو جائے تو اس کا بدترین آقا ہے۔

یہ کیسے معلوم ہو کہ دل میں دنیا کی محبت ہے کہ نہیں ہے؟ اس کا پیمانہ یہی ہے کہ اس کو نہ تو ناجائز طریقے سے کمائے اور نہ ہی ناجائز کاموں میں لگائے۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ جس دل میں دنیا کی محبت ہو تو تمام دنیا کے اولیاء اللہ بھی مل کر اس کے دل میں اللہ کی محبت نہیں ڈال سکتے۔

مال پر فخر:

ارشاد فرمایا، انسان کا پیٹ دنیا کی چیزوں سے نہیں بھرتا بلکہ قبر کی مٹی سے بھرتا ہے۔ بعض اوقات امراء اپنے مال و دولت پر فخر کرتے ہیں حالانکہ یہ کوئی فخر والی چیز نہیں ہے۔ کسی عارف نے مثال دی ہے کہ وہ امراء جو مال پر فخر کرتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے کہ جیسے دو چوڑھے گندگی کے ٹوکروں پر فخر کریں کہ میرے ٹوکرے میں گندگی زیادہ ہے دوسرا کہے کہ نہیں میرے ٹوکرے میں گندگی زیادہ ہے۔ زہد فی الدنیا بہت بڑی نعمت ہے۔ دنیا اللہ والوں کی غلام ہوتی ہے انہیں زہد فی الدنیا حاصل ہوتا ہے۔

؎ دنیا میں ہوں دنیا کا طلبگار نہیں ہوں
بازار سے گزرا ہوں خریدار نہیں ہوں

دنیا کی محبت نکالنے کا طریقہ:

ارشاد فرمایا، اللہ والوں کی نظر میں سونے اور چاندی کی قیمت میں کوئی فرق

نہیں ہوتا۔ یہ دونوں چیزیں ان کے لئے مٹی کی طرح ہوتی ہیں۔ اللہ والے دل سے دنیا کی محبت نکال کر یہ احساس بیدار کر دیتے ہیں کہ ہمیں اللہ کے ساتھ تعلق مضبوط کرنا ہے۔ دل سے دنیا کی محبت نکالنے کے لئے اللہ والے فکر آخرت انسان کے دل میں پیدا کرتے ہیں۔ جب فکر آخرت غالب کرتی ہے تو محبت دنیا بہت کم ہو جاتی ہے اور آخرکار نکل جاتی ہے۔ یہ سچے پیر کی نشانی ہے کہ وہ دنیا کی محبت انسان کے دل سے نکال دیتے ہیں۔





حالات سنوارنے کا طریقہ

بچوں کے لئے انداز تربیت

ارشاد فرمایا، اگر بچوں کو ڈانٹنے اور مارنے کی عادت پڑ جائے تو پھر انسان ڈانٹتا اور مارتا ہی رہتا ہے۔ مردوں کے لئے بھی ضروری ہے اور عورتوں کے لئے تو بہت ہی ضروری ہے کہ بچوں کو ہر وقت ڈانٹتی نہ رہیں۔ وہ بچے ہیں اس لئے ان کی بعض لغزشوں سے صرف نظر کریں۔ ہاں جو فاش غلطی کریں اس پر ذرا خوب تنبیہ کر دیں اور تلقین کر دیں کہ آئندہ ایسی خطرناک شرارت نہیں کریں گے۔ اگر کوئی یہ سمجھے کہ بچے بالکل شرارت نہ کریں یا شرارت چھوڑ دیں تو یہ ناممکن ہے۔ ہمارے حضرت پیر غلام حبیب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے ”ب“ سے بکری کا بچہ ”ب“ سے بندر کا بچہ ”ب“ سے بندے کا بچہ بنتا ہے۔ اگر یہ تینوں آرام سے بیٹھے ہوں تو ظاہر ہے کہ یہ بیمار ہوں گے اس لئے خاموشی سے بیٹھے ہیں ورنہ کوئی نہ کوئی حرکت ضرور کرتے رہیں گے۔

مریدوں کے لئے انداز تربیت:

ارشاد فرمایا، کہ بعض مشائخ اپنے مریدین کو ڈانٹتے ہیں تو اس کا مقصود کسی بات کی اہمیت واضح کرنا ہوتا ہے۔ یہ ڈانٹ اس لئے بھی کارگر ہوتی ہے کہ انسان کے اندر سے ''میں'' نکلتی ہے۔ اس کی ''انا'' ٹوٹتی ہے۔ حضرت جی دامت برکاتہم نے کسی کو خط میں بھی لکھا ہے'' کسی کو سخت انداز میں بات کہنے کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہوتا کہ دل میں میل آگئی ہے بلکہ بات کی اہمیت کو واضح کرنا مقصود ہوتا ہے''۔

حالات سنوارنے کا طریقہ

ارشاد فرمایا، یہ بات لوہے پر لکیر کی مانند ہے کہ اعمال سے حالات بدلتے ہیں، سنورتے ہیں۔ اگر اعمال چھوڑ بیٹھیں گے تو جتنی مرضی تدبیریں کرلی جائیں حالات مزید بگڑ جاتے ہیں۔

ایک حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ جب میری امت کے لوگ زکوۃ کو تاوان سمجھنے لگیں گے تو قحط وغیرہ کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اگر شریعت کے قوانین کو ہلکا سمجھنے لگیں گے تو مسلمانوں کا خون ارزاں ہو جائے گا۔

جن کے حالات تو اچھے ہوں مگر اعمال اچھے نہ ہوں تو ان کی مثال مردہ لاش کی مانند ہے کہ جتنی پھولے گی اتنی ہی بدبو زیادہ ہوگی۔

جس کے پاس مال و دولت ہو اور اس سے وہ دوسروں کی خدمت نہ کرے نہ ہی دین پر خرچ کرے تو اس کے اخلاق سے مردہ لاش کی طرح بو آئے گی۔ لوگ اس سے نفرت کریں گے اور وہ خود ہمیشہ بے سکون رہے گا۔

بے سکونی کی وجہ:

ارشاد فرمایا، دنیا دار آدمی سے پوچھ کر دیکھ لو وہ بہت دکھی ہوگا اس کا سکون غارت ہو چکا ہوگا اس کو ہر وقت کوئی نہ کوئی دنیا کی فکر کھا رہی ہوگی۔

ہمارے شہر کے ایک پٹواری قسم کھا کر کہتے تھے کہ اس نے اتنی جائیداد بنائی ہے کہ اس کی سات پشتوں تک کے لئے کافی ہے۔ یہ جائیداد اس کے ایک نالائق بیٹے نے ہی طوائفوں کے چکر میں بیچ کر کھالی۔ حتیٰ کہ یہ حالت ہوگئی کہ آخری عمر میں کھانے کو کچھ نہیں ملتا تھا تو وہ بھیک مانگ کر گزارہ کرتا تھا۔

یاد رکھیں! اجتماعی اعمال سنوریں گے تو اجتماعی حالات سنوریں گے اور اگر انفرادی اعمال سنوریں گے تو انفرادی حالات بھی سنور جائیں گے۔



مجلس 43

رزق کی برکت

جھنگ

تواضع کی حقیقت:

ارشاد فرمایا، انسان مجلس میں کوئی ایسا کام نہ کرے جس سے نمایاں ہو۔ ایک مرتبہ ایک سالک دروازے میں آ کر بیٹھ گئے حالانکہ دوسرے لوگ حضرت جی کے پاس چادروں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ فرمایا، یہ تواضع نہیں ہے کہ آپ اکیلے ہی دروازے میں بیٹھے ہیں بلکہ دوسروں کے ساتھ آ کر بیٹھ جائیے۔ دوسروں سے نمایاں ہو کر کسی طرح بھی نہ بیٹھنا چاہیے خواہ دروازے میں ہی بیٹھ کر نمایاں ہوں۔ یہ ظاہر میں تو عاجزی ہے مگر حقیقت میں اس سے آدمی دوسروں سے نمایاں محسوس ہوتا ہے اور نفس خوش ہوتا ہے۔

خیالات کا علاج:

کسی نے مراقبہ میں گندے گندے خیالات آنے کے بارے میں پوچھا کہ اس کا کیا علاج ہے؟ فرمایا، مراقبہ میں تو ہمارے حضرات دو دو گھنٹے، تین تین

کھٹے بیٹھتے تھے لیکن تھکتے نہیں تھے اور نہ ہی خیالات انہیں تنگ کرتے تھے۔ اس لئے کہ انہوں نے خوب محنت اور مجاہدہ کیا تھا، دل سے دنیا کو نکال دیا تھا۔ فرمایا، خیالات کا لانا برا ہے آنا برا نہیں ہے۔ جو شخص خیالات آنے کے باوجود مراقبہ کرے اسے دوگنا ثواب ملے گا۔ سالک کی ذمہ داری بیٹھنا ہے مزہ آئے یا نہ آئے۔ آپ نے عبدالطف نہیں بننا بلکہ عبداللطیف بننا ہے۔

اگر مزوں کے پیچھے پڑیں گے تو پھر کون کون سے مزے پورے کریں گے۔ اگر خیالات زیادہ آئیں تو اور زیادہ فکر ہونی چاہئے۔ زیادہ سے زیادہ مراقبہ کرنا چاہئے۔ یاد رکھیں! شروع میں سب سالکین کو خیالات آتے ہیں، بہت ہی کم کوئی ایسا ہوگا جس کو خیالات نہ آئیں۔ ان خیالات کے آنے سے نہیں گھبرانا چاہئے۔ خیالات کو آنے دیں اور جانے دیں ان میں الجھنا نہیں چاہئے تاکہ وقت ضائع نہ ہو۔ بس پولیس کے سپاہی کی طرح جو کہ چوک پہ کھڑا ٹریفک پاس کررہا ہوتا ہے ہمیں بھی خیالات کی ٹریفک کو چلتے رہنے دینا چاہئے۔ مراقبہ میں جتنا زیادہ بیٹھیں گے اتنی زیادہ پرواز نصیب ہوگی۔ مثل مشہور ہے کہ جتنا زیادہ گڑ ڈالیں گے اتنا زیادہ میٹھا ہوگا۔

رزق کی برکت مانگیئے:

کسی نے عرض کیا کہ رزق زیادہ ہو جائے اس کے لئے کچھ بتا دیجئے۔ ارشاد فرمایا، رزق کی زیادتی نہیں مانگنی چاہئے بلکہ رزق کی برکت مانگنی چاہئے۔ رزق کی برکت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ بعض اوقات ضروریات بالکل تھوڑی کر دیا کرتے ہیں، بیماریاں وغیرہ کم ہو جاتی ہیں۔ کسی جگہ اگر آمدنی کم ہو جاتی ہے تو پھر ضروریات بھی مناسب ہوتی ہیں جس سے گزارا ہو جاتا ہے۔

عورتیں مردوں کو رزق کے بارے میں زیادہ ڈراتی ہیں کہ کہاں سے کھائیں گے۔ عورتوں کو ڈر ہوتا ہے کہ کہاں سے کھائیں گے؟ دوسرا ڈر یہ ہوتا ہے کہ اولاد کا کیا بنے گا؟ رزق تو اللہ تعالیٰ نے دینا ہی دینا ہے۔ ایک آدمی نے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے رزق کی کمی کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا، کہ گھر جاؤ اور جس آدمی کا رزق تمہارے ذمے ہے اُسے گھر سے نکال دو اور جس کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے اسے گھر میں ہی رہنے دو۔ لوگ اللہ تعالیٰ کو غفور و رحیم مان کر دن رات بے عملی اور گناہ کئے جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ معاف کر دے گا۔ دوسری طرف وَ اللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ سمجھ کر رزق کمانے سے باز نہیں آتے۔ ایک صفت کو اتنا مانتے ہیں اور دوسری صفت کو بالکل نظر انداز کر جاتے ہیں۔ اسباب اختیار کرنا ضروری ہیں۔ کم از کم جتنی رزق کے لئے تگ و دو کریں اس کے برابر بخشش کے لئے بھی تگ و دو کریں۔ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہے۔

سامان سو برس کا ہے پل کی خبر نہیں

محبوب سے ملاقات:

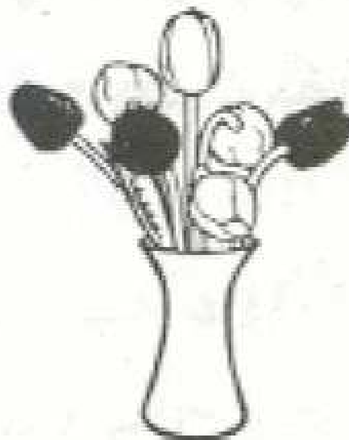
ارشاد فرمایا، کہ اگر اللہ کی محبت دل میں پیدا ہو جائے تو موت کا ڈر بھی نکل جاتا ہے بلکہ انسان اللہ تعالیٰ سے ملنے کے لئے تڑپتا رہتا ہے۔ کسی کے شعر کا ترجمہ ہے۔

''اس دن سے میرے دل سے موت کا ڈر نکل گیا ہے جس دن سے یہ پتہ چلا ہے کہ یہ بھی میرے محبوب کی سنت ہے''۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی روح قبض کرنے کے لئے ملک الموت آیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا، کہ جا کر پوچھئے کہ کیا کبھی خلیل بھی خلیل کی روح قبض کرواتا ہے؟ فرشتے نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا، کہ میرے ابراہیم سے کہہ دو کہ کیا کبھی دوست بھی دوست سے ملاقات کرنے سے انکار کرتا ہے؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام سمجھ گئے اور فرمایا عجل عجل۔ تب تو جلدی کرو جلدی کرو میری روح کو قبض کرو۔ دوست کو دوست سے ملاؤ۔ اس مجلس کے آخر پر آپ کسی مریض کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور اسے مرشد عالم پیر غلام حبیب رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت کی طرف توجہ کرنے اور وقوف قلبی رکھنے کی تلقین کی تاکہ ہر وقت دل میں اللہ اللہ ہونے لگے۔ آخری وقت اگر یہ رحمت کسی کو نصیب ہو جائے تو بڑی غنیمت ہے۔

دم واپسیں بر سر راہ ہے
عزیزو اب اللہ ہی اللہ ہے







جھنگ

پڑھائی کے دوران ذکر:

ارشاد فرمایا کہ 1947ء کے ہنگاموں میں جب ہندوؤں کے حملے کا ڈر ہوتا تو حضرت صدیقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے کہ اذان دینا شروع کردو۔ فوراً اذان دینا شروع کردیتے تو ہندو الٹے قدموں پر واپس لوٹ جاتے۔

کسی بچے کو پڑھائی کے دوران ذکر کا انداز بتاتے ہوئے فرمایا، تعلیم کے دوران طالبعلم کے لئے فرض واجب اور سنت پر عمل کافی ہے۔ باقی وقت پڑھائی پر لگانا چاہیے۔ پڑھائی سے فارغ وقت میں ذکر پابندی سے کرتے رہنا چاہیے۔ ذکر کرنے سے برکت بہت زیادہ ہوتی ہے۔

ذکر کے طریقے:

ارشاد فرمایا، ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں صفاتی ناموں کا ذکر نہیں کرواتے بلکہ اسم ذات (اللہ) کا ذکر کرواتے ہیں۔ چاروں سلاسل حق ہیں مگر

ہمارے سلسلہ عالیہ میں اثبات پہلے اور نفی بعد میں ہے۔ جب کہ دیگر سلاسل میں نفی پہلے ہوتا ہے اور اثبات بعد میں ہے۔ اثبات والے جب چیزوں کو دیکھتے ہیں مثلاً پھولوں، پھلوں، پہاڑوں، درختوں، وغیرہ کو تو انہیں اللہ یاد آتا ہے۔ نفی والے جب چیزوں کو دیکھتے ہیں تو ہر چیز کی نفی کرتے ہیں۔ توحید وجودی والے کہتے ہیں کہ یہ سب کچھ ہمہ اوست ہے۔ یعنی سب کچھ وہی ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم ''ہمہ از اوست'' کے قائل ہیں۔ مطلب یہ کہ سبھی کچھ اسی کے حکم سے ہو رہا ہے۔ جب کہ وہ ہماری سوچوں اور فکروں سے بھی ماوراء ہے۔

اللہ کی پہچان:

ارشاد فرمایا، جب انسان یہ سوچتا ہے کہ میں اللہ کو نہیں پا سکتا وہ بہت بلند و بالا ہے بس یہی اس کی پہچان ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا قول ہے کہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی پہچان سے عاجز سمجھنا ہی اس کی پہچان ہے۔

تو دل میں تو آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا
میں جان گیا بس تیری پہچان یہی ہے

دائمی حضور:

ارشاد فرمایا، نفی اثبات جو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ پہلے اللہ کا اثبات تھا چیزوں کی نفی تھی۔ پھر اس کے ذریعے جو کچھ روحانیت حاصل ہوئی اس کی بھی نفی کر دی جائے گویا ''لا'' کا جھاڑو اندر باہر پھیر دیا جائے گا۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''... میں تجلی ذاتی برق

حاصل ہوتی ہے۔ جب کہ ہمارے سلسلہ عالیہ میں تجلی ذاتی دائمی نصیب ہوتی ہے۔ دوسرے سلاسل میں اسماء وصفات کے پردے حائل ہوتے ہیں جب کہ ہمارے سلسلہ عالیہ میں یہ پردے ذاتی تجلی کی وجہ سے حائل نہیں ہوتے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''جس کو نماز وساوس کے بغیر نصیب ہو تو اسے جنت میں تجلی ذاتی دائمی گویا پردوں کے بغیر نصیب ہوگی اور جس کو وساوس کے ساتھ نماز نصیب ہوئی تو جنت میں بھی دیدار پردوں کے ساتھ نصیب ہوگا''۔

ہر چیز تسبیح کرتی ہے:

ارشاد فرمایا، کائنات کی ہر چیز تسبیح کرتی ہے اور نماز بھی پڑھتی ہے مگر ان کی حالت مختلف ہے۔

وَ اِنْ مِنْ شَیْءٍ اِلاَّ یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَ لٰکِنْ لاَّ تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ

(کائنات کی ہر چیز تسبیح کرتی ہے اس کی حمد کے ساتھ لیکن تم اس کی تسبیح سمجھ نہیں سکتے)

کائنات کی مختلف اشیاء کی عبادت کرنے کی کیفیت مختلف ہے۔ مثلاً درخت قیام کی حالت میں ہیں، چوپائے رکوع کی حالت میں ہیں، کیڑے مکوڑے سجدے کی حالت میں ہیں جب کہ پہاڑ التحیات کی حالت میں ہیں۔ ہمیں بھی ان مخلوقات کی عبادت سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔ درخت، پتھر، لکڑی، تو اللہ کی تسبیح اور بندگی بیان کریں اور اشرف المخلوقات سویا رہ جائے۔ کتنے شرم کی بات ہے۔ حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے کتوں سے انسان کا تقابل کیا کہ وہ تو رات بھر جاگتے رہتے ہیں اور انسان اشرف المخلوقات ہو کر رات بھر سوتا رہے تو کتنی بے حیائی کی بات ہے۔





جھنگ

موت کا یقین:

ارشاد فرمایا، حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں ایک آدمی سے کہا گیا کہ نماز پڑھائیں۔ اس نے کہا، مجھے اپنی موت کا یقین نہیں ہے اس لئے پتہ نہیں کہ نماز مکمل بھی کرواسکوں گا کہ نہیں۔ جب نماز پڑھانے لگا تو کہنے لگا کہ میں آئندہ کبھی بھی نماز نہیں پڑھاؤں گا۔ حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، پیچھے ہٹ تو جھوٹا ہے۔ اس لئے کہ ابھی کہہ رہا تھا کہ مجھے نماز مکمل کروانے کا یقین نہیں ہے اور ابھی یہ کہہ رہا ہے کہ آئندہ کبھی نماز نہیں پڑھاؤں گا۔ اگر نماز مکمل کروانے کا یقین نہیں ہے تو پھر آئندہ نماز نہ پڑھانے کا کیوں کہہ رہے ہو؟ اسی لئے ناں کہ آئندہ تمہیں زندگی کا یقین ہے۔ تیری وہ حالت نہیں جو تو کہتا ہے۔

ارشاد فرمایا، کہ اللہ تعالیٰ تو بن کہے بھی دینے والی ہستی ہے تو پھر وہ محنت کرنے والوں کو کیوں نہیں دے گا۔ اس لئے دین کے کاموں میں لگے رہنا چاہئے۔ ہمیں تو روزینہ ہی دین کی خدمت کے صدقے ملتا ہے۔ دین کی خدمت لے لینا

یہ اس کا احسان عظیم ہے۔ اس دین کی خدمت کا اگر ہم شکریہ ادا کرنے لگیں تو قیامت تک نہیں کر سکتے۔ دین کی محنت کی توفیق مل جانا اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔ کلمہ پڑھنے کی توفیق صرف اور صرف اس کا احسان ہے بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰاكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (بلکہ اللہ کا تم پر احسان ہے کہ اس نے ایمان کی طرف تمہاری رہنمائی کی اگر تم سچے ہو)

دنیا کیا ہے؟

ارشاد فرمایا، میری رائے میں روحانی راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ دنیا کی محبت ہے۔ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ذکر مراقبہ وغیرہ کی مثال سالن میں نمک مرچ جیسی ہے اور دنیا کی محبت کی مثال ایسے ہے جیسے اس میں زہر کا قطرہ ڈال دیا جائے۔

اللہ تعالیٰ سے غفلت دنیا کی محبت کی نشانی ہے۔ ہر وہ چیز جو تجھے اللہ سے غافل کر دے وہی تیرا صنم ہے، وہی تیرا بت ہے۔ بت پرست نہ بنو بلکہ بت شکن بنو۔ ہر وہ چیز دنیا ہے جو تجھے اللہ سے غافل کر دے۔

؎ چیست دنیا از خدا غافل بدن
نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

(دنیا محنت مزدوری، مال و دولت اور بیوی بچوں کا نام نہیں بلکہ دنیا تو اللہ تعالیٰ سے غافل ہو جانے کا نام ہے)

دل اور خیالات:

ارشاد فرمایا، جو آدمی دکان پر بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے وہ اللہ والا ہے

اور جو نماز میں دنیا کے ادھر ادھر کے خیالات سوچتا رہتا ہے عین عبادت میں بھی دنیا کو ہی سوچتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہو کر بھی دنیا کے خیالات میں ڈوبا ہوا ہے وہ دنیا دار ہے۔ بلکہ فنا فی الدنیا ہے۔ سوچیں کسی جج کے سامنے جاتا ہو یا کسی تھانیدار کے سامنے جاتا ہو تو کتنا ہوشیار ہو کر اور پوری توجہ سے جاتے ہیں اور توجہ سے اس کے پاس کھڑے ہوتے ہیں۔ پھر ہم نے اللہ تعالیٰ کے دربار کو کیا سمجھ رکھا ہے۔ وجہ یہی ہے کہ چونکہ دل کے اندر دنیا بسی ہوئی ہے اس لئے دماغ میں بھی دنیا ہی کے خیالات آرہے ہوتے ہیں۔ برتن میں جو کچھ ہوگا وہی باہر نکلے گا۔ اگر دیگچی میں دال پکائی ہو تو اس میں سے قورمہ نہیں نکل سکتا۔ اسی طرح دل کی دیگچی میں دنیا بھری ہے تو وہاں سے اللہ اللہ کیسے نکلے گا؟ جو اندر ہے وہی باہر نکلے گا۔ لہٰذا ضروری ہے کہ ہر وقت دل میں اللہ کی یاد کو بسایا جائے۔

صحابہ ؓ کی قربانیاں:

ارشاد فرمایا، نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں اگر کسی صحابی ؓ کو خویش قبیلہ گھر بار حتیٰ کہ سب کچھ چھوڑنا پڑتا تو وہ چھوڑ دیتا تھا۔ حضرت عبداللہ ذوالبجادین ؓ کو ننگا کر کے گھر سے نکال دیا گیا۔ صحابہ ؓ کے اوپر رزق کی تنگی کے مجاہدات آتے تھے۔ ایک صحابی ؓ نے اپنے بیٹے کو حال سنایا کہ ایک سفر جہاد میں ہر مجاہد کو 24 گھنٹے میں ایک کھجور کھانے کو ملتی تھی اس کی اہمیت کا تب پتہ چلا جب وہ بھی ملنی بند ہوگئی۔ صرف گٹھلی چوس کر ہی گزارہ کرنا پڑتا تھا۔ سوچیں اگر ہمارے اوپر ایسے مجاہدات آجائیں تو کیا ہم برداشت کرلیں گے۔ اس لئے علمائے کرام نے لکھا ہے کہ ایسا بھی نہیں کہنا چاہئے کہ اگر ہم حضور اکرم ﷺ کے زمانے میں

ہوتے تو کتنا اچھا ہوتا۔ فرمایا، وہ باہمت لوگ تھے اور ہم کم ہمت لوگ ہیں۔ اگر ہم اس زمانے میں ہوتے تو پتہ نہیں کس گروہ میں شمار ہوتے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے اس دور میں ہمارے ساتھ رحمت اور نرمی والا معاملہ فرمایا ہے۔

صحبت کے انوار و برکات:

ارشاد فرمایا، کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طلب اتنی سچی ہوتی تھی کہ نبی ﷺ کی ایک نظر ہی انہیں دھو کر رکھ دیتی تھی۔ نبی ﷺ کی صحبت ایسی اکسیر چیز تھی کہ اس صحبت نے پتھروں کو بھی کندن بنا دیا تھا۔ جنہوں نے قسمیں کھائی ہوئی تھیں کہ اسلام قبول نہیں کریں گے وہ بھی آخرکار ایمان لے آئے۔ حضور ﷺ کی صحبت کے انوار و برکات صحابہ رضی اللہ عنہم نے حاصل کیے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی صحبت کے انوار و برکات تابعین نے حاصل کیے اور ان سے تبع تابعین نے حاصل کیے اور ان سے اس وقت کے باعمل علماء اور اولیاء نے وہ انوار و برکات حاصل کیے جو سینہ بہ سینہ ہم تک پہنچے۔ اس لئے خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ صحبت کی قضا نہیں ہے۔ اگر صحبت سے کوئی محروم رہ جائے تو یہ کمی عمر بھر پوری نہیں ہو سکتی۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم ہوتا کہ صحبت کی کیا اہمیت ہے تو انہیں صحبت نبوی ﷺ میں جانے سے کوئی چیز بھی نہیں روک سکتی تھی۔ وہ خیر التابعین تو کہلائے مگر ادنیٰ سے ادنیٰ صحابی رضی اللہ عنہ کے برابر نہیں کہلا سکتے۔

عملی نفاذ دین:

ارشاد فرمایا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بڑی بلند شان ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عملی

طور پر دین کی تکمیل کر کے دکھا دی۔ حضور ﷺ کے زمانے میں دین کی تکمیل تو ہوگئی تھی مگر صحابہ کرام ﷺ نے 44 لاکھ مربع میل پر اسلام کی تعلیمات کو عملاً نافذ کر کے دین اسلام کی تکمیل کر دی۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ بڑوں کے کام بھی بڑے ہی ہوتے ہیں۔

اللہ کی محبت کا غم:

ارشاد فرمایا، مشائخ کرام کے لئے غم اور خوشی برابر ہوتے ہیں بلکہ غم زیادہ اچھا لگتا ہے کیونکہ وہ محبوب کی دی ہوئی چیز ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جب گوالیار کے قلعے میں بند تھے تو اس وقت آپ نے مکتوب لکھا کہ لوگوں کے طعنے اور ملامتیں گویا بادل بن بن کر برس رہی ہیں۔

؎ تیرا غم بھی مجھ کو عزیز ہے
کہ وہ تیری دی ہوئی چیز ہے

فاقوں کی قدر و قیمت:

ارشاد فرمایا، کہ کسی آدمی نے حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ سے فاقوں کی شکایت کی۔ حضرت نے فرمایا، تجھے فاقوں کی قدر و قیمت کا کیا پتہ، ہم سے فاقوں کی قدر پوچھ کر دیکھ کہ ہم نے یہ فاقے بلخ کی بادشاہی دے کر خریدے ہیں۔ قیامت والے دن جب ان فاقوں اور مصیبتوں پر اجر ملنے لگے گا تو امراء بھی تمنا کریں گے کہ کاش ہمیں بھی دین کی خاطر دنیا میں تکالیف آتیں اور ہمیں بھی آج اجر و ثواب ملتا۔ مصائب و تکالیف کو مانگنا نہیں چاہئے اگر آ جائیں تو پھر خوش دلی سے برداشت کرنا چاہئے۔ اس لئے کہ جو صبر اور تسلیم و رضا سے یہ

تکالیف برداشت کر لیتے ہیں انہیں نئی نئی زندگیاں نصیب ہوتی ہیں۔

؎ کشتگان خنجر تسلیم را
ہر زماں از غیب جان دیگر است

(جو لوگ تسلیم کے خنجر سے قتل ہو جاتے ہیں انہیں غیب سے ہر لمحے نئی زندگی نصیب ہوتی ہے)

کلمہ کی برکات:

ارشاد فرمایا، اللہ کرے کہ ہمیں بھی یادِ الٰہی کا غم نصیب ہو جائے۔ یہ بہت بڑی نعمت ہے۔ فقیر نے ایک کتاب میں پڑھا ہے کہ جیسے ایک دوست دوسرے دوست سے معذرت کرتا ہے اسی طرح قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء اللہ سے معذرت کریں گے کہ میں نے دنیا میں تمہیں تکلیف دے دی تھی۔ بعض اوقات دوست دوست کو آزماتا ہے کہ مصیبت و تکلیف میں کون ثابت قدم رہتا ہے۔

ہم لوگ چونکہ کمزور ہیں اور یہ فتنوں کا دور ہے اس لئے ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگتے ہیں۔ بندے کا اللہ کی وحدانیت کا اقرار کر لینا اتنا بڑا کام ہے اگر اسی پر محنت کر لیں تو بخشش کے سامان ہو جائیں۔ کلمہ شہادت بہت بڑی نعمت ہے اس نعمت کا اگر ساری عمر سجدے میں سر رکھ کر بھی شکر ادا کیا جائے تو بھی کم ہے۔

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدٰنَا لِھٰذَا وَ مَا کُنَّا لِنَھْتَدِیَ لَوْلَآ اَنْ ھَدٰنَا اللّٰہُ

(سب تعریفیں اس اللہ کے لئے جس نے ہمیں اس (کلمہ) کی ہدایت نصیب فرمائی اور ہم ہدایت یافتہ (کبھی بھی) نہیں ہو سکتے تھے اگر وہ ہدایت نہ دیتا)

مجلس 46

معمولات کی تاکید

جھنگ

شیطان کا فکر:

ارشاد فرمایا، بعض اوقات شیطان طالبعلم کو عجیب طریقے سے گمراہ کرتا ہے کہ ابھی صرف علم حاصل کیے جاؤ عمل پھر بعد میں اکٹھے کرنا۔ جس طرح آٹھ سال کی روٹیاں ایک ہی دفعہ کھانی مشکل اور ناممکن ہیں اسی طرح اکٹھے عمل کرنا بھی ناممکن ہی ہے۔

مراقبہ پر استقامت کیجئے:

ارشاد فرمایا، مراقبہ میں کمی درحقیقت رابطہ میں کمی کی علامت ہے۔ اس لئے رابطہ کو شیخ کے ساتھ مضبوط کریں۔ مراقبہ کی پابندی کریں اور استقامت کے لئے اللہ تعالیٰ سے بار بار دعا کریں۔

یاد رکھیں! سالک جو صفات اپنے اندر پیدا کرنا چاہتا ہے اس کی بار بار دعا مانگا کرے تو اس کی توفیق ملنا شروع ہو جاتی ہے۔ اگر ہر وقت توجہ الی اللہ رکھنے کی فکر کریں گے تو آخر کار یہ چیز نصیب ہو جائے گی۔

دوا اور غذا:

ارشاد فرمایا، جس وقت طبیعت مجتمع ہو تو معمولات توجہ سے کر لینے چاہئیں۔ اکثر بزرگان دین صبح کے وقت اپنے معمولات کرتے تھے جس کی وجہ سے صبح کا وقت نور پیر کا ویلا مشہور ہو گیا۔ اس لئے ہمیں بھی اس وقت کی برکت سے فائدہ اٹھانا چاہئے اور باقاعدگی سے معمولات کو کرتے رہنا چاہئے۔

مریض کو آرام اتنا ہی آئے گا جتنی کہ دوائی کھائی جائے گی۔ تھوڑی دوائی کھائیں گے تو تھوڑا آرام اور پوری دوائی کھائی تو پورا پورا آرام آئے گا۔

یہ اختیار تو اب سالکین کے ہاتھوں میں ہے کہ یہ معمولات والی دوائی وہ کتنی استعمال کرتے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مبتدی کے لئے یہ معمولات دوا کی طرح ہوتے ہیں اور منتہی کے لئے غذا کی طرح ہوتے ہیں۔

اللہ کے نام کا مزہ:

ارشاد فرمایا، کہ جو عبادت دنیا میں مزہ نہ دے گی تو پھر آخرت میں وہ کیا اجر دلائے گی۔ ہر چیز میں مزہ ہے پھر اگر اللہ کے نام میں مزہ نہ ہو تو یہ کتنی انہونی بات ہے۔ تمام مزوں کے پیدا کرنے والے کے نام میں سب سے زیادہ مزہ ہے لیکن گناہوں کی وجہ سے محسوس نہیں ہوتا۔ جس طرح ایلوا شہد کو خراب کر دیتا ہے اسی طرح گناہ اللہ تعالیٰ کے نام کے مزے کو خراب کر دیتے ہیں۔ جنہیں اللہ کے نام میں مزہ آتا ہے ان کی تو پھر یہ حالت ہوتی ہے

کتنی تسکین ہے وابستہ تیرے نام کے ساتھ
نیند کانٹوں پہ بھی آجاتی ہے آرام کے ساتھ





علم کا تکبر:

ارشاد فرمایا۔ جو صرف عربی سیکھ کر قرآن اور حدیث پر عبور حاصل کرنے کا دعویٰ کرے وہ ایسے ہی ہے جیسے کہ کوئی انگریزی زبان پڑھ کر یہ سمجھے کہ اب وہ میڈیکل اور انجنیئرنگ کا ماہر بن گیا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ قرآن و حدیث کو کسی باعمل استاد سے حاصل کرے تاکہ علم کا غرور دل میں پیدا نہ ہو۔ علم کا تکبر بھی بڑا تباہ کن ہوتا ہے۔ علم پڑھ کر بھی بندہ گمراہ ہو جاتا ہے۔

اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰهُ وَ اَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمِهٖ

(کیا آپ نے اس کو نہیں دیکھا جس نے اپنی خواہشات کو اپنا معبود بنا رکھا ہے اور اللہ نے اسے علم کے باوجود گمراہ کر دیا ہے)

منکرین حدیث:

ارشاد فرمایا، قرآن کریم میں ہر بات کا جواب نہیں لکھا گیا اسی لئے تو رسول

اکرم ﷺ کو قرآن پر عمل سکھانے کے لئے مبعوث کیا گیا۔ صحابہ کرام ؓ کو دین سیکھنے کے لئے نبی علیہ السلام کی ضرورت تھی تو کیا ہمیں پندرھویں صدی میں نبی ﷺ کے اعمال اور سنتوں کو سیکھنے کے لئے استاد کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ عجیب تماشا ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے لئے قرآن ہی کافی ہے۔ دوسرے لفظوں میں وہ یہ کہہ رہے ہوتے ہیں کہ ہمارے لئے اسوۂ رسول ﷺ کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ سوچیں جب اللہ تعالٰی نے اسی قرآن میں یہ کہہ دیا

مَا آتاکم الرسول فخذوہ وَمَا نَھٰاکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا

(جو رسول تمہیں دیں وہ پکڑلو اور جس سے منع کردیں اس سے رک جاؤ)

جب ہم قرآن کریم کی ان واضح آیات کے باوجود نبی ﷺ کی بات ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں تو پھر سوچیں کہ کس کی بات مانیں گے؟ نئی نئی حجتیں نکالنا نفس پرستی ہے اور نہ ماننے کے بہانے ہیں ورنہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ جو لوگ خواہ مخواہ احادیث میں شبہے نکالتے ہیں اور صحیح احادیث کو بھی ناقابل اعتبار ٹھہراتے ہیں وہ کبھی اپنی باتوں کے معیار کا بھی جائزہ لیں۔ اگر ان کی باتیں راویوں کی کڑی شرائط پر پرکھی جائیں تو یہ سب باتیں بنانے والے ناقابل اعتبار ٹھہریں گے۔ اب سوچیں کہ جب ان کا اپنا ہی کوئی اعتبار نہیں تو پھر ان کی باتوں کا کیا اعتبار ہوسکتا ہے۔ لوگوں کو چاہئے کہ ان کی باتیں ہرگز نہ مانیں۔

ہم الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

مجلس 48

تکبر کا علاج

جھنگ

آدھا تصوف:

ارشاد فرمایا کہ دوسروں کو کسی طرح بھی تکلیف نہ دے۔ یہ آدھا تصوف ہے۔ نہ ہاتھ سے، نہ زبان سے، نہ اشارے کنائے سے کسی کو تکلیف پہنچائے کیونکہ اس سے دل دکھتا ہے اور دل عرش الٰہی کی مانند ہے۔ اس لئے دکھ پہنچایا ہوا بہت دور تک جاتا ہے۔ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آدمی اپنے کاروبار میں خود بین نہ بنے اور دوسرے کے بارے میں بد بین نہ بنے۔ مطلب یہ کہ اپنی اچھائیاں دیکھنے والا نہ بنے اور دوسروں کی برائیاں دیکھنے والا نہ بنے۔ کسی کو تکلیف پہنچانے کا راستہ ہی بند کر دینا چاہئے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ کسی کی پیٹھ پیچھے بالکل اس کی بات نہ کرے کیونکہ عادتاً پھر آدمی غیبت کا مرتکب ہونے لگ جائے گا اور اسے خیال بھی نہیں رہتا۔

گپ شپ:

ارشاد فرمایا، بزرگوں نے لکھا ہے کہ اگر کسی کی پیٹھ پیچھے بات کر بھی بیٹھا ہے

تو پھر اس کی کوئی اچھائی بھی بیان کرے تا کہ معاملہ برابر ہو جائے۔ ضروری تو یہی ہے کہ کسی کی پیٹھ پیچھے اس کی بات ہی نہ کی جائے تا کہ غیبت کی نحوست سے بچ سکیں۔ اگر کسی کے پیچھے باتیں کریں گے تو آخر کار تبصرہ بازی اور گپ شپ تک نوبت پہنچ جائے گی۔ یاد رکھیں! یہ گپ شپ بندے کے ایمان کا جنازہ نکال دیتی ہے۔

ڈانٹنے کے الفاظ:

ارشاد فرمایا، ہمارے بزرگوں نے اگر کسی کی اصلاح کے لئے ڈانٹا ہے تو ایک جاہل کے لفظ سے ڈانٹا ہے اور دوسرے ظالم کے لفظ سے ڈانٹا ہے۔ قرآن کریم میں یہ دو لفظ استعمال ہوئے ہیں۔ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا (بے شک انسان بڑا ظالم اور جاہل ہے)

کسی نے سوال کیا کہ کسی کو ڈانٹنے کے لئے گدھے کا لفظ کیسا ہے؟ فرمایا، یہ لفظ قرآن میں بے عمل علماء کے لئے استعمال ہوا ہے۔ موقع محل کے مناسب استعمال ہو سکتا ہے۔

تکبر کا واقعہ:

ارشاد فرمایا، ہر کسی کو تکبر سے بچنا چاہئے اور ہر قسم کے تکبر سے بچنا چاہئے۔ کیونکہ تکبر کسی طرح بھی قابل قبول نہیں ہے۔ اس مجلس میں ظاہری باطنی تکبر سے بچنے کی بہت تاکید فرمائی۔ تکبر اور عجب زہر کی طرح خطرناک ہے۔ یہ تکبر اتنی بری بلا ہے کہ اس کا تھوڑا سا حصہ بھی بندے کو جنت سے محروم کرنے کے لئے کافی ہے۔ حدیث شریف ہے" لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ

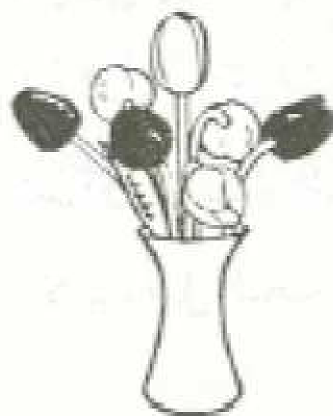
من تکبر '' جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں ہرگز داخل نہیں ہو سکتا۔

تکبر کے برے انجام کا ایک واقعہ سناتے ہوئے فرمایا:

انگلینڈ میں ایک صاحبزادہ صاحب تھے وہ بڑے متکبرانہ بول بولتے تھے۔ کہتے تھے، میں سید ہوں، میرا یہ مقام ہے، میرا وہ مقام ہے، اگر میرے سامنے فلاں ولی بھی ہوتے تو میرے جوتے صاف کرتے اور اٹھاتے۔ بس ان بولوں کے بعد اس پر کچھ ایسے حالات آئے کہ اسے انگلینڈ سے داڑھی منڈا کر اور شکل بدل کر بھاگنا پڑا۔ یہ تکبر بہت بری بلا ہے۔

تکبر کا شافی علاج:

ارشاد فرمایا، یہ تکبر تبع قرآن وسنت مشائخ کی صحبت سے نکلتا ہے۔ مشائخ کبھی کسی غلطی کی وجہ سے، اور کبھی جانچنے کے لئے بغیر وجہ بھی ڈانٹتے ہیں۔ مشائخ اپنے مریدین پر نظر رکھتے ہیں کہ کہیں تکبر کے جراثیم تو نہیں پیدا ہو رہے۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ مشائخ کی ڈانٹ تکبر کے علاج کے لئے اکسیر کی طرح ہے۔ شیخ کی خدمت کرنے سے اور ڈانٹ ڈپٹ کرنے سے تکبر اور بدگمانی وغیرہ جیسے مہلک امراض سے جان چھوٹ جاتی ہے۔





عبرت کے نشان

چکوال

کلمہ اور دل:

ارشاد فرمایا، بڑھاپے میں دل عبادت کرنا چاہتا ہے مگر جسم ساتھ نہیں دیتا، جوانی میں جسم ساتھ دیتا ہے مگر دل ساتھ نہیں دیتا۔ پہلے وقتوں میں آپس میں عبادتوں میں آگے بڑھنے کا مقابلہ ہوتا تھا۔ آج وہ جوان نظر نہیں آتے جو عبادت میں آگے بڑھنے کے لئے بے چین ہوں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دلوں پر زنگ چڑھ گیا جس کی وجہ سے غفلت ہے۔ عبادت میں دل نہ لگنا غفلت کی علامت ہے۔ ہم نے لا الہ اپنے والدین سے پڑھ لیا مگر اس کلمے کے تقاضے اور مقاصد سامنے نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ ابھی کلمہ دل میں نہیں اترا۔

؎ تو عرب ہے یا عجم ہے تیرا لا الہ الا
لغت غریب جب تک تیرا دل نہ دے گواہی

پانچ نعمتیں:

ارشاد فرمایا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پانچ باتیں بڑی اچھی لگتی ہیں۔ فرمایا، جس کو

یہ پانچ چیزیں مل گئیں وہ بڑا خوش نصیب ہے۔

(۱) شکر والی زبان (۲) ذکر کرنے والا دل (۳) مشقت اٹھانے والا بدن (۴) نیک بیوی (۵) وطن کی روزی۔

مال کی محبت:

ارشاد فرمایا، آج کے اس نفسا نفسی کے دور میں مال ایمان کے لئے ڈھال ہے۔ حدیث شریف ہے کہ یَکَادُ الْفَقْرُ اَنْ یَّکُوْنَ کُفْرًا (قریب ہے کہ غربت تجھے کفر تک پہنچادے) مال کا کمانا اور پاس رکھنا برا نہیں ہے مگر اس کی محبت سے منع کیا گیا ہے۔ مال سے اتنی محبت نہ ہو کہ زکوۃ ہی ادا نہ کرے۔ بیوی بچوں سے اتنی محبت نہ ہو کہ اللہ کو بھول جائے بلکہ اللہ کی محبت ان تمام محبتوں پر غالب ہو۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں مومنوں کی نشانی بتائی ہے۔

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ

(ایمان والوں کو اللہ سے شدید محبت ہوتی ہے)

محبت محبت تو کہتے ہیں لیکن
محبت نہیں جس میں شدت نہیں
محبت کے انداز ہیں سب پرانے
خبردار ہو اس میں جدت نہیں ہے

تاج محل:

ارشاد فرمایا، کہ ممتاز محل نے شاہ جہاں سے کہا کہ میرا ایسا مقبرہ بنانا کہ دنیا میں کسی کا نہ ہو۔ دہلی کی گلشن آراء بیگم باغ بنوا گئی۔ زبیدہ خاتون نے بھی مال

خرچ کروایا اور مکہ میں پانی کے لئے نہر بنوائی گئی۔ جس کی وجہ سے اس کی آخرت بن گئی۔ فقیر نے سوچا تاج محل میں کونسی ایسی بات ہو گی جو آج کے ترقی یافتہ دور میں اس جیسی عمارت بنانا ممکن نہیں۔ لیکن جب اسے دیکھا تو حیرت زدہ رہ گیا۔ سنگ مرمر کی بے جوڑ، بے داغ بڑی بڑی چادریں لگائی گئی ہیں۔ ایسے انداز سے لگائی گئی ہیں کہ اگر پتھر کے ایک کونے پر لائٹ ماری جائے تو سارا پتھر روشن ہو جائے۔ پتھر میں پھول بوٹے بنانے کا کام عجیب ہے۔

تاج محل کی خوبصورتی:

ارشاد فرمایا، ایک مرتبہ ایک روسی جوڑا بھی تاج محل دیکھ رہا تھا۔ روسی مرد نے محبت میں آ کر بیوی سے کہا کہ آپ کے لئے بھی میں ایسا مقبرہ بنوا دوں گا۔ اس عورت نے کہا کہ تو اس سے آدھا خوبصورت بھی بنوا دے تو میں ابھی مرنے کے لئے تیار ہوں۔ اتنا عجوبہ روزگار ہے عقل حیران ہوتی ہے۔ ایک شاعر نے اس پر عجیب شعر کہا ہے

اک شہنشاہ نے دولت کے نشے میں آ کر
ہم غریبوں کی محبت کا اڑایا ہے مذاق

دل کی کشتی:

ارشاد فرمایا، بیت اللہ انسان کے روحانی قیام کا باعث ہے اور مال اس کے جسمانی قیام کا باعث ہے۔ جس طرح پانی کے بغیر کشتی نہیں چلتی اسی طرح زندگی بھی مال کے بغیر نہیں گزرتی۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ مال کی محبت دل میں نہ گھس جائے اور دل کی کشتی کو ڈبو نہ دے۔

غریب اور امیر کا فرق:

ارشاد فرمایا، غریبوں کے پیوند لگے کپڑے ان کے عیب نہیں چھپا سکتے مگر امیروں کے بڑے بڑے گناہ ان کا مال چھپا جاتا ہے۔ اگر امیر بے وقوفی کرے تو اسے کہیں کہ بڑا بھولا بادشاہ ہے اور اگر کوئی غریب بے وقوفی کرے تو کہیں گے کہ بڑا بے وقوف اور جاہل ہے۔

امریکہ میں زلزلہ:

اسی دوران امریکہ کے کچھ حالات سنائے اور ارشاد فرمایا امریکہ میں ٹیکنالوجی اتنی ایڈوانس ہوتی جا رہی ہے کہ چاند پر بیٹھی مکھی کی آنکھ کا فوٹو بھی لے سکتے ہیں۔ مگر جب اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کا مظاہرہ کرتے ہیں تو زلزلے کا صحیح اندازہ بھی نہیں لگا سکے اور کروڑوں کا نقصان ہو جاتا ہے۔ چند سال پہلے کیلیفورنیا ریاست کے شہر لاس اینجلس میں اتنا شدید زلزلہ آیا کہ اس نے سالوں قائم رہنے والی ڈیزائن شدہ عمارتوں کو بھی دور پھینک دیا۔ امریکہ کے صدر نے آخر کار مذہبی رہنماؤں اور چرچ والوں سے کہا کہ دعا کرو۔ انہوں نے کہا کہ بڑے بڑے چوکوں پر (Oh God) لکھ کر لگواؤ تاکہ لوگ انہیں پڑھیں اور انہیں خدا یاد آئے۔ جو نہیں مانتے تھے اب تو انہیں بھی اللہ یاد آ رہا ہے۔

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی
میرے جرم خانہ خراب کو تیرے عفو بندہ نواز میں

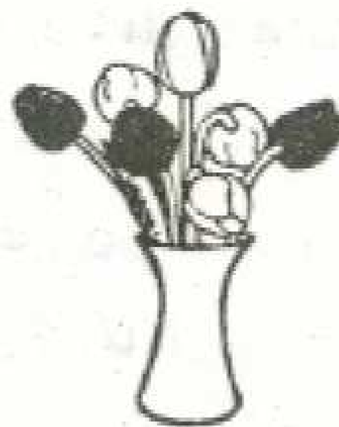
عبرت کے بعد اصلاح کی فکر:

ارشاد فرمایا، اب سائنسی آلات نے کچھ حالات کی نشاندہی کی ہے کہ اب

ایک بڑا زلزلہ آئے گا جس کا انہوں نے نام Big one رکھا ہوا ہے۔ سائنسدان کہتے تھے کہ جب Big one آئے گا تو ہالی وڈ کا علاقہ جہاں زنا عام ہے اور لواطت کو قانونی تحفظ حاصل ہے وہ علاقہ سمندر برد ہو جائے گا۔ فَاعْتَبِرُوْا یَآ اُولِی الْاَبْصَار (اے عقل والو! عبرت حاصل کرو)

اگر آج ہم ان لوگوں کے واقعات سے عبرت حاصل نہیں کریں گے تو ہم خود عبرت کا نمونہ بن جائیں گے۔ عقلمند وہی ہوتا ہے جو دوسروں سے عبرت حاصل کرے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں پہلی تباہ شدہ قوموں کے واقعات بار بار بیان کیے ہیں تاکہ ان سے عبرت حاصل کی جائے۔ یہی زندگی کی چند گھڑیاں ہیں کہ اس میں عبرت حاصل کر کے اپنی اصلاح کی فکر کر لیں۔ مرنے کے بعد اصلاح کے لئے کوئی مزید وقت نہیں ملے گا جس میں اصلاح کر لیں، یہ آج اور ابھی کرنے والا کام ہے۔

؎ غنیمت سمجھ زندگی کی بہار
آتا نہ ہوگا یہاں بار بار





بیرون ملک جانے والوں کے لئے ہدایات

لاہور

باہر کے ملک میں رہنے کا طریقہ:

کسی نے عرض کیا امریکہ میں انتہائی گندا ماحول ہے، وہاں کس طرح رہا جائے؟ ارشاد فرمایا، ہم بھی امریکہ گئے ہیں ہمیں تو اچھا ماحول ملا ہے۔ اس لئے کہ ماحول انسان کی اپنی پیداوار ہوتی ہے اور اس کی شخصیت پر اسی ماحول کے اثرات ہوتے ہیں۔ ہم نے وہاں بھی اچھے لوگوں کو دوست بنایا اور اچھے لوگوں کی برکت سے ماحول اچھا ہو گیا۔ ہمیں تو وہاں بھی اچھے لوگ نظر آتے ہیں۔ باہر کے ملکوں میں رہنے کے لئے ایک سنہری اصول یاد رکھیں تو حرام کاموں سے بچنا آسان ہو جائے گا۔ وہ سنہری اصول یہ ہے کہ جو کوئی باہر کے ملکوں میں حرام کھانے سے اپنے آپ کو بچائے گا وہ دوسرے حرام کاموں سے بھی بچ جائے گا۔ وہاں جاتے وقت یہ نیت رکھنی چاہئے کہ باہر ملک جا کر چاہے بھوکا رہنا پڑے رہ لوں گا مگر مشتبہ چیزیں نہیں کھاؤں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ حرام چیزوں کے کھانے سے بچالیں گے۔

Where there is more risk there is more profit.

(جہاں خطرہ زیادہ ہوتا ہے وہاں نفع بھی زیادہ ہوتا ہے)

ایمان کے پہریدار:

ارشاد فرمایا، اپنے اردگرد اپنے تھانیدار مقرر کرلیں جو آپ کے ایمان کے پہریدار بن جائیں۔ اچھا ماحول، اچھے دوست، یہ آپ کے پہریدار ہیں جن کی برکت سے ایمان محفوظ رکھنا آسان ہوتا ہے۔ باہر کے ممالک میں اعمال کا ڈر نہیں ہوتا وہاں تو اصل میں ایمان کا ڈر ہوتا ہے ایمان کو محفوظ رکھنا بڑا مشکل ہو جاتا ہے۔ جتنی ایمان میں پختگی ہوتی ہے اتنی اعمال میں بھی جان ہوتی ہے اور جتنا ایمان کمزور ہوتا ہے اتنا اعمال بھی ناقص ہوتے ہیں۔ ایمان کی بنیاد پہ اعمال ہوتے ہیں۔ اس لئے ایمان کی حفاظت ضروری ہے اور اس کے لئے اپنے آپ کو برے ماحول سے بچانا ضروری ہے۔ کیونکہ اگر کوئی مرد کسی عیسائی لڑکی سے دوستی کر لیتا ہے تو وہ آخر کار اسے چرچ تک پہنچا دیتی ہے۔ یاد رکھیں! کافروں کے ماحول سے متاثر ہونے کی ہرگز ضرورت نہیں ہے وہ ہم سے زیادہ پریشانیوں کا شکار ہیں۔

؎ خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوۂ دانش فرنگ

سرمہ ہے میری آنکھ کا خاک مدینہ و نجف

حضور ﷺ کی تعلیمات اور مدینہ شریف کی خاک کا سرمہ لگا کر جائیں گے پھر آپ اپنے ایمان کو محفوظ رکھ سکیں گے۔ ایمان کی حفاظت کرنے والے وہاں بھی برائیوں سے محفوظ رہتے ہیں۔

ایمان کو محفوظ رکھنا:

ارشاد فرمایا، بیرون ملک جو مسلمان لڑکے اور لڑکیاں اپنے اسلام کو محفوظ رکھنا چاہتے ہیں انہیں چاہئے کہ وہ اسلامی تعلیمات پر عملی طور پر کاربند رہیں جب ان کے اعمال درست ہوں گے تو ماحول کے برے اثرات سے بچے رہیں گے اس طرح اپنے اسلام اور ایمان کو محفوظ رکھ سکیں گے۔ دین پر عمل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ راستے کی رکاوٹوں کو دور فرما دیتے ہیں اور آسانیاں پیدا فرما دیتے ہیں۔ بیرون ملک ایسے بھی ایمان تازہ کر دینے والے واقعات ہوتے ہیں کہ مزہ آجاتا ہے۔ کئی ایسی بچیاں دیکھیں جو وہیں پیدا ہوئیں وہیں پرورش پائی۔ جب اس فقیر سے بیعت ہوئیں تو حالت ہی بدل گئی۔ اللہ تعالیٰ نے عقل بھی دے رکھی تھی، شکل بھی دے رکھی تھی، خود بھی تمام گناہوں سے بچتی تھیں اور دوسروں کو بھی بچاتی تھیں حتیٰ کہ اپنے بھائیوں کو بھی سیدھا رکھتی تھیں اور انہیں پابندی سے نماز پڑھاتی تھیں۔ ایک لڑکی نے اپنے حالات بتائے کہ اسے مختلف جگہ سے گناہوں کی آفر ملتی تھی کہ ہمارے ساتھ فلاں جگہ فلاں ہوٹل میں رہیں لیکن وہ بچی اپنا دامن بچاتی رہی۔ کالج کے ہم جماعت لڑکوں نے جب زیادہ ہی آفر کرنا شروع کر دی تو اس نے انگلی میں انگوٹھی پہن لی تاکہ لوگوں پر یہ ظاہر ہو کہ اس کی منگنی ہوگئی ہے۔ اس طرح وہ خود بھی گناہ سے بچ گئی اور مردوں کو بھی سیدھا راستہ دکھا دیا۔ اپنی حکمت عملی کی وجہ سے اس نے ایمان کو محفوظ رکھا۔

حالات کی نزاکت:

ارشاد فرمایا، بیرون ملک حالات بہت نازک ہیں اگر باہر کے ملک جا کر

آپ گناہوں میں پڑ گئے تو آئندہ نسل کافر ہو جائے گی۔ ایک دفعہ ایک پاکستانی سفیر ملا اور رو کر اپنی اولاد کی کہانی بیان کر رہا تھا۔ بیٹوں کا تو حال ہی نہ پوچھیں بیٹیاں بھی کافروں کے ساتھ چلی گئیں۔ اس باپ کی بے بسی کی حالت کو سوچیں اس کے دل پر کیا گزرتی ہوگی۔ بیرون ملک رہنے والے لوگوں کو دو سوال اپنے دل سے ضروری پوچھنے چاہئیں۔

1. کیا ہم نے برائی میں پڑ کر آئندہ نسل کو کافر بنانا ہے؟ یا نیکی کر کے آئندہ نسل کو مسلمان بنانا ہے؟

2. کیا ایمان پر موت چاہتے ہیں یا حرام کاموں میں مبتلا ہو کر بالآخر ایمان سے ہاتھ دھونا چاہتے ہیں؟

بیرون ملک حرام اور حلال میں تمیز کرنا ہی مشکل ہوتا ہے اگر آپ حلال و حرام میں امتیاز کر لیں گے تو پھر اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کی کوشش کے بقدر اجر عطا فرمائیں گے اور آپ کی مدد و نصرت فرمائیں گے۔ مشتبہ کھانا تقویٰ کے خلاف کام کرواتا ہے اگر تقویٰ والی زندگی بسر کرنی ہے تو حرام سے اپنے آپ کو بچا کر رکھیں۔

غیر مسلم اور قرآن:

ارشاد فرمایا، راولپنڈی کے ایک مسلمان نوجوان نے ایک غیر مسلم لڑکی سے شادی کر لی۔ وہ خاوند کو مجبور کرتی کہ میرے ساتھ چرچ میں چلو۔ اس بیوی کے ساتھ رہنے کی وجہ سے وہ مسلمان نوجوان بھی اس کے رنگ میں رنگ گیا۔ ایک دن کام سے واپس آیا تو اس کی بیوی نے قرآن حکیم کو ردی کی ٹوکری میں پھینکا ہوا تھا۔ قرآن حکیم کو اس حال میں دیکھ کر اس کی غیرت مسلمانی جوش میں آ گئی۔

بیوی سے غضبناک ہو کر پوچھا کہ یہ کیا کیا؟ بیوی کہنے لگی، یہ کتاب فالتو پڑی تھی۔ آپ نے تو کبھی پڑھی نہیں اس لئے میں نے اسے ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا۔ استغفر اللہ۔ الحمد للہ اس مسلمان نوجوان نے بیوی کو طلاق دے کر اپنا ایمان بچا لیا۔ اگر انسان کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان کی رمق موجود ہو تو اچھا ماحول اس کے ایمان کو تازہ کر دیتا ہے اور اگر کامل ایمان والا بندہ بھی کچھ عرصہ غلط ماحول میں رہے اور غلط سوسائٹی میں رہائش رکھے تو اس کے ایمان میں خلل آجاتا ہے۔ مسلم نوجوان جو غیر ممالک میں جاتے ہیں انہیں چاہئے کہ مسلمان عورت سے ہی شادی کریں۔ غیر مسلم کبھی بھی مسلم کا نہیں بنتا چاہے کتنا ہی زور کیوں نہ لگالیں۔ امریکہ میں ایک بنگلہ دیش کے مرد نے امریکی عورت سے شادی کر لی۔ 23 سال کے بعد کسی بات پر ناراض ہو کر وہ امریکی عورت ایک رات بچوں سمیت غائب ہو گئی اور تلاش بسیار کے باوجود نہیں ملی۔

باہر کس نیت سے جائیں:

ارشاد فرمایا، اگر دین کی دعوت کی نیت لے کر بیرون ملک جائیں گے تو یہ سفر عبادت میں شمار ہوگا۔ صرف دنیا کمانے اور دنیاوی علوم پڑھنے پڑھانے کے لئے باہر جائیں گے تو دنیا کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔ جہاں بھی جائیں آپ کی نیت یہ ہونی چاہئے کہ دین کی خدمت کرنی ہے۔ اسی طرح آپ اپنے ایمان کی حفاظت کر سکیں گے۔ ایمان بڑی قیمتی چیز ہے کسی قیمت پر بھی اس کا سودا نہیں ہو سکتا۔ باہر کے ملک میں دین کی دعوت کے لئے جائیں گے تو ہر لحاظ سے فائدہ حاصل ہوگا۔ امریکہ جیسے ایڈوانس ماحول میں بھی کئی ایسے لوگ ملے جو ایمان کی حفاظت کرتے ہیں۔ ایک بچی کے والد صاحب نے بتایا کہ ان کی بچی ہفتے میں

تین دن روزہ رکھتی ہے۔ کیا وہ اتنے دن روزے رکھ سکتی ہے؟ جب بچی سے پوچھا گیا تو بچی کہنے لگی It is my choice کہ وہ خوشی سے اس کام کو کر رہی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ بچی ماحول سے متاثر ہوئے بغیر اپنے ایمان کی حفاظت کی فکر میں ہے۔ جب بندہ ایمان کو بچانے کی فکر میں گم جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے غیب سے وسائل پیدا کر دیا کرتے ہیں۔

نمازوں کے اوقات:

کسی دوست نے عرض کیا، جہاں دن رات چھ چھ ماہ کے ہیں، وہاں نمازیں کیسے پڑھی جائیں گی۔ ارشاد فرمایا، جہاں چھ مہینے کا دن ہو اور چھ مہینے کی رات ہو وہاں حساب لگا کر اور وقت مقرر کر کے نماز پڑھ سکتے ہیں۔ جہاں کسی خاص نماز کا وقت ہی نہیں آتا وہاں پر اس نماز کو قضاء کی نیت سے پڑھ لیتے ہیں۔ امریکہ جائیں تو راستے میں دو نمازیں پڑھنی پڑھتی ہیں اور واپس آئیں تو راستے میں سات نمازیں پڑھنی پڑھتی ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا، جب دجال آئے گا تو ایک دن ایک ہزار سال کا ہو جائے گا۔ صحابہ ؓ نے پوچھا کہ نماز کیسے پڑھیں گے؟ فرمایا حساب لگا کر پڑھیں گے۔

ذکر جہر اور مراقبہ:

کسی دوست نے عرض کیا جہاں ذکر جہر کی مجلس ہو وہاں ہم کیا کریں؟ فرمایا ، جو ذکر جہر کرتے ہیں اگر آپ ان کے ساتھ بیٹھے ہوں تو صرف مراقبہ کر لیجئے۔

بیرون ملک جانے والے ایک دوست کو خصوصی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا، بعض لوگ دوسرے ملکوں میں اپنے ملک کے سفیر بن کر جاتے ہیں۔ آپ اللہ کے دین

کے سفیر بن کر جائیں۔

وقت فرصت ہے کہاں کام ابھی باقی ہے
نور توحید کا اتمام ابھی باقی ہے

روحانی بیماریوں کا علاج:

راقم الحروف کے ایک انجینئر دوست نے حضرت جی دامت برکاتہم سے پوچھا کہ گھر سے نکلتے ہیں تو پہلے مسجد آتی ہے پھر سینما آتا ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ مسجد جانے کو دل نہیں چاہتا اور سینما جانے کو دل کرتا ہے۔ حضرت جی نے جواب میں فرمایا

خرد کے پاس خبر کے سوا کچھ اور نہیں
تیرا علاج نظر کے سوا کچھ اور نہیں

پھر فرمایا، کچھ دن اس فقیر کے ساتھ رہیں ان شاء اللہ حالت بدل جائے گی۔ جب تک روحانی مجالس میں نہیں بیٹھیں گے روحانی بیماریاں کیسے دور ہوں گی۔

کیا دوبارہ بیعت کی ضرورت ہے؟

اسی مجلس میں ایک ڈاکٹر صاحب نے حضرت جی سے عرض کیا کہ میں پہلے حضرت مولانا یوسف دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا مرید تھا کیا ان کے بعد مجھے کسی اور سے بیعت ہونا چاہئے یا دوبارہ بیعت ضروری نہیں ہے؟ حضرت جی نے ان سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص کسی قاری صاحب سے قرآن حکیم پڑھ رہا ہو اور وہ استاد فوت ہو جائے تو پھر کسی اور استاد سے پڑھنا چاہئے یا نہیں؟ ڈاکٹر صاحب نے عرض کیا پڑھنا چاہئے۔ ارشاد فرمایا، اسی طرح سلوک کی تکمیل کے لئے دوبارہ کسی باعمل متبع شریعت وسنت پیر سے بیعت ہونا ضروری ہے۔



بیعت توبہ کی اہمیت

چکوال

خلیفہ اور ڈاکیہ:

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے ایک خلیفہ کو سلسلہ عالیہ کے کام کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا، ہم تو ڈاکیے کی مانند ہیں۔ اپنے آپ کو ڈاکیہ سمجھ کر کام کرتے ہیں۔ جس طرح ڈاکیہ کا کام ڈاک پہنچانا ہوتا ہے اسی طرح ہمارا کام بھی لوگوں کو اللہ اللہ سکھانا ہے اور اللہ کا پیغام ہر جگہ پہنچانا ہے۔

شروع میں مشکلات پیش آتی ہیں پھر انسان کے لئے کام کے راستے کھل جاتے ہیں۔ حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بیان میں اپنے بارے میں فرمایا، پہلی دفعہ جہلم کی ایک مسجد میں ایک آدمی کو بیعت کیا تھا۔ اس مسجد میں ایک ہی آدمی تھا جس کو بیعت کی ترغیب دی اور پھر بیعت کیا اور اس کے بعد پھر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے فیض کا سلسلہ ایسا چل پڑا کہ لوگ بیعت کی طرف متوجہ ہونے لگے اور ایک وقت ایسا بھی آیا کہ آپ حضرت مرشد عالم کے لقب سے مشہور ہوئے۔

سلسلہ کے کام کی اہمیت:

ارشاد فرمایا۔ اگر شیخ کسی کو سلسلہ کا کام کرنے کے لئے کہہ دے تو انکار نہیں کرنا چاہئے ورنہ کفران نعمت کرنے کی وجہ سے سالک بنیاد ہی سے اکھڑ جاتا ہے۔

حضرت جی دامت برکاتہم نے بڑے خوف کے ساتھ ارشاد فرمایا، یہ فقیر کئی ایسے لوگوں کو جانتا ہے جنہوں نے اپنے مشائخ سے خلافت ملنے کے بعد کام کرنے سے انکار کیا پھر وہ زوال کا شکار ہو گئے اور کئی ایک تو بالکل راستے سے بھٹک گئے۔ شیخ کی حکم عدولی اور بے ادبی مرید کی تنزلی کا باعث بن جاتی ہے۔

پیرومرشد کی ترقی:

ارشاد فرمایا، مریدین کی وجہ سے پیر صاحب کی بھی ترقی ہوتی ہے۔ مثلاً پیر صاحب نے جن جن لوگوں کو ذکر سکھایا ہوگا اور وہ مریدین ذکر مراقبہ کریں گے اور آگے مزید لوگوں کو سکھائیں گے تو اس کا ثواب پہلے پیر صاحب کو ہوگا پھر ان مریدین کو ہوگا جن کو شیخ سے فیض ملا اور انہوں نے کام کو جاری رکھا۔ اس لئے کہ پودا لگایا تو پیر صاحب نے تھا پھر اس کی نشوونما مریدین کے حوالے کر دی۔ ثمر دونوں کو حاصل ہوا۔ مریدین کے خلوص کا اثر پیر صاحب پر بھی ہو جاتا ہے۔ مریدین کے اعمال شیخ کی باطنی ترقی کا ذریعہ بنتے ہیں۔

نسبت کی برکات:

ارشاد فرمایا، خلافت ایک امانت ہے جو انتظامی امور سے متعلق ہے نسبت ایک ایسی چیز ہے جس سے زندگیاں بدلتی ہیں۔ محض زبانی دعوے کرنے والوں

کی زندگیاں عمل سے عاری ہوتی ہیں۔ محض زبانی تقریریں کرنے والوں کی زندگیاں قول وفعل کا تضاد پیش کرتی ہیں۔ وہ جو کچھ کہتے ہیں کرتے نہیں ہیں۔ جب وہ خود کو نہیں بدل سکتے تو دوسروں کو کیسے بدلیں گے۔ نسبت ایک ایسا نور ہے جب یہ سینے میں آجاتا ہے تو انسان کی زندگی کی کایا پلٹ کے رکھ دیتا ہے۔ اور اس نسبت کے اثرات سے کئی لوگ متاثر ہوتے ہیں اور اپنی زندگی میں تبدیلی پیدا کر لیتے ہیں اگر لوگ اپنے قول وفعل کو ایک کرلیں تو حالات بدلنا کوئی مشکل کام نہیں۔ جو کچھ زبان سے نکلے کردار وعمل اس کا منہ بولتا ثبوت ہو۔

محبت اور آداب:

ارشاد فرمایا، روحانیت میں آداب اور محبت شیخ کی بہت اہمیت ہے۔ ان آداب کی حقیقت کو ناواقف لوگ نہیں سمجھ سکتے۔ انہیں صرف محبت والے لوگ ہی سمجھ سکتے ہیں۔ فرمایا، ہم مسکین پور کے سالانہ اجتماع پر جاتے تھے وہاں اپنا مصلّٰی حضرت سید زوار حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے لئے بچھا دیتے تھے تاکہ پھر سارا سال اس پر مراقبہ کر کے شیخ کا فیض حاصل کرتے رہیں گے۔ کبھی شاہ صاحب کیلئے اپنا رومال بچھا دیتے تھے اور پھر سارا سال اس رومال کو اوپر ڈال کر مراقبہ کرتے تھے ان دونوں چیزوں کے ذریعے بہت فیض ملتا تھا۔ یہ محبت کی باتیں دیوانے ہی سمجھ سکتے ہیں۔ عقلمند ان کے سمجھنے سے معذور ہوتے ہیں۔

عقل سے باہر ہیں باتیں عشق و مستی کی
سمجھ میں اس قدر آیا کہ دل کی موت ہے دوری

محبت شیخ:

ارشاد فرمایا، تاریخ میں ایک بزرگ خواجہ ابوسعید خراز کے نام سے گزرے

ہیں انہیں اپنے خاندانی بزرگوں سے ایک خرقہ ملا تھا جو ان کے خاندان میں نسل درنسل چلا آرہا تھا۔ ایک خرقہ انہیں اپنے شیخ کی طرف سے ملا تھا۔ اپنے شیخ سے محبت کی وجہ سے وہ اس خرقہ کو بہت پسند کرتے تھے اور عزت واحترام سے رکھتے تھے۔ جب آخری وقت قریب آیا تو خادم سے خرقہ مانگا۔ اس نے پوچھا، کونسا خرقہ لاؤں؟ فرمایا، مجھے خاندانی خرقہ کا بڑا ادب ہے مگر اس وقت تم میرے شیخ کا دیا ہوا خرقہ لاؤ کیونکہ اس وقت میں شیخ کی نسبت میں فنا ہو کر اس دنیا سے رخصت ہونا چاہتا ہوں۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا روحانی فرزند:

ارشاد فرمایا، یہ فقیر ایک دفعہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر گیا۔ دل میں خیال آیا کہ یہ عاجز تو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کا روحانی فرزند ہے۔ جب فرزند دور سے آئے تو اس کی مہمان نوازی ہوتی ہے۔ یہی سوچ ذہن میں تھی صبح فجر کی نماز کے لئے مسجد میں بیٹھا تھا وہاں کے سجادہ نشین نے جب اس عاجز کو جماعت کا انتظار کرتے ہوئے پایا تو جماعت کروانے کی درخواست کی۔ پھر بعد میں مزار کے تینوں دروازے کھول دیئے بلکہ دوسرے دن خانقاہ کی ساری چابیاں اس فقیر کے حوالے کر دیں کہ جہاں چاہیں آزادی سے جائیں۔ تین دن تک خانقاہ کی چابیاں فقیر کی جیب میں رہیں۔

اگر بڑھیا کے در پر آئے سلطاں
تو اے واعظ نہ ہو ہرگز پریشاں



محاسبہ کی اہمیت

اسلام آباد

احساس زیاں:

ارشاد فرمایا، یہ شعر ہمیں زندگی کی اہمیت بتاتا ہے۔

غنیمت سمجھ زندگی کی بہار
آتا نہ ہوگا یہاں بار بار

بس ایک ہی دفعہ موقع ملتا ہے کاش ہمیں اس کی اہمیت اور قدرو قیمت کا پورا پورا احساس ہو جائے۔ اگر کسی کا احساس اور ضمیر اس قدر مردہ ہو جائے کہ اسے اپنے نقصان کا احساس بھی نہ ہو تو ایسے بندے کا علاج انتہائی مشکل ہو جاتا ہے۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

زندگی اور سفر:

ارشاد فرمایا، ساری زندگی سفر در سفر ہے۔ منزلیں بدلتی رہتی ہیں لیکن سفر

جاری رہتا ہے۔ پہلے ہم عالم ارواح میں تھے، پھر ماں کے پیٹ میں پہنچے، اس کے بعد زمین و آسمان کے پیٹ یعنی اس دنیا میں آئے اور ہمارا اگلا سفر قبر کے پیٹ تک ہوگا۔ پھر حساب کتاب کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑا ہونا پڑے گا۔

''جس دن روح اور فرشتے صف در صف کھڑے ہوں گے کوئی بات نہیں کر سکے گا مگر اللہ کی اجازت سے اور بات بھی ٹھیک کرے گا''

قبر کی لمبائی:

ارشاد فرمایا، انسان دنیا کی رنگینیوں میں غرق ہو جاتا ہے اور آخرت کو فراموش کر بیٹھتا ہے۔ پھر بالآخر موت اسے جھنجوڑتی ہے۔ انسان کہتا ہے کہ میری بیوی اور میرے بچوں کا کیا بنے گا لیکن موت کے آگے کس کا بس چل سکتا ہے۔ آخر اکیلے ہی قبر کی آغوش میں جانا پڑتا ہے۔ جن کے لئے انسان ساری زندگی خوار ہوتا ہے موت کے وقت وہ قریبی رشتے دار بھی ساتھ چھوڑ دیتے ہیں۔ دنیا میں انسان جتنی بھی پر آسائش زندگی گزارلے قبر کی زندگی اس کے نیک اعمال کے بغیر اندھیری اور تاریک ہوگی۔ خواہ کوئی نواب کوئی ملوں کا مالک ہی کیوں نہ ہو قبر اس کے لئے بھی دو گز ہی بنے گی۔ اس کے لئے کوئی تین ایکڑ میں قبر نہیں بنے گی نہ ہی قبر میں فوم کا زم گدا بچھایا جائے گا۔ کسی عارف نے کیا خوب بات کہی ہے''ان شکستہ قبروں پر غور کرو کہ کیسے کیسے حسینوں کی مٹی خراب ہو رہی ہے''

محاسبہ:

ارشاد فرمایا، حدیث شریف میں ہے کہ حَاسِبُوْا قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا ''محاسب

کرو اس سے پہلے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے''

اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ اپنا اکاؤنٹ خود ہی چیک کر لیں اس سے پہلے کہ آپ کا اکاؤنٹ چیک کیا جائے۔ اگر آج ہم اپنا محاسبہ کر لیں تو کل قیامت کے روز مشکل پیش نہیں آئے گی۔ اگر ہم نے خود اپنا محاسبہ نہ کیا تو پھر قیامت میں بے بسی کا عجیب منظر ہوگا۔ انسان کو کہا جائے گا کہ یہ لو اپنا نامہء اعمال اگر خود تم پاس ہو سکتے ہو تو ہو جاؤ۔ جیسے کوئی استاد کسی نالائق طالب علم سے کہے کہ تو خود اپنے نمبر لگا کر پاس ہو سکتا ہے تو پاس ہو جا۔ قیامت کے روز انسان خود اپنا حساب لینے کے لئے کافی ہوگا۔ **اقرا کتابک کفی بنفسک الیوم علیک حسیبا**۔ ''پڑھ اپنا نامہء اعمال آج تو خود اپنا حساب لینے کے لئے کافی ہے''

قیامت کی رسوائی:

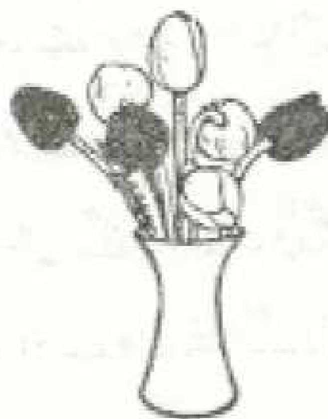
ارشاد فرمایا، اس دن کتنے ہی خاوند ہوں گے جو اپنی بیویوں کے سامنے رسوا ہو جائیں گے، کتنے بھائی ہوں گے جو بہنوں کے آگے ذلیل ہو جائیں گے، کتنے بچے ہوں گے جو ماں باپ کے سامنے شرمندہ ہو جائیں گے، کتنے استاد ہوں گے جو شاگردوں کے سامنے بے عزت ہو جائیں گے، کتنے مالک ہوں گے جو نوکروں کے سامنے ذلت اٹھائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قیامت کی رسوائی اور ذلت سے بچالے اور توبہ تائب ہونے والا بنادے۔ تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ''توبہ کرو اللہ تعالیٰ کے حضور سچی پکی توبہ''

اللہ تعالیٰ کا کرم:

ارشاد فرمایا، قیامت کے دن ایک شخص کو کھڑا کیا جائے گا اور اس سے اس

کے گناہ گنوائے جائیں گے۔ اسے یقین ہو جائے گا کہ اب میری پکڑ ہو جائے گی اور میری نجات کا کوئی ذریعہ نہ ہوگا۔ اس وقت اس کے اردگرد نور کی ایک چادر تان دی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تو گناہ کرتا تھا اور پھر دنیا میں ہی رو رو کر معافیاں مانگتا تھا۔ جا ہم نے نہ صرف گناہوں کو معاف کر دیا بلکہ تیرے گناہوں کو نیکیوں میں بدل دیا ہے۔ جب نور کی چادر ہٹے گی تو لوگ حیران ہو کر کہیں گے یہ کون خوش نصیب ہے جس کے ذمہ ایک گناہ بھی نہیں۔

یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے



مجلس 53

والدین کی قدر

اسلام آباد

یورپین اقوام کا اخلاق:

ارشاد فرمایا، یورپین تہذیب کی ناپائیداری پر کسی کا شعر ہے

تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی
جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

یورپین لوگ مادے کی تحقیقات میں جس قدر عروج کو پہنچے ہوئے ہیں اخلاقیات میں اسی قدر زوال پذیر ہیں۔ امریکہ کے ایک شہر کا عجیب وغریب واقعہ ہے جو اخبارات کی زینت بنا اور بڑا مشہور ہوا۔ واقعہ کچھ اس طرح سے تھا کہ ایک ماں نے اپنے بیٹے پر مقدمہ کر دیا کہ میرا بیٹا کتے کا زیادہ خیال رکھتا ہے اور میرا بالکل خیال نہیں رکھتا۔ بہت عرصہ یہ مقدمہ چلتا رہا آخر کار عدالت نے یہ فیصلہ لکھا چونکہ کتا اس شخص نے خود پالا ہوا ہے اور یہ کتا اسی پر انحصار کرتا ہے اس لئے کتے کا اس پر حق ہے کہ یہ اس کا خیال رکھے۔ رہی ماں تو بیٹا چونکہ 18 سال سے بڑی عمر کا ہو گیا ہے لہٰذا بیٹا اگر چاہے تو ماں کی خدمت کرے اس

پر لازم نہیں ہے۔ ماں کو چاہئے کہ گورنمنٹ سے درخواست کرے تا کہ اسے گورنمنٹ اولڈ ہاؤسز میں پہنچا دیا جائے۔ اس مہذب معاشرے میں ماں جیسی عظیم ہستی کی قدر و قیمت کتے سے بھی کم ہے اور والدین کے حقوق کو پامال کرنے والے یہ وہ لوگ ہیں جو اخلاقیات کے چیمپئن بنے پھرتے ہیں اور ماں کے حقوق کا مطلق خیال نہیں ہے۔ صرف دوستوں سے یا مطلب کے لوگوں سے مسکرا کر بات کر لینا ہی اخلاق نہیں ہے بلکہ اخلاق تو یہ ہوتا ہے کہ جس کے جتنے حقوق بنتے ہیں انہیں اتنی ہی ذمہ داری سے ادا کیا جائے۔

ماں کے حقوق:

ارشاد فرمایا، یورپین اقوام کا یہ فلسفہ ہے کہ ماں سے زیادہ بیوی کے حقوق ہیں کیونکہ وہ بعد میں آئی ہے۔ اس معاشرے میں خاوند کے حقوق مل جائیں گے، بیوی کے حقوق مل جائیں گے، نوکر کے حقوق مل جائیں گے حتیٰ کے کتوں کے حقوق بھی مل جائیں گے مگر جس ماں نے بچوں کو جنا ہے، پالا پوسا ہے اس کے حقوق نہیں ملیں گے۔ وہاں سال میں ایک دن **Mother day** کے طور پر منا لیتے ہیں۔ اس دن بھی یہ ضروری نہیں سمجھتے کہ ماں سے ملاقات کی جائے بس کوئی ایک آدھ فون کر کے ماں کی خیریت دریافت کر لے تو یہ ماں پر بڑا احسان سمجھتے ہیں۔

بیٹی کی بے حسی:

ارشاد فرمایا، امریکہ میں ایک لڑکی نے ماں باپ کو چھوڑ دیا۔ ایک ہی شہر میں وہ لڑکی بھی رہتی تھی اور اس کے والدین بھی اسی شہر میں رہتے تھے لیکن آٹھ

سال گزر گئے اور اس دوران اس لڑکی نے ایک دفعہ فون کر کے ماں باپ سے ان کی خیریت تک دریافت نہیں کی اور لوگوں سے یہ کہتی تھی کہ یہ کونسا جرم ہے یا اہم بات ہے کہ میں نے فون نہیں کیا۔ میری مرضی کہ میں فون کروں یا نہ کروں۔

مشہور واقعہ:

یورپ کا بڑا مشہور واقعہ ہے کہ **Mother Day** کے دن کسی ماں نے اپنے بیٹے کے لئے کیک بنا کر رکھا اور سارا دن اس کا انتظار کرتی رہی۔ آخر کار انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں، گھنٹی بجی، ماں نے فوراً جا کر دروازہ کھولا تو ڈاکیہ کھڑا تھا۔ ماں کو بڑا افسوس ہوا۔ ڈاکیہ بیٹے کا تار لایا تھا اور یہ پیغام بھیجا تھا کہ میں نہیں آ سکتا۔ ماں نے اس ڈاکیے کو ہی اندر بلا لیا اور کیک سے اس کی تواضع کر دی۔

اسلام اور والدین کے حقوق:

ارشاد فرمایا، یہ چند واقعات تھے جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ یورپین معاشرے میں ماں باپ کے حقوق کی کس طرح مٹی پلید کی گئی ہے۔ ایسے ایسے واقعات کہ انسان سن کر حیران ہوتا ہے۔ اسلام نے ماں باپ کے اتنے حقوق بیان کئے ہیں کہ ان کی طرف محبت بھری نظر ڈالنے سے ایک حج اور عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔

صحابہ کرام ﷡ نے حضور ﷺ سے عرض کیا، اگر ہم بار بار والدین کی طرف محبت بھری نظر سے دیکھیں تو کیا ہر بار ہمیں ثواب ملے گا؟ حضور ﷺ نے فرمایا، ہر نظر کے بدلے ثواب ملتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں والدین کی قدر کرنے اور ان کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔





فیصل آباد

عشق الٰہی کتاب کی قبولیت:

عشق الٰہی کتاب کے بارے میں ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ نے اسے قبول فرمایا ہے۔ ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا، ایک دن فجر کی نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو دو قاری حضرات تشریف لائے اور کہنے لگے ہمیں عشق الٰہی کتاب چاہئے۔ پوچھا، آپ کو اس کتاب کے بارے میں کیسے معلوم ہوا اور یہاں کس طرح آمد ہوئی؟ کہنے لگے، ہم ملتان سے کسی اور شہر کی طرف سفر کر رہے تھے، جس بس میں بیٹھے تھے اس میں ریکارڈنگ وغیرہ بھی ہو رہی تھی۔ بس میں ایک لڑکی ان تمام باتوں سے بے نیاز عشق الٰہی کتاب پڑھنے میں مگن تھی۔ ایک دو دفعہ اس نے احتجاج بھی کیا کہ یہ کیسا شور ہے؟ مگر پھر پڑھنے میں مصروف ہو گئی۔ جب اس نے کتاب ختم کی تو ہم نے اس سے لے کر ایڈریس نوٹ کر لیا اور اب ہم صرف اس کتاب کو لینے آئے ہیں۔ ایک اور واقعہ بیان فرمایا کہ ایک دفعہ اس فقیر کو فوج کے اعلیٰ ترین افسر کا فون آیا کہ آپ کی کتاب عشق الٰہی پڑھی ہے،

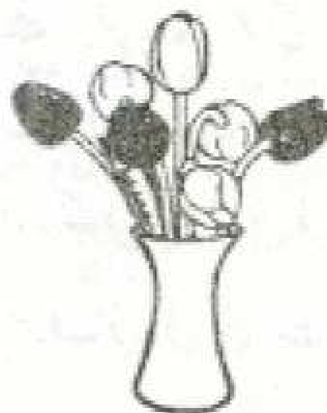
بہت متاثر ہوا ہوں، آپ سے ملنا چاہتا ہوں۔ ان کو اپنا نمبر نوٹ کروایا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو قبول فرمالے۔ اسی دوران عشق رسول ﷺ کتاب کا تذکرہ چلا۔

شکر کے کلمات:

راقم الحروف حضرت جی دامت برکاتہم سے ملاقات کے لئے حاضر خدمت ہوا، حضرت جی نے ایک کام ذمہ لگایا ہوا تھا اس کی کتابیں بھی ساتھ تھیں۔ مناسب موقع پا کر راقم الحروف نے عشق رسول ﷺ کتاب سے متعلقہ کچھ مواد پیش کیا۔ حضرت جی بہت خوش ہوئے اور فرمایا، ہمیں تو پکی پکائی کھیر مل گئی ہے۔ الحمد للہ رب العالمین۔

پیشانی جھکانا:

اسی دوران ایک آدمی مجلس میں حاضر ہوا اور اس نے ذرا جھک کر سلام عرض کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا، اس طرح نہیں کرنا چاہئے۔ فقط زبان سے سلام کرنا کافی ہے۔ سر کو جھکانا نہیں چاہئے۔ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکنا جائز ہے اور کسی کے آگے جھکنا جائز نہیں ہے۔ یہ پیشانی کسی بندے کے آگے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنی چاہئے۔





قبولیت دعا کے طریقے

فیصل آباد

سچی توبہ کیا ہے؟

کسی نے سوال کیا کہ سچی توبہ کس طرح ہوتی ہے؟ آپ نے توبہ کے فضائل بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا، سچی توبہ یہی ہے کہ پچھلے گناہوں پر دل میں ندامت اور افسوس ہو اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا عزم بالجزم ہو۔ انشاء اللہ اس قوی ارادہ کو اللہ تعالیٰ قبول فرمالیں گے۔ گناہوں پر ندامت اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ اگر ندامت کے ساتھ چند آنسو بھی بہہ نکلیں پھر تو اللہ تعالیٰ کی رحمت چھم چھم برسنے لگتی ہے۔

موتی سمجھ کر شان کریمی کے چن لئے
قطرے جو تھے مرے عرق انفعال کے

اسی ضمن میں بنی اسرائیل کے اس آدمی کا واقعہ سنایا جس نے 100 قتل کئے تھے مگر پھر سچی نیت سے توبہ کی اور نیکوں کی بستی کی طرف نیک ارادے سے جا رہا تھا کہ راستے میں موت آ گئی۔ صرف توبہ کی سچی نیت کی برکت سے نیکوں کی روح

قبض کرنے والے فرشتوں نے اس آدمی کی روح قبض کی اور اللہ تعالی نے توبہ کی وجہ سے اس کی مغفرت فرما دی۔

حج کے طریقے:

حضرت جی دامت برکاتہم نے تفصیل سے حج کا طریقہ کار بیان فرمایا کہ حج کو کس طریقے سے ادا کرنا چاہئے۔ دوسروں کو کسی قسم کی تکلیف نہیں دینی چاہئے، دل میں ایثار و قربانی کے جذبات ہونے چاہئیں۔ یہ باتیں سن کر ایک حاجی صاحب نے عرض کیا، جو آپ نے حج کا طریقہ بتایا ہے اگر بغور دیکھا جائے پھر تو ہمارا حج ہوا ہی نہیں ہے۔ ہم نے حج سے پہلے حج کا طریقہ سیکھا ہی نہیں تھا بس یونہی حج کرنے چلے گئے تھے۔

یہ حسرت رہ گئی پہلے سے حج کرنا نہ سیکھا تھا
کفن بر دوش جا پہنچے مگر مرنا نہ سیکھا تھا
یہ دیوانے اگر پہلے سے کچھ ہشیار ہو جاتے
حرم میں بن کے محرم صاحب اسرار ہو جاتے

فرمایا، ایک بات کی وجہ سے دل مطمئن ہے کہ عرفات میں اللہ تعالی حاجیوں کی دعائیں قبول کرتا ہے۔ امید ہے کہ ہماری دعائیں بھی قبول ہوگئی ہوں گی۔

عبادت کا نچوڑ:

ارشاد فرمایا، حدیث شریف میں آتا ہے اَلدُّعَا مُخُّ الْعِبَادَة ''دعا عبادت کا نچوڑ ہے''۔ جیسے دودھ کا نچوڑ مکھن ہے اس طرح عبادت کا نچوڑ اور خلاصہ دعا ہے۔ عام دنیا داروں سے اگر مانگیں گے تو وہ برا منائیں گے اور جس سے جتنا زیادہ

مانگا جائے گا وہ اتنی جلدی تعلقات توڑ لے گا۔ فرمایا، یہ تجربہ شدہ بات ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ہر چیز مانگتا ہے اور ہر حال میں مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اپنا ولی بنا لیتے ہیں۔

دعا سیکھنی چاہئے:

ارشاد فرمایا، دعائیں مانگنی بھی سیکھنی پڑتی ہیں دعا ایسے مانگیں کہ دعا مانگتے ہوئے بندے کا رواں رواں دعا مانگ رہا ہو۔

اس ضمن میں ایک عجیب واقعہ ارشاد فرمایا، طواف کے دوران ایک دفعہ ایک نابینا شخص دعا مانگ رہا تھا۔ یا اللہ! مجھے آنکھیں دے دے۔ مجھے آنکھیں دے دے۔ اس دوران حجاج بن یوسف بھی طواف کر رہا تھا اس نے نابینا کی دعا سنی تو کہنے لگا، تو کب سے دعا کر رہا ہے۔ میرے چار چکر رہتے ہیں اگر تجھے چار چکر سے پہلے آنکھیں نہ ملیں تو تیرا سر اتار دوں گا۔ حجاج بن یوسف جو کہتا تھا وہ پورا بھی کر دیتا تھا۔ اب تو اس نابینا کو آنکھوں کے ساتھ ساتھ جان کی بھی فکر لگ گئی۔ اب تو اس نے رو رو کر آہ وزاری سے دعا مانگنی شروع کر دی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی مراد پوری کر دی۔ حجاج نے جب دیکھا کہ اسے واقعی بینائی مل چکی ہے تو کہنے لگا جیسے تو پہلے دعا مانگ رہا تھا اگر اس طرح سال بھر بھی مانگتا رہتا تو قبول نہ ہوتی۔ اضطراب کے ساتھ رو کر دعا مانگی ہے تو اللہ تعالیٰ نے فوراً قبول کر لی ہے۔ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ ''مضطرب کی دعا کون قبول کرتا ہے''

یقین کامل سے مانگی ہوئی دعا بھی قبول ہوتی ہے، دعا کی قبولیت کے لئے جلدی نہیں کرنی چاہئے بلکہ بار بار صبر کے ساتھ دعا مانگتے رہنا چاہئے۔ انشاء اللہ

ضرور قبول ہو جائے گی۔

اللہ تعالیٰ ضرور دیتا ہے:

ارشاد فرمایا، سخی وہ ہوتا ہے جو سب کو دے یہ نہیں کہ بعض کو تو دے اور بعض کو نہ دے۔ اللہ تعالیٰ سب سے بڑا سخی ہے جو اپنے دشمنوں کو بھی لاکھوں نعمتیں دے رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ مومن بندے کی ہر جائز دعا قبول کرتے ہیں مگر انداز مختلف ہوتا ہے۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ ہمارے لئے کیا بہتر ہے اور کیا نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ تو ہماری بہتری چاہتے ہیں۔ اگر کوئی شخص بہت زیادہ دولت مانگے اور اسے اتنی ہی دولت مل جائے تو وہ انسان متکبر بن جائے گا اور کفریہ کلمات بولنے لگ جائے گا۔ اس کا کتنی دفعہ تجربہ ہو چکا ہے کہ دولت مندوں کی آواز میں تکبر جھلک رہا ہوتا ہے۔ فرمایا کہ وہ تھوڑی دولت جو تجھے رب تعالیٰ کا مطیع و فرمانبردار بنا کر رکھے اس زیادہ دولت سے بدرجہا بہتر ہے جو تجھے مالک کا نافرمان بنا دے۔

سچی توبہ کا واقعہ:

ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ بڑے قدردان ہیں انسان اس کی قدر کا اندازہ نہیں کر سکتا۔ وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ''اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو گن نہیں سکو گے''

ایک واقعہ بیان فرمایا، حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ بڑے محدث گذرے ہیں۔ توبہ کرنے سے پہلے ایک دفعہ رات بھر کسی کے انتظار میں بیٹھے رہے۔ پوری رات گزر گئی لیکن مقصد پورا نہ ہوا حتیٰ کہ اذان کی آواز آنے لگی۔ سوچا اگر اس طرح ساری رات اللہ تعالیٰ کی محبت میں عبادت کر کے گزارتا تو کتنا فائدہ ہوتا۔ پھر توبہ کی نیت سے علمائے کرام کی بستی کی طرف چل پڑے۔

اسی راستے پر ایک بزرگ بھی جا رہے تھے۔ دونوں کے سروں پر بادل نے سایہ کیا ہوا تھا۔ جب کافی فاصلہ طے کر چکے اور دونوں اپنے علیحدہ راستے پر ہونے لگے تو سایہ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہو گیا۔ ان بزرگ نے پوچھا، آپ نے کونسا ایسا عمل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اتنی مہربانی فرما دی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا، سچی پکی توبہ کی ہے اور اللہ والوں کے پاس ان کی نیک صحبت میں نیک بننے کے لئے جا رہا ہوں۔ بس یہ اسی کی برکات ہیں۔

دعائیں اور خواہشات:

ارشاد فرمایا، دعا ہمیشہ عاجزی کے ساتھ مانگنی چاہئے۔ عاجزی وانکساری سے وہ کچھ ملتا ہے جو غفلت اور تکبر سے ہرگز نہیں ملتا۔ عاجزی وانکساری سے ایسے ایسے اعلیٰ مقامات و درجات حاصل ہوتے ہیں کہ انسانی عقل حیران رہ جاتی ہے۔

رب نے اک ادنیٰ کو اعلیٰ کر دیا
خاکساری اپنی کام آئی بہت

ہم دعا مانگنے میں عاجزی کی بجائے بس اپنا پلان بیان کر دیتے ہیں اور پھر یہ چاہتے ہیں کہ اسے پورا کر دیا جائے۔ اگر ہماری پلاننگ کے مطابق دعا پوری ہونے لگے پھر تو شاید کائنات بھی فنا ہو جائے کیونکہ لوگوں کے دلوں میں تو اس دنیا میں رہنے کی ایسی ایسی آرزوئیں ہیں کہ لاکھوں سال لگے رہیں تب بھی وہ پوری نہیں ہوں گی۔ یہ لامحدود خواہشات انسان کے خاتمے کے ساتھ ہی ختم ہوں گی۔

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے
بہت نکلے میرے ارماں لیکن پھر بھی کم نکلے

مجلس 56

علم کی فضیلت

دار العلوم جھنگ

کامیابی کے راستے:

ارشاد فرمایا، کامیابی کے دو راستے ہیں ایک مال کا راستہ، ایک اعمال کا راستہ ہے۔ اعمال کا علم سے گہرا تعلق ہے، علم کے بغیر اعمال درست ہو جانا مشکل ہی نہیں ناممکن بھی ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ مال تو اپنی قیمت گھٹا دیتا ہے کیونکہ پیسے کی قیمت گھٹتی رہتی ہے۔ جب کہ علم وقت کے ساتھ ساتھ راسخ اور باثمر ہوتا جاتا ہے۔ علم کی قیمت ہمیشہ بڑھتی ہے کم نہیں ہوتی۔

علم کی برکات:

ارشاد فرمایا کہ یہ بات قابل غور ہے کہ مال کے ذریعے علم نہیں کمایا جا سکتا مگر علم کے ذریعے جتنا چاہیں مال کما سکتے ہیں۔ لیکن علم کو مال کمانے کا ذریعہ نہیں بنانا چاہیے۔ علم کی فضیلت بیان کرتے ہوئے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، اگر طالب علم نیک نیت ہو تو اس سے افضل کوئی نہیں ہوتا۔ ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو چیزوں کے نام کی معرفت دی تو وہ مسجود

الملائکہ بن گئے اگر اللہ تعالٰی کسی کو اپنے ناموں کی معرفت عطا کریں گے تو کیا پھر مقام و مرتبہ نصیب نہیں ہوگا، کیا وہ انسان اللہ تعالٰی کا مقرب و محبوب نہیں بن جائے گا؟ حضرت داؤد علیہ السلام کو زرہیں بنانے کا علم دیا گیا، حضرت سلیمان علیہ السلام کو پرندوں کی بولیاں جاننے کا علم دیا گیا، حضرت یوسف علیہ السلام کو خوابوں کی تعبیر کا علم دیا جس کی وجہ سے قید سے باہر آئے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قرآن میں سات چیزوں کا تقابل کیا گیا ہے۔ حقیقت میں ان سب کے درمیان تقابل علم اور جہالت ہی کا ہے۔

گناہ سے بچنے کا آسان طریقہ:

ارشاد فرمایا، علم کے باوجود انسان اس وقت گمراہ ہوتا ہے جب خواہشات کا غلام بن جائے۔ جب انسان خواہشات کا غلام ہو جاتا ہے تو پھر گناہ کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ وہ حیلے بہانوں سے گناہ کرتا ہے، اچھائی برائی کی تمیز ختم کر دیتا ہے۔ کبھی کبھار ایسا بھی ہوتا ہے کہ گناہ کے وقت انسان یہ سوچتا ہے کہ ابھی گناہ کر لو پھر توبہ کر لینا۔ ان حیلے بہانوں سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ جو چیز گناہ کی طرف راغب کرے اس سے اللہ تعالٰی کی پناہ مانگیں، اس گناہ سے بچنے کے لئے دل کی سچائی کے ساتھ بار بار دعائیں مانگیں اور اپنی بے بسی کا اظہار کریں۔ انشاء اللہ تعالٰی ضرور محفوظ فرمائیں گے۔

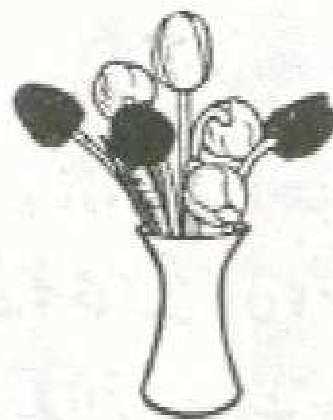
علم و ذکر لازم ملزوم ہیں:

ارشاد فرمایا، حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ نے تبلیغ کے 6 چھ نمبر بنائے تھے۔ سب کو علیحدہ ایک ایک نمبر پر رکھا۔ مگر علم و ذکر کو ایک ہی نمبر پر رکھا۔ گو کہ علم و ذکر

دو چیزیں ہیں مگر ان دونوں کو اکٹھا کر دیا کیونکہ علم اور ذکر نہ ہو تو انسان خشک بن جاتا ہے اور ذکر ہو مگر علم نہ تو انسان بدعتی بن جاتا ہے۔ علم کے ساتھ ساتھ ذکر کی یہ برکات ہیں کہ علم پر عمل کرنا بہت آسان ہو جاتا ہے۔ ہر چیز سیکھنے سے آسان ہو جاتی ہے اس لئے ذکر سیکھ کر کیا جائے تو آسان اور زود اثر ہو جاتا ہے۔

وسوسوں اور خیالات کا علاج:

ایک مجلس میں کسی آدمی نے پوچھا کہ نماز میں وسوسوں سے بچنے کا کیا علاج ہے؟ ارشاد فرمایا، خیالات کو آزاد چھوڑنے سے، اپنی فکر کو گندا کرنے سے اور منتشر سوچوں کی وجہ سے وسوسے زیادہ آتے ہیں۔ اس کا علاج یہ ہے کہ ہر عبادت شعور اور ارادے سے کریں، پورے ہوش و حواس اور شعور کر بیدار رکھیں۔ ذہن میں بھی رکھیں کہ اب میں الحمدللہ پڑھ رہا ہوں، اب رب العلمین کہہ رہا ہوں تو اس طرح خیال قرآن پاک میں لگ جائے گا اس کو ادھر ادھر بھٹکنے نہیں دے گا۔ لہذا ہر لفظ کو جب شعور اور دھیان سے ادا کریں گے تو خیال کے کہیں اور جانے کی گنجائش ہی نہیں رہے گی۔







تین سال کی صحبت:

کچھ دوست احباب حضرت جی دامت برکاتہم کی صحبت بابرکات میں بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت جی نے بڑے ہی درد اور سوز کے ساتھ ارشاد فرمایا کہ سچے دل اور پورے یقین کے ساتھ تین سال تک کوئی سالک اس فقیر کے ساتھ رہ لے اور حتی الامکان آداب کا پورا پورا خیال رکھے تو انشاء اللہ، اللہ تعالی اس کا کام بنا دیں گے۔

سالک کیسے پھسلتا ہے؟

حضرت جی دامت برکاتہم نے اس بات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جو کام شیخ کسی مرید کے ذمہ لگا دے اور وہ اس پر استقامت دکھائے تو اس کا کام بن جائے گا۔ انسان اس وجہ سے پھسلتا کہ شیخ کوئی کام مرید کے ذمے لگائے اور مرید اس کام سے کوتاہی کر جائے، اس سے ہٹ جائے تو کام خراب کر بیٹھتا

ہے۔انسان کا نفس مستی کرتا ہے اور انسان کو بہکا دیتا ہے۔پھر انسان غافل ہو جاتا ہے اور اس غفلت کی وجہ سے اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔اور اگر مرید اس کام پر استقامت دکھائے تو ہمارے مشائخ اتنے کامل ہیں کہ ان کی ایک توجہ سے سالک کا کام بن جاتا ہے۔یہ بات یاد رکھیں کہ پیر اس وقت کسی مرید کے ذمے کوئی کام لگاتا ہے جب اسے اذن ملتا ہے اور جو بات پھر پیر مرید سے کہہ دیتا ہے تو یہ مرید کے لئے بہت ذمہ داری والی بات ہے کہ وہ اس کام کو پورے خلوص اور دیانتداری سے سرانجام دے۔لیکن اگر پیر کے بہت زیادہ کہنے سے بھی مرید اپنے کام سے ہٹ جائے اور ذمہ داری کو پورا نہ کرے تو پھر وہ روحانی تنزلی کا شکار ہو جاتا ہے۔

سالک کے لئے انتہائی ضروری باتیں:

حضرت جی دامت برکاتہم نے سالک کے لئے انتہائی ضروری باتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ سالک وقوف قلبی کا سب سے زیادہ اہتمام کیا کرے۔جس طرح کھانا انسان کو نہیں بھولتا اسی طرح وقوف قلبی کو اپنے کھانے پینے اور سونے سے بھی زیادہ ضروری سمجھے۔دوستوں سے ملنے سے بھی زیادہ اہم بات وقوف قلبی رکھنا ہے۔اگر شیخ کی صحبت میں ہے تو شیخ کے قلب کے ساتھ رابطہ رکھنا ضروری ہے۔اگر کسی مجلس میں ہے تو کوئی سانس غفلت میں نہ گزرے یہ گویا خلوت در انجمن ہے۔اگر راستہ چل رہے ہوں تو نظر بر قدم ہونی چاہئے تاکہ ادھر ادھر بھٹکنے سے محفوظ رہے اور ارد گرد کی چیزوں میں الجھ کر نہ رہ جائے۔اکثر اوقات یہ بھی کہتا رہے کہ یا اللہ! اپنی محبت، معرفت اور رضا لقاء نصیب فرما۔مختصر یہ کہ سالک کو چاہئے کہ ہر دم اللہ تعالیٰ کو یاد رکھے۔ایسے ایسے

بھی لوگ ہیں کہ ان کے حالات جان کر حیرانی ہوتی ہے۔ ایک واقعہ بیان فرمایا کہ ایک آدمی اتنا فنافی اللہ تھا کہ اسے اپنا نام بھی یاد نہ رہا بس ہر وقت اللہ ہی یاد رہتا تھا۔ ایک دفعہ اس آدمی کو ڈاکٹر کے پاس جانا پڑا، ڈاکٹر صاحب نے نام پوچھا، دو تین منٹ سوچا مگر اپنا نام ہی یاد نہ آیا، آخر کار اس نے عبداللہ ہی لکھوا دیا کہ میں اللہ ہی کا بندہ ہوں نام کا کیا ہے۔

مشائخ کی خاموشی:

حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے مشائخ بظاہر خاموش ہوتے ہیں مگر ان کے دل کی توجہ بڑی قوی ہوتی ہے۔ کسی نے کہا کہ نقشبندی مشائخ بڑے ٹھنڈے ہوتے ہیں، ہائے ہو نہیں کرتے۔ جواب میں فرمایا کہ جو اللہ سبز اور گیلے درخت سے آگ پیدا کر دیتا ہے وہ ہم ٹھنڈوں سے بھی آگ پیدا کر دیتا ہے۔ ہمارا مقصد تو یہ ہے کہ خاموشی کے ساتھ ہر دم ہر گھڑی اللہ تعالیٰ کو یاد رکھیں۔

نور میں ہو یا نار میں رہنا
ہر گھڑی یاد یار میں رہنا
چند جھونکے خزاں کے بس سہہ لو
پھر ہمیشہ بہار میں رہنا

مجلس 58

راضی برضا رہنا

جامعۃ الصالحات راولپنڈی

نیک بننے کا زبردست موقع:

ارشاد فرمایا، یہ دنیا دار الفنا ہے اور آخرت دار البقا ہے، یہ دنیا دار العمل ہے اور آخرت دار الجزا ہے۔ طالبات سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ آپ خوش نصیب بچیاں ہیں جو اس جامعہ میں رہ کر دین کا علم حاصل کر رہی ہیں۔ یہ اللہ رب العزت نے آپ کو نیک بننے کا ایک موقع عنایت فرمایا ہے۔ یہی موقع زبردست ہے یہ ہاتھ سے نکل گیا تو پھر کچھ نہیں ہو سکے گا۔ دل چاہے گا نیکیاں کریں مگر وقت و حالات آپ کا ساتھ نہیں دیں گے۔ ابھی یہ بہت سنہری موقع ہے، زندگی کے ان لمحات کو قیمتی جان لیں اور خوب نیکیاں کما لیں۔ ہر جامعہ میں ایسا روحانیت سے بھرپور ماحول نہیں ملتا، آپ کی خوش نصیبی ہے کہ آپ کو اس ماحول سے مستفید ہونے کا موقع ملا ہے۔ آج جامعات تو بہت سے موجود ہیں مگر ان کا حال یہ ہے کہ بچیوں کو فقط کتابیں پڑھانے پہ زور دیتے ہیں تربیت پر نہیں۔ آپ کی معلمات ماشاء اللہ بہت محنتی اور محبت سے پڑھانے والی ہیں۔ طالبات کے لئے ضروری ہے کہ وہ

آداب کا لحاظ رکھتے ہوئے اپنے اساتذہ سے فائدہ اٹھائیں۔

تقدیر لکھی جا چکی ہے:

ارشاد فرمایا، جو چیز انسان کے رزق میں لکھی جا چکی ہے وہ ہر حال میں اس کو مل کر رہے گی اور رزق سے مراد عام طور پر صرف کھانے پینے کی چیزیں لی جاتی ہیں حالانکہ رزق میں ہر چیز شامل ہے۔ انسان کا مال، اولاد، ایک عورت کے لئے اس کا خاوند، ایک مرد کے لئے اس کی بیوی، اولا، صحت وغیرہ سب کچھ انسان کے رزق میں لکھ دیا جاتا ہے کہ اس نے دنیا میں کتنی لذتیں حاصل کرنی ہیں۔ اس لئے انسان جانتا ہے کہ اسے وہی کچھ ملتا ہے جو اس کے لئے لکھ دیا گیا ہے پھر بھی وہ ناجائز اور غلط طریقوں سے اس فانی دنیا کی عارضی لذتوں اور آسائشوں کے پیچھے لگ جائے یہی تو بے وقوفی ہے۔

سبق آموز واقعہ:

دنیاوی لذتوں سے اپنے آپ کو بچانے کے کتنے فوائد وثمرات حاصل ہوتے ہیں اس ضمن میں ایک واقعہ ارشاد فرمایا کہ غدر کے موقع پر ایک نواب زادی اپنے گھر سے خالہ کے گھر جانے کے لئے نکلی، قریب ہی خالہ کا گھر تھا وہ لڑکی پیدل ہی جا رہی تھی۔ جیسے ہی وہ ایک گلی میں داخل ہوئی، گلی کے موڑ سے ہندوؤں کا بہت بڑا لشکر سامنے آ گیا۔ وہ لڑکی اکیلی تھی، جوان اور خوبصورت بھی تھی۔ گھبرا گئی کہ اب میں اگر ان کے ہتھے چڑھ گئی تو میری جان کو بہت خطرہ ہے، یہ لوگ میری عزت کے درپے ہو جائیں گے۔ اس نے ادھر ادھر نظر دوڑائی سامنے مسجد کا دروازہ کھلا نظر آیا۔ اسے اپنے تحفظ کے لئے مسجد ہی بہترین جگہ نظر آئی۔ وہ مسجد میں داخل ہوگئی اور ایک کونے میں جا کر بیٹھ گئی۔ اس

مسجد کا مؤذن بھی ایک نوجوان طالب علم تھا۔ اس نے اپنے حجرے کا دروازہ کھولا تو اس لڑکی کو دیکھا، اس سے پوچھا کہ تم کون ہو اور کہاں سے آئی ہو؟ اس لڑکی نے ساری بات بتائی اور رات ادھر ہی گزارنے کی درخواست کی۔ وہ مؤذن ادھر اکیلا رہتا تھا، وہ پریشان ہو گیا کہ اکیلی لڑکی کو کیسے پناہ دے دوں۔ وہ اس لڑکی کو گھر چھوڑ آنے کے لئے تیار ہو گیا مگر باہر حالات اس قدر خراب ہو چکے تھے، ہنگامے زوروں پر تھے کہ باہر نکلنا گویا اپنی سلامتی کو خطرے میں ڈالنے والی بات تھی۔ لڑکی اس طرح کے خطرناک حالات میں گھر جانے کے لئے تیار نہیں تھی۔ چنانچہ مجبوراً اس نوجوان مؤذن نے لڑکی کو اپنے حجرے میں جگہ دے دی۔ اس سے کہا کہ ایک کونے میں بیٹھ جاؤ۔ پھر وہ خود دوسرے کونے میں بیٹھ کر اپنے ذکر تلاوت میں مشغول ہو گیا۔ وہ طالب علم تھوڑی دیر کے بعد سامنے رکھے ہوئے چراغ پر اپنی انگلی رکھ دیتا۔ جب تکلیف ہوتی تو پھر واپس کھینچ لیتا۔ کافی دیر تک وہ یہی کچھ کرتا رہا۔ لڑکی مسلسل اس کی حرکت دیکھتی رہی۔ جب بھی لڑکی دیکھتی اس کی انگلی چراغ کے قریب ہوتی اور جب تکلیف زیادہ ہوتی تو انگلی ہٹا لیتا تھا۔ ساری رات اسی حال میں گزر گئی۔ فجر کی اذانیں ہونے لگیں۔ اس مؤذن نے بھی اذان دے دی اور اس لڑکی سے کہا کہ اب رات کا ہنگامہ سرد پڑ چکا ہے چلو میں تمہیں گھر چھوڑ آؤں۔ وہ لڑکی کہنے لگی، میں اس وقت تک گھر نہیں جاؤں گی جب تک مجھے رات کے اس واقعہ کی وجہ نہیں بتائیں گے کہ رات کو آپ اپنی انگلی چراغ پر کیوں رکھتے تھے۔ مؤذن نے کہا کہ یہ میرا ذاتی مسئلہ ہے۔ لیکن اس لڑکی نے اصرار کیا کہ میں اس کی وجہ دریافت کئے بغیر نہیں جاؤں گی۔ چنانچہ مجبوراً مؤذن کو بتانا پڑا۔ یہ کوئی اللہ کا پسندیدہ اور

نیک بندہ تھا۔ کہنے لگا، تمہاری وجہ سے جب میرا نفس مجھے برائی کی طرف لگاتا تو مجھے فوراً جہنم کی آگ کے عذاب کا خیال آتا کہ میرا کیا ہوگا۔ میں نفس کو دبانے کے لئے اپنی انگلی آگ کے قریب لے جاتا تھا۔ نفس و شیطان سے بچنے کے لئے اپنے آپ کو اذیت دیتا رہا۔

یہ بات سن کر اس لڑکی کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اس کے دل میں اس مؤذن کی عظمت و عقیدت ایسی بیٹھ گئی کہ اپنے گھر واپس جا کر بھی وہ اس واقعہ کو فراموش نہ کر سکی۔ جب اس کے والدین نے کسی نواب زادے سے اس کی شادی کرنا چاہی تو اس نے صاف انکار کر دیا اور اپنے والدین کو اس مؤذن کے تقویٰ و پرہیزگاری کے بارے میں بتایا اور ساتھ اس واقعہ کو بھی دھرایا جو اس سے قبل اس کے ساتھ پیش آ چکا تھا۔ پھر یہ کہہ دیا کہ میری شادی اسی مؤذن کے ساتھ کر دی جائے۔ تھوڑی بہت پس و پیش کے بعد بالآخر اس کے والدین مان گئے اور اس لڑکی کی شادی اسی مسجد کے مؤذن سے ہو گئی اور وہ مؤذن وقت کا نواب بن گیا۔ دینداری، تقویٰ اور نفس کے کنٹرول سے وہ سب کچھ اسے حاصل ہو گیا جسے حاصل کرنے کے لئے لوگ ناجائز ذرائع اختیار کر لیتے ہیں۔ اب یہ دیکھئے کہ اس لڑکی اور لڑکے کی قسمت میں جو کچھ تھا ان کو مل کر رہا۔ اگر شریعت کی حدود کی پابندی رکھیں اور تقدیر الٰہی پر راضی رہیں تو کبھی بھی ناکامی نہیں ہو سکتی۔ اپنی زندگی کا مقصد رضائے الٰہی، محبت الٰہی، ذکر الٰہی بنا لیجئے اور اپنے دلوں میں عشق رسول ﷺ پیدا کر لیجئے اور سنت رسول ﷺ کو اپنے عمل کا حصہ بنا لیجئے۔ اس پر استقامت سے آپ کی دنیا بھی بن جائے گی اور آخرت بھی سنور جائے گی۔

؎ قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمدؐ سے اجالا کر دے



روحانیت کیا ہے

جھنگ

اجتماع کے موقع پر خصوصی مجلس میں مندرجہ ذیل معارف ارشاد فرمائے۔

تصوف کیا ہے؟

حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا، حضرت سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ جب حضرت اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے تو انہوں نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ حضرت یہ تصوف کیا ہے؟ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اپنے آپ کو مٹا دینے کا نام تصوف ہے۔ مٹانے کا مطلب یہ ہے کہ انسان ہر وقت اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے نام پر قربان کرنے کے لئے تیار ہو جائے۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ سالک جب تک ہالک نہ بنے تو واصل نہیں ہوتا۔

؎ جو دیکھی ہسٹری تو اس بات کا کامل یقین آیا
جسے مرنا نہیں آیا اسے جینا نہیں آیا

توبہ کیا ہے؟

ارشاد فرمایا، مقامات عشرہ میں توبہ استغفار پہلا قدم ہے۔ استغفار گناہوں پر نادم ہونے کا دوسرا نام ہے۔ آئندہ ان گناہوں کو نہ کرنے کے عزم کا نام توبہ ہے۔ مشائخ کرام نے فرمایا، توبہ اور انابت اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کا نام ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ من اناب الی (جس نے میری طرف رجوع کیا) یعنی جو بندے توبہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی ان پر خصوصی نظر ہوتی ہے کہ کہیں یہ بندے دوبارہ نہ بھٹک جائیں، سیدھے راستے سے ہٹ نہ جائیں۔ جسے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا بہت شوق ہوتا ہے اسے عبد منیب کہتے ہیں۔

صبح توبہ ہے شام توبہ ہے
میرے لب پہ دوام توبہ ہے
با اثر ہے یا بے اثر تو جان
اپنے کرنے کا کام توبہ ہے

زہد کیا ہے؟

توبہ اور انابت کا ذکر فرمانے کے بعد حضرت جی دامت برکاتہم نے مقامات عشرہ میں سے زہد کی وضاحت فرمائی۔ ارشاد فرمایا، مقامات عشرہ میں دوسرا قدم زہد ہے اس کے بعد ریاضت ہے۔ زہد کو ریاضت و مجاہدہ پر کیوں مقدم کیا گیا ہے؟ زہد کا مطلب ہے دنیاوی آرزوؤں کو کم کرنا، دنیا کی محبت کو دل سے نکالنا اور عبادت میں دل لگا لینا۔ دنیا کی محبت کو ترک کر دینے والا زاہد کہلاتا ہے۔

ایک امیر آدمی بھی زاہد ہو سکتا ہے اور ایک غریب آدمی زاہد نہیں بھی ہو سکتا۔ یعنی زہد کے لئے امیری غریبی شرط نہیں ہے بلکہ دل کا خالص اور پاک ہونا شرط ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص یہ وصیت کر جائے کہ میری وراثت اسے دیں جو سب سے زیادہ عقلمند ہو تو اسے دینی چاہئے جو زاہد ہو۔ یہ فقہی مسئلہ ہے، سمجھنا چاہئے۔

زُہد کا کمال کیا ہے؟

زہد کی مزید وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا دنیا اور آخرت دو سوکنیں نہیں بلکہ دو بہنیں ہیں کہ جس طرح دو بہنیں ایک ہی وقت میں ایک نکاح میں نہیں آ سکتیں اسی طرح یہ دنیا اور آخرت بھی اکٹھی نہیں ہو سکتیں۔ زہد یہ ہوتا ہے کہ دنیا کی تمنائیں دل میں نہ رہیں مثلاً اگر کسی ماں کا جوان بیٹا فوت ہو جائے تو اس کے چونچلے ختم ہو جاتے ہیں۔ وہ سب کام کرتی پھرتی ہے مگر وہ پہلے والا ناز نخرہ دور ہو جاتا ہے، شوخی باقی نہیں رہتی۔ اسی طرح اللہ والے بھی جب زہد میں کمال حاصل کر لیتے ہیں تو بظاہر وہ اسی دنیا میں ہوتے ہیں مگر حقیقت میں یہاں نہیں ہوتے بلکہ اس کی ساری زندگی کی سوچ اور توجہ کا مرکز آخرت کی زندگی اور اس کی تیاری ہوتی ہے۔ حضرت ابو بکر ؓ کے فنائے ارادہ کا یہ کمال تھا کہ ان کی دنیا کی آرزوئیں وتمنائیں ختم ہو گئی تھیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی کسی مردہ کو زمین پر چلتا پھرتا دیکھنا چاہے وہ ابن ابو قحافہ ؓ کو دیکھ لے۔ یہ زہد کا ہی کمال ہے کہ انسان کے دل سے آرزوئیں اور تمنائیں ختم ہو جائیں اور انسان صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے سب کچھ کرے۔ دل کا ہر خواہش سے پاک ہونا اور اللہ کی رضا میں لگے رہنا یہی زہد ہے۔

اس دور کا سب سے بڑا فتنہ:

ارشاد فرمایا، زہد کا تعلق ظاہری چیزوں سے نہیں ہے بلکہ اندر سے ہے۔ جیسے حضرت اورنگزیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ہیں گو یہ حضرات محلات میں رہتے تھے مگر قلب میں زہد تھا۔ بعض لوگ دنیا میں غرباء میں سے ہوں گے مگر قیامت والے دن وہ فرعون و قارون کے ساتھ ہوں گے۔ کیونکہ اس دنیا میں کئی غریب لوگ بھی ایسے ہیں جن کی آرزو ہوتی ہے کہ انہیں قارون جتنا مال و دولت حاصل ہو جائے۔ اس دور کا سب سے بڑا فتنہ مال ہے۔ انسان مال کی حرص و ہوس میں پڑا ہوا ہے۔ بس یہی سوچتا رہتا ہے کہ اتنا زیادہ رزق ملے، یہ بھی ملے، وہ بھی ملے، حالانکہ یہ سب فانی چیزیں ہیں۔ بعض اوقات انسان مختلف آرزوئیں کرتا ہے مگر ساری آرزوئیں کب پوری ہوتی ہیں۔ کوشش یہ ہونی چاہئے کہ خواہشات کے پیچھے بھاگنے کی بجائے زندگی سے ان کو نکال ہی دینا چاہئے تاکہ زندگی خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے گزارنا آسان ہو جائے۔ دنیا کی کوئی خواہش رکاوٹ نہ بن سکے۔

تصوف وسلوک کیا ہے؟

کسی شخص نے عرض کیا کہ ایک پروفیسر صاحب تصوف کا کورس کرواتے ہیں، یہ کیسا ہے؟ ارشاد فرمایا، وہ خالی معلومات کا عبور کرواتے ہیں خالی باتیں ہی باتیں ہیں۔ تصوف وسلوک کوئی سلیبس یا کورس نہیں ہے بلکہ محبت الٰہی کی منازل طے کرتے ہوئے مختلف کیفیات کے حصول کا نام ہے۔ تصوف وسلوک کا تعلق معلومات سے کم ہے اور کیفیات سے زیادہ ہے۔ خالی معلومات سے کام

نہیں بنتا۔ جب تک جذبات، کیفیات اور صفات حاصل نہ ہوں تصوف حاصل نہیں ہوسکتا۔

تصوف وسلوک تو اخلاق محمدی ﷺ کا نام ہے، اپنے اندر اخلاق پیدا کرنے کو تصوف وسلوک کہتے ہیں۔ حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے ترک دنیا اور ترک لذات سے تصوف کو سیکھا ہے۔ ایک دفعہ ایک صوفی نے ایک بادشاہ سے کہا کہ اے زاہد! بادشاہ نے کہا، کیوں مذاق کررہے ہوں۔ میں زاہد کیسے ہوں؟ اس صوفی نے جواب دیا کہ تو اتنی سی دنیا پر قناعت کیے ہوئے ہے اور ہماری آخرت پر نظر ہے۔ تو قلیل پر نظر رکھے ہوئے ہے اور ہم لا محدود آخرت پر نظر لگائے ہوئے ہیں اس لحاظ سے تو زاہد ہے کہ تیری نظر تھوڑے پر ہے ہماری نظر زیادہ پر ہے۔

حوصلہ افزائی:

ارشاد فرمایا، انسان اللہ تعالیٰ پر ہمیشہ توکل رکھے یہ نہ سوچے کہ میں کیا کھاؤں گا کہاں سے کھاؤں گا۔ وہ لوگ جو زہد اختیار کرتے ہیں انہیں تو سوچنا چاہئے کہ ہمارا کام بندگی کرنا ہے اور رازق کا کام رزق پہنچانا ہے۔ حضرت جی نے دور دور سے آئے ہوئے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ جیسے آپ لوگوں نے گھر چھوڑا ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں اس ایک ایک قدم کی قیمت لگے گی۔ اللہ تعالیٰ کے اکاؤنٹینٹ بڑے ماہر ہیں وہ بھولتے نہیں ہیں، حساب کتاب میں بڑے ماہر ہیں یہ اس دنیا کے اکاؤنٹینٹ ہوتے ہیں جو پرچیاں دے کر بھول جاتے ہیں۔

عزم وہمت کی برکات:

ارشاد فرمایا، اگر انسان ہمت سے کام لے اور اپنے دل میں مصمم ارادہ کر

کے کوئی قدم اٹھائے اور پھر اس کام سے ہٹنے کا بالکل بھی نہ سوچے تو اللہ تعالیٰ ضرور مدد فرماتے ہیں۔ ایک واقعہ بیان فرمایا کہ امریکہ میں ایک بچی نے اسلام قبول کیا اور شرعی پردہ کرنا شروع کر دیا۔ ایک دفعہ کہیں جا رہی تھی کہ امریکی پولیس نے گھیر لیا اور اس کی تلاشی لینی چاہی۔ اس نے کہا کہ یہ ہمارا مذہبی لباس ہے۔ شریعت اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ میں اپنا حجاب آپ کے سامنے اتار دوں۔ اگر آپ نے میری تلاشی لینی ہے اور میری شناخت کرنی ہے تو لیڈی پولیس کو بلائیں، کسی مرد کے سامنے میں اپنے جسم کو نہیں کھول سکتی۔ جب وہ اپنی بات پر ڈٹی رہی تو پولیس نے بھی آخر کار اسے چھوڑ دیا۔

عمل و کردار:

یورپی معاشرے کی حالت زار کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ تقویٰ و طہارت، اتباع سنت یہ چیزیں دیکھ کر وہاں کے لوگ متاثر ہوتے ہیں اور اسلام قبول کرتے ہیں۔ اب وہ معاشرہ اپنی مادر پدر آزاد زندگی سے خود تنگ آ چکا ہے۔

جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

پہلے تو کیا میاں بیوی اور کیا عام لوگ، سب کے سب شراب ایسے پیتے تھے جیسے کوک پیتے ہیں۔ اب وہاں کے حالات بھی بدل رہے ہیں۔ اگر ہم مسلمان اپنا کردار درست کر لیں تو وہ لوگ ہمارے عمل و کردار کو دیکھ کر بڑی جلدی مسلمان ہو سکتے ہیں۔ مسلمانوں نے اپنے آپ کو اتنا پست کر دیا ہے کہ ان کا گھٹیا کردار غیر مسلموں کے مسلمان ہونے میں بڑی رکاوٹ بنا ہوا ہے۔ آج اگر مسلمان کردار و عمل کو سنوار لیں تو اس کے بہت مثبت نتائج برآمد ہوں گے۔